عمران سیریز
ریڈ اتھارٹی
مظہر کلیم
ایم اے
Tanveer
خاص نمبر

[illegible]

محترم علی حسن صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میرے بارے میں جس خلوص اور محبت کا اظہار کیا ہے میں اس کے لئے آپ کا انتہائی ممنون ہوں۔ جہاں تک میری ذاتی زندگی کے بارے میں آپ کے شکوے کا سوال ہے تو آپ سے پہلے بھی بے شمار قارئین نے اس سلسلے میں خطوط لکھے ہیں اور ایسے خطوط مسلسل مجھے ملتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف رسائل و جرائد کی طرف سے بھی اکثر انٹرویو کا اصرار رہتا ہے۔ فیملی میگزین نے ایک بار مختصر سا انٹرویو شائع کیا تھا اور ایک بار پی ٹی وی سے بھی انتہائی مختصر سا انٹرویو نشر ہو چکا ہے لیکن قارئین کا اصرار انتہائی تفصیلی انٹرویو کا ہے جبکہ میرے پاس اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ میں انتہائی تفصیلی انٹرویو کے لئے طویل وقت نکال سکوں۔ اس لئے یہ معاملہ اب تک ٹلتا چلا آیا ہے لیکن اب آپ جیسے محبت کرنے والے بے شمار قارئین کے اصرار پر یہ ہو سکتا ہے کہ میں کسی ناول میں اپنے بارے میں چند ایسے کوائف شائع کر دوں جسے پڑھ کر آپ خود ہی تفصیلی انٹرویو کا نقشہ اپنے ذہن میں تیار کر لیں لیکن ایک وضاحت پہلے ہی کر دوں کہ قارئین تحریریں پڑھ کر لکھنے والے کے متعلق اپنے ذہن میں کچھ ایسا نقشہ بنا لیتے ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لکھنے والا شاید اس دنیا کا انسان ہی نہیں ہے وہ کوئی پراسرار مخلوق ہوتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ لکھنے والا بھی آپ کی طرح کا ہی انسان ہوتا ہے اور میں تو ویسے بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز، ناچیز

حقیر اور عام سا بندہ ہوں۔ میری تحریریں اگر آپ کو پسند آتی ہیں تو اس میں میرا ذاتی طور پر کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین ہے وہ سب عزتوں کا مالک ہے اور وہی جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد از جلد آپ کا یہ شکوہ دور کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ ان دنوں چونکہ سیکرٹ سروس کے پاس کوئی کام نہ تھا اس لئے عمران نے ان دنوں مطالعہ پر زور دے رکھا تھا۔ گذشتہ ایک ہفتے سے وہ صبح کتاب لے کر بیٹھتا تو رات گئے تک بس پڑھتا ہی رہتا تھا اور ظاہر ہے مطالعہ کے ساتھ چائے کی مسلسل ڈیمانڈ لازمی جزو بن جاتی تھی۔ سلیمان چند روز تو خاموش رہا لیکن آج صبح اس نے محاورتاً نہیں بلکہ حقیقتاً عمران کو دھمکی دے دی کہ اب اگر چائے کی ڈیمانڈ کی گئی تو وہ ساری کتابیں اور رسالے اٹھا کر کسی ردی والے کے پاس پہنچ جائے گا اور یہ ایک ایسی دھمکی تھی جو کم از کم عمران کے لئے ناقابل برداشت تھی اس لئے وہ گذشتہ ایک گھنٹے سے بغیر چائے کے مطالعہ کرنے پر مجبور تھا لیکن چائے کے بغیر مطالعہ کرتے ہوئے عمران کو یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ مطالعہ کرنے کی بجائے بس

کتاب کی سطریں پڑھ رہا ہو۔ وہ بار بار انہیں پڑھتا لیکن جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اسے محسوس ہوتا جا رہا تھا کہ لفظوں کا مطلب اس کے ذہن سے غائب ہوتا جا رہا ہے۔ آخر تنگ آکر اس نے کتاب میز پر رکھ دی اور دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

"کاش کوئی اعلیٰ تعلیم یافتہ باورچی ہوتا تو اسے قدر ہوتی کہ مطالعہ کے کیا فائدے ہوتے ہیں"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔ ظاہر ہے اس نے جان بوجھ کر آواز اتنی اونچی رکھی تھی کہ اس کی آواز کم از کم سلیمان کے کانوں تک پہنچ جاتی۔

"کاش۔ کسی سائنسی کتاب میں بھی لکھا ہوتا کہ چائے پینے کے کیا نقصانات ہوتے ہیں۔ لیکن اعلیٰ تعلیم یافتہ سائنس دان دنیا بھر کی تھیوریاں تو لکھ دیتے ہیں لیکن چائے کے نقصان پر کچھ نہیں لکھتے"...... باورچی خانے سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"تمہارے لئے خوشخبری ہے سلیمان۔ ایک سائنس دان نے واقعی چائے کے فوائد پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔ کہو تو پڑھ کر سناؤں تمہیں"...... عمران نے بڑے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ میری جگہ اس سائنس دان کو باورچی رکھ لیں۔ وہ زیادہ بہتر رہے گا"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"کاش۔ ایسا ممکن ہو سکتا۔ لیکن سائنس دان چائے کے فوائد پر تحقیق تو کر سکتے ہیں لیکن چائے بنا نہیں سکتے۔ اب بتاؤ میں کیا کروں"...... عمران نے رونے والے لہجے میں کہا۔

"صبر کریں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے"۔ سلیمان نے فوراً ہی مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"ضرور ہوتا ہے اس میں واقعی کوئی شک نہیں ہے لیکن کیا کیا جائے صبر کا پھل میٹھا تو ہوتا ہے لیکن اس میں چائے کی پتی موجود نہیں ہوتی۔ کاش اللہ تعالیٰ کوئی ایسا پھل بنا دیتا کہ جس میں چائے موجود ہوتی تو کم از کم تم جیسے باورچی کے نخروں سے تو جان چھوٹ جاتی اور چائے پھل کے ڈھیر میں بیٹھ کر اطمینان سے مطالعہ کر لیا جاتا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ شاید اللہ تعالیٰ کو مجھ پر رحم آگیا ہے۔ یقیناً یہ کسی چائے خانے کی طرف سے کال ہو گی کہ جتنی چاہیں اور جب چاہیں چائے آپ کو بھجوائی جاتی رہے۔ واہ یہ ہوئی ناں بات"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"جناب برائے مہربانی ہر پانچ منٹ بعد ایک گرما گرم چائے بھجوا دیا کریں اللہ تعالیٰ اس نیکی پر آپ کو ثواب دارین عطا فرمائے گا"۔ عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"میں ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ علی عمران صاحب سے بات کرنی ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"واہ۔ اللہ تعالیٰ جب سننے پر آتا ہے تو اس طرح بھی سن لیتا ہے

کہ اب چائے قصر صدارت سے بن کر فلیٹ پر آتی رہے گی۔ بہت خوب۔ یہ تو شاید قبولیت کا وقت تھا ورنہ مجھ جیسا حقیر فقیر بندہ ناداں ہیچ مداں یہ سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ اس طرح بھی چائے مل سکتی ہے"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی لیکن اس کی آنکھیں حلقوں میں سرچ لائٹ کی طرح گردش کرنے لگ گئی تھیں کیونکہ آج سے پہلے پریذیڈنٹ ہاؤس سے اس طرح براہ راست کال نہ آئی تھی لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا۔

"سلیمان۔ سلیمان۔ جلدی سے جا کر دروازہ کھول دو پریذیڈنٹ ہاؤس سے چائے آنے والی ہے۔ اور یقیناً صدر صاحب کے کچن میں کام کرنے والے باورچی تمہاری طرح ضدی، خودسر اور کم تعلیم یافتہ نہیں ہوں گے"...... عمران نے رسیور واپس کریڈل پر رکھتے ہوئے اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے گھنٹی دوبارہ بج اٹھی۔

"ہیلو علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اس بار جان بوجھ کر اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ فون پھر ملٹری سیکرٹری کا ہی ہو گا اور یقیناً کوئی ایسی بات ہو گئی ہے کہ اسے براہ راست کال کیا جا رہا ہے۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سنا تم نے سلیمان۔ اندازہ لگایا میری قسمت کا کہ اب ملک کے صدر بھی مجھ سے بات کرنے کی خواہش کرنے لگے ہیں۔ ایک تم ہو

کہ سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتے"...... عمران نے دوسری طرف سے خاموشی ہوتے ہی مائیک پر ہاتھ رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"میری سفارش بھی کر دیجئے گا تاکہ مجھ جیسا باورچی آپ جیسے ناقدر شناس کے ہاتھوں خواہ مخواہ خوار نہ ہوتا رہے"...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"...... دوسرے لمحے صدر کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ میں اپنا تعارف کرا دوں کہ میں حقیر فقیر پرتقصیر بندہ ناداں ہیچ مداں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فلیٹ نمبر دو سو کنگ روڈ سے بول رہا ہوں تاکہ اگر کوئی غلط فہمی ہو تو دور ہو جائے ورنہ کہاں جناب صدر اور کہاں مجھ جیسا حقیر فقیر"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان ملک سے باہر ہیں اور مجھے انتہائی ضروری معاملے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے بات کرنی ہے۔ میں نے اپنے سیکرٹری سے جب چیف سے بات کرانے کا کہا تو انہوں نے بتایا کہ چیف کا نمبر ان کے پاس نہیں ہے اور سرسلطان نے اس سلسلے میں آپ کا نمبر دے رکھا ہے کیونکہ آپ چیف کے نمائندہ خصوصی ہیں"...... صدر کے لہجے میں ناگواری کا عنصر نمایاں تھا۔

"نمبر ہوتا بھی سہی جناب تب بھی آپ ان سے بات نہ کر سکتے کیونکہ ان کا فون طویل عرصے سے عدم ادائیگی بل کی وجہ سے محکمہ

والوں نے منقطع کر رکھا ہے البتہ اگر وہ نمبر ڈائل کیا جائے تو ایک انتہائی مترنم نسوانی آواز سننے کو مل جاتی ہے جو یہ اطلاع دیتی ہے کہ یہ نمبر عدم ادائیگی بل کی وجہ سے منقطع ہو چکا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان نے آپ کے بارے میں مجھے تفصیل سے بتا رکھا ہے اس لئے آپ کی یہ باتیں میرے لئے نئی نہیں ہیں۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں کہ چیف کا فون نمبر نہیں مل سکتا۔ بہرحال آپ انہیں اطلاع کر دیں کہ وہ فوری طور پر مجھ سے رابطہ کریں۔ اٹ از موسٹ ایمرجنسی۔ خدا حافظ"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"ارے۔ کیا مطلب۔ تم نے اپنے فون کا بل ادا کر دیا ہے۔ میں نے تو اس لئے یہ نمبر ڈائل کئے تھے کہ مجھے ان محترمہ کی آواز بے حد پسند ہے جو اعلان کرتی رہتی ہیں کہ فون بوجہ عدم ادائیگی بل منقطع ہو چکا ہے۔ اب کیا کروں۔ چلو تم کوئی اور نمبر بتا دو جس کا بل ادا نہ کیا گیا ہو۔ بحیثیت سیکرٹ سروس کے چیف تمہارے پاس تو بہرحال ایسے نمبروں کی لسٹ موجود ہی ہو گی"...... عمران نے

شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا مطالعہ سے طبیعت اکتا گئی ہے یا سلیمان نے چائے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو آپ دانش منزل آ جائیں میں آپ کو ایک پیالی چائے تو بہرحال پیش کر سکتا ہوں"...... بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ۔ کیا سخاوت ہے۔ حاتم طائی کا نام تو مفت میں مشہور ہو گیا ہے۔ اصل میں تو تمہارا نام ہونا چاہئے تھا۔ بہرحال یہ سن لو کہ اب مجھے دانش منزل کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے جبکہ میرے فلیٹ پر ملک کے صدر کا فون آنا شروع ہو گیا ہے اور اللہ نے چاہا تو جلد ہی وہ وقت آ جائے گا کہ میرا فلیٹ ہی پریذیڈنٹ ہاؤس قرار دے دیا جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا صدر صاحب نے آپ کو براہ راست کال کیا ہے۔ کیوں"...... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سرسلطان نے تمہیں مکمل سیکرٹ بنا رکھا ہے حتیٰ کہ تمہارا نمبر صدر صاحب کو بھی نہیں دیا۔ وہ اس بات پر ناراض ہو رہے تھے لیکن میں نے انہیں بتایا کہ اگر نمبر ہوتا بھی تو پھر بھی ان کے لئے بیکار تھا کیونکہ چیف صاحب نے فون کا بل ہی ادا نہیں کیا اس لئے اب تو مترنم آواز ہی سنائی دے سکتی ہے جس پر صدر صاحب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اطلاع دوں کہ تم ان سے رابطہ کرو۔ کوئی موسٹ ایمرجنسی آن پڑی ہے صدر صاحب کو"...... عمران نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی کوئی سیریس مسئلہ ہو گا۔آپ نے خود ہی فون کر لیا ہوتا"...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا بغیر چائے کے مطالعہ کرتے کرتے دماغ ہی خشک ہو چکا ہے۔ اب لفظ تو پڑھ لیتا ہوں لیکن لفظوں کا مطلب سمجھ ہی نہیں آتا اور ظاہر ہے اس خشکی کا اثر کانوں پر بھی پڑ رہا ہو گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں بات کروں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ تاکہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود مشین صدر صاحب کو یہ نہ بتا سکے کہ جس نمبر پر انہوں نے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو فون کیا تھا اسی نمبر پر جناب ایکسٹو صاحب بات کر رہے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا آپ واقعی بہت گہرائی میں سوچتے ہیں۔ میں کرتا ہوں بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن اگر کوئی ایسی بات ہو جسے تم مجھے بتانا ضروری سمجھو تو پہلے بیس پچیس پیالیاں چائے کی بنا کر فلاسک میں رکھ لینا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"سلیمان۔ جناب سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ محترم جناب آل ورلڈ ککس ایسوسی ایشن کے صدر صاحب"۔ عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

"میں چائے پینے میں مصروف ہوں اس لئے دو گھنٹے بعد آرڈر دیجئے پھر غور ہو سکتا ہے"...... سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا مطلب۔ کیا چائے کی ایک پیالی پینے میں تمہیں دو گھنٹے لگتے ہیں۔ اتنی دیر تو چائے بنانے میں نہیں لگتی جتنی تم چائے پینے کے لئے کہہ رہے ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے اب طاہر صاحب کو ہدایت کی ہے میں نے پہلے یہ کام کر رکھا ہے۔ فلاسک میں اب بھی بیس پیالیاں چائے موجود ہے"۔ سلیمان نے کہا۔

"ارے واہ۔ کہاں ہے وہ دل خوش کن فلاسک۔ جلدی بتاؤ"۔ عمران نے انتہائی چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دانش منزل میں"...... سلیمان نے جواب دیا اور عمران نے بے اختیار منہ بنا لیا لیکن دوسرے لمحے سلیمان کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں چائے کی ایک پیالی موجود تھی۔

"یہ لیجئے تاکہ آپ کو اندازہ ہو سکے کہ چائے ہوتی کیا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ آپ طاہر صاحب کی بنی ہوئی چائے کو ہی چائے سمجھ بیٹھیں"...... سلیمان نے پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ چائے سفید رنگ کی ہوتی ہے۔ حیرت ہے۔ میں تو سمجھا تھا کہ چائے کا رنگ تمہارے جیسا ہوتا ہے"۔ عمران نے پیالی کو حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کی اماں بی کے تجویز کردہ نسخے کے مطابق چائے ہے"۔

سلیمان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

"کاش اماں بی کے نسخے میں چائے کی پتی بھی شامل ہوتی لیکن اب کیا کیا جائے مجبوری ہے"...... عمران نے کہا اور چائے کی پیالی جس میں ظاہر ہے دودھ کی آمیزش چائے سے زیادہ تھی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ پھر اس نے پیالی ختم کی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"اماں بی کے نسخے سے تیار کردہ چائے پینے والا مجبور علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ صدر صاحب نے انتہائی اہم بات کی ہے۔ آپ پلیز فوراً دانش منزل آ جائیں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی انتہائی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"کم از کم یہ تو بتا دو کہ صدر کے تیار کردہ چائے کے نسخے میں چائے کی پتی بھی شامل ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا لیکن دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو چکا تھا۔

"یا اللہ تو رحیم و کریم ہے اور یقیناً چائے نوشوں کو چائے دینے پر قادر ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی انتہائی شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے سامنے رکھے ہوئے کئی رنگوں کے فون میں سے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی باوقار لہجے میں کہا۔

"شامی بول رہا ہوں جناب ڈاکٹر شکور کا راز کھل گیا ہے"۔ دوسری طرف سے انتہائی وحشت بھری آواز سنائی دی تو ادھیڑ عمر آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر بھی یکلخت انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ ایک گھنٹہ پہلے ڈاکٹر صاحب اپنے کام میں مصروف تھے۔ ان کی دو روز کی رخصت منظور ہو چکی تھی اور وہ ڈیوٹی آف کر کے رخصت پر جانے والے تھے کہ اچانک مشین

میں کوئی فنی نقص پیدا ہو گیا اور مشین کے اندر کام کرنے والی فینکر گیس کمرے میں پھیل گئی جس سے ڈاکٹر شکور صاحب بے ہوش ہو کر وہیں گر پڑے۔ گیس پھیلنے کی وجہ سے خطرے کے الارم بج اٹھے تو حفاظتی اقدامات کیے گئے اور پھر انہیں بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر فوری ہسپتال پہنچا دیا گیا۔ وہاں ڈاکٹروں کی زبردست کوششوں سے وہ ہوش میں تو آ گئے مگر ان کی یادداشت غائب ہو گئی لیکن ڈاکٹروں نے بتایا کہ ایسا اس زہریلی گیس کی وجہ سے عارضی طور پر ہوا ہے اور یادداشت بحال تو ہو جائے گی لیکن اس میں کم از کم تین ماہ کا عرصہ لگ جائے گا۔ اس حد تک تو معاملہ ٹھیک تھا لیکن جب انہیں ہسپتال کا لباس پہنایا گیا اور ان کا اپنا لباس اتارا گیا تو ان کے کوٹ کی ایک خفیہ جیب سے اے لیبارٹری کا پورا نقشہ مع حفاظتی انتظامات کی تفصیل کے ساتھ برآمد ہو گیا۔ یہ انتہائی اہم اور خطرناک بات تھی۔ چنانچہ فوری طور پر ملٹری انٹیلی جنس کو رپورٹ دی گئی۔ ملٹری انٹیلی جنس والوں نے ان کے لباس کی مکمل تلاشی لی اور پھر ان کی رہائش گاہ پر چھاپہ مارا گیا اور وہاں بھی تفصیلی تلاشی لی گئی لیکن وہاں سے کچھ نہیں مل سکا۔ مجھ سے بھی انتہائی کڑی پوچھ گچھ کی گئی لیکن ظاہر ہے میرے خلاف کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں تھا اس لئے تفصیلی پوچھ گچھ کے بعد مجھے چھوڑ دیا گیا لیکن ساتھ ہی یہ حکم دیا گیا کہ میں ان کی اجازت کے بغیر لیبارٹری ایریا سے باہر نہیں جا سکتا۔ اب مجھے موقع ملا تو میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں"۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ کیا تمہارا فون محفوظ ہے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے پوچھا۔

"یس سر۔ میں نے پہلے پوری طرح تسلی کر لی ہے"...... شامی نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر شکور نے مجھے صبح اطلاع دی تھی کہ آج رات وہ نقشہ اور تفصیلات کلب میں میرے حوالے کر دیں گے اور میں نے حکومت کو بھی اطلاع کر دی تھی لیکن اچانک یہ کیا افتاد پڑ گئی۔ اب ڈاکٹر شکور صاحب کہاں ہیں"۔ ادھیڑ عمر نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"وہ ہسپتال کے مخصوص کمرے میں ہیں لیکن ان کی انتہائی سختی سے نگرانی کی جا رہی ہے اور ملٹری انٹیلی جنس والوں نے ڈاکٹروں سے کہا ہے کہ وہ جلد از جلد ڈاکٹر شکور کی یادداشت درست کریں تاکہ ان سے معلوم کیا جا سکے کہ انہوں نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا ہے اور اس معاملے میں کون کون ملوث ہے لیکن ڈاکٹروں کے بورڈ کی متفقہ رائے ہے کہ اس زہریلی گیس کے ڈاکٹر شکور صاحب کے ذہن پر ہونے والے دباؤ کا خاتمہ تین ماہ سے پہلے کسی صورت میں بھی نہیں ہو سکتا اور یہ وقت بھی اس صورت میں لگے گا کہ ان کا مسلسل علاج کیا جائے"...... شامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ تین ماہ تک ڈاکٹر شکور صاحب کچھ نہیں بتا سکتے"...... ادھیڑ عمر آدمی نے کہا۔

"لیکن جناب تین ماہ بعد انہیں بہرحال سب کچھ بتانا پڑے گا اور

پھر بات بہت دور تک چلی جائے گی اسلئے اگر آپ حکم دیں تو ان کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ یہ راز ہمیشہ کیلئے راز رہ جائے "۔ شامی نے کہا۔

" کیا تم انہیں ختم کر سکتے ہو "...... ادھیڑ عمر نے کہا۔

" یس سر۔ کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ تین ماہ کافی وقت ہے اور اس دوران کسی بھی وقت یہ کام ہو سکتا ہے "...... شامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم کس نمبر سے بول رہے ہو "...... ادھیڑ عمر نے پوچھا اور دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

" کیا اس نمبر پر تم سے بات کر سکتا ہوں "۔ ادھیڑ عمر نے پوچھا۔

" جی صاحب۔ لیکن ایک گھنٹے کے اندر اندر۔ اس کے بعد یہ محفوظ فون غیر محفوظ ہو جائے گا "...... دوسری طرف سے شامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے تم فون کے قریب رہو میں حکومت کے اعلیٰ حکام کو رپورٹ دے کر ان سے ہدایات لیتا ہوں "...... ادھیڑ عمر نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس "...... ایک لڑکھڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی لیکن لہجے میں بھاری پن موجود تھا۔

" پاکیشیا سے سفیر فلیک بول رہا ہوں جناب "...... ادھیڑ عمر

آدمی نے کہا۔

" اوہ آپ۔ اس وقت کیسے فون کیا رات کے دو بجے "۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا لیکن اب آواز سے محسوس ہو رہا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والے نے اپنے آپ کو سنبھال لیا ہے۔ شاید پہلی بار وہ گہری نیند سے بیدار ہو کر بول رہا تھا اس لئے لہجے میں لڑکھڑاہٹ تھی۔

" سوری جناب۔ گو یہاں پاکیشیا میں سہ پہر ہے لیکن مجھے معلوم تھا کہ کاسٹریا میں رات کے دو بجے ہوں گے لیکن معاملہ اس قدر ایمرجنسی ہے کہ مجھے آپ کو کال کرنا پڑا "...... سفیر نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا معاملہ ہے تفصیل سے بات کرو "...... دوسری طرف سے تشویش بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" جناب ڈاکٹر شکور والے معاملے کا تو آپ کو علم ہی ہے۔ ڈاکٹر شکور نے آج رات کو مجھ سے کلب میں میٹنگ طے کی تھی کیونکہ لیبارٹری سے انہوں نے دو روز کی رخصت منظور کرا لی تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ آج رات کو اے لیبارٹری کا تفصیلی اور مکمل نقشہ مع حفاظتی انتظامات کے مجھے سپلائی کر دیں گے اور میں انہیں معاہدے کے مطابق بقایا رقم دے دوں۔ میں نے رقم کا انتظام کر لیا تھا کہ ابھی ڈاکٹر شکور کا ملازم شامی جو ہمارا ہی آدمی ہے کا فون آیا ہے "...... سفیر فلیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے

شامی سے ملنے والی رپورٹ پوری تفصیل سے دوہرا دی۔

"ویری بیڈ۔ یہ تو سارا معاملہ ہی خراب ہو گیا"...... دوسری طرف سے انتہائی پریشان لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر۔ اس لئے میں نے آپ کو اس وقت کال کی ہے۔ ان کے ملازم شامی کی تجویز ہے کہ ان کی یادداشت ٹھیک ہونے سے پہلے انہیں ہلاک کر دیا جائے تاکہ راز رہ سکے لیکن ظاہر ہے آپ کی اجازت کے بغیر میں اتنا بڑا قدم نہیں اٹھا سکتا تھا"۔ سفیر فلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آپ کو تھوڑی دیر بعد بتاتا ہوں۔ آپ آفس میں ہی ہیں ناں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر"۔ فلیک نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں طور پر موجود تھے۔ اس نے گھنٹی بجائی تو ایک باوردی نوجوان اندر داخل ہوا اور اس نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"جیمس۔ ہاٹ کافی لے آؤ"...... سفیر صاحب نے کہا۔

"یس سر"۔ ان کے خصوصی اسٹنٹ جیمس نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس نے ہاٹ کافی کی ایک پیالی ٹرے سے اٹھا کر ان کے سامنے رکھ دی اور واپس چلا گیا۔ سفیر صاحب کافی پیتے رہے اور اس معاملے پر سوچتے رہے۔ اے لیبارٹی پاکیشیا کی سب سے اہم لیبارٹری تھی جس کی حفاظت کے انتہائی سخت ترین انتظامات تھے اور پوری دنیا کے ایجنٹوں نے کوشش کر

لی لیکن وہ اس لیبارٹری کے اہم حصوں کا نقشہ یا تفصیلات حاصل نہ کر سکے تھے۔ پھر چیف سیکرٹری حکومت کاسٹریا نے سفیر فلیک کو آج سے ایک ماہ پہلے اچانک کاسٹریا طلب کیا اور وہاں ایک انتہائی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں ان کے ذمے یہ کام لگایا گیا کہ وہ اے لیبارٹری کے خصوصی حصوں کا تفصیلی نقشہ اور اس کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل اس طرح حاصل کریں کہ حکومت پاکیشیا کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ چونکہ سفیر فلیک سفیر بننے سے پہلے کاسٹریا کی ایک سرکاری ایجنسی کے چیف رہے تھے اور انہیں ایسے کاموں کا وسیع تجربہ تھا اس لئے یہ کام ان کے ذمہ لگایا گیا تھا۔ سفیر فلیک نے پاکیشیا پہنچ کر کام شروع کر دیا اور پھر انہیں معلوم ہو گیا کہ لیبارٹری میں کام کرنے والے ایک اہم سائنس دان ڈاکٹر شکور بھاری رقموں کا جوا کھیلنے کے عادی ہیں اور اکثر لیبارٹری سے طویل رخصت لے کر ایکریمیا جا کر جوا کھیلتے ہیں اور پھر وہ ایکریمیا کے ایک سنڈیکیٹ سے بھاری قرضہ بھی لے چکے ہیں جس کی وجہ سے وہ اب ایکریمیا نہیں جاتے۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر شکور کے ذاتی ملازم شامی کے بارے میں بھی پتہ چل گیا کہ وہ یہاں کی سروس سے تنگ ہے اور بھاری رقم حاصل کر کے کسی دوسرے ملک میں ایڈجسٹ ہونا چاہتا ہے۔

چنانچہ سفیر فلیک نے موقع پاتے ہی ان دونوں سے روابط کر لئے اور پھر آہستہ آہستہ ان کے درمیان سودا ہو گیا۔ ڈاکٹر شکور نے دس لاکھ ڈالر کے عوض نقشہ اور تفصیلات مہیا کرنے کا وعدہ کر لیا جبکہ ملازم

شامی نے بھاری رقم کے عوض ڈاکٹر شکور کی نگرانی، حفاظت اور سفیر فلیک کو رپورٹ دینے کی حامی بھرلی۔ سفیر فلیک نے ڈاکٹر شکور کو بھی اس بات کا علم نہ ہونے دیا تھا کہ اس کا اٹنڈنٹ شامی ان کا خاص آدمی ہے۔ یہ انتظام اس لئے کیا گیا تھا تاکہ کہیں ڈاکٹر شکور سفیر کے معاملے میں کسی کو بتا نہ دے اس طرح حکومت کاسٹریا کے ساتھ پاکیشیا کے تعلقات خراب ہو سکتے تھے۔ ایسی صورت میں ملازم شامی کو خصوصی ہدایات دی گئی تھیں۔ بہرحال آج رات اس سودے نے تکمیل پا جانا تھا اور سفیر فلیک کو یقین تھا کہ اس کام کے عوض یقیناً اسے بھی حکومت کاسٹریا کی طرف سے بے پناہ مراعات ملیں گی اور اس کے عہدے میں بھی ترقی ہو جائے گی لیکن اب اچانک شامی کے فون نے اس کے سامنے خواب درہم برہم کر کے رکھ دیئے تھے۔ سفیر صاحب بیٹھے سوچتے بھی رہے اور کافی بھی پیتے رہے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سفیر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور رسیور اٹھالیا۔

"فلیک بول رہا ہوں"...... سفیر فلیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سفید رنگ کے فون کا رابطہ براہ راست حکومت کاسٹریا سے تھا اس لئے وہ سمجھ گیا تھا کہ کال یقیناً چیف سیکرٹری کی طرف سے ہو گی جسے اس نے رات کے دو بجے اٹھا کر ڈاکٹر شکور والے معاملے کی اطلاع دی تھی اور انہوں نے اعلیٰ حکام سے بات کرنے کے بعد انہیں فون کرنے کا کہا تھا اس لئے سفید

رنگ کے فون کی گھنٹی بجتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کال چیف سیکرٹری کی طرف سے ہی ہو گی۔

"چیف سیکرٹری بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے باوقار لہجے میں کہا گیا۔

"یس سر"۔ سفیر فلیک نے پہلے کی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا ایسا ممکن ہے کہ ڈاکٹر شکور کو اغوا کرا لیا جائے اور وہاں کی کسی ایجنسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ انہیں کس نے اغوا کیا ہے اور وہ کہاں ہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو فلیک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ چیف سیکرٹری نے جو کچھ کہا تھا اس بارے میں تو اس کے ذہن میں خیال تک نہ تھا۔ اسے پوری امید تھی کہ چیف سیکرٹری اسے ہلاک کرنے کا ہی حکم دیں گے۔

"اغوا۔ لیکن سر یہ کیسے ممکن ہے۔ وہ ایٹمی مراکز کے خصوصی ہسپتال میں موجود ہیں اور پھر ملٹری انٹیلی جنس کی نگرانی میں ہے اور خود اس کی یادداشت غائب ہو چکی ہے جبکہ وہاں ہمارا ایک ہی آدمی ہے اس لئے وہ اسے کس طرح باہر لے آ سکتا ہے۔ وہاں تو قدم قدم پر چیکنگ ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی اجنبی وہاں داخل ہو سکتا ہے اور نہ ہی بغیر اجازت وہاں سے کوئی باہر آ سکتا ہے"...... فلیک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"اصل معاملہ یہ ہے کہ یہ مشن حکومت اسرائیل کے کہنے پر

ترتیب دیا گیا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ کاسٹریا اور اسرائیل کے درمیان گہرے لیکن خفیہ تعلقات ہیں مگر ان تعلقات کو سفارتی سطح پر زیادہ اوپن نہیں کیا جاتا صرف رسمی تعلقات ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اسرائیل پاکیشیا کی اس اہم ترین لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ ان کے خیال کے مطابق اس لیبارٹری میں ہونے والی ریسرچ سے مسلم بلاک اس قدر طاقتور ہو سکتا ہے کہ اسرائیل کا وجود ہی خطرے میں پڑ سکتا ہے لیکن پاکیشیا نے اپنے اس ایٹمی مرکز کا ایسا فول پروف حفاظتی انتظام کیا ہوا ہے کہ اسرائیل تو کیا ایکریمیا اور کافرستان بھی باوجود بے پناہ کوششوں کے اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکے اس لئے اسرائیل نے حکومت کاسٹریا سے اس معاملے میں مدد کی درخواست کی اور اس مشن کی تکمیل پر ایسے وعدے کئے کہ جن سے کاسٹریا کو بے پناہ مفادات مل سکتے ہیں۔ چنانچہ حکومت کاسٹریا نے اس مشن کو مکمل کرنے کی حامی بھر لی اور پھر آپ کا انتخاب کیا گیا اور ہمیں خوشی ہے کہ آپ اس مشن میں کامیاب بھی ہو گئے تھے لیکن حادثاتی طور پر معاملہ بگڑ گیا۔ اب اسرائیلی حکام سے اس بارے میں تفصیلی بات کی گئی ہے تو انہوں نے کہا ہے کہ اگر ڈاکٹر شکور کو کسی طرح اغوا کر کے اسرائیل پہنچا دیا جائے تو اسرائیلی ڈاکٹر ان کا علاج کر کے ان کی یادداشت ٹھیک کر سکتے ہیں اور چونکہ ڈاکٹر شکور خود اس اے لیبارٹری کے اہم سائنس دان ہیں اور انہوں نے خصوصی طور پر نقشہ بنایا تھا اس لئے

لامحالہ وہ ٹھیک ہونے کے بعد اپنی یادداشت کی مدد سے دوبارہ نقشہ بھی بنا سکتے ہیں اس طرح مشن مکمل ہو سکتا ہے ورنہ ان کی ہلاکت کے بعد تو ظاہر ہے پھر دوبارہ محنت کرنی پڑے گی اور دوسری بات یہ کہ اب ملٹری انٹیلی جنس اس معاملے میں بے حد چوکنا ہو جائے گی"...... چیف سیکرٹری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور سفیر فلیک اسرائیلی حکام کی ذہانت کی دل ہی دل میں داد دینے پر مجبور ہو گیا کیونکہ واقعی انہوں نے جو کچھ سوچا تھا وہ بہترین تھا بشرطیکہ ڈاکٹر شکور کو اس حالت میں اغوا کیا جا سکتا۔

"ٹھیک ہے۔ حالات کے مطابق تو یہ بہترین تجویز ہے لیکن اصل معاملہ ان کے اغوا کا ہے۔ بہرحال ابھی تین ماہ ہمارے پاس ہیں اس لئے ہم اس سلسلے میں کام کر سکتے ہیں"...... سفیر فلیک نے کہا۔

"نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی ایسی جگہ پہنچا دیا جائے جس کا علم ہی نہ ہو سکے اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام ہو جانا چاہئے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"لیکن سر۔ اگر انہیں ایٹمی مراکز سے باہر لایا گیا تو پھر انہیں پاکیشیا سے باہر نکالنے کے لئے کیا انتظام کیا جا سکتا ہے"...... سفیر نے کہا۔

"اس کی فکر مت کریں۔ پاکیشیا دارالحکومت میں ایسے گروپ موجود ہیں جو خاموشی سے ایسا کام کر سکتے ہیں اس لئے اصل مسئلہ انہیں وہاں سے باہر لانے کا ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ لیکن مجھے بتائیں کہ میں نے کس سے رابطہ کرنا ہے تاکہ جیسے ہی کام ہو جائے میں معاملہ طے کر لوں"۔ سفیر نے کہا۔

"ہاں۔ اس سلسلے میں آپ وہاں کے میٹرو ہوٹل کے چیف سپروائزر کیڈرک سے رابطہ کریں اور آپ گولڈن ایجنٹ کا نام لیں گے تو وہ سمجھ جائے گا اور پھر وہ آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل کرے گا"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں کوشش شروع کر دیتا ہوں"...... فلیک نے کہا۔

"یہ کام ہونا چاہئے مسٹر فلیک۔ اگر آپ نے یہ کام کر لیا تو میرا وعدہ کہ آپ کو آپ کی خواہش کے مطابق ایکریمیا میں سفیر بنا دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے چیف سیکرٹری نے کہا۔

"بہت بہت شکریہ سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب یہ کام ہو گا"۔ فلیک نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ ایکریمیا میں سفیر بننے کا مطلب تھا کہ نہ صرف اس کی ترقی ہو گی بلکہ وہ انتہائی اہم ترین آدمی بن جائے گا اور پھر یہ اس کی دیرینہ خواہش بھی تھی۔

"جس قدر جلد ہو سکے اسے ممکن بنائیں۔ وش یو گڈلک"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو فلیک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ اس بارے میں سوچنا چاہتا تھا کیونکہ بظاہر یہ کام ناممکن نظر آتا تھا۔

عمران جیسے ہی دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کھڑا ہوا لیکن اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات دیکھ کر عمران چونک پڑا تھا۔

"عمران صاحب۔ غضب ہو گیا۔ پاکیشیا کی اے لیبارٹری کے اہم سائنس دان ڈاکٹر شکور کو اغوا کر لیا گیا ہے"...... رسمی دعا سلام کے بعد بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"اے لیبارٹری سے اغوا کر لیا گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی بلکہ میرا تو خیال ہے کہ اس سارے علاقے کے جو حفاظتی انتظامات ہیں وہاں جنات بھی شاید داخل نہیں ہو سکتے اور تم کہہ رہے ہو کہ وہاں سے سائنس دان کو اغوا کر لیا گیا"...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے کہنے پر جب میں نے بطور ایکسٹو صدر صاحب کو فون

کیا تو صدر صاحب نے مجھے بتایا کہ ایسا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے بتایا کہ اس اہم سائنس دان کے ساتھ اچانک ایک حادثہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھے تھے اور انہیں وہیں واقع خصوصی ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا تھا لیکن ان کے لباس سے اے لیبارٹری کے انتہائی اہم حصوں کا تفصیلی نقشہ اور حفاظتی انتظامات کی تفصیلات لکھی ہوئی ملی ہیں جس کے بعد ملٹری انٹیلی جنس نے انہیں اپنی حفاظت میں لے لیا۔ لیکن چونکہ ان کی یادداشت غائب ہو چکی تھی اور ڈاکٹروں کے مطابق ان کی یادداشت مسلسل علاج کے باوجود تین ماہ سے پہلے کسی صورت واپس نہیں آ سکتی اس لئے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ انہوں نے کس لئے یہ نقشہ بنایا اور اصل صورت حال کیا تھی لیکن جس روز یہ نقشہ برآمد ہوا اسی رات کو اچانک وہ ہسپتال سے غائب ہو گئے اور وہاں کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ کس طرح غائب ہوئے ہیں اور کہاں گئے ہیں۔ چونکہ ذہنی طور پر وہ خود اس قابل نہیں تھے کہ کہیں آ جا سکتے اس لئے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ انہیں اغوا کیا گیا ہے۔ صدر صاحب چاہتے ہیں کہ اس کیس کو سیکرٹ سروس مکمل کرے اور نہ صرف ڈاکٹر شکور کو برآمد کیا جائے بلکہ یہ بھی معلوم کیا جائے کہ انہوں نے یہ نقشہ کس کے کہنے پر بنایا تھا"۔۔۔ بلیک زیرو نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ نقشہ اور تفصیلات۔ ان کا کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل اسد کی تحویل میں ہیں اور محفوظ ہیں"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی سیریس مسئلہ ہے لیکن ان کی یادداشت کیسے غائب ہوئی اور ان کے اغوا کی کیا تفصیل ہے"۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں نے صدر صاحب سے کہا ہے کہ وہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سے اس کیس کی مکمل فائل حاصل کر کے میرے نمائندہ خصوصی کے فلیٹ پر پہنچا دیں۔ اب اس فائل کے آنے پر ہی تفصیلات کا علم ہو سکے گا"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ۔ تم نے مجھے پہلے ہی فون پر بتایا ہوتا تو میں سلیمان کو کہہ دیتا کہ وہ فائل وصول کرتے ہی یہاں پہنچا دے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"مجھے پہلے خیال نہیں رہا تھا۔ میں نے دوبارہ فون کیا تھا لیکن آپ وہاں سے روانہ ہو چکے تھے اس لئے میں نے سلیمان کو خود ہی کہہ دیا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی گہری سازش ہوئی ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"میں حسب وعدہ آپ کے لئے چائے بنا لاؤں"۔۔۔ بلیک زیرو نے ایسے اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے عمران کو رپورٹ دینے کے بعد اس کی ساری پریشانی دور ہو گئی ہو اور عمران نے منہ سے جواب

دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا اور بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جب ان دونوں نے چائے ختم کی تو مخصوص سیٹی کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ بلیک زیرو نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو سامنے دیوار پر سکرین روشن ہو گئی۔ گیٹ کے باہر سلیمان موجود تھا اور ستون میں بنے ہوئے مخصوص خانے میں ایک پیکٹ ڈال رہا تھا۔ بلیک زیرو نے بٹن آف کیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے میز کی سب سے نچلی دراز کھولی اور اس میں موجود پیکٹ نکال کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔ دانش منزل میں خصوصی طور پر ایسا سسٹم رکھا گیا تھا کہ ستون کے خانے میں ڈالی گئی چیز ایک خفیہ راستے سے ایک پٹے پر چلتی ہوئی آپریشن روم کی میز کی سب سے نچلی دراز میں خود بخود پہنچ جاتی تھی۔ عمران نے پیکٹ کھولا۔ اس کے اندر ایک فائل موجود تھی۔ اس نے فائل کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ فائل میں تقریباً بارہ صفحات تھے۔ اس نے تمام صفحات کو غور سے پڑھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر کے بلیک زیرو کی طرف بڑھا دی۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں ابھر آئی تھیں کیونکہ فائل میں وہ نقشہ اور تفصیلات بھی موجود تھیں جو ڈاکٹر شکور کے بیگ سے برآمد ہوئی تھیں اور اسے دیکھنے کے بعد یہ بات عیاں ہو جاتی تھی کہ اگر یہ نقشہ اور تفصیلات کسی دشمن ملک کے ہاتھ لگ جاتیں تو اسے لیبارٹری کو تباہ ہونے سے نہ بچایا جا سکتا تھا اور عمران اچھی طرح جانتا تھا کہ

اسے لیبارٹری پاکیشیا کے دفاعی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور اسرائیل، ایکریمیا، کافرستان سب ہی ممالک اس کے درپے رہتے تھے لیکن آج تک کوئی اس کے اندر تو ایک طرف اس کے قریب بھی نہیں پہنچ سکا تھا لیکن اس نقشے میں حفاظتی انتظامات کی تفصیل اگر دشمن کے ہاتھ لگ جاتی تو وہ آسانی سے ان حفاظتی انتظامات کو ناکارہ کر کے لیبارٹری تباہ کر سکتے تھے۔ بلیک زیرو فائل کے مطالعے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"اس میں تو اس کے اغوا کا معمولی سا کلیو بھی نہیں ہے عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ایک کلیو موجود ہے تم نے شاید غور نہیں کیا۔ بہرحال پہلے جا کر اسے سپیشل سٹور میں رکھ آؤ کیونکہ اس میں موجود نقشے اور تفصیلات انتہائی اہم ہیں انہیں مکمل طور پر محفوظ رہنا چاہئے بلکہ ایسا کرو کہ انہیں جلا دو"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے فائل میں سے وہ کاغذ علیحدہ کئے جن پر نقشہ اور تفصیلات درج تھیں اور انہیں اٹھا کر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آگیا۔ اس نے فائل اٹھائی اور اسے تہہ کر کے سٹور کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ عمران کالنگ۔اوور"...... فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اسے آن کر کے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس باس۔ ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"ٹائیگر۔ پاکیشیا کے ایٹمی مرکز سے ایک سائنس دان کو کل رات انتہائی پراسرار طور پر اغوا کیا گیا ہے۔ صرف اتنا پتہ چلا ہے کہ اس ایٹمی مرکز کی آخری چیک پوسٹ سے دو فرلانگ دور حفاظتی دیوار پر موجود حفاظتی نظام کا سرکٹ بریک ہوا ہے اور اس دیوار کی دوسری طرف فلیٹ ٹائرز کے نشانات موجود ہیں جو کسی سپر ہیوگو کار کے ہیں۔ تم رجسٹریشن آفس سے معلومات حاصل کرو کہ سپر ہیوگو کاریں دارالحکومت میں کس کس کے نام رجسٹرڈ ہیں۔ پھر ان سب کے بارے میں تفصیلات معلوم کر کے مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع دو اوور"۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ فلیٹ ٹائرز والی سپر ہیوگو کار میٹرو ہوٹل کے جنرل مینجر اور مالک شرمین نے بھی ابھی حال ہی میں خریدی ہے اور شرمین کارمن نژاد آدمی ہے اور اس نے ایک سال قبل یہ ہوٹل خریدا ہے اور اس نے ہوٹل کا تمام عملہ غیر ملکی رکھا ہوا ہے۔اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اسے بھی چیک کرو لیکن جو ہدایت میں نے دی ہے اس پر بھی عمل کرو اور یہ تمام کام انتہائی تیز رفتاری سے ہونا

چاہئے۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ بلیک زیرو بھی واپس آ گیا تھا۔

"آپ اس کلیو کی بات کر رہے تھے لیکن فائل میں تو یہ لکھا گیا ہے کہ سرکٹ کی بریکج صرف چند منٹ تک رہی تھی جو فنی نقص کی بنا پر بھی ہو سکتی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن اصل بات اس دیوار کی دوسری طرف فلیٹ ٹائرز کے نشانات کی ہے۔ اس پر ملٹری انٹیلی جنس والوں نے زیادہ غور نہیں کیا کیونکہ اس دیوار کی دوسری طرف سپر ہائی وے گزرتی ہے اس لئے کاریں اس علاقے میں آتی جاتی ہوں گی لیکن سپر ہیوگو کار انتہائی جدید اور انتہائی طاقتور کار ہے اور یہ خصوصی طور پر بلٹ پروف ہوتی ہے۔ ایسی بلٹ پروف کاریں ایسے لوگ رکھتے ہیں جنہیں اپنی حفاظت درکار ہوتی ہے یا پھر ان کا تعلق جرائم سے ہوتا ہے تاکہ مخالفوں سے بچ سکیں۔ ایسی کار کا سڑک سے اتر کر دیوار کے قریب آنا اسے مشکوک بنا دیتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ لیبارٹری کا کوئی اور آدمی بھی اس کیس میں ملوث ہے جو ڈاکٹر کو ہسپتال سے لے گیا کیونکہ ہسپتال کا عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا اور عقبی دروازے سے وہ دیوار صرف سو گز کے فاصلے پر ہے اور چونکہ یہ تمام چیک پوسٹوں کے بعد کا علاقہ ہے اور اصل اہم مراکز وہاں سے کافی دور ہیں اس لئے

یہاں ایسے سخت حفاظتی انتظامات نہیں ہیں۔ صرف بیرونی دیوار پر حفاظتی انتظامات موجود ہیں جنہیں بریک کیا گیا اور پھر ڈاکٹر کو دیوار کی دوسری طرف پہنچا دیا گیا جہاں سے اسے اس سپر ہیوگو کار میں لے جایا گیا ہے اور یہ کام چند لمحوں میں بھی کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ آدمی واپس اپنی جگہ پہنچ سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا کیونکہ عمران نے جو تجزیہ کیا تھا وہ بظاہر درست نظر آتا تھا۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر اپنی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کر دی تھی تاکہ جب ٹائیگر اسے کال کرے تو کال اس ٹرانسمیٹر پر وصول ہو سکے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی اور عمران نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ٹائیگر کالنگ۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس عمران اٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس۔ دارالحکومت میں چھتیس سپر ہیوگو کاریں رجسٹرڈ ہیں جن میں سے دس کاریں سیاستدانوں، بیس کاریں بڑے صنعت کاروں اور بزنس مینوں کے نام ہیں۔ پانچ کاریں دینی اداروں کے سربراہوں کے نام اور ایک کار ہوٹل میٹرو کے جنرل مینجر اور مالک شرمین کے نام رجسٹرڈ ہے اور جناب میری معلومات کے مطابق اس میں سے صرف آٹھ کاروں میں خصوصی فلیٹ ٹائرز موجود ہیں جن میں سے ایک کار شرمین کی بھی ہے اور جناب میں نے یہ معلومات

ی حاصل کر لی ہیں کہ شرمین کی سپر ہیوگو کار کل اس کے چیف سپروائزر کیڈرک کی تحویل میں رہی ہے۔ یہ کیڈرک کاسٹرین نژاد ہے اور شرمین کا خصوصی آدمی ہے۔ یہ کار ساری رات اس کے پاس رہی ہے اور صبح کو واپس شرمین کی رہائش گاہ پر پہنچائی گئی ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کیڈرک اس وقت کہاں ہو گا۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جناب آج وہ ہوٹل سے رخصت پر ہے۔ اس کی رہائش گاہ ہوٹل کے عقبی حصے میں ملازمین کے لئے بنائے گئے رہائشی حصے میں ہے۔ وہ اکیلا رہتا ہے۔ فلیٹ نمبر سترہ میں جناب۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"میں میٹرو ہوٹل کے عقبی علاقے میں موجود ہوں باس۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم میٹرو ہوٹل کے سامنے پہنچو۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ اس کیڈرک سے ہم نے فوری بات چیت کرنی ہے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"باس۔ اگر آپ حکم دیں تو اسے اغوا کر کے رانا ہاؤس پہنچا دیا جائے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے کہا۔

"کیا تم یہ کام آسانی سے کر لو گے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسے معمولی سا شک بھی نہ پڑے یا کسی اور کو بھی اس بارے میں معلوم

نہ ہو سکے کیونکہ اگر وہ واقعی اس کام میں ملوث ہے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہو۔اوور"...... عمران نے کہا۔

"آپ جوانا کو میٹرو ہوٹل بھیج دیں۔ہم اسے لے آئیں گے۔میں نے معلوم کر لیا ہے وہ اپنے فلیٹ پر ایک لڑکی کے ساتھ موجود ہے اور اس کی نگرانی بھی نہیں ہو رہی۔اوور"...... ٹائیگر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔میں جوانا کو کہتا ہوں کہ وہ میٹرو ہوٹل پہنچ جائے۔اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جوزف۔جوانا کو بلاؤ میں نے اسے ہدایات دینی ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ماسٹر۔میں جوانا بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد جوانا کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جوانا کار لے کر میٹرو ہوٹل جاؤ ٹائیگر وہاں موجود ہو گا وہاں سے ایک آدمی جس کا نام کیڈرک ہے اور جو میٹرو ہوٹل کا چیف سپروائزر ہے کو اغوا کر کے رانا ہاؤس لے آنا ہے۔اس وقت ہوٹل کے عقب میں ملازمین کی رہائش گاہ میں اپنے فلیٹ پر موجود ہے لیکن خیال رکھنا

ہو سکتا ہے کہ اس کی نگرانی ہو رہی ہو۔ایسی صورت میں ان نگرانی کرنے والوں کا خاتمہ بھی ضروری ہے اور اس آدمی کو صحیح سلامت رانا ہاؤس پہنچانا"...... عمران نے کہا۔

"یس ماسٹر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔پھر پانچ منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"رانا ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوانا چلا گیا ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"یس باس۔وہ چلا گیا ہے"...... دوسری طرف سے جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"تو سنو۔جب اس آدمی کو لایا جائے تو تم نے ٹائیگر کو واپس بھجوا دینا ہے اور رانا ہاؤس کا حفاظتی نظام آن کر کے نگرانی کو چیک کرنا ہے اور پھر مجھے دانش منزل فون کر کے اطلاع دینی ہے"۔عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر شکور کو ملک سے باہر نکال دیا گیا ہو گا اگر آپ کہیں تو سیکرٹ سروس کو اس بارے میں کام کرنے کے لئے کہا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو میں پہلے اس کیڈرک سے بات کر لوں۔ہو سکتا ہے کہ

ابھی ایسا نہ ہوا ہو اور اگر ایسا ہوا ہے تو پھر وہی بتائے گا کہ اس نے کس کے ذریعے اور کس انداز میں اسے کہاں بھجوایا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر شکور کو اغوا کرانے کا آخر کیا مقصد ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ابھی تک مقصد نہیں سمجھے حیرت ہے۔ ڈاکٹر شکور نے یہ نقشہ تیار کیا ہے۔ حفاظتی انتظامات کی تفصیلات کاغذ پر درج تھیں اور پھر وہ اس لیبارٹری کا اہم ترین سائنس دان ہے۔ گو وقتی طور پر اس کی یادداشت ختم ہو چکی ہے لیکن تین ماہ بعد ہی سہی بہرحال یادداشت کی بحالی پر کیا ڈاکٹر شکور دوبارہ نقشہ اور تفصیلات تیار نہیں کر سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ واقعی یہ انتہائی اہم بات ہے لیکن یہ کام جس کے لئے ڈاکٹر شکور نے کیا ہے انہیں بھی سامنے آنا چاہئے اور اس آدمی کو بھی جس نے اس کام میں اس کی مدد کی ہے یا اسے اغوا کر کے باہر بھجوایا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ بھی ہو جائے گا پہلے یہ معلوم ہو جائے کہ ڈاکٹر شکور کو کہاں لے جایا گیا ہے اور کون لوگ اس کام کے پیچھے ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جوزف بول رہا ہوں جناب رانا ہاؤس سے۔ باس کو اطلاع دے دیں کہ ان کا مطلوبہ آدمی رانا ہاؤس پہنچ چکا ہے اور ان کی ہدایات پر عمل کیا جا چکا ہے"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے"...... عمران نے اسی طرح مخصوص لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"مجھے بھی آپ بتائیں گے کہ اس سے کیا معلوم ہوا ہے۔ مجھے اس بارے میں بے حد تجسس ہے"...... بلیک زیرو نے بھی احتراماً کھڑا ہوتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن تم صدر صاحب کو فون کر کے انہیں بتا دو کہ سیکرٹ سروس نے کام شروع کر دیا ہے"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

پاکیشیا میں کاسٹریا کا سفیر فلیک اپنی رہائش گاہ پر ہی تھا کہ اسے بتایا گیا کہ سفارت خانے سے کال ہے اور ملازم نے ایک کارڈلیس فون اس کے سامنے میز پر رکھا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔ فلیک ساری رات جاگتا رہا تھا کیونکہ ڈاکٹر شکور جب تک کافرستان نہیں پہنچ گیا اور اسے وہاں کے سفارت خانے سے اس بارے میں حتمی اطلاع نہیں مل گئی وہ سو نہ سکتا تھا اور اس سارے کام میں پوری رات گزر گئی تھی۔ بہرحال اسے صبح کو جب اطلاع دی گئی کہ ڈاکٹر شکور بخیر وعافیت کافرستان میں کاسٹریا کے سفارت خانے پہنچ گیا ہے اور اسے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے مخصوص آدمیوں کے ساتھ کاسٹریا بھجوا دیا گیا ہے تو اسے بے حد اطمینان ہوا تھا اور اس نے چیف سیکرٹری کو کال کر کے اس کی اطلاع بھی کر دی تھی اور اس کے بعد وہ سویا تھا لیکن چونکہ اسے صبح سویرے اٹھنے کی شروع سے

عادت تھی اس لئے وہ صرف دو گھنٹے سو سکا تھا اور پھر اس نے ناشتہ بھی نہ کیا تھا کہ کال آ گئی تھی۔

"یس"...... اس نے فون اٹھا کر اسے آن کرتے ہوئے کہا۔

"گلڈا بول رہی ہوں سر"...... دوسری طرف سے سفارت خانے کی سیکنڈ آفیسر کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے"...... فلیک نے سرد لہجے میں پوچھا۔

"جناب ایک مقامی آدمی شامی آیا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ آپ سے فوری ملنا چاہتا ہے۔ جب اسے بتایا گیا کہ آپ ابھی سفارت خانے نہیں آئے تو اس نے کہا کہ اسے رہائش گاہ پر بھجوا دیا جائے۔ انکار کرنے پر اس نے کہا کہ اگر یہ ملاقات فوری طور پر نہ ہو سکی تو کاسٹریا کے مفادات کو انتہائی نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اس لئے مجبوراً آپ کو کال کیا ہے"...... گلڈا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے اس کی مجھ سے بات کراؤ"...... فلیک نے کہا۔

"ہیلو جناب۔ میں شامی بول رہا ہوں جناب"...... چند لمحوں بعد شامی کی آواز سنائی دی۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو۔ اگر ملٹری انٹیلی جنس والے تمہاری نگرانی کر رہے ہوں۔ تب"...... فلیک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر آپ بے فکر رہیں۔ میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ میں نے پہلے اطمینان کیا ہے پھر یہاں آیا ہوں"...... شامی نے فاخرانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر تمہیں کیا جلدی ہے۔ میں نے ابھی ناشتہ کرنا ہے پھر میں سفارت خانے آرہا ہوں"...... فلیک نے کہا۔

"جناب آج میری چھٹی ہے۔ میں نے کل واپس جانا ہے کیونکہ میری ماں اچانک واقعی بیمار ہو گئی اور پھر میرے بھائی نے فون کیا۔ ملٹری انٹیلی جنس نے تصدیق کی اور مجھے چھٹی ملی ہے۔ میں اپنے شہر جانے کی بجائے پہلے یہاں آیا ہوں تاکہ اپنا مال لے کر جاؤں"۔ دوسری طرف سے شامی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے واقعی بہترین کارنامہ سرانجام دیا ہے اس لئے تمہیں طے شدہ مال کے علاوہ بھاری انعام بھی ملے گا۔ فکر مت کرو میں آرہا ہوں"...... فلیک نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب"...... دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آفیسر کو رسیور دے دو"...... فلیک نے کہا۔

"یس سر"...... چند لمحوں بعد گلڈا کی آواز سنائی دی۔

"مسٹر شامی کو انتہائی عزت و احترام کے ساتھ سپیشل روم میں بٹھاؤ اور اسے ناشتہ وغیرہ بھی مہیا کرو۔ میں آرہا ہوں"...... فلیک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور فلیک نے فون آف کر کے میز پر رکھ دیا۔ پھر اسے ناشتہ لگنے کی اطلاع ملی تو وہ ڈائننگ

روم کی طرف بڑھ گیا۔ ناشتہ کرنے کے بعد تیار ہو کر وہ سفارت خانے پہنچ گیا۔ اپنے آفس میں پہنچ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کی آفس سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیمز کو میرے آفس میں بھجواؤ"...... فلیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... فلیک نے کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"جیمز۔ سپیشل سیف سے ایک لاکھ ڈالر کا ایک پیکٹ اور پچاس ہزار ڈالر کا ایک پیکٹ بنا کر لے آؤ"...... فلیک نے کہا۔

"یس سر"...... جیمز نے جواب دیا اور واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد فلیک نے نیلے رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"روز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فلیک بول رہا ہوں سفارت خانے سے۔ ٹونی سے بات کراؤ"۔ فلیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بولنے والی کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔ ٹونی روز کلب کا مالک تھا اور کاسٹرین نژاد تھا اور یہاں

پاکیشیا میں ناجائز دھندوں میں ملوث تھا۔ اس کے پاس ایک پورا گروپ تھا اور فلیک نے اسے سفارت خانے کے سلسلے میں کسی بھی غیر قانونی کام کے لئے باقاعدہ ماہانہ بنیادوں پر ہائر کیا ہوا تھا اور وہ طویل عرصے سے سفارت خانے کے لئے کام کر رہا تھا۔

"ٹونی بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"ٹونی۔ ایک مقامی آدمی کو فنش کرانا ہے۔ اس آدمی کا نام شامی ہے اور یہ اس وقت سفارت خانے میں موجود ہے۔ تم ایسا کرو کہ تم خود یہاں سفارت خانے آجاؤ اور گلڈا سے مل لو تاکہ وہ تمہیں اس آدمی کی نشاندہی کرادے"...... فلیک نے کہا۔

"کیا یہ کام وہیں سفارت خانے میں ہی کرنا ہے جناب"۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"نہیں۔ یہاں نہیں۔ یہاں تو میں تمہیں اس لئے بلا رہا ہوں تاکہ تمہیں اس کی نشاندہی کی جاسکے۔ تم اسے کار ایکسیڈنٹ بنانا چاہو یا اسے اغوا کر کے کہیں لے جاؤ اور ختم کر دو۔ اس کے پاس ڈیڑھ لاکھ ڈالر دو پیکٹوں کی صورت میں ہوں گے۔ وہ تمہارا معاوضہ ہو گا لیکن خیال رکھنا کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کی نگرانی کر رہی ہو گی اور اگر نہ بھی کر رہی ہو تو اس کا تعلق چونکہ ایک دفاعی لیبارٹری سے ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ بعد میں ملٹری انٹیلی جنس اس کی موت یا گمشدگی کے لئے کام کرے اس لئے یہ کام اس انداز میں ہونا

چاہئے کہ اس آدمی کا تعلق کسی طرح بھی سفارت خانے سے ظاہر نہ ہو اور نہ ہی کسی کو معلوم ہو سکے کہ اسے دانستہ ہلاک کیا گیا ہے"۔ فلیک نے کہا۔

"یہ آدمی کار میں سفارت خانے سے جائے گا یا کسی دوسری صورت میں"...... ٹونی نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہ ٹیکسی پر جائے گا۔ اس نے یہاں سے نکل کر کسی دوسرے شہر جانا ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ ایئرپورٹ جائے یا ریلوے اسٹیشن یا بسوں کے اڈے پر۔ کچھ کہا نہیں جاسکتا"۔ فلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں ٹیکسی لے آتا ہوں۔ میں ٹیکسی باہر روک لوں گا اور پھر کام ہو جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... ٹونی نے کہا۔

"ہاں۔ کام ہو جانے کے بعد مجھے رپورٹ دے دینا"...... فلیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فلیک نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس کم ان"...... فلیک نے کہا تو دروازہ کھلا اور جیمز اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک رجسٹر اور دو پیکٹ تھے۔

"سر یہ دونوں پیکٹ"...... جیمز نے دونوں پیکٹ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ دکھاؤ رجسٹر میں وصولی کے دستخط کر دوں"...... فلیک

نے کہا تو جیمز نے رجسٹر کھول کر فلیک کے سامنے رکھ دیا۔ فلیک نے مخصوص خانوں میں دستخط کر دیئے تو جیمز نے رجسٹر بند کیا اور اسے اٹھا کر واپس چلا گیا تو فلیک نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس گلڈا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی گلڈا کی آواز سنائی دی۔

"ٹونی آ رہا ہے اسے اس آدمی کی نشاندہی دور سے کرا دینا اس کے بعد اسے میرے آفس بھجوا دینا"...... فلیک نے کہا۔

"یس سر"...... گلڈا نے جواب دیا۔

"خیال رکھنا اسے معلوم نہ ہو سکے کہ اس کی نشاندہی کرائی گئی ہے"...... فلیک نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر"...... گلڈا نے جواب دیا اور فلیک نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر دراز سے ایک فائل نکال کر اس نے کھولی اور اس پر جھک گیا۔

عمران رانا ہاؤس کے بلیک روم میں داخل ہوا تو وہاں کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا ایک درمیانی عمر کا آدمی موجود تھا۔ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی البتہ اس کے جسم پر صرف ایک گاؤن تھا۔ بلیک روم میں جوانا موجود تھا۔ یہ آدمی کاسٹرین نژاد تھا۔

"نگرانی وغیرہ چیک کی تھی۔ کس طرح اسے پکڑا ہے"۔ عمران نے اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے جوانا سے کہا۔

"ماسٹر۔ میں میٹرو ہوٹل پہنچا تو ٹائیگر وہاں موجود تھا۔ میں نے اس کی رہنمائی میں کار اس علاقے کے عقب میں ایک بڑی لیکن سنسان گلی میں روک دی پھر میں نے ٹائیگر کے ساتھ اس رہائشی علاقے کی ایک تنگ گلی میں جا کر ماسک میک اپ کئے اور پھر ایک راستے کے ذریعے آگے بڑھ گئے۔ وہاں کوارٹر اور چھوٹی چھوٹی کوٹھیاں تھیں جہاں ملازم رہتے تھے۔ ایک طرف فلیٹس بنے ہوئے

تھے۔ ہم دونوں اس فلیٹ پر پہنچے جہاں یہ رہتا تھا چونکہ وہاں ملازمین کے علاوہ ان کے مہمان اور ملنے جلنے والے بھی آ جا رہے تھے اس لئے کسی نے ہم سے کچھ نہیں پوچھا۔ ٹائیگر نے فلیٹ کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے اس آدمی نے پوچھا تو ٹائیگر نے اسے بتایا کہ وہ مارشل ہے اور شرمین کا ایک اہم پیغام دینا ہے جس پر اس نے دروازہ کھولا۔ اس کے جسم پر صرف گاؤن تھا اور اندر ایک لڑکی بھی موجود تھی۔ ہم نے دونوں کو بے ہوش کر دیا۔ اس کے بعد ٹائیگر کے کہنے پر میں نے اسے ایک قالین میں لپیٹا اور پھر قالین سمیت اسے لے آ کر کار کی عقبی سیٹ اور درمیانی حصے میں ٹھونس دیا۔ اس کے بعد میں اسے یہاں لے آیا۔ ٹائیگر بھی اپنی کار میں میرے پیچھے آتا رہا اور نگرانی چیک کرتا رہا۔ یہاں آکر میں نے اسے قالین سے نکالا اور اسے یہاں کرسی پر جکڑ دیا۔ ٹائیگر باہر سے ہی واپس چلا گیا"۔ جوانا نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ ایک قالین بھی مفت میں لے آئے ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اس آدمی کا ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پیچھے ہٹ گیا۔

"کوڑا نکالو الماری سے۔ شاید آسانی سے زبان نہ کھولے"۔ عمران نے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا ایک طرف دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک کوڑا نکالا اور الماری بند کر کے وہ مڑا اور عمران کی کرسی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس آدمی نے آنکھیں کھول دیں۔ اس نے ہوش میں آتے ہی لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے راڈز کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"تمہارا نام کیڈرک ہے اور تم میٹرو ہوٹل کے چیف سپروائزر ہو"...... عمران نے کہا تو اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تم کون ہو اور میں کہاں ہوں"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو ورنہ اس دیو کے ہاتھ میں موجود کوڑا دیکھ رہے ہو اور اسے انسانوں پر کوڑا برسانے میں اس طرح لطف آتا ہے جس طرح آدم خوروں کو آدمی کا گوشت کھانے میں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میرا نام کیڈرک ہے اور میں میٹرو ہوٹل کا چیف سپروائزر ہوں لیکن یہ سب کیا ہے۔ مجھے یہاں کیوں لایا گیا ہے اور تم کون ہو"...... کیڈرک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے ڈاکٹر شکور کو شرمین کی ہیوگو کار میں ایٹمی مرکز سے

وصول کیا۔ کہاں پہنچایا ہے اسے"...... عمران نے کہا تو کیڈرک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ایک لمحے کے لئے شدید حیرت کے تاثرات ابھرے لیکن پھر اس نے اپنے آپ کو سنبھال لیا۔

"کون ڈاکٹر شکور۔ میں تو ایسے کسی آدمی کو نہیں جانتا اور چیف باس شرین کی کار تو میرے پاس نہیں ہوتی"...... کیڈرک نے کہا۔

"جوانا"...... عمران نے جوانا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے مستعد لہجے میں جواب دیا۔

"اس وقت تک اس پر کوڑے برساؤ جب تک یہ سچ نہ بولنا شروع کر دے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس ماسٹر"...... جوانا نے کہا اور کوڑے کو فضا میں چٹخاتے ہوئے وہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں"...... کیڈرک نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ جوانا کا ہاتھ مسلسل حرکت کر رہا تھا اور کیڈرک کی چیخوں سے کمرہ گونج رہا تھا۔ پھر اچانک کیڈرک کی گردن ڈھلک گئی۔

"اسے ہوش میں لاؤ۔ خاصا جاندار ثابت ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا تو جوانا آگے بڑھا اور اس نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ دوسرے تھپڑ پر کیڈرک چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"شروع ہو جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ بتاتا ہوں۔ رک جاؤ"...... یکلخت کیڈرک

نے چیختے ہوئے کہا تو عمران کے ہاتھ کے اشارے پر جوانا نے اپنا اٹھا ہوا ہاتھ نیچے کر لیا۔

"سنو کیڈرک۔ تم انتہائی چھوٹی مچھلی ہو جبکہ یہ ملکی سلامتی کا مسئلہ ہے اس لئے اگر تم سب کچھ سچ سچ بتا دو تو میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ سلامت واپس بھیج دیا جائے گا اور تمہارا نام بھی سامنے نہ آئے گا کیونکہ جو کچھ تم نے کرنا تھا وہ تم کر چکے۔ اب مزید تم کچھ نہیں کر سکتے"...... عمران نے کہا۔

"میں بتا دیتا ہوں لیکن تم وعدہ کرو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گے اور پھر میں یہ ملک ہی چھوڑ دوں گا"...... کیڈرک نے کہا۔

"سنو۔ کسی وعدے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اگر تم مجھ پر اعتماد کر سکتے ہو تو کر لو ورنہ بہرحال تمہیں بتانا تو پڑے گا ہی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا تعلق کس سرکاری ایجنسی سے ہے"۔ کیڈرک نے کہا۔

"نہیں۔ ہمارا کسی سرکاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہے البتہ ہم نے اپنے ملک کو اس نقصان سے بچانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس ملک کو"...... کیڈرک نے چونک کر کہا۔

"تم اس بات کو چھوڑو۔ اپنی بات کرو ورنہ اس بار جوانا کا ہاتھ نہیں رکے گا"...... عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ میں۔ نے ایک آدمی کو ایٹمی مرکز کی شمالی دیوار کے پاس

وصول کیا تھا۔ وہ بے ہوش تھا اور اسے اندر سے باہر پھینکا گیا تھا۔ میں اپنے دو آدمیوں سمیت سرہیو گو کار میں وہاں موجود تھا۔ میں نے اسے کار میں ڈالا اور پھر میں نے اسے بندرگاہ پر ریڈواٹر ہوٹل کے مینجر رالف کے سپرد کر دیا۔ رالف نے اسے وصول کیا اور چلا گیا اور پھر میں واپس آ گیا۔ اس کے بعد اس کا کیا ہوا مجھے نہیں معلوم"۔ کیڈرک نے کہا۔

"تمہیں یہ کام کس نے سونپا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"فون پر مجھے کہا گیا تھا اور بھاری معاوضے کی آفر کی گئی تھی"۔ کیڈرک نے کہا۔

"شرمین نے تمہیں اتنی قیمتی اور مخصوص کار کیوں دے رکھی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"شرمین ملک سے باہر گیا ہوا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں یہ کار اس کی اجازت سے ہوٹل کے متعلق ضروری کاموں کے لئے میں لے جاتا ہوں۔ چونکہ یہ بڑی اور محفوظ کار ہے اور پھر اس قدر قیمتی ہے کہ عام چیک پوسٹس پر اسے روکا ہی نہیں جاتا اس لئے میں نے اس پر یہ کام کیا اور پھر کار واپس پہنچا دی"...... کیڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس نے یہ کام تمہیں دیا ہے نام بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں نے بتایا ہے کہ فون پر مجھے کہا گیا تھا۔ میں اسے نہیں جانتا"...... کیڈرک نے کہا۔

"جوانا۔ شروع ہو جاؤ"...... عمران نے کہا تو جوانا کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آ گیا۔ دوسرے لمحے کمرہ کیڈرک کی چیخوں سے گونج اٹھا۔

"رک جاؤ۔ بتاتا ہوں"...... تیسرے کوڑے پر کیڈرک نے چیختے ہوئے کہا تو عمران کے اشارے پر جوانا نے ہاتھ روک لیا۔

"اب اگر تم نے جھوٹ بولا تو تمہارا حشر عبرتناک ہو گا۔ ہمیں پہلے سے سب کچھ معلوم ہے ہم نے صرف تم سے کنفرم کرنا ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ میں بتا دیتا ہوں۔ سب کچھ بتا دیتا ہوں"۔ کیڈرک نے ہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کا جسم شدید زخمی ہو رہا تھا۔ وہ اب انتہائی نڈھال سا نظر آ رہا تھا۔ شاید اس کی ضد اور انا ختم ہو چکی تھی۔

"اگر سب کچھ سچ سچ بتا دو گے تو فائدے میں رہو گے ورنہ"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"اب میں کچھ نہیں چھپاؤں گا سب کچھ بتا دوں گا۔ تم مجھے ہلاک کرو گے کر دو لیکن اب یہ تشدد مجھ سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ میرا خیال تھا کہ شاید میں کچھ نہ بتا کر تم سے چھٹکارا حاصل کر لوں گا لیکن تم ظالم انسان ہو۔ تم سے کچھ چھپانا بے کار ہے"...... کیڈرک نے کراہتے ہوئے اور مسلسل روتے ہوئے کہا۔

"زیادہ تقریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"سنو۔ اس سائنس دان کو کاسٹریا کے سفیر فلیک کے حکم پر اغوا

کیا گیا ہے۔ اس سائنس دان کے اسٹنٹ شامی نے اس اغوا میں کام کیا ہے۔ میں یہاں حکومت کاسٹریا کے مفادات کا نگران ہوں لیکن میں براہ راست چیف سیکرٹری کو جواب دہ تھا۔ میرا سفارت خانے سے کوئی تعلق نہ تھا۔ مجھے چیف سیکرٹری کی خصوصی ٹرانسمیٹر کال آئی کہ ایک سائنس دان کو ایٹمی مراکز میں سے اغوا کر کے کافرستان پہنچانا ہے اور اس کام کی تمام پلاننگ پاکیشیا میں کاسٹریا کے سفیر جناب فلیک کریں گے۔ فلیک نے مجھ سے شام کے وقت رابطہ کیا اور میں نے ایک جگہ پر اس سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں سفیر فلیک نے بتایا کہ شامی کی مدد سے ایک سادہ اور فول پروف پلان بنایا گیا ہے۔ ہسپتال کے قریب ایک حفاظتی دیوار ہے جس کی دوسری طرف سے سرہائی وے گزرتی ہے۔ اس حفاظتی دیوار میں موجود حفاظتی نظام کو صرف چند منٹ کے لئے آف کیا جا سکتا ہے کیونکہ اکثر مشینری کے چلنے کے دوران چند منٹ کا بریک آجاتا ہے۔ بجلی کی رو رک جاتی ہے۔ ان چند منٹوں میں اس سائنس دان کو بے ہوشی کے عالم میں اس دیوار سے دوسری طرف پھینکا جائے گا اور میں نے اسے وصول کر کے فوری طور پر کافرستان پہنچانا ہے۔ پھر کافرستان سے کاسٹریا کا ایک ایجنٹ اسے کاسٹریا پہنچا دے گا۔ چنانچہ میرے سامنے شامی سے خصوصی فون پر بات چیت ہوئی اور تمام پلان طے ہو گیا۔ پھر میں نے ایک خاص سمگلر سے رابطہ کیا۔ اس سمگلر کا نام رالف ہے۔ یہ ریڈ واٹر ہوٹل کا مالک ہے۔ اس کی

خصوصی لانچ کے ذریعے یہ کام ہونا تھا۔ چونکہ مجھے خطرہ تھا کہ ایٹمی مراکز سے بندرگاہ تک پولیس کی کئی چیک پوسٹیں ہیں اور مجھے وہاں روکا بھی جا سکتا ہے اور بے ہوش سائنس دان کی موجودگی کی وجہ سے پکڑا بھی جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے شرمین کی سپر ہیو گو کار حاصل کی کیونکہ یہ کار انتہائی اعلیٰ ترین طبقے کے افراد کے پاس ہوتی ہے اور پولیس والے سوائے خصوصی حالات کے اسے روکنے اور چیک کرنے کی جرأت ہی نہیں کرتے۔ میں سپر ہیو گو لے کر طے شدہ مقام پر پہنچ گیا اور سائنس دان کو زخمی ہونے سے بچانے کے لئے میں ایک خصوصی جال ساتھ لے گیا اور میں نے یہ جال وہاں دیوار کے ساتھ نصب کر دیا۔ پھر طے شدہ وقت کے مطابق اس سائنس دان کو دیوار کے اوپر سے اچھالا گیا۔ مجھے نہیں معلوم کہ یہ کیسے ہوا لیکن سائنس دان بے ہوشی کے عالم میں جال پر گرا۔ میں نے اسے سنبھالا اور کار کی عقبی سیٹ کے نیچے ڈال کر میں نے جال کار میں رکھا اور پھر اسے لے کر وہاں سے روانہ ہو گیا۔ میں اسے لے کر سیدھا بندرگاہ گیا۔ وہاں سے رالف کو ساتھ لے کر ہم اس کار میں اس کے مخصوص پوائنٹ پر پہنچے۔ وہاں سے بے ہوش سائنس دان کو خصوصی لانچ پر منتقل کیا گیا اور پھر رالف اسے لے کر روانہ ہو گیا۔ میں وہیں رکا رہا۔ جب لانچ کافرستان پہنچ گئی اور مجھے سائنس دان کی صحیح سلامت وصولی کی اطلاع مل گئی تو میں واپس آیا۔ میں نے کار شرمین کی رہائش گاہ پر پہنچائی اور پھر میں نے فلیک کو اس کی اطلاع دی کیونکہ

وہ اس وقت تک جاگتا رہا تھا جب تک اسے سائنس دان کی بخیر و عافیت کافرستان پہنچنے کی اطلاع نہیں مل گئی۔ چونکہ میں جاگتا رہا تھا اس لئے میں نے ہوٹل سے رخصت لی اور اپنی دوست لڑکی کے ساتھ اپنے فلیٹ میں موجود تھا کہ مجھے بے ہوش کر دیا گیا اور اب مجھے یہاں ہوش آیا ہے"...... کیڈرک نے رک رک کر اور آہستہ آہستہ پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کافرستان میں سائنس دان کو کس کے حوالے کیا گیا ہے اور اس نے ٹرانسمیٹر پر کیا اطلاع دی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کا نام جونز ہے۔ وہ وہاں کے جوپیٹر ہوٹل کا مینجر ہے اور میری طرح وہ بھی وہاں کاسڑیا کے مفادات کی نگرانی کرتا ہے"۔ کیڈرک نے جواب دیا۔

"کیا وہ جونز تمہیں پہلے سے جانتا ہے یا اس کام کے سلسلے میں تمہاری اس سے پہلی بار بات چیت ہوئی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں اور وہ کافی عرصے تک کاسڑیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی میں کام کرتے رہے ہیں۔ پھر ہمیں ایشیا ڈیسک بھجوا دیا گیا اور وہاں سے مجھے یہاں پاکیشیا میں اور جونز کو کافرستان بھجوا دیا گیا"۔ کیڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا خصوصی فون نمبر بتاؤ جس پر اس وقت وہ تم سے بات کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"اس سے براہ راست رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہو سکتا ہے لیکن یہ ن لو کہ وہ مشن کے سلسلے میں کوئی بات نہیں کرے گا کیونکہ یہ ارا اصول ہے۔ ایک بار بات ہو جانے کے بعد دوبارہ بات نہیں و سکتی"...... کیڈرک نے کہا۔

"فریکونسی بتاؤ"...... عمران نے کہا تو کیڈرک نے فریکونسی بتا ی۔

"جوانا، لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آؤ"...... عمران نے جوانا سے کہا ور جوانا نے کوڑا فرش پر پھینکا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ لیا۔ کیڈرک اب آنکھیں بند کئے آہستہ آہستہ کراہ رہا تھا۔

"تم فکر مت کرو۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے اس لئے جونز سے ت ہونے کے بعد تمہاری نہ صرف مرہم پٹی کر دی جائے گی بلکہ ہیں خاموشی سے واپس بھجوا دیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو یڈرک نے آنکھیں کھول دیں۔ اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی ی۔

"کیا واقعی تم ایسا کرو گے"...... کیڈرک نے امید بھرے لہجے ں کہا۔

"ہاں تمہیں ہلاک کر کے ہمیں کوئی فائدہ نہ ہو گا لیکن یہ دوسری ت ہے کہ فلیک تمہیں ہلاک کرا دے"...... عمران نے کہا تو یڈرک بے اختیار چونک پڑا۔

"وہ مجھے کیوں ہلاک کرائے گا"...... کیڈرک نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

" اس قسم کے اہم راز چھپانے کے لئے ایسا بھی ہوتا ہے۔ مجھے حیرت ہے کہ اب تک تمہارے ساتھ ایسا کیوں نہیں کیا گیا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

" اس کے منہ میں رومال ڈال دو"...... عمران نے ٹرانسمیٹر جوانا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا اور جوانا نے جیب سے رومال نکالا اور آگے بڑھ کر اس نے کیڈرک کا منہ زبردستی کھولا اور رومال اندر ٹھونس دیا اور پھر پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ کیڈرک کے چہرے پر حیرت تھی۔ شاید اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ اس کے منہ میں رومال کیوں ڈالا گیا ہے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر وہ فریکونسی ایڈجسٹ کی جو کیڈرک نے اسے بتائی تھی اور پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

" ہیلو ہیلو۔ کیڈرک سپیکنگ۔ اوور"...... عمران نے کیڈرک کی آواز اور لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا تو کیڈرک کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

" یس۔ جونز اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

" جونز۔ یہاں اس مال کے سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس سرگرمی سے کام کر رہی ہے جو میں نے تمہیں بھجوایا تھا اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ انہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ مال کافرستان پہنچایا گیا ہے۔ اوور"......

عمران نے کہا۔

" یہ اطلاع ان تک کیسے پہنچ گئی۔ اوور"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

" ابھی تو مجھے خود بھی معلوم نہیں ہے۔ بہرحال میں معلوم کر لوں گا لیکن تم محتاط رہنا ہو سکتا ہے کہ مال کی برآمدگی کے لئے وہاں تمہاری طرف بھی کام کیا جائے۔ آخر وہاں بھی تو ان لوگوں کے ایجنٹ ہوں گے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

" جب مال ہی یہاں نہیں رہا تو برآمدگی کیسی۔ مال تو اسی روز اسرائیل بھجوا دیا گیا تھا۔ اوور"...... جونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔ پھر ٹھیک ہے۔ بہرحال اس کے باوجود تم محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

" جوانا۔ اسے آف کر کے برقی بھٹی میں منتقل کر دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے ایک فائل چیک کرنے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صدر نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... انہوں نے باوقار لہجے میں کہا۔

"جناب وزیراعظم صاحب بات کرنا چاہتے ہیں سر"...... دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرائیے بات"۔ صدر نے فائل سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"یس پرائم منسٹر صاحب۔ فرمائیے"...... صدر نے بھی باوقار لہجے میں کہا۔

"سر ایک اہم معاملے پر آپ سے تفصیلی بات کرنی ہے لیکن یہ بات خصوصی میٹنگ روم میں کی جائے تو زیادہ بہتر ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے تشریف لائیے"۔ صدر نے چونک کر کہا۔

"تھینک یو سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر انہوں نے یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ان کے پرائیویٹ سیکرٹری کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پرائم منسٹر صاحب جیسے ہی تشریف لائیں مجھے اطلاع دی جائے"...... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل پر جھک گئے۔ تقریباً پون گھنٹہ بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے اپنے سامنے موجود فائل بند کر کے اسے دراز میں رکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سپیشل میٹنگ روم میں تشریف فرما ہیں جناب اور تمام حفاظتی انتظامات بھی مکمل کر لئے گئے ہیں"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے"...... صدر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھے اور پھر تیزی سے آفس کے سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل میٹنگ روم میں داخل ہوئے تو وہاں پہلے سے موجود وزیراعظم ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تشریف رکھیں"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔ انہوں نے میز پر موجود ایک باکس پر لگا ہوا بٹن پریس کیا تو مخصوص میٹنگ روم کے دروازے پر سیاہ رنگ کی کسی دھات کی چادر آ گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال کی چھت کے درمیان ایک چوکھٹا روشن ہو گیا۔ اس چوکھٹے میں سے سرخ رنگ کی ہلکی روشنی نکل رہی تھی اور سرخ روشنی کا مطلب تھا کہ اب یہ سپیشل میٹنگ روم ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکا ہے۔

"فرمائیے"...... صدر نے وزیر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ فائل پہلے دیکھ لیجئے پھر تفصیل سے بات ہو گی"۔ وزیر اعظم نے کہا اور سائیڈ میں رکھے ہوئے ایک مخصوص انداز کے بریف کیس کو اٹھا کر انہوں نے میز پر رکھا اور پھر اسے کھول کر اس میں سے سرخ رنگ کے کور والی فائل نکال کر صدر کے سامنے رکھی اور بریف کیس بند کر کے اسے واپس میز کی سائیڈ سے لگا کر فرش پر رکھ دیا۔ صدر نے فائل کھولی اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ انہوں نے ایک بار نظریں اٹھا کر وزیر اعظم کی طرف دیکھا اور پھر فائل پر جھک گئے۔ فائل میں بارہ صفحات تھے۔ صدر صاحب خاموشی سے فائل پڑھتے رہے اور پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔

"منصوبہ بندی تو انتہائی بے داغ ہے۔ کیا اس پر عمل ہو گیا ہے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر شکور اسرائیل پہنچ چکے ہیں اور انہیں ریڈ میزائل اڈے کے نیچے خصوصی خفیہ ہسپتال میں رکھا گیا ہے"...... وزیر اعظم نے کہا۔

"کاش ان کی یادداشت نہ جاتی اور نقشہ اور تفصیلات ہمیں خاموشی سے مل جاتیں تو زیادہ اچھا تھا"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن قدرت کے کاموں میں انسان دخل نہیں دے سکتا۔ چیف سیکرٹری کاسٹریا نے تو کہا تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے لیکن میں نے سوچا کہ ہلاک کرنے سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ مسئلہ تو صرف تین ماہ کا ہے۔ تین ماہ بعد جب وہ ٹھیک ہو جائے گا تو اس سے نقشہ اور تفصیلات حاصل کر کے اسے ہلاک کر دیا جائے گا۔ صرف مسئلہ اتنا تھا کہ اسے وہاں سے نکالا کیسے جائے۔ وہ مسئلہ حل ہو گیا اور اب کسی کو کانوں کان خبر ہی نہ ہو گی کہ وہ کہاں گئے"۔ وزیر اعظم نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن ظاہر ہے ان کی اس طرح گمشدگی پر حکومت پاکیشیا چونک پڑے گی"...... صدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن ان کی انکوائری وہاں کی انٹیلی جنس ہی کرے گی اور چیف سیکرٹری کاسٹریا نے ایسے انتظامات کئے ہیں کہ وہ لاکھ سر پٹکیں انہیں کچھ بھی معلوم نہ ہو گا"...... وزیر اعظم نے کہا۔

"اس سارے کیس میں جو افراد متعلق رہے ہیں ان کے بارے میں کیا فیصلہ کیا گیا ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"جناب سائنس دان تو یہاں پہنچ چکے ہیں۔ ایک آدمی جو ان کا ملازم تھا اور جس نے یہ سارا کھیل سرانجام دیا ہے اسے کاسٹریا کے پاکیشیا میں سفیر فلیک نے روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک کرا دیا ہے اور چیف سیکرٹری نے اس سفیر فلیک کو بھی فوری طور پر تسمانیہ شفٹ کر دیا ہے۔ جس آدمی نے سائنس دان کو پاکیشیا سے نکال کر کافرستان پہنچایا ہے وہ غیر متعلق آدمی ہے اور کافرستان سے سائنس دان کو مریض بنا کر چارٹرڈ طیارے سے کاسٹریا پہنچایا گیا ہے جہاں سے اسے ایکریمیا اور پھر ایکریمیا سے خفیہ طور پر اسرائیل شفٹ کر دیا گیا ہے۔ اس سارے کھیل کے مین آدمی کاسٹریا کے چیف سیکرٹری رہے ہیں جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہیں سکتا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"ہونہہ۔ لیکن اگر یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ریفر کر دیا گیا تب"...... صدر نے آخرکار وہ الفاظ کہہ دیئے جو انہیں ذہنی طور پر بے چین کر رہے تھے۔

"تو کیا ہوا سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس والے بھی بہت زور لگائیں گے تو کاسٹریا تک ہی پہنچیں گے۔ یہاں کا تو انہیں خیال تک نہیں آ سکتا"...... وزیراعظم نے کہا۔

"اگر وہ کاسٹریا کے چیف سیکرٹری تک پہنچ گئے پھر"...... صدر نے کہا۔

"چیف سیکرٹری تک وہ کیسے پہنچ سکتے ہیں۔ بظاہر تو چیف

سیکرٹری کا اس سارے کیس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو بہرحال چیف سیکرٹری صاحب اہم سرکاری عہدیدار ہیں۔ وہ اس بارے میں ظاہر ہے منہ بند رکھیں گے"...... وزیراعظم نے کہا۔

"مسٹر پرائم منسٹر۔ آپ تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ لوگ ناممکن کو بھی ممکن بنا دیتے ہیں اور میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ایک بار پھر اسرائیل ان کے حملے کی زد میں آ جائے گا۔ ہمیں اس سلسلے میں پیشگی منصوبہ بندی کر لینی چاہئے"...... صدر نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہی معاملہ ہے تو اس سلسلے میں بھی میرے ذہن میں ایک منصوبہ موجود ہے"...... وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا تو صدر صاحب بے اختیار چونک پڑے۔

"اچھا۔ کیا منصوبہ ہے"...... صدر نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا تو وزیراعظم نے ایک بار پھر سائیڈ پر پڑا ہوا بریف کیس اٹھا کر میز پر رکھا اور اسے کھول کر اس میں موجود ایک اور فائل نکال کر اس نے صدر صاحب کے سامنے رکھی اور پہلے والی فائل اٹھا کر اس نے واپس بریف کیس میں رکھی اور بریف کیس بند کر کے اسے دوبارہ میز کی سائیڈ پر رکھ دیا۔ صدر نے فائل کھولی اور پھر اسے پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔ اس میں چار کاغذ تھے۔ چاروں کاغذ پڑھنے کے بعد صدر صاحب نے فائل بند کر دی۔

"تو آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلہ کے لئے نئی ایجنسی قائم کرنا چاہتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب صدر۔ میں نے واقعی اس معاملے پر بے حد غور کیا ہے اور میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ کرنل ڈیوڈ اور جی پی فائیو عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے کیونکہ کرنل ڈیوڈ گرم دماغ آدمی ہے جبکہ یہ عمران اور اس کے ساتھی انتہائی ٹھنڈے ذہن کے لوگ ہیں پھر وہ کرنل ڈیوڈ کے بارے میں سب کچھ جانتے ہیں اس لئے وہ انہیں اپنی مرضی سے ٹریٹ کر لیتے ہیں اور اگر دو یا دو سے زیادہ ایجنسیاں مقابلے پر آجائیں تو ان کے درمیان کریڈٹ حاصل کر لینے کے لئے رسہ کشی شروع ہو جاتی ہے"...... وزیراعظم نے قدرے جوش بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے"...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں جناب کہ فارن ایجنٹس کو روکنے اور ان کے خاتمے کے لئے ایسی ایجنسی موجود ہونی چاہئے جس کے پاس سب سے زیادہ اختیارات ہوں اور جو انتہائی منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہو"...... وزیراعظم نے کہا۔

"آپ نے فائل میں کرنل پائیک کو اس نئی ایجنسی کا سربراہ تجویز کیا ہے"...... صدر نے کہا۔

"جی ہاں اور آپ کرنل پائیک کے بارے میں اچھی طرح جانتے

ہیں۔ آپ کے خصوصی حکم پر ہی اسے ایکریمیا سے یہاں شفٹ کیا گیا تھا اور کرنل پائیک نے ملٹری انٹیلی جنس میں انتہائی شاندار کارنامے سرانجام دیئے ہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"ہاں۔ وہ واقعی انتہائی ٹھنڈے ذہن کا انتہائی ذہین اور فعال آدمی ہے۔ آپ نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے کے لئے بہترین انتخاب کیا ہے لیکن اکیلے کرنل پائیک تو کچھ نہ کر سکیں گے۔ کیا آپ ملٹری انٹیلی جنس کو آگے بڑھائیں گے"...... صدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات کرنل پائیک سے معلوم کر لی جائے۔ وہ تمام ایجنسیوں میں سے اپنے مطلب کی ٹیم منتخب کر لیں اور اپنا ہیڈ کوارٹر جس انداز میں چاہیں بنا لیں البتہ میری درخواست ہو گی کہ انہیں مستقل طور پر ریڈ اتھارٹی دے دی جائے تاکہ وہ موثر انداز میں کام کر سکیں"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"اس ایجنسی کا نام آپ نے کیا تجویز کیا ہے۔ کیا آپ اسے سیکرٹ سروس کا روپ دیں گے"...... صدر نے کہا۔

"نہیں جناب۔ سیکرٹ سروس کا دائرہ کار تو ملک کے اندر کارروائیوں کے ساتھ ساتھ ملک سے باہر کارروائیاں کرنا ہوتا ہے جبکہ میرا خیال ہے کہ اس ایجنسی کو صرف ملک کے اندر داخل ہونے والے ہر قسم کے ایجنٹوں کو روکنے کا ٹاسک دیا جائے اس طرح ان کی کارکردگی زیادہ تیز اور زیادہ موثر ہو جائے گی"۔ وزیراعظم

نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی تجویز زیادہ بہتر ہے۔ پھر اس کا نام کیا تجویز کیا ہے آپ نے اور یہ ایجنسی کس کے انڈر رہ کر کام کرے گی"۔ صدر نے کہا۔

"میں نے اس ایجنسی کا نام ریڈ اتھارٹی ایجنسی تجویز کیا ہے اور یہ آپ کے انڈر کام کرے گی لیکن اسے ڈیل میں خود کروں گا"۔ وزیراعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے اچھی تجویز ہے۔ مجھے منظور ہے"۔ صدر نے کہا۔

"تھینک یو سر۔ مجھے یقین ہے کہ اول تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں آئے گی نہیں لیکن اگر آئے گی تو کرنل پائیک انہیں صحیح طور پر ہینڈل کر لیں گے"...... وزیراعظم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ کرنل پائیک کو خاص طور پر اس بات کی ہدایت کر دیں کہ وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں داخل نہ ہو سکے"...... صدر نے کہا۔

"یس سر"...... وزیراعظم نے جواب دیا۔

"اوکے آپ نوٹیفکیشن بھجوا دیں میں دستخط کر دوں گا"...... صدر نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"ٹھیک ہے سر"...... وزیراعظم نے کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... دعا سلام کے بعد عمران نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ بے حد سنجیدہ ہیں۔ خیریت"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"معاملات کافی الجھ گئے ہیں بلیک زیرو۔ ڈاکٹر شکور کو اغوا کر کے کاسٹریا پہنچایا گیا ہے جبکہ کاسٹریا کا اس سلسلے میں کوئی کردار واضح نہیں ہے۔ کاسٹریا کے ساتھ پاکیشیا کے نہ صرف اچھے تعلقات ہیں بلکہ کاسٹریا کافرستان کے مقابلے پر پاکیشیا کا زیادہ حامی ہے۔ اس کے باوجود کاسٹریا نے پاکیشیا کے انتہائی اہم ایٹمی مراکز کا نقشہ اور تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بات کسی طرح بھی میرے حلق سے نہیں اتر رہی"...... عمران نے کہا۔

"کیا یہ بات حتمی ہے کہ کاسٹریا اس میں ملوث ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اب تک تو یہی بات سامنے آئی ہے"....... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیڈرک سے ہونے والی بات چیت دوہرا دی۔

"میں نے کیڈرک کی آواز اور لہجے میں کافرستان میں کاسٹریا کے ایجنٹ جونز سے بات کی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ ڈاکٹر شکور کو کاسٹریا پہنچایا جا چکا ہے"....... عمران نے کہا۔

"پھر تو یہ بات حتمی ہو جاتی ہے۔ ہمیں وہاں فوری طور پر کام کرنا چاہئے اور اس سائنس دان کو واپس لانا چاہئے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں۔ اس سائنس دان نے غداری کی ہے۔ اگر اتفاقاً زہریلی گیس اس پر فائر نہ ہو جاتی تو کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہوتی اور نقشہ اور تفصیلات کاسٹریا پہنچ جاتیں۔ اب بھی اسے اس لئے اغوا کیا گیا ہے کہ وہ لوگ اسے ٹریٹ کر کے اس کی یادداشت بحال کرائیں گے اور پھر اس سے نقشہ اور تفصیلات حاصل کی جائیں گی اس لئے ایسے آدمی کو فوری طور پر ہلاک ہونا چاہئے اسی میں پاکیشیا کا مفاد ہے"....... عمران نے کہا۔

"ہمارے پاس وقت تو ہے۔ ہم اس کے خلاف اس دوران کارروائی کر سکتے ہیں"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ کاسٹریا نے مڈل مین کا کردار ادا لیا ہے یا تو یہ تفصیلات کافرستان کو چاہئیں یا پھر کسی اور ملک کو۔ لیکن ظاہر ہے ایسا کام کھل کر نہیں کیا جا سکتا"....... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"پھر آپ نے کیا سوچا ہے"....... بلیک زیرو نے کہا۔

"اس شامی کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں جو اس ساری کارروائی کا مین کردار ہے اور زندہ ہے۔ اس سے پوچھ گچھ کے بعد ہی بات آگے بڑھ سکتی ہے"....... عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون اپنی طرف گھسیٹا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"....... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں۔ سر سلطان غیر ملکی دورے سے کب واپس آ رہے ہیں"....... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہ رات کو تشریف لے آئے ہیں جناب۔ آج دفتر آ گئے ہیں۔ بات کراؤں"....... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اچھا۔ کراؤ بات"....... عمران نے کہا۔

"ہیلو سلطان بول رہا ہوں"....... چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔

"آپ آنٹی کو بھی ساتھ لے جاتے"...... عمران نے کہا۔ اس کی سنجیدگی یکلخت ختم ہو گئی تھی اور وہ دوبارہ اپنے پرانے موڈ میں آ گیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ میں سرکاری دورے پر گیا تھا تفریح کرنے تو نہیں گیا تھا جو تمہاری آنٹی کو بھی ساتھ لے جاتا"...... سرسلطان نے بھی مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اسی لئے تو آپ خلاف توقع جلد واپس آ گئے ہیں۔ میں نے تو آپ کے پی اے کو اس لئے فون کیا تھا کہ اس سے آپ کی واپسی کا پوچھ سکوں۔ اس نے بتایا کہ آپ تو واپس بھی آ چکے ہیں اگر آپ نے اتنی جلدی واپس آنا تھا تو کم از کم صدر صاحب کو تو بتا دینا تھا۔ انہیں خواہ مخواہ مجھ سے چیف کا فون نمبر پوچھنے کی تکلیف اٹھانا پڑی"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ میری صدر صاحب سے رات کو بات ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے اس کیس کے بارے میں بتایا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کو یہ کیس ریفر کر دیا گیا ہے لیکن سیکرٹ سروس نے اس میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ میں نے انہیں کہا کہ میں صبح آفس جا کر چیف سے معلوم کروں گا۔ کیا بات ہے تمہارے چیف نے اس معاملے میں کیوں دلچسپی نہیں لی"...... سرسلطان نے کہا۔

"چیف نے تو اس معاملے میں اس قدر دلچسپی لی ہے کہ ابھی تک چیف صاحب اس سے دل نہیں چھڑا سکے حالانکہ انہوں نے ا

چھڑانے کے لئے پتہ نہیں کتنے ماہرین سے رابطہ کیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ تم اچھی خاصی بات کرتے کرتے یکلخت کیا احمقانہ باتیں شروع کر دیتے ہو"...... سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دلچسپی کی بات کر رہے ہیں ناں آپ اور دلچسپی کا مطلب ہے دل کو کسی چیز سے چسپاں کرنا یعنی چپکانا اور چیف صاحب دل کو واقعی چسپاں کر بیٹھے ہیں اور اب چھڑانے کی کوشش میں مصروف ہیں"۔ عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سرسلطان بے اختیار ہنس پڑے۔

"خدا تم سے سمجھے۔ تم کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو۔ بہرحال میں نے صدر صاحب کو رپورٹ دینی ہے انہیں کیا بتاؤں اور ویسے بھی یہ انتہائی سنجیدہ مسئلہ ہے تمہیں کہنے کی ضرورت تو نہیں ہے کہ ہمارے ایٹمی مراکز ہمارے دفاع کے لئے کس قدر اہمیت رکھتے ہیں"...... سرسلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیے کہ کاسٹریا کے ساتھ پاکیشیا کے تعلقات کیسے ہیں"۔ عمران نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"کاسٹریا کے ساتھ۔ کیا مطلب۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

"اس دلچسپی کا دوسرا سرا کاسٹریا سے جا ملتا ہے"...... عمران نے

جواب دیا۔
"اوہ نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ کاسٹریا ایسی حماقت نہیں کر سکتا۔ وہ تو پاکیشیا کے دوستوں میں شامل ہے"...... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اسی بات پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ ڈاکٹر شکور کو اغوا کر کے پہلے کافرستان پہنچایا گیا اور پھر وہاں سے کاسٹریا اور اس سلسلے میں ڈاکٹر شکور کے ذاتی اسٹنٹ شامی اور پاکیشیا میں کاسٹر کے سفیر نے خاص کردار ادا کیا ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اس شامی سے مزید پوچھ گچھ کروں۔ آپ بتائیں کہ اس سے کس طرح رابطہ کیا جائے"...... عمران نے کہا۔
"وہ تو سپیشل ایریئے میں ہی ہو گا۔ ٹھیک ہے میں کمانڈر فرخ سے بات کرتا ہوں۔ وہ سپیشل ایریئے کے انتظامی انچارج ہیں پھر ہی کوئی طریقہ کار سامنے آئے گا۔ ویسے اگر تم کہو تو اس شامی کو ملٹری انٹیلی جنس کے حوالے کر دیا جائے اور ملٹری انٹیلی جنس سے تم اسے حاصل کر لو"...... سر سلطان نے کہا۔
"جس طرح بھی ہو میں بہرحال اس کی لاش سے نہیں ملنا چاہتا"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ میں سمجھ گیا۔ تمہارا مطلب ہے کہ کہیں وہ خود کشی نہ کر لے۔ میں کمانڈر کو خاص طور پر اس کی ہدایت کر دوں گا"۔ سر سلطان نے کہا۔

"کب تک یہ کام ہو سکے گا"...... عمران نے پوچھا۔
"میں رابطہ کرتا ہوں پھر تمہیں فون کروں گا"...... سر سلطان نے کہا۔
"میں دانش منزل میں موجود ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر ا حافظ کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا۔
"میرا خیال ہے کہ اصل کردار سفیر صاحب ہوں گے۔ ان پر ہاتھ جائے تو شاید صورت حال زیادہ واضح ہو جائے گی"...... بلیک رو نے کہا۔
"میں نے سفارت خانے فون کر کے معلومات حاصل کی ہیں۔ فیر صاحب کل رات تسمانیہ چلے گئے ہیں۔ انہیں فوری نوٹس پر مانیہ کا سفیر مقرر کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے بات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی ور عمران نے رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران سے رابطہ کرائیں"۔ سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا ہ سر سلطان اپنے فون کو محفوظ نہیں سمجھ رہے اس لئے انہوں نے سی بات کی ہے۔
"آپ ہولڈ کریں"...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"عمران۔ شامی ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں ہلاک ہو چکا ہے یا کر دیا گیا ہے۔ وہ چھٹی لے کر اپنے گھر شام پور گیا تھا اور اس کی لاش ایک سڑک کے کنارے ملی۔ اسے کسی کار نے کچل دیا تھا۔ اس کی جیب سے پولیس کو سپیشل ایریئے کا کارڈ مل گیا جس پر پولیس کے اعلیٰ حکام نے کمانڈر فرخ سے رابطہ کیا اور کمانڈر فرخ نے اس کی لاش پولیس آفس سے منگوائی اور پھر اس کو چیک کر کے لاش اس کے آبائی شہر بھجوادی گئی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"اوہ۔ مجھے پہلے ہی یہی امید تھی۔ بہرحال ٹھیک ہے میں اب کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرتا ہوں۔ ویسے آپ صدر صاحب کو تسلی دے دیں کہ چیف اس معاملے میں پوری دلچسپی لے رہے ہیں"۔ عمران نے کہا اور پھر خدا حافظ کہہ کر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"بلیک زیرو۔ سرخ کور والی ڈائری اٹھاؤ شاید تسمانیہ میں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اس سفیر سے پوچھ گچھ کر کے ہمیں اطلاع دے سکے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو بڑا لمبا مسئلہ بن جائے گا۔ وہ سفیر ہے اسے اغوا کرنا خاصا مشکل کام ہو گا"...... بلیک زیرو نے دراز کھول کر ڈائری نکالتے

ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ یہ زیادہ بہتر ہے"...... عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اسے اچانک کوئی اور خیال آگیا ہو۔

"کیا"...... بلیک زیرو نے ڈائری عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"جس نے بھی سفیر کا فوری تبادلہ کیا ہے اور اسے فوری طور پر پاکیشیا چھوڑنے کا کہا ہے وہ آدمی اس سارے مسئلے کا مرکزی آدمی ہو گا اس لئے اگر اس آدمی کو ٹریس کر لیا جائے تو اس سے ساری معلومات مل سکتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"سفیر کو ظاہر ہے وزارت خارجہ کا سیکرٹری ہی ٹرانسفر کرتا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ڈائری کھول کر اس نے اس کے ورق الٹنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک صفحے پر نظر پڑتے ہی اس کی آنکھوں میں چمک لہرائی۔ اس نے غور سے اس صفحے کو دیکھا اور پھر ڈائری بند کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کاسٹریا کا رابطہ نمبر اور اس کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر چاہئے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیئے۔ اس بار وہ کافی دیر تک نمبر ڈائل کرتا رہا۔

"پرنس کلب"۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"شینلے سے بات کراؤ میں پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بات کر رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ یہ کیسا نام ہے"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"آپ نے اپنے کلب کا نام تو پرنس رکھ لیا لیکن آپ کو یہ بھی معلوم نہیں کہ دنیا میں کون کون سے پرنس موجود ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے فوراً ہی کہا گیا۔

"ہیلو۔ شینلے بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کیا تم بھی پرنس آف ڈھمپ کا نام سن کر پوچھو گے کہ یہ کیسا نام ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ پرنس۔ آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ کا نام تو میرے دل پر لکھا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پھر تو یہ بات یقینی ہے کہ تمہارے کلب کی استقبالیہ پر بیٹھی ہوئی لڑکی بدصورت ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بدصورت۔ کیا مطلب۔ ریٹا تو انتہائی خوبصورت لڑکی ہے"...... شینلے نے گڑبڑائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم بوڑھے ہو گئے ہو۔ دونوں میں سے بہرحال ایک بات تو ضرور ہے"...... عمران نے کہا۔

"ریٹا نے آخر کیا بات کر دی ہے"...... شینلے نے کہا۔

"اس نے مجھ سے پوچھا ہے کہ یہ پرنس آف ڈھمپ کیسا نام ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ یہ نام تمہارے دل پر لکھا ہوا ہے اور اگر ریٹا خوبصورت ہے اور تم بھی ابھی جوان ہو تو پھر تمہارا دل تو بہرحال ریٹا کے پاس ہونا چاہئے تھا اور جب تمہارا دل اس کے پاس ہوتا تو لامحالہ اس پر لکھا ہوا میرا نام بھی اسے معلوم ہوتا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو شینلے بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے تو آپ کا نام دل پر لکھا رہتا ہے۔ بہرحال خدمت بتائیں"...... شینلے نے کہا۔

"کاسٹریا کے پاکیشیا میں سفیر تھے مسٹر فلیک۔ ان کا اچانک اور فوری طور پر تبادلہ تسمانیہ کر دیا گیا ہے اور یہ سب کچھ اس قدر تیز رفتاری سے ہوا ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ پاکیشیا میں انہیں ایسی کیا تکلیف ہو گئی کہ انہیں اس طرح فوری طور پر پاکیشیا چھوڑنا پڑا"۔ عمران نے کہا۔

"آپ اس فوری تبادلے کی وجہ جاننا چاہتے ہیں یا کوئی اور بات"...... شینلے نے پوچھا۔

"وجہ بھی اور یہ بھی کہ ایسا کس کے حکم پر ہوا ہے کیونکہ عام طور پر ایسا نہیں ہوتا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ بہرحال یہ تبادلہ سرکاری طور پر تو سیکرٹری وزارت خارجہ ہی کر سکتے ہیں لیکن سیکرٹری وزارت خارجہ تو ایک ہفتے کے لئے ملک سے باہر ہیں"...... سٹینلے نے کہا۔

"اوہ۔ پھر معلوم کرو کہ یہ تبادلہ کس نے کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ مجھے نصف گھنٹے بعد دوبارہ فون کر لیں لیکن اس نمبر پر نہیں دوسرے نمبر پر"...... سٹینلے نے کہا اور ایک نمبر بتا دیا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس سٹینلے کا کیا تعلق ہے سرکاری آفسز سے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جو میرا سیکرٹ سروس سے ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا یہ خود سرکاری آفیسر ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"کیا میں سیکرٹ سروس کا رکن ہوں"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا۔ مطلب ہے کہ بظاہر کوئی تعلق نہیں ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بظاہر کیا حقیقتاً کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پرنس کلب میں تمام

اعلیٰ سرکاری افسر آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ وہاں ان کی تمام مطلوبہ خواہشیں اس انداز میں پوری کی جاتی ہیں کہ کاسٹریا کے عوام اور پریس کو پتہ بھی نہیں چلنے دیا جاتا"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اس انداز میں سرہلایا جیسے وہ اب اصل بات سمجھ گیا ہو۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے سے زیادہ وقت گزار کر عمران نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سٹینلے کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ سفیر فلیک کا تبادلہ چیف سیکرٹری صاحب کے خصوصی حکم پر کیا گیا ہے اور آرڈر اسسٹنٹ سیکرٹری وزارت خارجہ نے کئے ہیں لیکن یہ آرڈر بعد میں ہوئے ہیں جبکہ سفیر صاحب پہلے تسمانیہ پہنچ چکے تھے"...... سٹینلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان چیف سیکرٹری صاحب کا حدود اربعہ کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کا نام سر براؤن ہے اور چیف سیکرٹری ہیں اور کیا حدود اربعہ ہو سکتا ہے"...... سٹینلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان کی فیملی، ان کے مشاغل۔ کیا یہ بھی تمہارے کلب کے ممبر ہیں یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں۔ وہ انتہائی رکھ رکھاؤ والے آدمی ہیں۔ کہیں آتے جاتے نہیں۔ ویسے کاسٹریا میں اصل حکومت ہی انہی کی ہے باقی تو صرف خانہ پری ہے"...... شینلے نے جواب دیا۔

"کیا ان کے آفس میں تمہارا کوئی آدمی ہے جو انتہائی خفیہ معلومات حاصل کر سکے"...... عمران نے کہا۔

"کیسی معلومات"...... شینلے نے پوچھا۔

"پاکیشیا سے ایک سائنس دان کو انتہائی پراسرار طور پر اغوا کر کے پہلے کافرستان پہنچایا گیا اور پھر کافرستان سے چارٹرڈ طیارے سے انہیں کاسٹریا پہنچایا گیا اور اس سارے معاملے کو ڈپل سفیر فلیک نے کیا ہے اور اب بقول تمہارے چیف سیکرٹری صاحب نے فلیک کو فوری طور پر پاکیشیا سے ہٹا دیا ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس سارے کھیل کے پیچھے چیف سیکرٹری صاحب ہیں۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سائنس دان اب کہاں ہے اور اگر تم معلومات حاصل کر لو تو تمہارا معاوضہ ڈبل کیا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں معلوم کراتا ہوں۔ آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ فون کریں"...... شینلے نے کہا اور عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو واقعی انتہائی کام کا آدمی ہے لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی کہ جب یہ خود کاسٹرین ہے تو کاسٹریا کے خلاف مخبری

کرنے پر کیسے تیار ہو گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ کاسٹرین نہیں ہے بلکہ کارمن نژاد ہے لیکن کافی طویل عرصے سے کاسٹریا میں سیٹل ہے اور کاسٹریا میں اصل اہمیت دولت کو دی جاتی ہے اور پرنس آف ڈھمپ دولت خرچ کرنے کے بارے میں بے حد فیاض واقع ہوا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر ایک گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... شینلے کی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ تم ڈبل معاوضے کے حق دار بن چکے ہو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے ڈبل معاوضے کا کہہ کر مجھے فوری کام کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ بہرحال رپورٹ مل چکی ہے۔ کافرستان سے آنے والے ایک مریض کو چیف سیکرٹری صاحب کے خصوصی حکم پر ایک دوسرے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پہلے ایکریمیا اور پھر وہاں سے اسرائیل بھجوایا گیا ہے"...... شینلے نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اسرائیل۔ کیا تمہیں ملنے والی رپورٹ یقینی ہے"...... عمران نے کہا۔

"شینلے کبھی کنفرم کئے بغیر معلومات فروخت نہیں کیا کرتا

پرنس۔ اس رپورٹ کے ملنے کے بعد میں نے اس چارٹرڈ طیارہ کمپنی سے رابطہ کیا۔ وہاں بھی میرے آدمی موجود ہیں اور یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ طیارہ اس مریض کو لے کر براستہ ایکریمیا واقعی تل ابیب پہنچا اور پھر تل ابیب کے ایک سپیشل ایئرپورٹ پر اس مریض کو وصول کرنے والوں میں وہاں کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سمتھ بذات خود موجود تھے۔ جو پائلٹ یہ پرواز لے کر گیا تھا وہ کرنل سمتھ کا ایکریمیا میں کلاس فیلو رہا ہے"...... شیٹلے نے کہا۔

"اوکے۔ اب اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک بتا دو"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام بتا دیا گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پیڈ اٹھا کر اس نے بال پوائنٹ کے ذریعے اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل لکھ کر پیڈ بلیک زیرو کی طرف بڑھا دیا۔

"ایکریمیا کے سپیشل اکاؤنٹ میں پچھلے ٹرپ میں خاصی رقم میں نے گیم کلب سے جیت کر جمع کرا دی تھی۔ وہاں سے یہ رقم اس اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرا دو۔ شیٹلے نے واقعی انتہائی کارآمد معلومات مہیا کی ہیں"...... عمران نے کہا اور بلیک زیرو کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران نے ایک بار پھر وہی سرخ جلد والی ڈائری اٹھائی اور اسے کھول کر اس میں موجود کاغذات کو چیک کرنے لگا۔ پھر ایک صفحے پر وہ رک گیا۔ اس نے چند لمحوں بعد ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"آسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ عباس عنصری صاحب سے بات کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ دوسرے نمبر پر ہیں۔ نمبر نوٹ کر لیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرینڈز بیکری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ عباس عنصری صاحب سے بات کرنی ہے۔ مجھے یہ نمبر آسٹر کلب سے دیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"عباس عنصری بول رہا ہوں عمران صاحب السلام علیکم"۔ چند لمحوں بعد ایک شگفتہ سی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ شکر ہے آپ سے دوسرے نمبر پر ہی ملاقات ہو گئی ورنہ میرا خیال تھا کہ جس طرح قدرت کے عناصر چار ہیں اس لئے چار بار تو ڈائل گھمانا ہی پڑے گا"...... عمران نے کہا

تو دوسری طرف سے بے اختیار ہنسی کی آواز سنائی دی۔

"مجھے خیال ہی نہ تھا کہ آپ فون کریں گے ورنہ میں پہلے ہی نمبر پر بیٹھ کر انتظار کرتا"...... عباس عنصری نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس محبت اور خلوص کا بے حد شکریہ۔ آپ کے بارے میں مجھے خاص طور بتایا گیا تھا کہ آپ اسرائیل کی ملٹری انٹیلی جنس سے خصوصی رابطہ رکھتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ فرمائیے"...... عباس عنصری نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا کے ایک سائنس دان کو کاسٹریا کے ایجنٹوں نے اغوا کیا ہے اور چیف سیکرٹری کاسٹریا کے حکم پر ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اسے مریض کے روپ میں تل ابیب لے جایا گیا ہے۔ ویسے ایک زہریلی گیس کے اٹیک کی وجہ سے ان کی یادداشت غائب ہو گئی ہے۔ اس لحاظ سے وہ مریض بھی بہرحال ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ اس چارٹرڈ طیارے کو کسی خصوصی ایئرپورٹ پر اتارا گیا ہے اور وہاں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اس مریض کو وصول کیا ہے۔ میں صرف کنفرم کرنا چاہتا ہوں۔ کیا آپ اس سلسلے میں کوئی مدد کر سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں نہیں عمران صاحب۔ آپ کے حکم کی تعمیل تو ہم پر فرض ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ حکم دیں اور اس کی تعمیل نہ ہو۔ لیکن آپ کو تھوڑا سا وقت دینا پڑے گا تاکہ میں چند خاص آدمیوں

سے رابطہ کر کے انہیں ہدایات دوں اور پھر ان سے رپورٹیں حاصل کر سکوں"...... عباس عنصری نے کہا۔

"کتنا وقت چاہئے آپ کو"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنے کے عادی ہیں اس لئے میں آپ سے صرف دو گھنٹوں کا وقت لوں گا"۔ عباس عنصری نے کہا۔

"بے حد شکریہ۔ پھر مجھے اسی نمبر پر فون کرنا ہو گا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں میں اسی نمبر پر موجود ہوں گا۔ یہ محفوظ ترین نمبر ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ کو شک ہے کہ شیٹلے کی رپورٹ غلط ہو سکتی ہے"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"شک و شبہ کی بات نہیں ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر واقعی ڈاکٹر شکور کو اسرائیل پہنچایا گیا تو پھر ہمیں بہرحال اسرائیل جانا ہو گا اور وہاں جانے سے پہلے میں بہرحال حتمی معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹے سے بھی کچھ زیادہ وقت گزار کر عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"فرینڈز بیکری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی
دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ عباس عنصری سے بات
کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا
لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"عباس عنصری بول رہا ہوں۔ السلام علیکم"...... رابطہ قائم
ہوتے ہی عباس عنصری کی آواز سنائی دی۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ کچھ پتہ چلا عباس صاحب"۔
عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں عمران صاحب۔ انتہائی حیرت انگیز خبریں ہیں۔ پاکیشیا
سے ایک مریفں سائنس دان کو واقعی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف
کرنل سمتھ نے وصول کیا ہے لیکن اس کے بعد اسے کسی خفیہ مقام
پر پہنچا دیا گیا ہے جس کا علم نہیں ہو سکا البتہ اس سلسلے میں ایک نئی
بات کا علم بھی ہوا ہے کہ اسرائیل میں غیر ملکی ایجنٹوں سے نمٹنے کے
لئے ایک نئی سرکاری ایجنسی قائم کی گئی ہے جس کا نام ریڈ اتھارٹی
ہے۔ اس کا چیف ملٹری انٹیلی جنس کے کرنل پائیک کو بنایا گیا
ہے۔ کرنل پائیک یہودی ہے لیکن اس کا طویل عرصہ ایکریمیا کی
سرکاری ایجنسیوں میں کام کرتے ہوئے گزرا ہے۔ گذشتہ دو سالور
سے وہ ایکریمیا چھوڑ کر اسرائیل آ گیا ہے اور ملٹری انٹیلی جنس =

وابستہ رہا ہے۔ انتہائی ذہین، تیز اور فعال آدمی ہے۔ اس شخص نے
فلسطینیوں کو بے حد نقصان پہنچایا ہے لیکن فلسطینیوں کا کوئی
گروپ اسے ختم نہیں کر سکا۔ اب اسے نئی ایجنسی کا چیف بنایا گیا
ہے اور اس کے لئے اسرائیل کے وزیر اعظم بے حد متحرک رہے ہیں
اور انہوں نے باقاعدہ صدر سے خفیہ میٹنگ کی۔ اس کے بعد اس کا
نوٹیفکیشن جاری ہوا۔ نئی ایجنسی کے اچانک قیام پر میں نے اپنے
خاص آدمیوں کو متحرک کیا تاکہ اس کی اصل وجہ معلوم کی جا سکے
اور ابھی آپ کا فون آنے سے چند لمحے پہلے مجھے رپورٹ ملی ہے کہ یہ
ایجنسی دراصل پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کے لئے
بنائی گئی ہے کیونکہ کرنل پائیک نے جی پی فائیو کے چیف کرنل
ڈیوڈ سے طویل ملاقات کی ہے اور اس میں آپ اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس ڈسکس ہوتے رہے ہیں اور اسی وجہ سے اس بارے میں
رپورٹ بھی مل سکی ہے۔ اسرائیل کے صدر کو یہ یقین ہے کہ آپ
اس سائنس دان کو واپس حاصل کرنے کے لئے لازماً اسرائیل آئیں
گے لیکن وزیر اعظم کا خیال ہے کہ کسی کو یہ علم نہیں ہے کہ سائنس
دان کہاں ہے لیکن صدر نے کرنل پائیک کو بلا کر خصوصی طور پر
ہدایات دی ہیں کہ وہ آپ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی طرف سے
ہوشیار رہے۔ اسی وجہ سے کرنل پائیک نے کرنل ڈیوڈ سے ملاقات کی
ہے اور ان سے آپ کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی کے بارے
تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ ویسے یہ بھی پتہ چلا ہے کہ کرنل

پائیک اور کرنل ڈیوڈ دونوں آپس میں دور کے رشتہ دار بھی ہیں"۔
عباس عنصری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس نئی ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ تو معلوم نہیں ہو سکا۔ ویسے مجھے بتایا ہی نہیں گیا اس لئے میرا خیال ہے کہ ابھی ہیڈ کوارٹر سرے سے قائم ہی نہیں ہوا کیونکہ یہ ایجنسی ابھی چند روز پہلے ہی وجود میں آئی ہے"...... عباس عنصری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کے آدمی یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرفی سائنس دان کو کہاں رکھا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"فوری طور پر تو کچھ معلوم نہیں ہو سکا لیکن اگر مزید کوشش کی جائے تو شاید معلوم ہو جائے"...... عباس عنصری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ بے حد شکریہ۔ خدا حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"بہرحال یہ بات تو کنفرم ہو گئی کہ ڈاکٹر شکور کو اسرائیل جایا گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں اور اب ہمیں ایک بار پھر اسرائیل جانا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جولیا بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی جولیا کی

سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... جولیا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"جولیا۔ ایک اہم اور فوری مشن کے سلسلے میں ٹیم کو اسرائیل جانا ہے۔ عمران تمہیں لیڈ کرے گا۔ تم اپنے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر کو تیار رہنے کا کہہ دو۔ عمران تم سے خود رابطہ کرے گا اور وہی اس مشن کی تفصیلات بتائے گا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ ہم تیار ہوں گے سر"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

"آپ کے ذہن میں لازماً وہاں پہنچنے کی کوئی نہ کوئی پلاننگ ہو گی"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"فی الحال تو کوئی پلاننگ نہیں ہے لیکن بہرحال پلاننگ تو بنانی پڑے گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک زیرو بھی احتراماً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر عمران اسے خدا حافظ کہہ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سیاہ رنگ کی کار تیزی سے تل ابیب کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جارہی تھی۔ کار کی عقبی سیٹ پر ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ خاصا چوڑا اور باوقار تھا۔ سر کے بال پیچھے کی طرف مڑے ہوئے تھے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ وہ گہرے براؤن رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر بھی ایک دوہرے بدن کا نوجوان موجود تھا۔ وہ بھی سوٹ میں ملبوس تھا۔ کار مختلف سڑکوں پر گھومتی ہوئی ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک سائیڈ میں بنی ہوئی درمیانے درجے کی ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا گیا تو کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا ڈرائیور کار اندر لے گیا۔ پورچ میں جیسے ہی کار رکی عقبی نشست موجود آدمی دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ ڈرائیور بھی کار سے نیچے

آیا۔ برآمدے میں دو نوجوان موجود تھے۔ وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر پورچ میں آگئے جبکہ تیسرا نوجوان پھاٹک بند کر کے تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ میں آگیا۔

"کہاں ہے وہ آدمی کیپٹن بروکس"...... عقبی نشست سے اترنے والے نے ایک نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تہہ خانے میں ہے سر"...... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے پہلے تفصیل بتاؤ تاکہ میں اس تفصیل کے مطابق اس سے پوچھ گچھ کر سکوں"...... عقبی نشست سے اترنے والے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ اس آدمی کا نام فنلے ہے۔ یہ ملٹری انٹیلی جنس کے کمپیوٹر روم میں ملازم ہے۔ گزشتہ چار سالوں سے کام کر رہا ہے۔ ابھی تک اس پر کسی قسم کا کوئی شک نہیں تھا لیکن وہ اچانک چھٹی لے کر گیا۔ اس نے چھٹی لینے کے لئے انچارج کو بتایا کہ اسے انتہائی ضروری کام ہے لیکن پوچھنے کے باوجود اس نے ضروری کام کی تفصیل نہ بتائی انچارج نے اسے چھٹی تو دے دی لیکن چیکنگ سیکشن کو اس بارے میں اطلاع دے دی۔ چنانچہ اس کی چیکنگ کی گئی تو اس کی سرگرمیاں کافی مشکوک نظر آئیں۔ اس نے ایک پبلک فون بوتھ سے کال کی اور پھر وہ تل ابیب کے ہوٹل ریمانڈ گیا اور اس نے وہاں ایک فلسطینی ویٹر سے علیحدگی میں بات چیت کی۔ اس کے بعد وہ

واپس اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا۔ ویٹر کو بھی چیک کیا گیا تو اس ویٹر
نے بھی ہوٹل سے باقی وقت کی چھٹی لی اور پھر وہ ویٹر ایک ڈرائی
کلینر کی دکان پر گیا۔ یہ دکان ایک فلسطینی کی ہے۔ وہاں وہ اس دکان
کے مالک سے کافی دیر تک بات چیت کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ واپس
ہوٹل چلا گیا۔ اس فلسطینی کی چیکنگ کی گئی۔ وہ چونکہ دکان سے باہر
نہیں نکلا تھا اس لئے اس کا فون وغیرہ چیک کیا گیا تو پتہ چلا کہ اس
نے قبرص فون کیا ہے اور فون پر بظاہر کاروباری بات چیت کی لیکن
جب اس بات چیت کو ٹیپ کر کے ماہرین نے اسے چیک کیا تو پتہ
چلا کہ اس میں پاکیشیا کے سائنس دان کی اسرائیل آمد اور آپ کی
سربراہی میں نئی ایجنسی کے قیام اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
بارے میں معلومات مہیا کی گئی ہیں۔ چنانچہ فوری طور پر اس فلسطینی
دکاندار، اس ویٹر اور اس فتلے تینوں کو پکڑ لیا گیا۔ ویٹر اور اس فلسطینی
نے تو انتہائی پراسرار طور پر خودکشی کر لی لیکن یہ فتلے زندہ ہے چونکہ
یہ سارا سلسلہ آپ کے تحت تھا اس لئے اسے یہاں بھجوا دیا گیا ہے اور
میں نے آپ کو اس بارے میں اطلاع دی ہے"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن بروکس
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹیپ مہیا کی گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے پوچھا۔

"یس سر"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن بروکس نے جواب دیا۔

"او کے۔ آؤ پہلے وہ ٹیپ سناؤ"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے کہا اور تیز
قدم اٹھاتا [illegible] کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے

میں جسے آفس کے طور پر سجایا گیا تھا، پہنچ گیا۔ کیپٹن بروکس شاید وہ
ٹیپ لینے چلا گیا تھا۔ وہ آفس ٹیبل کے پیچھے اونچی نشست کی کرسی پر
بیٹھا ہی تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا
کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل پائیک بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔۔ اس آدمی نے بڑے
سنجیدہ اور قدرے سرد لہجے میں کہا۔

"مارشل بول رہا ہوں فارن آفس سے"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے
ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور کرنل پائیک بے اختیار چونک
پڑا۔

"اوہ۔ آپ خیریت۔ کیسے کال کی ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے
کہا۔

"ایک اہم اطلاع آپ تک پہنچانی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے مجھے
پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام
کرنے والا علی عمران چار افراد کے ساتھ جن میں ایک لڑکی اور تین
مرد شامل ہیں پاکیشیا سے تارکی کے لئے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ اب
فارن ایجنٹس کے سلسلے میں کارروائی آپ کی ایجنسی کی ذمہ داری
ہے اس لئے اب ایسی اطلاعات کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے کہ
آپ کو براہ راست بھجوائی جائیں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تارکی میں بھی تو آپ کے آدمی موجود ہوں گے"۔۔۔۔۔۔ کرنل
پائیک نے کہا۔

"ہاں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر ان کی ڈیوٹی لگا دیں کہ اس گروپ کی اس انداز میں نگرانی کریں کہ انہیں اس کا علم نہ ہو سکے اور ان کے بارے میں رپورٹس دیتے رہیں کیونکہ اس گروپ کے بارے میں صدر مملکت نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ شاید یہ اسرائیل میں آکر واردات کریں"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے ویسے پہلے ہی تارکی میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کر دی ہے"...... مارشل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ شکریہ"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور کیپٹن بروکس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر تھا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں رہی۔ مجھے فارن آفس سے اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آچکی ہے اور یقیناً اس کال سے ہی انہیں اطلاع ملی ہو گی کہ سائنس دان کو اسرائیل پہنچا دیا گیا ہے۔ تم اس فیتے کو آف کر دو اور سب ساتھیوں کو میٹنگ ہال میں پہنچنے کا کہہ دو۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ضروری مشورہ بھی کر لیا جائے اور کوئی لائحہ عمل بھی طے کر لیا جائے"۔ کرنل پائیک نے کیپٹن بروکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن بروکس نے جواب دیا اور تیزی سے واپس

مڑ گیا۔ کرنل پائیک نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ فوراً میرے ہیڈ کوارٹر آ جاؤ"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"ارے کیا ہوا۔ اس قدر ایمرجنسی آرڈر"...... دوسری طرف سے پوچھتے ہوئے کہا گیا۔

"جلدی آؤ انتہائی اہم مسئلہ ہے"...... کرنل پائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"بروکس بول رہا ہوں سر میٹنگ روم سے۔ سب ساتھی موجود ہیں اور آپ کے منتظر ہیں"...... بروکس نے کہا۔

"میں نے رابرٹ کو کال کیا ہے اسے بھی اس میٹنگ میں شریک ہونا ہے اس لئے ابھی انتظار کرو"...... کرنل پائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک درمیانی عمر کا آدمی اندر داخل ہوا۔

"آؤ بیٹھو رابرٹ"...... کرنل پائیک نے اٹھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مسئلہ ہے پائیک۔ تم ضرورت سے زیادہ سنجیدہ نظر آ رہے ہو"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے حیرت بھرے انداز میں انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ ریڈ اتھارٹی ایجنسی کس لئے قائم کی گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"ہاں۔ غیر ملکی ایجنٹوں سے نمٹنے کے لئے"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

"یہ تو جنرل بات ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ ایجنسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہونے سے روکنے یا داخل ہونے کی صورت میں ان کا مقابلہ کرنے اور انہیں ہلاک کرنے کے لئے بنائی گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا تو رابرٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں کیوں آئے گی۔ کیا کوئی مسئلہ ایسا بن گیا ہے"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے بھی اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایک پاکیشیائی سائنس دان کو یہاں لایا گیا ہے"۔ کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتا دی۔

"تو کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو معلوم ہو گیا ہے کہ سائنس دان اسرائیل میں موجود ہے"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"ہاں"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا اور پھر فلیٹ کی چیکنگ کے تمام واقعات بتانے کے ساتھ ساتھ اس نے مارشل کی دی ہوئی اطلاع

کے بارے میں بھی اسے بتا دیا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ یہاں آئیں گے"۔ وہ واقعی ایسے ہی لوگ ہیں جس بات کو جتنا ہی چھپایا جائے اتنی ہی جلدی انہیں اس کا علم ہو جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"تم نے طویل عرصے تک جی پی فائیو میں کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کام کیا ہے۔ گو مجھے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں ان فائلوں کی حد تک بہت کچھ معلوم ہے لیکن کبھی ان سے براہ راست ٹکراؤ نہیں ہو سکا جبکہ تمہارا ان سے براہ راست ٹکراؤ ہو چکا ہے اس لئے تم مجھے بتاؤ کہ وہ لوگ یہاں کس انداز میں کام کرتے ہیں تاکہ اسی انداز میں کام کر کے انہیں گھیرا جا سکے"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"انہیں یہاں فلسطینی گروپس کی حمایت حاصل ہوتی ہے۔ میک اپ کے وہ ماہر ہیں۔ حد درجہ تیز اور فعال لوگ ہیں۔ اس قدر تیزی سے کام کرتے ہیں کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا اور یہ بھی سن لو کہ انہیں لازماً تمہارے اور تمہاری ایجنسی کے متعلق تفصیلی معلومات بھی مل چکی ہوں گی اس لئے تمہیں ہر لحاظ سے نہ صرف محتاط رہنا ہو گا بلکہ ان سے بھی زیادہ تیزی سے کام کرنا ہو گا"۔۔۔۔۔۔ رابرٹ نے کہا۔

"تمہارا کیا مشورہ ہے۔ ان کے خلاف مجھے کیا احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں"۔۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں رکھا گیا

ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ اس سلسلے میں مجھے کچھ نہیں بتایا گیا۔ اس بارے میں
علم صدر صاحب کو ہے یا وزیراعظم صاحب کو"...... کرنل پائیک
نے جواب دیا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سمتھ کو بھی اس کا علم ہے
نہیں"...... رابرٹ نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ نہیں ہو گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"سنو پائیک۔ اس عمران نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے
ٹارگٹ کو ٹریس کرنا ہے اور پھر جیسے ہی اس نے اسے ٹریس کیا
پوری تیز رفتاری اور پھرتی سے وہاں پہنچ جائے گا اور یہ بھی سن لو کہ
اس کی معلومات کے ذرائع انتہائی حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ تم اس کے
ٹارگٹ کو چاہے لاکھ پردوں میں چھپا کر رکھو اسے معلوم ہو جاتا ہے
اس لئے میرا خیال ہے کہ تمہیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ
اس کے بارے میں کس کس کو معلوم ہے اور پھر ان کی نگرانی کرنا
ہو گی"...... رابرٹ نے کہا۔

"تو کیا میں صدر اور وزیراعظم کی نگرانی کراؤں۔ یہ کیسے ہو سکتا
ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ان سے ہٹ کر کوئی تیسری شخصیت۔ مثلاً ہو سکتا ہے کہ کرنل
سمتھ کو اس کا علم ہو اور وہ کرنل سمتھ پر چڑھ دوڑیں"...... رابرٹ
نے کہا۔

"لیکن کرنل سمتھ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف ہے۔ اس تک پہنچنا
آسان نہیں ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"آسان اور مشکل کے چکر میں مت پڑو پائیک ورنہ ناکام رہو
گے۔ عمران کی فطرت ہے کہ وہ آسان کی بجائے مشکل راستوں کا
انتخاب کرتا ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی بات"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تم ایک کام کرو۔ کرنل ڈیوڈ کو اطلاع دے دو کہ عمران اپنے
ساتھیوں سمیت آ رہا ہے۔ اسے اسرائیل میں داخل ہونے سے روکا
جائے۔ جی پی فائیو بہت بڑی تنظیم ہے اور کرنل ڈیوڈ ایسے انتظامات
کر سکتا ہے کہ وہ اگر ان لوگوں کو روک نہیں سکے گا تو انہیں
ہر حال ٹریس کر لے گا اور ایک بار وہ ٹریس کر لے تو تم حرکت میں
آ جاؤ اور جس قدر تیزی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہو کر ڈالو"۔ رابرٹ
نے کہا۔

"ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"بہر حال یہ بتا دوں کہ تمہیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا
پھر ہی تم انہیں ختم کر سکتے ہو"...... رابرٹ نے کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تمہیں ملٹری انٹیلی جنس سے میں اپنی
ایجنسی میں ٹرانسفر کرا لوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تم ریڈ اتھارٹی ہو جو چاہو کر سکتے ہو لیکن میرا خیال ہے کہ تم
مجھے وہیں رہنے دو۔ میں اپنے سیکشن کو اس کام پر لگا دیتا ہوں تاکہ کم

از کم تمہیں بروقت اطلاعات ملتی رہیں کیونکہ میرا سیکشن سرحدی چوکیوں کو کنٹرول کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر تارکی گئے ہیں تو وہ تارکی سے قبرص جائیں گے اور قبرص سے وہ سمندر کے راستے سے اسرائیل میں داخل ہوں گے۔ قبرص میں ایسے گروپس موجود ہیں جو انہیں سمندر کے راستے اسرائیل پہنچا سکتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ قبرص میں ایک ایسا مخبر گروپ موجود ہے جو ایسے گروپس کی نقل و حرکت کو چیک کرتا رہتا ہے اور اعلیٰ سطح پر معلومات فروخت کرتا ہے۔ اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ تم اس سے رابطہ کر لو"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ اب اپنے ساتھیوں سے چند باتیں ہو جائیں تاکہ میں انہیں ذہنی طور پر اس مشن پر کام کے لئے تیار کر لوں۔ تمہاری شرکت ضروری ہے تاکہ تم انہیں اس عمران کے بارے میں تفصیلات بتا سکو"...... کرنل پائیک نے اٹھتے ہوئے کہا تو رابرٹ بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"عمران صاحب۔ اس بار کیا ہم تارکی سے قبرص اور قبرص سے سمندر کے راستے اسرائیل میں داخل ہوں گے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت تارکی کے دارالحکومت میں واقع ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ انہیں پاکیشیا سے یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا اور وہ اپنے اپنے کمروں میں غسل کر کے اور لباس بدل کر عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

"کیا ہم تارکی سے براہ راست اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ تارکی سے ہم ساریا اور پھر ساریا سے اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن ساریا اور اسرائیل کے درمیان دونوں ملکوں کی فوجیں موجود ہیں اور ان کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں اور تارکی سے یا ساریا سے براہ راست پروازیں بھی اسرائیل نہیں جاتیں کیونکہ ان دونوں کے سفارتی

تعلقات اسرائیل سے نہیں ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تو کیا تم نے سفارتی پاسپورٹوں پر سفر کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مقصد یہ ہے کہ آپ تارکی سے براہ راست اسرائیل جانا چاہتے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نے کب کہا ہے۔ میں نے تو صرف پوچھا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کیوں پتھر سے سر ٹکرا رہے ہو صفدر۔ اس نے پہلے بھی کچھ بتایا ہے جو اب بتائے گا"...... خاموش بیٹھی جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم نے بہرحال اسرائیل میں داخل ہونا ہے ہو جائیں گے۔ کس طرح ہوتے ہیں اس کی ذمہ داری عمران پر ہے ہم پر نہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی تارکی آمد سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران صاحب نے اس بار اسرائیل جانے کے لئے نیا روٹ سوچا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سا روٹ"...... صفدر نے پوچھا۔

"یہ درست ہے کہ تارکی سے براہ راست خشکی کے راستے اسرائیل میں داخل نہیں ہوا جا سکتا اس لئے لامحالہ پہلے ساریا جانا

گا اور یہ بھی درست ہے کہ ساریا اور اسرائیل کے درمیان سرحد پر دونوں ملکوں کی فوجیں موجود ہیں اس لئے معروف راستوں سے اسرائیل میں داخل نہیں ہوا جا سکتا لیکن ساریا سے اسرائیل میں داخل ہونے کا ایک ایسا راستہ موجود ہے جسے عبور کرنا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے اس لئے اس راستے پر سخت چیکنگ نہیں ہے اور اس راستے سے بہرحال اسرائیل میں داخل ہوا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا۔ ایسا بھی کوئی راستہ ہے۔ جلدی بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے عمران صاحب ہمارے یہاں اس کمرے میں آنے سے پہلے ہوٹل کے پبلک بوتھ سے کال کی ہے اور آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ میں اس وقت ٹوتھ پیسٹ خریدنے کے لئے اس پبلک بوتھ سے قریب سٹور پر موجود تھا اور میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ آپ نے فون پر بات کرتے ہوئے جھیل ارل کا نام لیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جھیل ارل کے گرد انتہائی اونچے اور سیدھے پہاڑ ہیں اور درمیان میں انتہائی گہری جھیل ہے اس لئے اس راستے کو عبور کرنا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے اور جھیل کے دونوں اطراف میں ساریا اور اسرائیل کی چیک پوسٹس بھی ہیں لیکن ان چیک پوسٹس کو کور کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی جھیل ارل کے بارے میں بات سن کر مجھے اس راستے کا خیال آیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ویری گڈ۔ تم تو واقعی سپر سیکرٹ ایجنٹ بن گئے ہو لیکن کیا تم نے یہ معلوم کیا تھا کہ میری نگرانی بھی ہو رہی ہے یا نہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"نگرانی۔ کیا واقعی"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ ایئرپورٹ سے یہاں پہنچنے تک باقاعدہ ہماری نگرانی کی گئی ہے اور نگرانی کرنے والے دو افراد اس وقت بھی ہوٹل میں موجود ہیں۔ میں نے پبلک فون بوتھ سے جان بوجھ کر جھیل ارل کا نام لیا تھا کیونکہ ایک آدمی اس سٹور میں بھی موجود تھا جہاں سے کیپٹن شکیل صاحب ٹوتھ پیسٹ خرید رہے تھے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ انہیں یہ نام لے کر ڈاج دینا چاہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہماری نگرانی کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سے روانہ ہوتے ہی ہمیں چیک کر لیا گیا ہے اور اب ہم جہاں بھی جائیں گے ہماری نگرانی کی جائے گی اور اطلاعات اسرائیل بھجوائی جائیں گی تاکہ وہاں ہمارا بینڈ باجوں کے ساتھ شایان شان استقبال کیا جا سکے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ان نگرانی کرنے والوں کا خاتمہ بھی تو کیا جا سکتا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ لامحالہ یہ دو افراد نہیں ہوں

گے۔ ان کا یہاں پورا گروپ ہوگا"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات چیت ہوتی میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا جبکہ پاس بیٹھے ہوئے صفدر نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ آئی ایم سوری۔ آپ کا کام نہیں ہو سکتا"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد لہجے میں کہا گیا۔

"ارے ارے۔ وہ کیوں۔ کیا رقم کم ہے۔ اگر ایسی بات ہے تو کھل کر بتاؤ"...... عمران نے کہا۔

"رقم کی بات نہیں ہے پرنس۔ جھیل ارل پر ساریا چیک پوسٹ کا انچارج کرنل ہاشم نہیں مان رہا۔ اس کا کہنا ہے کہ اس صورت میں وہاں جنگ بھی چھڑ سکتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم میری کرنل ہاشم سے بات کرا سکتے ہو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ہو سکتی ہے لیکن وہ بے حد ضدی آدمی ہے پرنس"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم بات تو کراؤ۔ ہو سکتا ہے وہ مان جائے"...... عمران نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ میں اسے آپ کا نمبر دے دیتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اسکے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا ہمارا فون ٹیپ کیا جا رہا ہے"...... صفدر نے کہا تو عمران

بے اختیار مسکرا دیا۔

"اب تم نے سیکرٹ ایجنٹوں والی بات کی ہے"...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ کوڈ گفتگو تھی"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اصل گفتگو تھی۔ سنو۔ میں نے واقعی یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم جھیل ارل کے راستے ہی اسرائیل میں داخل ہوں گے اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کریں گے کہ اسرائیل کو اس کی اطلاع مل جاتی ہے۔آخر ہم کسی سے کیوں ڈریں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں سمجھ گیا کہ عمران صاحب کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کاش جولیا بھی سمجھ جاتی تو مسئلہ ہی حل ہو جاتا لیکن یہ نجانے کس مٹی کی بنی ہوئی ہے۔ آگے پیچھے تو بہت بولتی ہے لیکن جب بولنے کا وقت آیا ہے تو گو تم بدھ کی طرح گیان دھیان میں لگ جاتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ ڈیوٹی کے دوران فضولیات تو ایک طرف اس بارے میں سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ صرف مشن کی بات کرو۔ سمجھے"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شکیل تم کچھ کہہ رہے تھے"...... صفدر نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب نے اس بارے میں ایک نیا

پلان سوچا ہے کہ کیوں نہ کرنل ڈیوڈ کے آدمیوں کے میک اپ میں تل ابیب پہنچا جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس بار عمران بھی اچھل پڑا۔

"تم تو بڑے ماہر نجومی ہو۔ ذرا میرا زائچہ بناؤ اور بتاؤ کہ وہ شادی والا ستارہ کہاں بھٹک رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر وہی بکواس۔ کیپٹن شکیل کیا تمہارا ذہن بھی ساتھ چھوڑ گیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم کرنل ڈیوڈ کے آدمیوں کے میک اپ میں تل ابیب میں داخل ہوں"...... جولیا نے پہلے عمران کو ڈانٹا اور پھر کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو گئی۔

"مس جولیا۔ ہماری نگرانی سے یہ بات تو بہرحال ثابت ہو گئی ہے کہ اسرائیلی حکام کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ ہم اسرائیل میں داخل ہونے کے لئے یہاں پہنچے ہیں اور عمران صاحب کی بات درست ہے کہ یہ پورا گروپ ہو گا۔ دو آدمی ختم ہوں گے تو دو اور سامنے آ جائیں گے اور عمران صاحب کی عادت میں جانتا ہوں۔ یہ مشن کے سلسلے میں ادھر ادھر الجھنے کی کوشش نہیں کرتے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ہمارا فون ٹیپ کیا جا رہا ہے اس کے باوجود عمران صاحب جھیل ارل کے راستے پر بات کر رہے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انہیں خود بتانا چاہتے ہیں کہ ہم جھیل ارل کے راستے اسرائیل میں داخل ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ وہاں جی پی فائیو کے آدمی ہمارے خاتمے کے لئے پہنچ جائیں گے اور اگر ہم ان سے ٹکرائے

تو ظاہر ہے پورا محکمہ ختم نہیں ہو جائے گا اور وہ ہمارا پیچھا کسی صورت بھی نہ چھوڑیں گے اس لئے آخری صورت یہی ہے کہ ہم ان کا میک اپ کر لیں اور ان میں شامل ہو جائیں اور جب دوسری طرف سے کوئی نہیں آئے گا تو یہی سمجھا جائے گا کہ انہیں غلط اطلاع ملی ہے۔ چنانچہ وہ واپس تل ابیب چلے جائیں گے اس طرح ان کے روپ میں ہم بھی آسانی سے تل ابیب پہنچ جائیں گے" ...... کیپٹن شکیل نے پوری تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں" ...... عمران نے کہا۔

"سوری پرنس۔ کرنل ہاشم نے بات کرنے سے بھی انکار کر دیا ہے" ...... دوسری طرف سے اسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"اچھا پھر مجبوری ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ بہرحال آپ کا شکریہ کہ آپ نے ہمارے لئے کام کیا۔ خدا حافظ" ...... عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب بتاؤ کیپٹن شکیل اب تمہارا تجزیہ کیا کہتا ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب کیا کہہ سکتا ہوں" ...... کیپٹن شکیل نے منہ بناتے ہوئے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اتنی جلدی مایوس نہیں ہوا کرتے۔ ویسے مجھے اعتراف ہے کہ

تم واقعی بہت گہرائی میں سوچتے ہو۔ میرا واقعی یہی پلان تھا لیکن اس میں مسئلہ ایک اور تھا۔ ہمارے مقابل اب کرنل ڈیوڈ نہیں ہو گا بلکہ کرنل پائیک ہو گا اور کرنل پائیک کے بارے میں مجھے جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ ایکریمیا کی بلیک ایجنسی میں طویل عرصہ کام کر چکا ہے اور کرنل ڈیوڈ کے برخلاف یہ انتہائی ٹھنڈے ذہن کا مالک ہے" ...... عمران نے کہا۔

"کیا کرنل ڈیوڈ کی جگہ جی پی فائیو کا سربراہ کرنل پائیک کو بنا دیا گیا ہے" ...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ نئی ایجنسی بنائی گئی ہے۔ ریڈ اتھارٹی اور اس بار اسے ہمارے مقابل لایا جا رہا ہے" ...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"تو آپ کرنل پائیک کے آدمیوں میں شامل ہونا چاہتے ہیں" ...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں ظاہر ہے کرنل پائیک اور اس کے آدمی ہمارے بارے میں پہلے سے عملی طور پر کچھ نہیں جانتے اس لئے ہم آسانی سے ان میں شامل ہو سکتے تھے۔ جھیل ارل بظاہر واقعی ناقابل عبور ہے لیکن میں نے جھیل ارل پر ایک دستاویزی فلم دیکھی تھی اور فلم کو دیکھ کر میں نے یہ پلان بنایا تھا لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ کرنل ہاشم جو جھیل کی یہ کی طرف کا انچارج ہے وہ کسی بھی طرح ہمارے پلان پر عمل نہیں کرنا چاہتا اور اس کی شمولیت کے بغیر وہاں جانے کا مطلب ہے

کہ ہم خواہ مخواہ کے چکروں میں ملوث ہو جائیں گے اس لئے اب اس پلان پر عمل نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"جب تک صفدر خطبہ نکاح یاد نہ کرے اس وقت تک صبر کرنا ہو گا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم نے پھر وہی بکواس شروع کر دی۔ آخر تم چاہتے کیا ہو"۔ جولیا نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں چاہتا ہوں کہ صفدر خطبہ نکاح یاد کر لے اور بس"۔ عمران نے پہلے سے بھی زیادہ معصوم لہجے میں کہا۔

"میں نے یاد کر لیا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے واہ۔ پھر تو صالحہ کو بھی کال کرنا پڑے گا"...... عمران نے چہکتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ صالحہ کو کیوں کال کرنا پڑے گا"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کیونکہ خطبہ نکاح اسی کا تسلیم کیا جاتا ہے جس کے اپنے نکاح پر خطبہ پڑھا گیا ہو"...... عمران نے جواب دیا اور اس بار صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کو ابھی خود معلوم نہیں ہے کہ اب کیا کرنا ہے اس لئے یہ اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں"۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم ہے لیکن تنویر کے ڈائریکٹ ایکشن سے ڈر لگتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم واقعی کسی روز میرے ہاتھوں ہی مارے جاؤ گے"...... تنویر نے خلاف توقع غصے کی بجائے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر۔ سوچ سمجھ کر بات کرو۔ مجھے"...... جولیا نے الٹا تنویر پر آنکھیں نکالتے ہوئے کہا اور تنویر نے اس طرح حیرت بھرے لہجے میں جولیا کو دیکھا جیسے اسے جولیا کے غصے کی وجہ سمجھ نہ آئی ہو جبکہ صفدر اور عمران دونوں ہی بیک وقت مسکرا دیئے کیونکہ وہ جولیا کے غصے کی وجہ سمجھ گئے تھے۔ تنویر نے عمران کے مارے جانے کی بات کی تھی اور جولیا بہرحال یہ بات کسی حالت میں بھی سننے کی روادار نہ تھی۔

"عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں تنویر کے ڈائریکٹ ایکشن پر عمل کرنا چاہئے۔ موجودہ حالت میں اس سے بہتر اور کوئی اقدام نہیں ہو سکتا"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک کر کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے۔

"نہیں اس طرح ہم غیر متعلق مسائل میں الجھ جائیں گے"۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن ہمارے پاس وقت بے حد محدود ہے۔ اگر ہم نے یہ وقت اسرائیل میں داخل ہونے ہی میں صرف کر دیا تو مشن ختم ہو جائے گا"...... کیپٹن شکیل نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم قبرص جائیں اور پھر وہاں سے

فلائٹ پر بیٹھ کر سیدھے اسرائیل پہنچ جائیں"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ عمران صاحب نے اسی بات کا حوالہ دیا ہے۔ فلائٹ میں نہ ہی بحری راستے سے ہی۔ بہرحال ہمیں براہ راست اقدام کرنا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب بات تو کیپٹن شکیل کی درست ہے وقت بہت محدود ہے"...... صفدر نے کہا۔

"وقت کبھی محدود نہیں ہوتا۔ یہ تو ہم نے گھڑیاں بنا کر اسے محدود کر لیا ہے"...... عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"کیوں نہیں ہوتا۔ تم نے خود ہی تو بتایا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ بعد اس سائنس دان کی یادداشت بحال ہو جائے گی اور پھر وہ اس سے مطلوبہ معلومات حاصل کر لیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوگا"۔ عمران نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو وقت محدود ہو گیا"...... جولیا نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس نے کوئی اہم معرکہ سر کر لیا ہو۔

"ہاں یہ تو واقعی ہو گیا"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا اس طرح عمران کو دیکھنے لگی جیسے اسے عمران کے جواب پر حیرت ہو رہی ہو۔

"پھر تم نے کیوں کہا تھا کہ وقت محدود نہیں ہوتا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے سچ کہا ہے۔ وقت واقعی محدود نہیں ہوتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تم سے تو بات کرنا ہی عذاب ہے۔ ایک بات مانتے بھی ہو اور نہیں بھی مانتے"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں تو مستقبل کے لئے ریہرسل کر رہا ہوں کیونکہ شادی شدہ حضرات کا کہنا ہے کہ بیگم کی بات ماننا ہی پڑتی ہے۔ انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"مس جولیا آپ خواہ مخواہ بحث کر رہی ہیں۔ بات وہی ہے کہ ابھی عمران صاحب نے کوئی پلان نہیں بنایا اس لئے وہ صرف وقت گزار رہے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"وقت کبھی نہیں گزرتا۔ یہ تو کلاک اور کیلنڈر والے گزارتے ہیں"...... عمران نے ایک بار پھر فلسفیانہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا باکس نکال کر اس نے باکس کو کھولا اور اندر سے ایک ڈبیہ سی نکال کر اس نے فون پیس اٹھایا اور ڈبیہ اس کے نچلے حصے پر لگا دی۔ ڈبیہ اس طرح چپک گئی جیسے اس کے نیچے سٹیکر لگا ہوا ہو۔ عمران نے فون پیس کو دوبارہ میز پر رکھا تو ڈبیہ کی وجہ سے وہ میز کی سطح سے قدرے اونچا رکھا گیا لیکن بہرحال وہ لگا ہوا تھا"...... عمران

نے رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عباس عنصری بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ یہ آواز اسی شخص کی تھی جس نے پہلے کال کی تھی لیکن اس وقت اس نے اپنا نام نہ بتایا تھا۔

"ہاں۔ کیا رہا"...... عمران نے انتہائی اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"بندوبست ہو گیا ہے عمران صاحب۔ ساریا کی سرحد تک کی گارنٹی دی جا سکتی ہے آگے کی نہیں"۔ عباس عنصری نے جواب دیا۔

"آگے کی پوزیشن کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک چھوٹا سا صحرا ہے۔ تقریباً بیس میل سفر ہے لیکن اس صحرا کے درمیان اسرائیلی فوج کا خفیہ اڈا ہے۔ یہ اڈا ریت کے نیچے بنایا گیا ہے بظاہر ریت کے ٹیلے ہی ہیں لیکن آج تک اس اڈے کو ٹریس نہیں کیا جا سکا البتہ جب بھی انہیں کسی قافلے یا گروہ پر شک ہوتا ہے تو یہ اچانک سامنے آجاتے ہیں اور پھر سب کچھ جدید اسلحہ سے ختم کر دیا جاتا ہے"...... عباس عنصری نے جواب دیا۔

"اس صحرا کی دوسری طرف کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دوسری طرف ایک عرب آبادی ہے جسے نخلستان کہا جاتا ہے لیکن وہاں سرحدی چوکی ہے اور وہاں سے چیکنگ کے بغیر سڑک پر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اب تو اس سرحدی چوکی پر جی پی فائیو کا ایک کیپٹن بھی موجود ہے"...... عباس عنصری نے جواب دیا۔

"اچھا لیکن تم نے تو بتایا تھا کہ اس بار ریڈ اتھارٹی سامنے آئے گی"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"آپ کو ٹریس جی پی فائیو کرے گی البتہ ایکشن ریڈ اتھارٹی لے گی۔ وہ تل ابیب میں ہے۔ اطلاع پر حرکت میں آئے گی"۔ عباس عنصری نے جواب دیا۔

"او کے۔ پھر ہم کہاں اور کس وقت پہنچ جائیں"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ لوگ تیار ہیں۔ جیسے ہی نگرانی کرنے والوں کو آف کیا جائے گا۔ میرا آدمی آپ کو لے جائے گا۔ کوڈ میرا نام ہی ہو گا"۔ عباس عنصری نے جواب دیا۔

"او کے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فون پیس اٹھایا۔ نیچے لگی ہوئی ڈبیہ علیحدہ کر کے اس نے اسے باکس میں واپس ڈالا اور باکس بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔

"تیار ہو جاؤ دوستو۔ پردہ اٹھنے ہی والا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ تو تفصیل بتاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"تفصیل کیا بتاؤں۔ جو کچھ تم نے بتایا ہے بس وہی تفصیل ہے۔ آگے کیا ہو گا۔ یہ اللہ ہی جانتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"مارشل بول رہا ہوں کرنل"...... دوسری طرف سے فارن آفس کے انچارج مارشل کی آواز سنائی دی۔

"اوہ آپ۔ کیا کوئی خاص خبر ہے"...... کرنل پائیک نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ جیسا کہ میں نے پہلے رپورٹ دی تھی عمران اور اس کے ساتھی تارکی پہنچے تھے وہاں ہمارے ایجنٹس ان کی نگرانی کر رہے تھے لیکن اچانک ہمارے آدمیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور اس کے بعد پورا گروپ غائب ہو گیا۔ ہمارے آدمی اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے کمروں کے فون ٹیپ کر رہے تھے لیکن یہ ٹیپس بھی ساتھ ہی

غائب کر دی گئی تھیں لیکن ہمارے آدمیوں نے اسکا ڈبل سسٹم رکھا ہوا تھا جس کے بارے میں انہیں معلوم نہ ہو سکا۔ دوسرے کمرے میں موجود ٹیپس ہمارے آدمی کو دستیاب ہو گئیں لیکن ان میں سے ایک ٹیپ تو واضح اور صاف ہے لیکن دوسری ٹیپ کے الفاظ سمجھ نہیں آ رہے۔ شاید کوئی مخصوص آلہ استعمال کیا گیا۔ میں نے یہ دونوں ٹیپس منگوا لی ہیں اور میں نے انہیں خود بھی سنا ہے لیکن دوسرا ٹیپ میری سمجھ میں بھی نہیں آیا اگر آپ کہیں تو یہ دونوں ٹیپس آپ کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دی جائیں"...... مارشل نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کیا پھر ان کا کہیں پتہ نہیں چلا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"نہیں۔ باوجود سر توڑ کوشش کے وہ دستیاب نہیں ہو سکے البتہ میں نے احتیاطاً ساریا اور قبرص دونوں جگہوں پر اپنے ایجنٹوں کو الرٹ کر دیا ہے کیونکہ تارکی سے یہ لوگ یا تو قبرص جا سکتے ہیں یا ساریا۔ ان کے علاوہ وہ کسی اور طرف سے اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتے"...... مارشل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہرحال ان کا پتہ لگنا چاہئے۔ تم اپنے گروپ کو کہہ دو کہ وہ انہیں ہر قیمت پر تلاش کریں اور وہ ٹیپس مجھے بجھوا دو یہاں میرے ہیڈ کوارٹر میں ایسی مشینری موجود ہے جس سے میں اسے سمجھ لوں گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی

رابطہ ختم ہو گیا۔ کرنل پائیک نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"فارن آفس کا آدمی دو ٹیپس یہاں پہنچانے کے لئے آ رہا ہے جیسے ہی یہ ٹیپس آئیں تم نے انہیں چیکنگ روم میں بھجوا کر مجھے اطلاع دینی ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل پائیک نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد اسے اطلاع مل گئی کہ دونوں ٹیپس چیکنگ روم میں پہنچ چکی ہیں تو وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر نکل کر ایک راہداری میں سے گزرتا ہوا ایک بڑے کمرے میں گیا۔ یہاں دیوار کے ساتھ چار مشینیں نصب تھیں لیکن یہ سب مشینیں بند تھیں البتہ کمرے کے درمیان میں ایک میز اور اس کے گرد کرسیاں موجود تھیں جن میں سے ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل پائیک کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹیپس پہنچ گئی ہیں مارکر"...... کرنل پائیک نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس سر"...... اس نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ان میں سے ایک ٹیپ میں موجود گفتگو صاف اور واضح ہے جبکہ

دوسرے ٹیپ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کے الفاظ سمجھ میں نہیں آتے۔ شاید کوئی مخصوص آلہ استعمال کیا گیا ہے۔ اسے ایکس آر میں چیک کرو"...... کرنل پائیک نے کہا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا سامنے رکھی ہوئی دونوں ٹیپس اٹھا کر ایک مشین کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل پائیک بھی بجائے کرسی پر بیٹھنے کے اسی مشین کے قریب جا کھڑا ہوا۔ نوجوان نے مشین کو آن کیا اور پھر دونوں ٹیپس اس نے اس مشین کے خانوں میں ڈالیں اور مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ مشین پر بے شمار چھوٹے بڑے اور رنگ برنگے بلب جلنے بجھنے لگے۔ پھر ایک خانہ جس میں ٹیپ ڈالی گئی تھی اس پر سبز رنگ کا بڑا سا بلب جل اٹھا جبکہ دوسرے خانہ کے اوپر بلب بجھا ہوا تھا۔

"یہ ٹیپ واضح ہے۔ کیا اسے پہلے سن لیا جائے جناب جبکہ اس وقت تک دوسری ٹیپ بھی چیک ہو جائے گی"...... مارکر نے کہا۔

"ہاں سناؤ"...... کرنل پائیک نے کہا تو مارکر نے مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... اچانک مشین کے ایک خانے سے آواز سنائی دی اور کرنل پائیک چونک پڑا۔ پھر دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر اس کے بعد بات چیت ختم ہو گئی لیکن چند لمحوں بعد ایک بار پھر پرنس آف ڈھمپ کی آواز سنائی دی۔ دوسری طرف وہی آواز تھی اور ایک بار پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی خانے کے اوپر جلتا ہوا سبز رنگ کا بلب بجھ گیا۔

"اس میں بھی کچھ تھا باس" ...... مارکر نے کہا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب مارکر نے دوسرے خانے کے نیچے موجود کئی بٹن پریس کئے اور پھر اس کے ساتھ ہی ایک ڈائل پر چند ہندسے نظر آنے لگے۔

"اوہ۔ فون کے ساتھ ماسٹر کروم استعمال کیا گیا ہے" ...... مارکر نے ان ہندسوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اس ماسٹر کروم کو آف کیا جا سکتا ہے" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس باس" ...... مارکر نے جواب دیا اور کرنل پائیک کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے اور مارکر نے ایک بار پھر مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد اس خانے کے اوپر بھی سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"ماسٹر کروم کے اثرات آف ہو گئے ہیں باس۔ کیا اب ٹیپ سنوا دوں" ...... مارکر نے کہا۔

"ہاں" ...... کرنل پائیک نے کہا اور مارکر نے ایک بار پھر کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"علی عمران بول رہا ہوں" ...... اچانک ایک آواز سنائی دی تو کرنل پائیک ایک بار پھر چونک پڑا۔

"عباس عنصری بول رہا ہوں عمران صاحب" ...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی اور کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ

دونوں آوازیں وہی تھیں جو پہلے ٹیپ میں موجود تھیں اور پھر جیسے جیسے ان کی گفتگو آگے بڑھتی رہی کرنل پائیک کے چہرے پر اشتیاق کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے۔ گفتگو ختم ہوتے ہی خانے کے اوپر موجود سبز رنگ کا بلب بجھ گیا۔

"گڈ شو۔ ان دونوں ٹیپس کو واش کر دو" ...... کرنل پائیک نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ چیکنگ روم کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوبارہ آفس میں موجود تھا۔ اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکال کر اس نے میز پر پھیلا دیا اور پھر قلمدان سے بال پوائنٹ نکال کر وہ نقشے پر جھک گیا اور پھر اس نے ایک جگہ پر دائرہ ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے

"یس۔ ایس ایس ون ہیڈ کوارٹر" ...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ کمانڈر جوزف سے بات کرائیں" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر" ...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کمانڈر جوزف بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر حکم" ...... کمانڈر جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کمانڈر جوزف۔ سارپا سرحد سے اندر آپ کی رینج کہاں تک ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"سو پچاس میل"...... کمانڈر جوزف نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ صحرائے گواجا آپ کی رینج میں آتا ہے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... کمانڈر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"صحرائے گواجا میں آپ کا ایک خفیہ اڈا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ اسے کوڈ میں ہم زیرو ون کہتے ہیں"...... کمانڈر جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"زیرو ون کا انچارج کون ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"سر۔ وہاں کا انچارج کیپٹن جوہن ہے"...... کمانڈر جوزف نے جواب دیا۔

"اس صحرا سے مخالف ایجنٹوں کے گزرنے کی اطلاع ملی ہے اس لئے ریڈ اتھارٹی چاہتی ہے کہ اپنے آدمی وہاں بھجوا دے۔ کیا آپ فوری طور پر بندوبست کر سکتے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"کتنے آدمی جائیں وہاں سر"...... کمانڈر جوزف نے کہا۔

"میرے سمیت تین افراد۔ لیکن وہاں کا کنٹرول ہم نے سنبھالنا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ خصوصی ہیلی کاپٹر پر وہاں پہنچا جا سکتا ہے۔ آپ یا

پیشل ایئرپورٹ پر تشریف لے آئیں یا مجھے حکم کریں سر کہ میں یپ آپ کے ہیڈ کوارٹر بھیج دوں۔ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا"۔ انڈر جوزف نے کہا۔

"ہم خود وہاں پہنچ رہے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"او کے سر۔ میں آپ کا ایئرپورٹ پر استقبال کروں گا"۔ کمانڈر وزف نے کہا تو کرنل پائیک نے او کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر نٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر یئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن بردکس، کیپٹن جیمز اور کیپٹن شارگل کو کہو کہ مشن کے لئے تیار ہو جائیں۔ میں خود آرہا ہوں"...... کرنل پائیک نے ہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر کرسی سے اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر تابی اشتیاق بھرے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے مکمل یقین تھا کہ وہ میابی کی طرف جا رہا ہے اور جب وہ واپس آئے گا تو اس کا پہلا مشن یابانہ انداز میں مکمل ہو چکا ہو گا۔

ایک بڑی جیپ تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سارین نوجوان تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر عمران، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تارکی سے ایک خصوصی جہاز پر ساریا پہنچے تھے اور پھر وہاں سے انہیں جیپ میں طویل سفر کرنا پڑا تھا۔ راستے میں ملٹری کی چیک پوسٹس تھیں لیکن ڈرائیور جس کا نام سالم تھا، نے ایک کارڈ ہر جگہ دکھایا اور انہیں بغیر چیک کئے آگے روانہ کر دیا گیا تھا۔ اس وقت شام ہونے والی تھی اور پھر جیپ نے ایک موڑ کاٹا اور اس کے بعد وہ ایک جگہ پر رک گئی۔

"جناب میں آپ کو یہاں تک پہنچا سکتا تھا۔ سامنے جو درختوں کا جھنڈ نظر آ رہا ہے اس کے بعد اسرائیل کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ آپ تھوڑا ہی آگے بڑھیں گے تو صحرا شروع ہو جائے گا"...... سالم

نے جیپ روک کر کہا۔

"اس صحرا سے گزرنے کا کیا انتظام ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب۔ اسے آپ کو پیدل عبور کرنا ہو گا کیونکہ یہاں سے آگے جانے کا کوئی سلسلہ نہیں ہے"...... سالم نے کہا۔

"بیس میل کا صحرا پیدل کیسے عبور کیا جا سکتا ہے اور وہ بھی بغیر گائیڈ کے۔ کیا ادھر ادھر کوئی بستی نہیں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی بستیاں تمام سرحد پر ہیں۔ دوسری طرف نہیں ہیں البتہ صحرا کے بعد ایک آبادی ہے اور اس آبادی کا سردار عتبہ ہے جسے آپ کے بارے میں چیف نے ہدایات دے دی ہیں لیکن وہ بھی وہیں آپ کا استقبال کرے گا۔ صحرا میں نہیں کیونکہ یہاں اسرائیلی خفیہ اڈا ہے اور اگر ان کے لوگ صحرا میں داخل ہوں تو انہیں بغیر کچھ پوچھے گولی سے اڑا دیا جاتا ہے"...... سالم نے جواب دیا۔

"اس اڈے کے بارے میں کیسے پتہ چلا"...... عمران نے پوچھا۔

"سر اس صحرا کو صحرائے گواجا کہا جاتا ہے اور سارا اسرائیل جانتا ہے کہ صحرائے گواجا میں اسرائیلی خفیہ اڈا ہے"...... سالم نے جواب دیا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ کیا تم یہ جیپ ہمیں نہیں دے سکتے"...... عمران نے پوچھا۔

"یس سر۔ اگر آپ جیپ چاہتے ہیں تو لے لیں لیکن یہ بتا دوں کہ جیپ کو انتہائی آسانی سے ہٹ کر دیا جائے گا"...... سالم نے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو لیکن تم واپس کیسے جاؤ گے"۔ عمران نے کہا۔

"میں پیدل چلا جاؤں گا جناب۔ ہم اس کے عادی ہیں"...... سالم نے جواب دیا۔

"اوکے تمہارا شکریہ کہ تم ہمارے لئے تکلیف اٹھاؤ گے"۔ عمران نے کہا تو سالم بے اختیار مسکرا دیا اور پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ سے نیچے اتر آیا تو عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی نیچے اترنے کا اشارہ کیا اور خود بھی نیچے اتر آیا۔ سالم انہیں سلام کر کے پیدل واپسی کے لئے مڑ گیا۔

"سالم ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اس جیپ کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے"...... سالم کے کافی دور چلے جانے کے بعد صفدر نے کہا۔

"میں چاہتا بھی یہی ہوں کہ وہ جیپ کو نشانہ بنائیں اور پھر اس کی چیکنگ کے لئے سامنے آئیں ورنہ انہیں باہر نکالنے کے لئے ہم میں سے کسی ایک کو قربانی دینا پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر انہوں نے اچانک کوئی میزائل فائر کر دیا تب"۔ جولیا نے کہا۔

"میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ وہ میزائل فائر کریں کیونکہ میزائل ہمیں دور سے آتا دکھائی دے گا۔ وہ پہلے آسمان کی طرف جائے گا اور پھر مطلوبہ بلندی پر پہنچ کر نیچے نشانے پر آئے گا اور ہمارے لئے اتنا وقفہ کافی ہو گا"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

"اسلحہ اپنی جیبوں میں ڈال لو اور پلان سن لو۔ ہم نے اس اڈے پر قبضہ کرنا ہے۔ اس اڈے پر قبضہ کرنے کے بعد ہم اطمینان سے آگے بڑھ سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر جیپ کے عقب میں پڑا ہوا ایک بڑا سا تھیلا اٹھا کر اسے کھولا گیا اور ضروری اسلحہ سب نے اپنی اپنی جیبوں میں ڈال لیا۔ عمران سمیت سب نے کاندھوں سے مشین گنیں نکال لی تھیں جن کے میگزین فل تھے۔ اس کے بعد عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا ویسے ہی سائیڈ سیٹ پر بیٹھی اور باقی ساتھی عقبی سیٹوں

"دروازوں کو کھول دو تاکہ کودنے میں وقت ضائع نہ ہو۔ سب کچھ سیکنڈوں میں ہونا چاہئے اور نیچے کودتے ہی مختلف ٹیلوں کی اوٹ لینی ہے"...... عمران نے جیپ سٹارٹ کرتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے اور پھر جیپ تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ درختوں کے جھنڈ کے بعد واقعی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں لیکن ان کے درمیان اتنا راستہ بہرحال موجود تھا جس پر جیپ سفر کر سکے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دوسری طرف پہنچ گئے۔ اب وہاں واقعی دور دور ایک صحرا نظر آ رہا تھا۔

"۔ ہم راستہ کیسے تلاش کریں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صحرا میں ہی رہ جائیں"...... جولیا نے کہا۔

"۔ باقی ساتھیوں کا تو مجھے معلوم نہیں البتہ میں نے صحرا میں لیلیٰ

سیلیٰ پکارنے کی باقاعدہ ٹریننگ حاصل کر رکھی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور سب اس کی بات پر بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم باقی ساری عمر یہی پکارتے ہی رہ جاؤ گے"...... تنویر نے فوراً جواب دیا۔

"ارے جذبے سچے ہوں تو پکار کا جواب بہرحال مل ہی جاتا ہے کیوں جولیا"...... عمران نے کہا۔

"جذبے سچے ہوں تو بغیر پکارے بھی جواب مل جاتا ہے"۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے۔ پھر تو میں غلط فہمی میں ہی مارا گیا۔ تنویر تو چپ رہتا ہے۔ اوہ کہیں اسے جواب تو نہیں مل چکا"...... عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"اسے واقعی جواب مل چکا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس گہرے اور خوبصورت جواب پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا پھر تو ڈھٹائی کی حد ہے کہ جواب مل جانے کے باوجود"۔ عمران نے کہا تو اس بار صفدر بھی ہنس پڑا۔ شاید وہ اب سمجھا تھا کہ جواب مل جانے کا مطلب انکار بھی ہوتا ہے۔

"عمران میں نے تمہیں متعدد بار کہا ہے کہ میرے متعلق کوئی ریمارکس پاس نہ کیا کرو لیکن تم باز نہیں آؤ گے"...... تنویر نے اچانک غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے بھی شاید اب سمجھ آئی تھی کہ جولیا

نے جو جواب دیا ہے اس کا کیا مطلب ہے ورنہ اس سے پہلے وہ سینہ پھلائے بیٹھا مسلسل فاتحانہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"آج تک تم پاس نہیں ہو سکے تو ریمارکس کی کیا جرأت ہے کہ وہ پاس ہو سکیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ ضروری ہے کہ جیپ پر میزائل ہی فائر کیا جائے۔ ہم پر اچانک فائرنگ بھی تو کی جا سکتی ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے کیپٹن شکیل لیکن آدمی کو امید بہرحال اچھی ہی رکھنی چاہئے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں پہلے سے یہ سوچ کر مطمئن نہیں ہونا چاہئے کہ جیپ پر لازماً میزائل ہی فائر ہوگا"۔ جولیا نے کیپٹن شکیل کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے جیپ کی ساخت پر غور نہیں کیا۔ یہ بلٹ پروف ہے اور اڈے میں کسی مشین پر جیپ نظر آئے گی تو دیکھنے والے یہ بھی سمجھ لیں گے کہ یہ بلٹ پروف ہے اور وہ یقیناً ہماری طرح احمق نہیں ہوں گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کس جیپ کی بات کر رہے ہیں۔ یہ تو بلٹ پروف نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی عمران کی بات سن کر حیرت کے

تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ جیپ واقعی بلٹ پروف نہیں تھی بلک
ایک عام سی جیپ تھی۔
"میں نے کب کہا ہے جیپ بلٹ پروف ہے۔ میں نے تو کہا
کہ اس کی ساخت بلٹ پروف ہے"...... عمران نے کہا تو سب
اختیار ہنس پڑے۔
"ہاں۔ واقعی یہ بات تو ہے"...... اس بار صفدر نے ہنستے ہو
کہا۔
"تم فکر مت کرو۔ سکرین پر یہ بلٹ پروف ہی نظر آئے گی الب
جب وہ قریب آ کر دیکھیں گے تب انہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ
بلٹ پروف نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات
سرہلا دیئے۔ اب جیپ صحرا میں داخل ہو چکی تھی۔
"تم نے بتایا نہیں کہ صحرا میں راستے کا تعین کیسے ہو گا"۔ جو
نے کہا۔
"صحراؤں میں سفر کرنے والے بتاتے ہیں کہ رات کے وقت
آدمی قطبی ستارے کی مدد سے راستہ تلاش کر سکتا ہے اور دن
وقت ناک کی سیدھ میں سفر کر کے وہ منزل پر پہنچ سکتا ہے اور
جیپ کے ڈائلوں میں قطب نما بھی موجود ہے"...... عمران نے
ایک بار پھر سب بے اختیار ہنس پڑے۔ اس طرح باتیں کر
ہوئے وہ آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ شام کا اندھیرا صحرا میں
پوری طرح نہ پھیلا تھا اس لئے صحرا نظر آ رہا تھا لیکن اچانک عمر

چونک پڑا اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار چونک
پڑے تھے کیونکہ جیپ میں موجود ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی
تھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
"ہیلو ہیلو۔ ایس وی ون کالنگ۔ ٹی ایس تھری۔ اوور"...... بٹن
پریس ہوتے ہی ایک آواز سنائی دینے لگی۔ بولنے والے کا لہجہ اور انداز
بتا رہا تھا کہ وہ فوجی ہے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر آنے والی آواز سنتے ہی
انجن آف کر دیا تھا کیونکہ ٹرانسمیٹر پر زیرو فریکونسی ایڈجسٹ تھی اور
عمران سمجھ گیا تھا کہ فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے ٹرانسمیٹر نے زیرو
فریکونسی کال کیچ کر لی ہے اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ انجن کی آواز
ٹرانسمیٹر سے دوسری طرف سنائی دے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے
بریک لگا کر جیپ کو روک دیا۔ ٹرانسمیٹر پر کال مسلسل دی جا رہی
تھی۔
"یس ٹی ایس تھری اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک
اور مردانہ آواز سنائی دی۔ اس کا لہجہ بھی فوجی ہی تھا۔
"سارین سرحد کی طرف سے ایس وی ون کی طرف ایک بڑی
جیپ آ رہی ہے جو بلٹ پروف ہے اسے ٹارگٹ میں لاؤ اور پھر ریڈ
میزائل فائر کر دو۔ اوور"...... کال کرنے والے نے تیز اور تحکمانہ
لہجے میں کہا۔
"ریڈ میزائل۔ کوڈ دوہرائیں۔ اوور"...... بعد میں بولنے والے
نے کہا۔

"زیرو نو زیرو ون۔ اوور"...... جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر اوور اینڈ آل کے الفاظ کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"چلو نیچے اترو۔ جلدی کرو البتہ دروازے بند کر دینا"...... عمران نے کہا اور پھر اس کے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے نیچے اترے تو عمران نے ایک جھٹکے سے جیپ کو آگے بڑھا دیا۔ اب وہ جیپ میں اکیلا تھا اس بار اس نے جیپ کی رفتار کم رکھی تھی لیکن بہرحال وہ حرکت میں تھی اور پھر اسے اچانک دور ایک اونچے ٹیلے کے پیچھے سے ایک شعلہ سا چمکتا نظر آیا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ دروازہ اس نے ایک ہاتھ سے پہلے ہی کھول رکھا تھا۔ اس کے نیچے چھلانگ لگاتے ہی جیپ کا انجن ایک جھٹکے سے بند ہو گیا تھا کیونکہ کلچ اور ایکسیلیٹر دونوں پر دباؤ ختم ہو گیا تھا۔ عمران نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا ایک ٹیلے کے پیچھے ہو گیا اور اسی لمحے ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور جیپ کے پرزے ہوا میں اڑتے دکھائی دیئے۔ بس صرف چند لمحوں کا فرق پڑا تھا ورنہ عمران کے ٹکڑے بھی جیپ کے ساتھ ہی اڑ جاتے۔ ریت کا بادل سا اٹھا اور ہر طرف پھیل گیا لیکن عمران ٹیلے کی اوٹ میں ہونے کی وجہ سے جیپ کے جلتے ہوئے پرزوں کی زد میں آنے سے بچ گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد گرد بیٹھ گئی تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہاں آجاؤ"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا تو چند لمحوں بعد ں کے سارے ساتھی اس کے قریب پہنچ گئے۔

"اب وہ لوگ یہاں تصدیق کرنے آئیں گے۔ ہو سکتا ہے کہ ہیلی اپٹر پر آئیں اور ہو سکتا ہے کہ جیپوں پر آئیں اس لئے سب اس انداز یں پھیل کر ٹیلوں کی اوٹ لے لیں کہ سامنے سے آنے والوں کو بتہ نہ چل سکے لیکن جب تک میں فائر نہ کروں کسی نے فائر نہیں رنا"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی تیزی سے دوسرے ٹیلوں ی طرف دوڑتے چلے گئے لیکن جولیا وہیں عمران کے ساتھ ہی کھڑی ہی۔

"اگر وہ جیپوں پر آئے تو پھر تو مسئلہ ہی نہ ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ ہیلی کاپٹر پر آئیں گے۔ بہرحال جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے دور ایک ٹیلے کی اوٹ سے ایک ہیلی کاپٹر کو بلند ہوتے ہوئے دیکھا۔ وہ نیچی پرواز کرتا ہوا ادھر ہی آ رہا تھا۔ عمران کی نظریں ہیلی کاپٹر پر جمی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر اس جگہ پر پہنچ کر معلق ہو گیا لیکن اس میں سے جھانکنے والا ایک فوجی صاف نظر آ رہا تھا۔ وہ دوربین آنکھوں سے لگائے نیچے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ عمران نے گن سیدھی کی اور دوسرے لمحے تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی وہ فوجی اچھل کر پچھلے دروازے سے ٹکرایا اور پھر اس کا جسم کوئی ن

طرح نیچے آگرا جبکہ ہیلی کاپٹر تیزی سے اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ عمران کی گن سے ایک بار پھر تڑتڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر نے ایک چکر کھایا اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا۔ وہ مسلسل فضا میں گھوم رہا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک دھماکے سے ایک ٹیلے کے ساتھ ریت پر اس طرح آگرا جیسے اس کا انجن بند ہو گیا ہو لیکن ریت کی وجہ سے وہ نیچے گر کر ایک بار اچھلا ضرور لیکن پھر جم گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر سے ایک آدمی نے نیچے چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے ایک بار پھر عمران کی گن چلی اور وہ آدمی اچھل کر ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ہوا نیچے گرا اور پھر کچھ دیر تک ریت پر تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"آؤ جلدی کرو ورنہ ریڈ میزائل دوبارہ بھی فائر ہو سکتا ہے"۔ عمران نے چیختے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر وہ دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا جس کا پنکھا اسی طرح پوری رفتار سے گھوم رہا تھا۔

"لیکن تم نے اسے ناکارہ کر دیا ہے پھر یہ کیسے اڑے گا"۔ جولیا نے اس کے پیچھے دوڑتے ہوئے کہا۔

"ساتھیوں کو آواز دے کر بلاؤ اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر انجن بند کر دو۔ جلدی کرو"..... عمران نے مڑے بغیر کہا تو جولیا نے رک کر اونچی آواز میں ساتھیوں کو کال کیا اور پھر دوڑتی ہوئی وہ پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھ گئی جبکہ اس دوران عمران ہیلی کاپٹر کی

دم پر چڑھ چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی دم سے پنکھے کے روسٹر کے درمیان ایک تار تھی جو اب ٹوٹ کر لٹک چکی تھی چونکہ جس جگہ اسے دم کے ساتھ جوڑا گیا تھا عمران نے اسی جگہ فائرنگ کی تھی۔ عمران نے تیزی سے آگے بڑھ کر روسٹر کے اس تار کو پکڑ لیا۔ اس دوران جولیا نے انجن کو بند کر دیا تھا۔

"پائلٹ سیٹ چھوڑ کر سائیڈ سیٹ پر جاؤ اور باقی ساتھیوں کو اندر بٹھاؤ"..... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹرانسمیٹر کال آرہی ہے عمران"..... جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"آنے دو۔ اسے ابھی آن نہ کرنا"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تار کو کھینچ کر دم کے ساتھ لگے ہوئے ایک خالی ہک میں ڈالا اور پھر اس نے ہک پر دباؤ ڈالا تو ہک ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ ہی نیچے بیٹھ گیا اور تار اس کے اندر پھنس گئی۔ عمران نے اوپر سے ہی نیچے چھلانگ لگائی اور پھر دوڑتا ہوا وہ پائلٹ سیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ باقی ساتھی اس دوران ہیلی کاپٹر میں سوار ہو چکے تھے۔ وہ سب ریت پر دوڑنے کی وجہ سے تیز تیز سانس لے رہے تھے۔ عمران اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے انجن سٹارٹ کر دیا۔ پنکھا ایک بار پھر گھومنے لگا۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور پھر اوپر اٹھتا چلا گیا۔ ٹرانسمیٹر سے کال آنا اب بند ہو چکی تھی۔

"تم نے کیسے اسے اتنی جلدی ٹھیک کر لیا" ...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"میں نے اس کی ایک تار کا جوائنٹ فائرنگ سے توڑ دیا تھا جس کی وجہ سے ہیلی کاپٹر کا انجن اس کا وزن نہ اٹھا سکتا تھا اور نہ صحیح سمت اڑ سکتا تھا لیکن ایمرجنسی کے سلسلے میں اس جوائنٹ کے ساتھ ایک خصوصی ساخت کا ہک بھی رکھا جاتا ہے۔ پائلٹ کو اگر موقع مل جاتا تو وہ لازماً اسے جوڑ لیتا۔ چنانچہ میں نے اس تار کو ہک سے جوڑ دیا اس طرح ہیلی کاپٹر دوبارہ کام کرنے لگا" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا ٹرانسمیٹر سے دوبارہ کال آنا شروع ہو گئی۔ عمران نے ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے جا کر اب تیزی سے اس طرف بڑھانا شروع کر دیا تھا جدھر سے ہیلی کاپٹر آیا تھا۔ کال آتے ہی عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ایس وی ون کالنگ۔ تمہیں کال کیا گیا لیکن تم نے جواب نہیں دیا۔ کیا ہوا تھا ہیلی کاپٹر کو۔ اوور" ...... ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"لوکیشن لائن میں گڑبڑ ہو گئی تھی۔ اب اسے درست کر دیا گیا ہے۔ میں لائن درست کرنے میں مصروف تھا اس لئے کال کا جواب نہ دے سکا تھا۔ اوور" ...... عمران نے فوجی لہجے اور انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ساتھی کہاں ہے۔ اوور" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ دوربین سے نیچے دیکھ رہا تھا کہ جھٹکا لگنے سے نیچے گر کر ہلاک ہو گیا ہے۔ میں نے اس کی لاش ہیلی کاپٹر میں رکھ لی ہے۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے وہاں کی۔ اوور" ...... اس بار قدرے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔

"وہاں پانچ لاشیں موجود ہیں ٹکڑوں کی صورت میں۔ اوور"۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تم ٹی ایس تھری میں واپس جاؤ بعد میں بات ہو گی۔ اوور اینڈ آل" ...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کیا بات ہوئی۔ کیا وہ پائلٹ کی آواز اور لہجہ نہیں پہچانتے"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایس وی ون شاید اڈا ہے جبکہ ٹی ایس تھری آپریشنل سیکشن ہے اور پائلٹ ٹی ایس تھری سے آیا تھا اس لئے ایس وی ون والے اس کی آواز نہ پہچانتے تھے۔ بہرحال فوجی کاروائی ہے اور یہاں ڈیوٹیاں ظاہر ہے بدلتی رہتی ہوں گی" ...... عمران نے جواب دیا اور جولیا کے ساتھ ساتھ دوسروں نے بھی اثبات میں سر ہلا دیئے۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"ٹی ایس تھری سے کوئی کال نہیں آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ

وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ شاید یہ ہیلی کاپٹر پائلٹ اور اس کا ساتھی ہی وہاں ہوتے ہوں گے"...... عمران نے کہا لیکن اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر کال آنا شروع ہو گئی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ایس وی ون سے ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اس اڈے میں کرنل پائیک کی موجودگی بتا رہی تھی کہ ان کی آمد کے بارے میں اسے پہلے سے علم تھا۔

"یس سر۔ اوور"...... عمران نے پہلے والی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ٹی ایس تھری کی بجائے کہاں جا رہے ہو۔ تم تو اسے کراس کر چکے ہو۔ اوور"...... کرنل پائیک کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہیلی کاپٹر کو عارضی طور پر ٹھیک کیا گیا ہے اس لئے میں اسے ٹھیک کرانے جا رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا نام ہے تمہارا۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ڈیوٹی کے دوران نام بتانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ ویری سوری۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"میرا دل تو چاہتا تھا کہ کرنل پائیک سے اپنا تعارف کرا دوں لیکن پھر میں اس لئے خاموش ہو گیا کہ ہو سکتا ہے وہ ہمارے آبادی تک پہنچنے سے پہلے ہی کوئی فائٹر طیارہ سامنے لے آئے"...... عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر کے کہا۔

"کرنل پائیک یہاں اڈے پر موجود تھا۔ حیرت ہے"...... عقب میں صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری یہاں آمد چھپی نہیں رہی تھی بلکہ وہ لوگ ہمارے استقبال کے لئے پہلے سے تیار تھے۔ بہرحال اللہ کا فضل ہو گیا ہے اور ہم اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دور سے ایک نخلستان میں آبادی نظر آنا شروع ہو گئی لیکن عمران نے نہ ہی بلندی کم کی اور نہ ہی رفتار کم کی تھی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اس آبادی کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد انہیں ایک بڑی سڑک نظر آنے لگ گئی جس پر ٹریفک رواں دواں تھی۔ عمران نے کچھ آگے جانے کے بعد ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر سڑک سے کافی ہٹ کر درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے لے جا کر اتار دیا۔ اس نے ہیلی کاپٹر درختوں کے اس جھنڈ کے عقب میں اس لئے اتارا تھا کہ سڑک سے کسی کو نظر نہ آ سکے۔

"اب ہم نے کوئی کار روکنی ہے۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے سڑک کی طرف بڑھنے لگے جہاں ٹریفک

رواں دواں تھی لیکن رات پڑجانے کی وجہ سے گاڑیوں کے ہیڈ لیمپ روشن ہو چکے تھے۔ سڑک کے ساتھ کافی گہرائی تھی۔ عمران سڑک کے کنارے کھڑا ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی گہرائی میں اتر گئے تاکہ سڑک سے گزرنے والے انہیں دیکھ نہ سکیں۔ تھوڑی دیر بعد عمران کو دور سے ایک کار کی ہیڈ لائٹ قریب آتی دکھائی دی تو عمران اٹھ کر سڑک کے درمیان میں آگیا اور اس نے دونوں ہاتھ اٹھا کر اونچے کر لئے۔ اس کے ساتھ ہی بریکوں کی تیز آوازیں سنائی دی اور پھر کار عمران سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔

"غضب ہو گیا جناب۔ غضب ہو گیا"...... عمران نے دوڑ کر کار کی ڈرائیونگ سیٹ والے دروازے کی طرف جاتے ہوئے بلند آواز اور انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہو گیا ہے"...... ڈرائیور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

عمران نے دیکھ لیا تھا کہ کار میں اکیلا ڈرائیور ہے۔ دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھینچا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دوسرا ہاتھ ڈرائیور کی گردن پر ڈالا اور ڈرائیور چیختا ہوا ہوا میں قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے سڑک کے کنارے گہرائی میں جا گرا۔

"جلدی آؤ"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس کے ساتھی بجلی کی تیزی سے گہرائی سے نکل کر کار کے قریب پہنچے اور پھر جولیا تو سائیڈ

سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تیزی سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے اور عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھا دی۔

"اس ڈرائیور کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ دی ہے"...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"تم نے سن لیا جولیا۔ کس سفاکی سے ایک بے گناہ انسان کی گردن توڑنے کی بات کر رہا ہے۔ اسے بے ہوش بھی تو کیا جا سکتا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہ تمہارا حلیہ پولیس کو بتا دیتا اس لئے اس کی موت ضروری تھی"...... تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بتاؤ کہ یہاں سے تل ابیب کتنے فاصلے پر ہے اور راستے میں کیا کیا رکاوٹیں آ سکتی ہیں"...... جولیا نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"یہاں سے تل ابیب تو کافی فاصلے پر ہے اور ظاہر ہے ہم اس کار میں تل ابیب نہیں پہنچ سکتے البتہ یہاں سے پچاس کلومیٹر پر ایک شہر واسمیہ ہے۔ وہاں اگر ہم صحیح سلامت پہنچ گئے تو پھر قدرے محفوظ ہو جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سرہلا دیئے۔

ریت میں چلنے والی مخصوص ساخت کی ایک بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے صحرا میں دوڑتی ہوئی اس طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس طرف جیپ کو میزائل سے ہٹ کیا گیا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک فوجی موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کرنل پائیک بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹوں پر اس کے تین ساتھی موجود تھے۔

"باس۔ اس ہیلی کاپٹر پائلٹ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی"۔ اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن بروکس نے کہا۔

"ہاں۔ وہ کچھ الجھا ہوا لگتا تھا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی حماقت کی وجہ سے اس کا ساتھی ہلاک ہوا ہو اس لئے وہ حقائق کو چھپا رہا ہو۔ بہرحال یہ ملٹری کا اپنا مسئلہ ہے وہ اسے دیکھ لے گی۔ ہم نے تو اس عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اٹھانی ہیں اور اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر دینی ہیں"...... کرنل پائیک نے جواب دیا اور کیپٹن

بروکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ٹیلے کے پیچھے سے جیسے ہی جیپ نکل کر آگے بڑھی ڈرائیور نے بریک لگا دیئے کیونکہ وہاں ہر طرف جیپ کے پرزے بکھرے ہوئے تھے۔ جیپ رکتے ہی کرنل پائیک اور اس کے ساتھی تیزی سے نیچے اترے جبکہ ڈرائیور جیپ میں ہی بیٹھا رہا۔

"یہاں تو کوئی لاش نہیں ہے"...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے دوڑ کر ادھر ادھر چیکنگ کرنے لگے۔

"باس۔ یہ تو پائلٹ کی لاش پڑی ہوئی ہے"...... اچانک کیپٹن بروکس نے چیختے ہوئے کہا تو کرنل پائیک چونک کر اس کی طرف بڑھا جبکہ باقی ساتھی بھی ادھر ہی دوڑ پڑے۔

"اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی صاف بچ کر نکل گئے ہیں"۔ کرنل پائیک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ وہ ہیلی کاپٹر پر تل ابیب جا رہے ہوں گے۔ ہم اب بھی ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں کی مدد سے وہ ہیلی کاپٹر تباہ کر سکتے ہیں"۔ کیپٹن بروکس نے کہا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر تیزی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"۔

کرنل پائیک نے تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سیکشن ایکس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"وائس ایئر مارشل ہالیڈ سے بات کراؤ جلدی۔ اوور"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ وائس ایئر مارشل ہالیڈ بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں صحرائے گواجا سے یہاں سے ایک ملٹری ہیلی کاپٹر پر دشمن ایجنٹ سوار ہو کر تل ابیب کی طرف جا رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹر نمبر ٹرپل ایکس ون زیرو فائیو ہے۔ آپ فوراً اسے فضا میں چیک کریں اور اسے فضا میں ہی تباہ کر دیں۔ اٹ از ریڈ اتھارٹی آرڈر اور پھر مجھے فوراً ٹرانسمیٹر پر اطلاع دیں۔ میری فریکونسی نوٹ کریں۔ اوور"...... کرنل پائیک نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریکونسی بتا دی۔

"یس سر حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔

"آؤ اب ہمیں واپس جانا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر آبادی کے قریب اتر گیا ہو۔ آؤ"...... کرنل پائیک نے کہا اور تیزی سے واپس

جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"اس لاش کا کیا کرنا ہے باس"...... کیپٹن بروکس نے پوچھا۔

"چھوڑو اسے۔ جلدی آؤ"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔

"جس قدر تیز رفتاری سے جیپ دوڑا سکتے ہو دوڑاؤ اور صحرا کی دوسری طرف آبادی میں چلو۔ جلدی کرو"...... کرنل پائیک نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے جناب"...... ڈرائیور نے جیپ سٹارٹ کرتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ دشمن ایجنٹ ہمیں دھوکہ دے کر ہیلی کاپٹر پر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ آبادی میں موجود ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا اور ڈرائیور نے جیپ کی رفتار یکلخت انتہائی تیز کر دی۔ جیپ واقعی انتہائی تیز رفتاری سے اپنے پیچھے ریت کے بادل اڑاتی ہوئی صحرا کی دوسری طرف فوجی عربوں کی آبادی کی طرف دوڑی چلی جا رہی تھی کہ کرنل پائیک کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی۔ کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر جیب سے نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ وائس ایئر مارشل ہالیڈ بول رہا ہوں۔ اوور"۔ وائس ایئر مارشل ہالیڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ اوور"...... کرنل پائیک

نے جواب دیا۔

" سر ہم نے مکمل چیکنگ کر لی ہے۔ فضا میں کوئی ہیلی کاپٹر موجود نہیں ہے۔ اوور "...... ہالیڈ نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ راستے میں ہی کہیں اتر گئے ہیں۔ ٹھیک ہے میں انہیں تلاش کر لوں گا لیکن آپ کم از کم ایک گھنٹہ مزید فضا میں اس ہیلی کاپٹر کو چیک کرتے رہیں۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ڈاج دینے کے لئے کہیں اتر گئے ہوں اور پھر کچھ دیر بعد پرواز شروع کر دیں۔ اوور "...... کرنل پائیک نے کہا۔

" یس سر۔ اوور "...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل پائیک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

" باس انتہائی حیرت انگیز انداز میں انہوں نے کام کیا ہے "۔ کیپٹن بروکس نے کہا۔

" یہاں کے انتظامات انتہائی ناقص ہیں جس کا فائدہ انہوں نے اٹھایا ہے۔ اڈے میں موجود مشین کی سکرین پر صرف جیپ کا ایک خاکہ نظر آ رہا تھا۔ جیپ اور اس کے اندر موجود افراد دکھائی نہیں دیتے اور پھر فائرنگ سیکشن علیحدہ بنایا گیا ہے اور وہاں صرف دو آدمی رکھے گئے ہیں جن کا براہ راست تعلق اڈے سے نہیں ہے بلکہ وہ صرف آرڈر پر کام کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے نہ ہی ہمیں معلوم ہو سکا کہ جیپ ہٹ ہوئی تو اس کی کیا پوزیشن تھی اور نہ ہمیں ہیلی کاپٹر کی

صحیح پوزیشن معلوم ہو سکی اور نہ اڈے میں موجود فائرنگ سیکشن کے افراد کو ہم جانتے تھے اس لئے انہیں نکل جانے کا موقع مل گیا "۔ کرنل پائیک نے انتہائی ٹھنڈے لہجے میں تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

" بہرحال باس ان کی کارکردگی پھر بھی حیرت انگیز ہے۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے "...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

" ہاں۔ وہ دنیا کے انتہائی تیز ترین ایجنٹ ہیں اور اب مجھے بھی احساس ہو گیا ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے ہیں۔ اب یہ بچ کر نہ جا سکیں گے "...... کرنل پائیک نے کہا اور کیپٹن بروکس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ آبادی کے قریب پہنچی تو وہاں ایک چھوٹا سا احاطہ تھا جس میں چار پانچ افراد موجود تھے۔ کرنل پائیک کے اشارے پر جیپ احاطے کے قریب روک دی گئی اور کرنل پائیک تیزی سے نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے احاطے میں موجود چاروں افراد فوجی جیپ کو دیکھ کر تیزی سے احاطے سے نکل کر ان کی طرف آ گئے۔

" یہاں ہیلی کاپٹر اترا ہے۔ کہاں اترا ہے "...... کرنل پائیک نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب ایک ہیلی کاپٹر یہاں اوپر سے گزر کر سڑک کی طرف جاتا میں نے دیکھا ہے۔ فوجی ہیلی کاپٹر تھا۔ یہاں تو کوئی ہیلی کاپٹر نہیں اترا "...... ان میں سے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے "...... کرنل پائیک نے کہا اور واپس جیپ میں

سوار ہو گیا۔

"سڑک پر لے چلو جیپ کو"۔ کرنل پائیک نے ڈرائیور سے کہا۔

"جناب یہ ریت پر چلنے والی مخصوص جیپ ہے اس لئے ہموار اور سخت زمین پر اس کی رفتار آہستہ رہے گی۔ تیزی سے نہ چل سکے گی"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"ہمیں معلوم ہے لیکن سڑک یہاں سے قریب ہے اور وہاں ایک چیکنگ چوکی بھی ہے۔ تم ہمیں وہیں ڈراپ کر کے واپس چلے جانا"...... کرنل پائیک نے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ آگے بڑھا دی لیکن اب اس کی رفتار خاصی ہلکی تھی۔ تقریباً نصف گھنٹے بعد وہ اس چوکی پر پہنچ گئے۔ یہ سڑک کی سائیڈ پر باقاعدہ تعمیر شدہ تھی اور چار مسلح گارڈز جو ہر گاڑی کو چیک کر کے آگے بھیج رہے تھے لیکن یہ چیکنگ سرسری انداز کی تھی البتہ ہر گاڑی کو روکا ضرور جاتا تھا۔ جیسے ہی ملٹری کی مخصوص ڈیزرٹ جیپ چوکی کے قریب رکی چوکی کے ایک کمرے سے ایک باوردی نوجوان تیزی سے چلتا ہوا باہر آیا۔ اس دوران کرنل پائیک اپنے ساتھیوں سمیت جیپ سے نیچے اتر آیا تھا۔

"تم جیپ واپس لے جا سکتے ہو"...... کرنل پائیک نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سلام کر کے جیپ کو بیک کرنا شروع کر دیا تاکہ اسے موڑ کر واپس لے جا سکے۔

"میرا نام کرنل پائیک ہے اور میں ریڈ اتھارٹی کا چیف ہوں۔

میرے ساتھی ہیں"...... کرنل پائیک نے کمرے سے نکل کر آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا تو اس نوجوان نے باقاعدہ فوجی انداز میں سلوٹ کیا۔

"یس سر۔ میں چوکی انچارج ہوں۔ میرا نام رابرٹ ہے جناب آپ تشریف لائیے"...... نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں قریب کوئی ملٹری ہیلی کاپٹر بھی اترا ہے یا جاتا ہوا دیکھا گیا ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ کافی دیر پہلے میں خود چیکنگ کر رہا تھا تو میں نے ایک ملٹری ہیلی کاپٹر کو سڑک کراس کر کے دائیں طرف جاتے دیکھا تھا۔ وہ درختوں کے ایک جھنڈ کے پیچھے جا کر غائب ہو گیا"۔ رابرٹ نے کہا۔ اسی لمحے چوکی کے کمرے سے ایک اور لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی باہر آیا اور پھر اس نے جیسے ہی کرنل پائیک کو دیکھا وہ بے اختیار چونک پڑا اور تیزی سے قریب آ کر اس نے سلام کیا۔

"سر آپ اور یہاں۔ میرا نام جونی ہے جناب۔ میں پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں تھا اور اب جی پی فائیو میں ہوں اور یہاں اس سرحدی چوکی پر کرنل ڈیوڈ صاحب نے میری ڈیوٹی لگائی ہے کیونکہ انہیں اطلاع ملی تھی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ اسرائیل میں داخل ہونے کی کوشش کر رہا ہے"...... اس نے سلام کرنے کے ساتھ ہی خود ہی اپنے بارے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہاں بیٹھ کر تم کیا چیکنگ کرتے ہو"...... کرنل پائیک نے

مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"سر ہمارے آدمی اس مقامی عرب آبادی میں موجود ہیں۔ وہ لوگ ظاہر ہے پہلے اس آبادی میں پہنچیں گے پھر آگے جائیں گے"...... جونی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمی ایک ملٹری ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر صحرا سے ادھر آئے ہیں۔ ہم انہیں ٹریس کر رہے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا تو جونی بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ سر۔ پھر وہ یقیناً وہی ہوں گے۔ اوہ۔ اوہ"...... جونی نے تیز لہجے میں کہا تو کرنل پائیک اور اس کے ساتھی بھی اس کے اس انداز پر چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کون"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"اوہ سر۔ وہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لوگ ہوں گے۔ مجھے تو معلوم ہی نہ تھا کہ وہ اسرائیل میں داخل ہو چکے ہیں"...... جونی نے کہا۔

"تم بتاؤ تو سہی۔ کیا ہوا ہے"...... کرنل پائیک نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے راسمیہ شہر میں داخل ہونے والی فرسٹ چیکنگ چوکی سے رابرٹ کو کال کی گئی ہے کہ ایک نیلے رنگ کی سیڈان کار اس طرف سے وہاں پہنچی۔ اسے جب چیکنگ کے لئے روکا گیا تو اس کے اندر موجود افراد نے فائر کھول دیا اور کا

رکاوٹ کو توڑتی ہوئی نکل گئی۔ وہاں صرف ایک انچارج بچ گیا تھا۔ باقی لوگ شدید زخمی ہوئے تھے۔ انچارج نے پوچھا تھا کہ کیا ہماری اس سیکنڈ چیک پوسٹ پر بھی کوئی واقعہ ہوا ہے تو رابرٹ نے انہیں بتایا کہ یہاں تو کچھ نہیں ہوا اور رابرٹ نے انہیں بتایا کہ نیلے رنگ کی سیڈان کار کو یہاں روکا گیا تھا لیکن اس میں اکیلا ڈرائیور تھا۔ میں بھی سمجھا کہ سیکنڈ اور فرسٹ چیک پوسٹ کے درمیان راستے میں مجرموں نے کار پر قبضہ کر لیا ہو گا لیکن اب آپ بتا رہے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا گروپ داخل ہو چکا ہے تو یقیناً اس میں وہی لوگ ہوں گے۔ اس قدر دیدہ دلیری سے فائرنگ وہی لوگ کر سکتے ہیں"...... جونی نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے یہاں قریب ہی کہیں ہیلی کاپٹر اتارا اور پھر کار پر قبضہ کر کے نکل گئے۔ کیا یہاں کار ہے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ چوکی کے عقب میں موجود ہے"...... رابرٹ نے کہا۔

"کیپٹن بروکس جلدی کرو کار لے آؤ۔ جلدی کرو ہم نے ان کے پیچھے جانا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ چابیاں سر"...... رابرٹ نے جیب سے چابیاں نکال کر آگے بڑھتے ہوئے کیپٹن بروکس کو دیں تو اس نے چابیاں رابرٹ کے ہاتھ سے لیں اور تیزی سے دوڑتا ہوا چوکی کی عقبی طرف بڑھ گیا۔

"یہ لوگ تو راسمیہ سے آگے نکل گئے ہوں گے"...... کرنل

پائیک نے کہا۔

"نہیں سر۔ اس واقعہ کے بعد آگے کی تمام چوکیوں کو الرٹ کر دیا گیا ہوگا۔ وہ لوگ لازماً راسمیہ میں ہی ہوں گے"...... جونی نے جواب دیا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار چوکی کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف آئی اور قریب آکر رک گئی۔

"یہ کار ہم راسمیہ میں چھوڑ دیں گے"...... کرنل پائیک نے رابرٹ سے کہا۔

"یس سر"...... رابرٹ نے جواب دیا تو کرنل پائیک تیزی سے کار کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ عقبی سیٹ پر اس کے باقی دونوں ساتھی بیٹھ گئے اور کیپٹن بروکس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھائی اور پھر اسے انتہائی تیز رفتاری سے دوڑانے لگا۔ کرنل پائیک نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر۔ اوور"...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے کال کا جواب دیا گیا۔

"کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ جہاں بھی وہ ہوں۔ فوراً۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں کرنل ڈیوڈ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا اور ساتھ ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے ملٹری ہیلی کاپٹر پر قبضے سے لے کر اس کے آدمی جونی کی رپورٹ تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو شیطانوں کا یہ گروہ ایک بار پھر اسرائیل میں داخل ہو گیا ہے۔ تم کہاں ہو اس وقت کرنل پائیک۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں اپنے ساتھیوں سمیت کار کے ذریعے راسمیہ شہر کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے تمہیں کال اس لئے کیا ہے کہ تمہارے آدمی راسمیہ میں موجود ہوں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں کال کر کے کہہ دو کہ وہ میرے ساتھ تعاون کریں۔ میں انہیں چوہے کی بل سے بھی باہر کھینچ لاؤں گا۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جی پی فائیو کا راسمیہ میں سب سیکشن موجود ہے۔ دس افراد ہیں۔ راسمیہ شہر کے جنوب مغرب میں گلیکسی روڈ پر گلیکسی کلب کے نام سے یہ آفس ہے۔ اوپن کلب ہے جبکہ نیچے سب سیکشن ہیڈ کوارٹر ہے۔ انچارج کا نام راڈرک ہے کیپٹن راڈرک۔ میں خود ہیلی کاپٹر پر پہنچ رہا ہوں تم اس سے مل لو میں اسے کال کر کے کہہ دیتا ہوں

وہ تم سے مکمل تعاون کرے گا اور میں خود بھی آ رہا ہوں پھر بھی اطلاع دے دیتا ہوں وہ سب الرٹ رہیں گے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

"کیا راسمیہ میں فلسطینیوں کا کوئی ٹھکانہ ہے"...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ وہ کار میں سفر کر رہے تھے۔

"نہیں۔ وہاں ہمیں خود انتظامات کرنے ہوں گے"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ شہر سے پہلے چیک پوسٹ بھی لازماً ہو گی اور چونکہ قریب شہر ہے اس لئے وہاں لامحالہ چیکنگ بھی تفصیل سے جاتی ہو گی"...... صفدر نے کہا۔

"چیکنگ کرنے والے کسی طرح بھی مطمئن نہیں ہوں گے اس لئے تم لوگ اسلحہ تیار رکھو"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح تو وہ لوگ چوکنا ہو جائیں گے"۔ جولیا نے کہا۔

"چوکنا چھوڑ کر آٹھ کنا ہو جائیں بہرحال اب مشن تو مکمل کرنا ہے۔ اب تک لازماً کرنل پائیک کو بھی حالات کا علم ہو چکا ہو گا لئے وہ ہمارے پیچھے ہو گا"...... عمران نے جواب دیا تو سب نے ت میں سر ہلا دیئے اور پھر انہوں نے جیبوں سے مشین پسٹل نکال

کر ہاتھ میں پکڑے کیونکہ یہ ان کے پاس موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد دور سے چیک پوسٹ کی سرخ لائٹ نظر آنی شروع ہو گئی۔ چیک پوسٹ سڑک کے کنارے بنائی گئی تھی اور وہاں سڑک کے کنارے دو کمرے تھے اور سڑک پر باقاعدہ راڈ لگا ہوا تھا۔ کمرے کے باہر سرخ لائٹ لگی ہوئی تھی جس کی تیز روشنی سے سڑک کا وہ حصہ منور ہو رہا تھا۔ وہاں سڑک کے دونوں اطراف چار افراد موجود تھے جبکہ ایک آدمی راڈ پر موجود تھا۔ آنے جانے والی کاریں اور دوسری وہیکلز گاڑیاں وہاں پر رکتیں اور پھر راڈ اٹھا کر انہیں پاس کیا جاتا تھا لیکن یہاں بھی چیکنگ سرسری انداز میں کی جا رہی تھی۔ عمران کی کار قریب پہنچی ہی تھی کہ عمران چونک پڑا کیونکہ ایک کار کی تفصیلی چیکنگ کی جا رہی تھی اس کا مطلب تھا کہ جس کار پر انہیں شک پڑ تا اس کو سائیڈ پر لے جا کر اس کی تفصیلی چیکنگ کی جاتی تھی۔

"تیار ہو جاؤ۔ ہم رسک نہیں لے سکتے"...... عمران نے کہا او سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جس وقت عمران کی کا چیک پوسٹ کے قریب پہنچی تو چیک ہونے والی کار کو پاس آن کی جا چکا تھا اور اس وقت وہاں اور کوئی وہیکل موجود نہ تھی۔ راڈ دوبا گرا دیا گیا۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کر دی لیکن اس کے سا جانتے تھے کہ ایسا صرف چیکنگ کرنے والوں کو ڈاج دینے کے کیا جا رہا ہے کیونکہ ان کے کاندھوں پر مشین گنیں لٹکی ہوئی تھ اور شک پڑنے پر وہ فائر بھی کھول سکتے تھے۔ کار چیکنگ راڈ کے قری

ر بجائے رکنے کے ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور اس کے ساتھ کار کی دونوں سائیڈوں سے مشین پسٹلز کی تڑتڑاہٹ گونجی اور ک کی دونوں سائیڈوں پر موجود چار افراد کے ساتھ ساتھ راڈ پر ود پانچواں آدمی بھی چیختا ہوا زمین پر جا گرا۔ اسی لمحے کار ایک ھاکے سے راڈ سے ٹکرائی اور اسے توڑتی ہوئی طوفانی رفتار سے بڑھتی چلی گئی۔ عمران نے کار کی رفتار اب انتہائی تیز کر دی تھی دیکھتے ہی دیکھتے چیک پوسٹ کافی پیچھے رہ گئی اور اب راسمیہ شہر حدود کا آغاز ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد کار شہر کی ایک سڑک پر گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر جاتی ہوئی سڑک پر موڑ دی اور ایک بند گلی میں لے جا کر اس نے کار روک دی۔

"آؤ۔ اب ہم نے یہاں سے پیدل جانا ہے"...... عمران نے کہا وہ سب تیزی سے نیچے اتر آئے اور پھر وہ سب اسی طرح تیزی سے ہوئے گلی سے نکل کر سڑک پر پہنچ گئے۔ یہ چھوٹا سا شہر تھا اس لئے زیادہ رش نہ تھا۔ ویسے بھی رات کا وقت تھا البتہ سڑکوں پر جل رہی تھیں۔ کبھی کبھی کوئی کار یا ویگن وغیرہ وہاں سے گزر تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر انہیں کے کنارے پر ایک بڑا سا بورڈ نظر آیا جس پر سائیڈ پر جاتی ہوئی کی طرف راسمیہ کالونی لکھا ہوا تھا۔ عمران اس طرف مڑ گیا۔ یہ سی کالونی تھی۔ کوٹھیاں بھی متوسط درجے کی تھیں۔ ایک کے سامنے جا کر عمران رک گیا۔

" تنویر اور صفدر تم دونوں عقبی طرف سے اندر جاؤ اور کوٹھی میں موجود افراد کو بے ہوش کر دو۔ ہم نے یہاں میک اپ بھی کر ہے اور لباس بھی تبدیل کرنے ہیں" ...... عمران نے کہا اور تنویر صفدر سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گئے۔ اس کوٹھی کی چار دیواری زیادہ بلند نہ تھی اس لئے عمران اس کا انتخاب کیا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ایک بڑے اور درخت کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ سڑک سنسان تھی وہاں کوئی آدمی تھا۔ تھوڑی دیر بعد کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا اور تنویر باہر آگیا۔

" آؤ"۔ عمران نے کہا اور وہ سب تیزی سے سڑک کی طرف بڑھے تنویر واپس چلا گیا۔ سڑک کراس کر کے وہ کوٹھی میں داخل ہوئے تنویر جو وہیں سائیڈ میں موجود تھا اس نے پھاٹک بند کر دیا۔

" صرف ایک عورت اور ایک مرد اندر تھے انہیں بے ہوش دیا گیا ہے" ...... تنویر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا برآمدے میں صفدر کھڑا تھا جبکہ گیراج میں ایک کار بھی موجود تھی

" ہم نے یہاں نہیں رکنا اس لئے ماسک میک اپ کر لو۔ جلد کرو" ...... عمران نے کہا۔

" لیکن عمران صاحب ہم یہاں سے نکل کر تل ابیب کیسے پہنچ گے۔ اب تو ہر طرف ناکہ بندی ہو چکی ہو گی" ...... صفدر نے کہا وہ سب ماسک میک اپ کرنے میں مصروف تھے۔ ماسک میک اپ کا پیکٹ صفدر کی جیب میں تھا جو اس نے نکال کر میز پر رکھ دیا تھا

" راسمیہ سے پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر ایک بڑا شہر ہے جس کا نام کرسٹو ہے۔ وہاں فلسطینیوں کے مخصوص گروپ ایگلز کا اڈا ہے اگر ہم وہاں تک پہنچ گئے تو پھر معاملات آسان ہو جائیں گے"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" وہ عورت اور مرد کہاں ہیں" ...... عمران نے ماسک میک اپ کرنے کے بعد تنویر سے پوچھا۔

" اندر کمرے میں بے ہوش پڑے ہیں"۔ تنویر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے پڑے رہنے دو۔ تم جا کر ان کی کار کو چیک کرو اس میں پٹرول بھی ہے یا نہیں اور صفدر تم کار کی چابیاں تلاش کرو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے" ...... عمران نے کہا تو صفدر اور تنویر دونوں تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب کار میں بیٹھے اس کوٹھی سے نکل کر بڑی سڑک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر اس بار بھی عمران ہی تھا۔ انہوں نے کوٹھی کے پھاٹک کو اندر سے بند کر دیا تھا تاکہ کسی کو شک نہ پڑ سکے اور یہ کام تنویر نے کیا تھا اور پھر وہ عقبی دیوار پر چڑھ کر باہر آیا تھا اور سائیڈ گلی میں رکی ہوئی کار میں بیٹھ گیا۔ مین روڈ پر ابھی وہ پہنچے ہی تھے کہ انہوں نے دو کاروں کو انتہائی تیز رفتاری سے کالونی والی سڑک پر مڑتے ہوئے دیکھا اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھتی چلی گئیں۔

" اوہ۔ یہ تو جی پی فائیو کی کاریں ہیں" ...... عمران نے کہا کیونکہ

وہ ان کاروں پر جی پی فائیو کا مخصوص نشان دیکھ چکا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار موڑ دی اور بڑی سڑک پر اسے آگے لے جانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شہر سے باہر آگئے لیکن اب دور سے انہیں ایک اور چیک پوسٹ نظر آنے لگ گئی۔

"یہاں تو چیک پوسٹوں کا جال بچھا ہوا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار آہستہ کی اور اسے سڑک سے ہٹا کر درختوں کے عقب میں اس طرح روک دیا کہ سڑک سے گزرنے والوں کو سرسری طور پر بھی وہ نظر نہ آسکے۔ ویسے بھی وہاں اندھیرا تھا کیونکہ یہ شہر سے باہر جانے والی سڑک تھی اس لئے یہاں روڈ لائٹس موجود نہ تھیں۔

"ہم نے چکر کاٹ کر چیک پوسٹ پر جانا ہے اور چیک پوسٹ پر موجود سب افراد کو ہلاک کرنا ہے ورنہ جو زندہ رہ گیا یا زخمی ہوا تو وہ اطلاع دے دے گا اور پھر ہمیں کرسٹو شہر تک پہنچنے ہی نہ دیا جائے گا"...... عمران نے کار روک کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب سر ہلاتے ہوئے کار سے نیچے اتر آئے۔

"جولیا تم ڈرائیونگ سیٹ پر آجاؤ میں سرچ لائٹ کے نیچے ہاتھ اٹھا کر مخصوص اشارہ کروں گا تو تم کار لے آنا"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران نے اپنے ساتھیوں سمیت سڑک کراس کی اور دوسری طرف موجود کھیتوں کے درمیان پگڈنڈی پر دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اونچی فصلوں اور رات کا وقت ہونے

کی وجہ سے وہ دور سے نظر نہ آسکتے تھے۔ عمران پہلے تو سڑک کی مخالف سمت سیدھا بڑھتا چلا گیا پھر وہ مڑا اور اب اس نے چیک پوسٹ والی سمت چلنا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے چل رہے تھے اور ان سب کا انداز انتہائی محتاط تھا کہ اچانک انہیں دور سے ایک ہیلی کاپٹر آتا دکھائی دیا۔ ہیلی کاپٹر کی سمت بتا رہی تھی کہ وہ ان کے اوپر سے ہی گزرے گا۔

"چھپ جاؤ اور حرکت نہ کرنا ورنہ اوپر سے ہمیں چیک کر لیا جائے گا"...... عمران نے کہا تو وہ سب فصل میں کھڑے ہوگئے۔

ہیلی کاپٹر کا رخ مڑا اور پھر وہ چیک پوسٹ کے قریب اتر گیا۔

"یہ وہاں کیوں اترا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آؤ چلیں"...... عمران نے فصل سے نکل کر پگڈنڈی پر چڑھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی دوبارہ اس کے پیچھے چل پڑے لیکن ابھی وہ چیک پوسٹ سے تھوڑی ہی دور تھے کہ ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کو انہوں نے فضا میں بلند ہوتے دیکھا اور عمران کے اشارے پر وہ سب ایک بار پھر تیزی سے فصلوں میں چھپ کر رک گئے۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گزرتا ہوا راسمیہ شہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جب وہ کافی دور چلا گیا تو عمران نے ایک بار پھر آگے بڑھنا شروع کر دیا۔ اندھیرے کی وجہ سے وہ یہ تو نہ دیکھ سکا تھا کہ ہیلی کاپٹر کس کا ہے لیکن بہرحال وہ ملٹری کا نہیں تھا اور پھر اس کے چیک پوسٹ پر اترنے اور شہر کی طرف جانے سے وہ سمجھ گیا کہ اس کا تعلق

یقیناً جی پی فائیو سے ہی ہو گا کیونکہ جی پی فائیو کی کاروں کو وہ کالونی کی طرف جاتا دیکھ چکا تھا۔ اس کا مطلب واضح تھا کہ انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہے کہ وہ کالونی کی طرف گئے ہیں لیکن ظاہر ہے وہ جب تک ایک ایک کوٹھی چیک کریں گے تب تک وہ یہاں سے دور پہنچ چکے ہوں گے اس لئے وہ مطمئن تھا۔ پھر چیک پوسٹ کے عقب میں پہنچ کر عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا۔

"گردنیں توڑنی ہیں اسلحہ استعمال نہیں کرنا ورنہ رات کے وقت فائرنگ کی آوازیں دور تک سنائی دیں گی"...... عمران نے آہستہ سے کہا اور سب ساتھیوں نے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل جیبوں میں رکھ لئے اور پھر وہ چیک پوسٹ کی سائیڈ سے آگے بڑھنے لگے۔ کمرے کی سائیڈ پر رک کر عمران نے گردن آگے بڑھائی تو اس نے سڑک کے کنارے پر کھڑے چار مسلح افراد کو دیکھا۔ ان سب کی نظریں شہر کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔ ان کی پشت چیک پوسٹ کے کمروں کی طرف تھی۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو ہاتھ سے اشارہ کیا اور پھر بلی کی طرح دبے قدموں وہ آگے بڑھا اور گھوم کر تیزی سے کمرے کے کھلے دروازے میں داخل ہو گیا۔ کمرہ خالی تھا۔ اسی لمحے اسے باہر سے گھٹی گھٹی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے باہر نکلا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو ان چاروں سے لپٹے ہوئے دیکھا۔

"کیا ہوا"۔ اچانک دوسرے کمرے سے ایک آواز سنائی دی اور اسکے ساتھ ہی ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی باہر نکلا ہی تھا کہ

عمران اس پر جھپٹ پڑا اور چند لمحوں بعد ہی وہ زمین پر پڑا اس طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے ہوا میں کسی سے کشتی لڑ رہا ہو اور پھر ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے کمرے میں داخل ہوا لیکن کمرہ خالی تھا۔ عمران باہر نکلا تو اسکے ساتھی ان چاروں مسلح افراد کو زمین پر ڈھیر کر چکے تھے۔ صفدر نے دو آدمیوں کو بیک وقت قابو کیا تھا جبکہ کیپٹن شکیل نے اپنے ٹارگٹ کو ڈھیر کرتے ہی صفدر کی مدد کی تھی۔

"انہیں اٹھالاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی انہیں گھسیٹتے ہوئے کمرے کی طرف لے آئے۔

"ہلاک ہو چکے ہیں یا زندہ ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہلاک ہو چکے ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"انہیں اندر پھینک دو۔ میں جولیا کو اشارہ کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے راڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے راڈ اٹھالیا اور پھر سرچ لائٹ کے نیچے کھڑے ہو کر اس نے ہاتھ سر سے بلند کر کے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو دور اندھیرے میں کار کی ہیڈ لائٹس چمکیں اور پھر بند ہو گئیں اور عمران سمجھ گیا کہ یہ جولیا اشارہ دے رہی ہے کہ اس نے اسے دیکھ لیا ہے۔

"سب کو چیک کرو۔ جو بے ہوش ہے اسے ہلاک کر دو"۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"کر دیا ہے"...... تنویر نے کمرے سے نکلتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے

کار تیزی سے چلتی ہوئی چیک پوسٹ کے قریب پہنچ گئی۔

"راڈ سے آگے لے جا کر روکو"...... عمران کہا تو جولیا نے کار راڈ سے آگے لے جا کر روک دی تو عمران نے راڈ بند کیا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت کار کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا ڈرائیونگ سیٹ سے دوبارہ سائیڈ سیٹ پر چلی گئی تھی جبکہ عمران ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور باقی ساتھی تیزی سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے تو عمران نے کار آگے بڑھا دی۔ اس نے کار کی رفتار انتہائی تیز رکھی تھی۔ وہ شاید جلد از جلد کرسٹو شہر پہنچ جانا چاہتا تھا اور پھر ایک اور چیک پوسٹ انہیں دور سے نظر آنی شروع ہو گئی۔

"اب کار یہاں چھوڑنا پڑے گی اور پیدل چلنا ہو گا"...... عمران نے کار کو سائیڈ پر اتارتے ہوئے کہا اور پھر اس نے کار کو درختوں کے ایک جھنڈ میں لے جا کر روک دیا۔

"آؤ ورنہ اس چیک پوسٹ پر کوئی کارروائی ہوئی تو انہیں فوراً پتہ چل جائے گا کہ ہم کرسٹو پہنچ گئے ہیں"۔ عمران نے کار سے اترتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بھی کار سے نیچے اتر آئے اور پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک بار پھر کھیتوں میں سفر کرتا ہوا کرسٹو شہر کی طرف بڑھنے لگا۔ ظاہر ہے عمران اتنے فاصلے سے گزر رہا تھا کہ چیک پوسٹ پر موجود لوگ انہیں حرکت کرتا ہوا نہ دیکھ سکیں اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کے سفر کے بعد شہر کی حدود شروع ہو گئی اور عمران نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

کرنل پائیک کی کار جیب گلیکسی کلب پہنچی تو اس وقت ایک ہیلی کاپٹر وہاں پہنچ گیا اور پھر ہیلی کاپٹر گلیکسی کلب کی وسیع عمارت کے احاطے میں اتر گیا۔ کرنل پائیک کے کہنے پر کیپٹن بروکس کار اندر لے گیا۔ ہیلی کاپٹر پر جی پی فائیو کا مخصوص نشان صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"میرے خیال میں کرنل ڈیوڈ آیا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کیپٹن بروکس کو کار روکنے کا کہا۔ کار رکتے ہی کرنل پائیک تیزی سے کار سے اترا تو اسی لمحے کرنل ڈیوڈ بھی ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر کر کار کی طرف آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمارت کے اندر سے ایک نوجوان تیزی سے باہر آیا اور اس نے کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا۔

"آپ پہنچ گئے کرنل پائیک"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کرنل پائیک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہم بھی ابھی پہنچے ہیں۔ تم نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا تھا کہ وہ چیک کریں"...... کرنل پائیک نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور میں شہر سے باہر والی چیک پوسٹ کو بھی چیک کرا آیا ہوں۔ وہاں کوئی کار نہیں پہنچی اور میں نے انہیں الرٹ کر دیا ہے اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی راسمیہ میں ہی ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ان کا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ مارشل اپنے ساتھیوں سمیت ان کے پیچھے گیا ہے سر"...... اندر سے آنے والے نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک دونوں چونک پڑے۔

"کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر آپ کی طرف سے اطلاع ملتے ہی ہمارے آدمیوں نے چیکنگ شروع کر دی اور پھر ہمیں اطلاع دی گئی کہ ایک عورت اور چا مردوں پر مشتمل ایک گروپ کو راسمیہ کالونی کی طرف پیدل جا ہوئے دیکھا گیا ہے جبکہ نیلے رنگ کی سیڈان کار ایک بند گلی کھڑی مل چکی ہے۔ ہمارے آدمیوں نے کالونی کو گھیر لیا ہے مارشل وہاں چیکنگ کے لئے گیا ہے سر"...... اس نوجوان مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ تو وہ کالونی میں چھپے ہوئے ہیں۔ وہاں کوئی فلسطینی ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کہاں ہے یہ کالونی۔ مجھے بتاؤ"...... کرنل پائیک نے بے چ

لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں کرنل پائیک۔ اب یہ لوگ بچ کر نہیں جا "...... کرنل ڈیوڈ نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے خود چیک کرنا چاہئے۔ بتاؤ کہاں ہے یہ نی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تم پہلے مارشل کو کال کرو تاکہ اس سے موجودہ صورت حال وم ہو سکے اور پھر کار باہر نکالو۔ میں بھی ساتھ جاؤں گا"۔ کرنل ڈ نے کہا تو وہ آدمی دوڑتا ہوا عمارت کی اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔ ی دیر بعد وہ اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آیا۔

"مارشل سے بات ہو گئی ہے سر۔ وہ کالونی کی کوٹھیاں چیک کر ہے۔ کالونی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے"...... آنے والے نے کہا۔

"کار نکالو۔ جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو وہ آدمی تیزی واپس عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار سائیڈ ل کر ان کے قریب پہنچ گئی۔

"تم یہیں رکو۔ میں نے دیکھی ہوئی ہے یہ کالونی۔ کرنل پائیک یرے ساتھ آ جائیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ کار کی نگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کرنل پائیک نے اپنے ساتھیوں کو کیا اور پھر وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ے لمحے دونوں کاریں ایک دوسرے کے پیچھے چلتی ہوئی کلب

کے مین گیٹ سے باہر نکلیں اور کرنل ڈیوڈ نے کار کو بائیں ہا
موڑ دیا۔

" یہ لوگ انتہائی برق رفتاری سے کام کرتے ہیں کرنل پا
اور یہاں ان کے رابطے بھی ہوتے ہیں لیکن اس بار آپ اور یہ
کر ان کا یقیناً خاتمہ کر دیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کرنل پا
سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ آپ کی ایجنسی واقعی کام کرتی ہے۔ میں وزیراعظم کو
کی ایجنسی کے بارے میں خصوصی رپورٹ دوں گا"......
پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں
دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کی چمک ابھر آئی تھی۔

" ویسے یہ انتہائی حیرت انگیز لوگ ہیں کرنل پائیک۔ اس
میں کام کرتے ہیں کہ آدمی سوچ بھی نہیں سکتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے

" یہ سیکرٹ ایجنٹ ہیں کرنل ڈیوڈ اس لئے ان کے کام کر
مخصوص انداز ہے اور اب تک بھی انہوں نے اسی انداز میں
کیا ہے۔ اگر صحرائے گواجا کے ملٹری اڈے کے انتظامات خر
ہوتے تو میں انہیں کسی صورت بھی وہاں سے بچ نکلنے نہ
بہرحال وہ کچھ بھی کر لیں میرے ہاتھوں بچ نہیں سکتے"......
پائیک نے جواب دیا۔

" ایک بات بتا دوں کرنل پائیک۔ اس عمران کی کھ
انسان کا نہیں بلکہ شیطان کا دماغ ہے اس لئے آپ کو اح

ہو گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو کرنل پائیک کوئی جواب دینے
بجائے صرف مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد کار سائیڈ روڈ پر مڑ کر اس
ی کی حدود میں داخل ہو گئی۔ چھوٹی سی کالونی تھی اس لئے ایک
انہیں جی پی فائیو کی کاریں کھڑی نظر آ گئیں۔ کرنل ڈیوڈ نے کار
کے قریب لے جا کر روک دی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھ
رنل پائیک بھی اترا اور عقبی کار بھی رک چکی تھی۔ اس میں سے
کے ساتھی باہر آ گئے۔ کاروں کے قریب موجود دو آدمیوں نے
ل ڈیوڈ کو انتہائی مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

" کہاں ہے مارشل۔ کیا کر رہا ہے احمق آدمی"...... کرنل ڈیوڈ
کہا۔

" سر یہ سامنے والی کوٹھی سے کوئی جواب نہیں دیا جا رہا تھا اس
ہمارے آدمی اندر کودے تو اندر ایک عورت اور ایک مرد بے
پڑے ہوئے ملے۔ انہیں ہوش میں لا کر مارشل ان سے پوچھ
ر رہا ہے"...... ایک آدمی نے کہا۔

" اوہ۔ اوہ تو وہ اس کوٹھی میں آئے ہیں۔ آؤ کرنل پائیک"۔
ل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل پائیک نے اپنے آدمیوں کو وہیں رکنے کا
ہ کیا اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ چلتا ہوا تیزی سے کوٹھی کی طرف
گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے اندر پہنچ چکے تھے۔ وہاں مارشل
دو ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا اور ایک نوجوان مرد اور ایک
ن عورت دونوں خوفزدہ چہروں سمیت کرسیوں پر بیٹھے ہوئے

تھے۔

"سر۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ سوئے ہوئے تھے کہ اچانک ان
سائے سے جھپٹے اور پھر یہ بے ہوش ہو گئے اور اب ہوش میں آ
ہیں"...... مارشل نے کرنل ڈیوڈ کو سلام کرنے کے بعد رپور
دیتے ہوئے کہا۔

"یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ ان شیطانوں کے ساتھی ہیں
کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
نے آگے بڑھ کر مرد کے چہرے پر زوردار تھپڑ مار دیا۔ مرد کے حلق
چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ عورت بھی خوف کی شدت سے
لگ گئی۔

"خاموش ہو جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے
زیادہ اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس
جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ایک منٹ کرنل ڈیوڈ۔ مجھے بات کرنے دو"...... کر
پائنیک نے کہا۔

"یہ ان شیطانوں کے ساتھی ہیں۔ یہ شرافت کی بات نہیں
کرنل پائنیک"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں کرنل ڈیوڈ لیکن مجھے بات تو کرنے دی
کرنل پائنیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ
کر اس طرح اثبات میں سر ہلایا جیسے کرنل پائنیک کے مسکرانے

وجہ سے وہ اس پر رحم کھا کر اسے اجازت دے رہا ہو۔

"تمہارا نام کیا ہے اور تم کیا کام کرتے ہو"...... کرنل پائنیک نے نرم لہجے میں اس مرد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میرا نام جیکب ہے اور میں یہاں ایک فرم میں اکاؤنٹنٹ ہوں جناب۔ یہ میری بیوی ہے۔ ہماری شادی کو دو سال ہوئے ہیں اور جناب ہم تو اطمینان سے سوئے ہوئے تھے کہ اچانک ہم پر حملہ کیا گیا اور ہم بے ہوش ہو گئے"۔ مرد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے گیراج میں کار موجود نہیں ہے۔ کیا تمہارے پاس کار نہیں ہے"...... کرنل پائنیک نے کہا تو مرد اور عورت دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کار نہیں ہے۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ کیا کار چوری ہو گئی ہے۔ اوہ۔ وری بیڈ۔ میں نے تو دفتر سے ایڈوانس لے کر کار خریدی تھی اور ابھی تو میں نے اس کی پوری قسطیں بھی ادا نہیں کیں"...... مرد نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"مل جائے گی تمہاری کار۔ اس کا نمبر، ماڈل اور رنگ بتا دو"۔ کرنل پائنیک نے کہا تو اس مرد نے جلدی جلدی کار کا رنگ، ماڈل اور رجسٹریشن نمبر بتا دیا۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ جب ہم کالونی کی طرف سڑک پر مڑ رہے تھے تو اس ماڈل اور اس کلر کی ایک کار باہر جا رہی تھی۔ میں نے وہ کار

دیکھی تھی۔ وہ بائیں طرف مڑی تھی"...... ساتھ کھڑے ہوئے مارشل نے اچانک کہا تو کرنل پائیک کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی چونک پڑا۔

" بائیں طرف۔ پھر تو وہ کار شہر سے باہر جانے والی سڑک پر مڑی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" اس کا مطلب ہے کرنل ڈیوڈ کہ وہ یہاں آئے۔ انہوں نے انہیں بے ہوش کیا اور پھر ان کی کار میں بیٹھ کر وہ نکل گئے لیکن اب ہم انہیں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں کیونکہ وہ مطمئن ہوں گے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"ہم ان کے پیچھے جائیں باس"...... مارشل نے کہا۔

" نہیں۔ اب ہم ہیلی کاپٹر پر ان کے پیچھے جائیں گے۔ کاروں پر پیچھا کرنے میں بہت دیر لگ جائے گی"...... کرنل پائیک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

" آپ لوگ بے فکر رہیں آپ کی کار مل جائے گی۔ آؤ کرنل ڈیوڈ"...... کرنل پائیک نے پہلے ان میاں بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہوتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے آدمی بھی ان کے پیچھے باہر آ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد کاریں ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتی ہوئی واپس گلیکسی کلب پہنچ گئیں۔

" کیپٹن بروکس تم خصوصی میزائل گن لے کر میرے ساتھ چلو

گے جبکہ باقی واپس تل ابیب پہنچیں گے اور تل ابیب پہنچ کر آپ نے اس شہر سے تل ابیب پہنچنے والے ہر راستے کی کڑی نگرانی کرنی ہے۔ فوج کو ساتھ شامل کر لینا"...... کرنل پائیک نے اپنے آدمیوں کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

" یس باس"...... کیپٹن بروکس کے علاوہ باقی آدمیوں نے جواب دیا جبکہ کیپٹن بروکس کرنل ڈیوڈ کے آدمیوں کے ساتھ میزائل گن لینے عمارت کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا تو اس میں کرنل ڈیوڈ، کرنل پائیک اور کیپٹن بروکس موجود تھے۔ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ خود ہی پہلے جا کر بیٹھ گیا تھا اس لئے کرنل پائیک اور کیپٹن بروکس دونوں عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔ شاید کرنل ڈیوڈ نے اس لئے فرنٹ سیٹ پر قبضہ کر لیا تھا کہ کہیں اس پر کرنل پائیک نہ بیٹھ جائے اور اس طرح کرنل ڈیوڈ کو پیچھے بیٹھنا پڑتا اور یہ اس کی شان کے خلاف تھا لیکن کرنل پائیک کے چہرے پر اس قسم کے کوئی تاثرات نہ تھے جیسے وہ آگے یا پیچھے بیٹھنے کے بارے میں کسی کمپلیکس کا شکار ہو البتہ اس نے نائٹ ٹیلی سکوپ آنکھوں سے لگائی ہوئی تھی اور وہ اس کی مدد سے نیچے چیکنگ کر رہا تھا۔ یہ نائٹ ٹیلی سکوپ بھی اس نے کرنل ڈیوڈ کے آدمی مارشل سے حاصل کی تھی جبکہ دوسری سائیڈ پر کیپٹن بروکس ہاتھ میں بھاری میزائل گن پکڑے ہوئے بیٹھا تھا۔

" اس طرف پہلا شہر کون سا آتا ہے"۔ کرنل پائیک نے پوچھا۔

"کرسنو" ...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سرہلادیا۔ ہیلی کاپٹر اب سڑک کے اوپر پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا چلا جارہا تھا۔

"چیک پوسٹ کی لائٹس تو جل رہی ہیں لیکن باہر آدمی کوئی نہیں ہے" ...... اچانک کرنل پائیک نے کہا۔ یہ چیک پوسٹ راسمیہ شہر سے باہر نکلتے ہی کچھ فاصلے پر موجود تھی۔ اس کی سرچ لائٹ جل رہی تھی اور راڈ بھی موجود تھا لیکن وہاں کوئی گارڈ موجود نہ تھا۔ کرنل پائیک کے کہنے پر پائلٹ نے اس چیک پوسٹ کے قریب ہیلی کاپٹر سڑک کی سائیڈ میں اتار دیا۔

"یہ لوگ کہاں مرگئے ہیں" ...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر ہیلی کاپٹر رکتے ہی وہ کرنل پائیک اور کیپٹن بروکس تینوں تیزی سے نیچے اترے اور ایک لحاظ سے دوڑتے ہوئے چیک پوسٹ کے کمروں کی طرف بڑھ گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ انہیں گردنیں توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ یہاں سے گزر چکے ہیں۔ جلدی کرو ہمیں آگے چیک کرنا ہے۔ جلدی کرو" ...... کرنل ڈیوڈ نے کمرے میں پڑی ہوئی لاشیں دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور کرنل پائیک نے بھی اثبات میں سرہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو کر کرسنو شہر کی طرف بڑھا چلا جارہا تھا۔

"سڑک تو بالکل سنسان ہے" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

نائٹ ٹیلی سکوپ کی مدد سے نیچے سڑک کو دیکھ رہا تھا۔

"راسمیہ چھوٹا سا شہر ہے اور یہ سرحد پر ہے اس لئے یہاں کم ہی ٹریفک ہوتی ہے" ...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور کرنل پائیک نے اثبات میں سرہلادیا۔

"دوسری چیک پوسٹ پر تو گارڈ موجود ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہوا۔ کیا وہ راستے میں کہیں اور نکل گئے ہیں" ...... کرنل پائیک نے اچانک کہا۔ چیک پوسٹ کی سرچ لائٹ بدستور جل رہی تھی اور باہر گارڈ موجود تھے۔

"کار کے لئے تو کوئی اور راستہ نہیں ہے" ...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کرنل ڈیوڈ کے کہنے پر پائلٹ نے ہیلی کاپٹر چیک پوسٹ کے قریب اتار دیا۔ چیک پوسٹ کے کمروں کے اندر موجود آفیسرز بھی باہر آگئے تھے۔ چونکہ ہیلی کاپٹر پر جی پی فائیو کا نشان موجود تھا اس لئے وہ سب بے حد الرٹ ہو گئے تھے۔ پھر جیسے ہی کرنل ڈیوڈ، کرنل پائیک اور کیپٹن بروکس ہیلی کاپٹر سے اتر کر ان کی طرف بڑھے تو ان کا آفیسر انچارج تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نو سر۔ سب او کے ہے" ۔ انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک کار میں دشمن ایجنٹ یہاں پہنچنے والے تھے" ...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کا رجسٹریشن نمبر،

رنگ اور ماڈل بتا دیا۔

" نو سر۔ اس نمبر کی کار یہاں نہیں پہنچی۔ ہم پوری طرح الرٹ رہے ہیں "...... انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" راسمیہ سے یہاں تک کار کے ذریعے کر سنو شہر جانے کا کوئی اور راستہ بھی ہے "...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

" نو سر۔ کار کیا کسی بھی سواری کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔ انہیں لامحالہ اس چیک پوسٹ سے گزرنا پڑے گا "...... انچارج نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" ہو سکتا ہے کرنل ڈیوڈ کہ وہ راستے میں ہی رک گئے ہوں۔ شاید ہمارے ہیلی کاپٹر کی وجہ سے۔ ہمیں انہیں اردگرد تلاش کرنا چاہئے "۔ کرنل پائیک نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں۔ ٹھیک ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

" تم لوگ الرٹ رہو گے اور اس نمبر، ماڈل اور رنگ کی کار دیکھتے ہی اس پر فائر کھول دینا۔ کسی قسم کی ہچکچاہٹ کی ضرورت نہیں ہے "...... کرنل پائیک نے انچارج سے کہا۔

" یس سر "...... انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد ان کا ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو چکا تھا لیکن اب پائلٹ کرنل پائیک کے حکم پر نہ صرف خاصی نیچی پرواز کر رہا تھا بلکہ سڑک چھوڑ کر وہ اردگرد کا علاقہ بھی چیک کر رہا تھا۔

" اوہ۔ اوہ۔ درختوں کے جھنڈ میں کوئی چیز موجود ہے۔ شاید

ہے۔ مجھے جھلک محسوس ہوئی ہے "...... یکلخت کرنل پائیک نے کہا اور پھر اس نے پائلٹ کو اس جھنڈ کے بارے میں بتایا۔

" وہاں سے دور ہیلی کاپٹر اتارنا "...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" کیوں "...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کرنل پائیک۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ وہاں موجود ہوں اور ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں "...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے پھر میں اور کیپٹن بروکس نیچے اتریں گے آپ یہیں رہیں گے "...... کرنل پائیک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ چاہتا ہی یہی ہو۔ ویسے کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کاپٹر کو دور کھڑا کرنے کا اچھا جواز پیش کیا تھا لیکن اصل بات یہی تھی کہ وہ فطری طور پر ہمیشہ موقع واردات سے دور رہنے کی کوشش کرتا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کھیتوں میں اترا تو کرنل پائیک اور کیپٹن بروکس دونوں نیچے اترے۔ ان دونوں نے جیبوں میں سے مشین پسٹل نکال لئے تھے۔ کیپٹن بروکس نے میزائل گن ہیلی کاپٹر میں ہی چھوڑ دی تھی۔

" تم ادھر سے گھوم کر جھنڈ کی طرف جاؤ میں سیدھا جاؤں گا "۔ کرنل پائیک نے کیپٹن بروکس سے کہا اور تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ کرنل پائیک محتاط انداز میں لیکن خاصی تیزی سے جھنڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا لیکن جھنڈ سے کسی قسم کا کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہو رہا

تھا اور تھوڑی دیر بعد کرنل پائنیک جھنڈ میں داخل ہوا تو وہاں وہی کا موجود تھی جس کی تلاش میں وہ پھر رہے تھے لیکن کار خالی تھی۔ کرنل پائنیک نے اس کے انجن پر ہاتھ رکھا تو انجن ٹھنڈا ہو چکا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ کافی دیر پہلے یہاں سے نکل گئے ہیں"...... کرنل پائنیک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس لمحے دوسری طرف سے کیپٹن بروکس اندر داخل ہوا۔

"کار تو موجود ہے لیکن وہ لوگ نکل گئے ہیں اور انہوں نے اس بار خاصا خوبصورت ڈاج دیا ہے۔ کار کو یہاں چھوڑ کر وہ پیدل شہر گئے ہوں گے"...... کرنل پائنیک نے کیپٹن بروکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس۔ ہمیں اس طرح ان کے پیچھے مارے مارے پھرنے کی بجائے واپس تل ابیب چلنا چاہئے۔ وہ جہاں بھی ہوں گے بہرحال تل ابیب میں ہی داخل ہوں گے اور اب یہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے کہ وہ اس راستے سے تل ابیب میں داخل ہوں گے اس لئے ہم وہاں اس راستے کی نگرانی کر سکتے ہیں"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

"ہاں تمہاری تجویز درست ہے۔ آؤ"...... کرنل پائنیک نے کہا اور واپس اس طرف کو مڑ گیا جدھر جھنڈ سے باہر ہیلی کاپٹر موجود تھا۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے ملاقاتی کمرے میں کرنل ڈیوڈ موجود تھا۔ ہیلی کاپٹر پر راسمیہ سے واپسی پر چونکہ رات کافی ہو گئی تھی اس لئے کرنل ڈیوڈ نے پریذیڈنٹ ہاؤس رابطہ نہ کیا تھا لیکن صبح ہیڈ کوارٹر آتے ہی اس نے سب سے پہلے راسمیہ سے تل ابیب آنے والے راستوں پر نگرانی کرنے والے اپنے آدمیوں سے تفصیلی رپورٹیں لیں لیکن جب اسے بتایا گیا کہ مشکوک افراد چیک نہیں ہو سکے تو اس نے پریذیڈنٹ ہاؤس رابطہ کیا اور صدر صاحب سے فون پر بات کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن صدر صاحب نے اس سے بات کرنے کی بجائے اسے پریذیڈنٹ ہاؤس طلب کر لیا اور اسی لئے وہ اس وقت ملاقاتی کمرے میں موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد ملٹری سیکرٹری کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کرنل ڈیوڈ کو آنے کے لئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ صدر کے خصوصی آفس میں داخل

ہوا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں صدر کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں"...... صدر نے سر کے اشارے سے اس کے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ مؤدبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ملٹری سیکرٹری کا کہنا ہے کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کوئی اہم بات کرنا چاہتے ہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں آپ نے کیا بات کرنی ہے۔ یہ کیس تو ریڈ اتھارٹی کو ریفر کیا جا چکا ہے"...... صدر نے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ مجھے معلوم ہے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر اس نے کرنل پائیک کی کال آنے سے تل ابیب واپسی تک کی تفصیلی رپورٹ دی۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ اسرائیل میں داخل ہونے میں کامیاب ہو چکے ہیں"...... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر۔ ابھی تک وہ تل ابیب میں تو داخل نہیں ہوئے لیکن کسی وقت بھی ایسا ہو سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"...... صدر نے کہا۔

"جناب اگر میری بات کو کوئی غلط معنی نہ دیا جائے تو میں عرض کروں کہ ریڈ اتھارٹی ان لوگوں کے خلاف مؤثر ثابت نہیں ہو گی

کرنل ڈیوڈ نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ کیوں"...... صدر نے پوچھا۔

"جناب پہلی بات تو یہ ہے کہ کرنل پائیک کی ٹیم چند افراد پر مشتمل ہے اور وہ پورے تل ابیب کی نگرانی ہی نہیں کر سکتے اور نہ ہی مسلسل ان کا پیچھا کر سکتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ وہ ریڈ اتھارٹی ہولڈر ہیں اس لئے وہ کسی بھی فورس کو اپنی مدد کے لئے کال کر سکتے ہیں جیسے انہوں نے مجھے کال کیا تھا لیکن عمران اور اس کے ساتھی جس انداز میں کام کرتے ہیں اس کے لئے دوسروں کو بھی نہ صرف مسلسل حرکت میں رہنا پڑتا ہے بلکہ پوری تنظیم کو بھی مسلسل حرکت میں رکھنا پڑتا ہے جبکہ ریڈ اتھارٹی کے پاس صرف دس افراد کی ٹیم ہے۔ وہ ان کی مدد سے کیسے ان لوگوں کو ٹریپ کر سکتے ہیں اس کے لئے بڑی انتہائی تربیت یافتہ اور فعال ٹیم چاہئے جیسے جی پی فائیو ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے آخرکار ڈھکے چھپے الفاظ میں اپنا مدعا بیان کر ہی دیا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ کیس ریڈ اتھارٹی کی بجائے دوبارہ جی پی فائیو کو ریفر کر دیا جائے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس بار جناب وزیراعظم صاحب اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابل کرنل پائیک کو لایا جائے۔ کرنل پائیک ہی اس کیس پر کام کریں گے لیکن آپ ان کی کال پر ان کی مدد کرنے کے پابند ہوں گے"...... صدر نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں اور میری ٹیم تو ہر وقت حاضر ہے لیکن اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے طور پر بھی اس پر کام کر لوں۔ فائنل تو بہرحال کرنل پائیک ہی دے دیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہو گا۔ میں تو عظیم اسرائیل کے حق میں کام کرنا چاہتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح ۲ ایجنسیوں کے درمیان کلیش ہو جاتا ہے جس سے وہ لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کا مجھے کئی بار انتہائی تلخ تجربہ ہو چکا ہے اس لئے سوری۔ آپ کو بہرحال کرنل پائیک کی ہدایات کے مطابق ہی کام کرنا ہو گا"...... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اب آپ جا سکتے ہیں"...... صدر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اس نے سیلوٹ کیا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا لیکن جب وہ ہیڈ کوارٹر آفس میں پہنچا تو اس کا چہرہ غصے کی شدت سے خاصا بگڑا ہوا تھا۔ صدر نے جس انداز میں اسے صاف جواب دیا تھا اس کی شاید کرنل ڈیوڈ کو توقع ہی نہ تھی۔

"میں دیکھوں گا کہ یہ کرنل پائیک کیسے کامیاب ہوتا ہے"۔ کرسی پر بیٹھتے ہی کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے میز پر موجود سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ سرخ فون براہ راست فون تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی براہ راست اسے کال کر رہا ہے۔ اس نے رسیور

اٹھا لیا۔

"یس۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ کے لہجے میں غصے کا عنصر ابھی تک موجود تھا۔

"ہیرلڈ بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ ہیرلڈ تل ابیب کے اس علاقے کا انچارج تھا جدھر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد متوقع تھی۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب پاکیشیائی ایجنٹ تل ابیب میں داخل ہو چکے ہیں"۔ دوسری طرف سے ہیرلڈ نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"داخل ہو چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارے سامنے داخل ہوئے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق پھاڑ کر دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر میرے سامنے داخل ہوتے تو میں انہیں ہلاک کر دیتا لیکن ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ فلسطینیوں کے معروف ہوٹل سٹی مون میں ایک عورت اور چار مردوں کو داخل ہوتے دیکھا گیا ہے۔ یہ ایکریمین سیاح ہیں اور یہ ٹیکسی پر یہاں پہنچے ہیں اور ان میں سے ایک کا قد و قامت نہ صرف بالکل عمران جیسا ہے بلکہ اس نے ہوٹل میں داخل ہوتے ہوئے ہوٹل کے دربان سے بھی بالکل اسی انداز

میں مذاق کیا ہے جس کا عمران عادی ہے۔ میں نے اس اطلاع پر مزید چیکنگ کرائی تو جناب ہوٹل والے ان کی آمد سے ہی سرے سے مکر گئے ہیں اور ویسے بھی وہ لوگ کہیں نظر نہیں آ رہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ یہی ہمارے مطلوبہ لوگ ہیں"...... ہیرلڈ نے جواب دیا۔

"تم نے ٹیکسی ڈرائیور کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کرنی تھی کہ اس نے انہیں کہاں سے پک کیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے ایسا کیا ہے جناب۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ اس نے اس گروپ کو ریلوے اسٹیشن سے پک کیا ہے۔ میں نے وہاں جا کر معلومات حاصل کی ہیں۔ ان کے مطابق یہ گروپ ٹرین نمبر الیون پر یہاں پہنچے ہیں اور جناب ٹرین نمبر الیون راسمیہ سے تل ابیب کے درمیان چلتی ہے"...... ہیرلڈ نے جواب دیا۔

"تو کیا ریلوے اسٹیشن پر چیکنگ نہیں ہو رہی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب ہر اسٹیشن پر ہو رہی ہے لیکن انہیں شاید مشکوک نہیں سمجھا گیا ہو گا"...... ہیرلڈ نے جواب دیا۔

"سٹی مون ہوٹل کا مالک اور مینجر کون ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب سٹی مون ہوٹل کا مالک ایک مقامی عرب عبدالقدوس ہے جبکہ اس کا مینجر رفیع نامی ایک نوجوان مقامی عرب ہے۔ ویسے

ان کا ریکارڈ اب تک بے داغ ہے لیکن جناب ان مقامی عربوں کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"تم معلوم کرو کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں اور پھر مجھے رپورٹ دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا آپ خود کارروائی نہیں کریں گے جناب"...... ہیرلڈ کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں۔ جب تک حتمی اطلاعات نہ ملیں میں بذات خود کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ مجھے کیا ضرورت ہے کارروائی کرنے کی۔ کریڈٹ تو بہرحال کرنل پائیک کے کھاتے میں ہی جانا ہے۔ خود ہی ڈھونڈتا رہے انہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کی دراز سے ایک فائل نکالی اور اسے کھول کر اس پر جھک گیا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ صرف کرنل پائیک کے کہنے پر اپنے آدمی بھیج دیا کرے گا۔ خود حرکت میں نہیں آئے گا لیکن تھوڑی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی پھر بج اٹھی لیکن اب سفید رنگ کا فون تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کال سیکرٹری کے ذریعے کی گئی ہے۔

"یس" ...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل پائیک کی کال ہے جناب" ...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ بات کراؤ" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو کرنل پائیک بول رہا ہوں" ...... چند لمحوں بعد کرنل پائیک کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں کرنل پائیک" ۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک تل ابیب میں داخل نہیں ہوئے لیکن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس قدر دیر وہ نہیں لگا سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں چیک نہ کیا جا سکا ہو اور وہ تل ابیب میں داخل ہو چکے ہوں" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تو پھر میں کیا تعاون کر سکتا ہوں" ...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے کرنل ڈیوڈ۔ تمہارا لہجہ بدلا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"نہیں۔ خاص بات کیا ہونی ہے تم ریڈ اتھارٹی کے چیف ہو اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا کیس تمہارے پاس ہے اور ہم تو تمہارے حکم کی تعمیل کرنے کے پابند ہیں۔ تم حکم کرو" ...... کرنل ڈیوڈ نے جلے کٹے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے لیکن

کرنل ڈیوڈ مجھے تمہاری صلاحیتوں کا اعتراف ہے اور مجھے تمہاری جی پی فائیو کی بہترین صلاحیتوں اور کارکردگی کا بھی بخوبی علم ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ گریٹ اسرائیل کے خلاف کام کر رہے ہیں کسی تنظیم کے خلاف کام نہیں کر رہے۔ ہمیں سب کو مل کر ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ جہاں تک کریڈٹ کا تعلق ہے تو تم اس بات کی فکر نہ کرو کریڈٹ بہرحال جی پی فائیو اور تمہارے حصے میں ہی جائے گا" ۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"وہ کیسے۔ مشن تمہارا ہے اور کریڈٹ کیسے جی پی فائیو کے حصے میں جا سکتا ہے" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اس طرح کہ فائنل رپورٹ جو میں نے دینی ہے اس میں وضاحت سے تمہارے کریڈٹ کے بارے میں لکھ دوں گا" ۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"کیا تم وعدہ کرتے ہو کہ واقعی ایسا ہی کرو گے" ...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق اگر واقعی ایسا ہو جائے تو صدر اور وزیراعظم کو بہرحال معلوم ہو جائے گا کہ جی پی فائیو کے بغیر یہاں کوئی ایجنسی اہم کام نہیں کر سکتی۔

"بالکل وعدہ۔ گریٹ اسرائیل کی قسم" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"اوکے۔ تھینک یو۔ تو پھر سنو میں نے عمران اور اس کے

ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ واقعی تل ابیب میں پہنچ چکے
ہیں ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وہ کیسے۔ کہاں ہیں وہ"...... کرنل پائیک نے انتہائی حیرت
بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے ہیرلڈ کی دی ہوئی رپورٹ کی
تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی ایسا ہی ہوگا۔ ہمیں فوراً وہاں ریڈ کرنا چاہئے"۔
کرنل پائیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم اپنے آدمیوں سمیت وہاں پہنچو لیکن کام مجھے
کرنے دینا پھر دیکھنا کہ میں کیسے ان چوہوں کو بل سے نکالتا ہوں"۔
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا اور
اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھا اور
تیزی سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے
چہرے پر جوش کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت تل ابیب کے ایک
ہوٹل سی مون کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانوں میں سے ایک تہہ
خانے میں موجود تھا۔ کرسٹو میں وہ ایگلز کے مخصوص اڈے تک بغیر
کسی رکاوٹ کے پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے اور پھر وہاں واقعی ان
کے لئے انتہائی تیزی سے کام کیا گیا تھا۔ ان کے فول پروف کاغذات
تیار کرائے گئے اور پھر ان کاغذات کے لحاظ سے انہوں نے میک اپ
کئے اور ایکریمی سیاحوں کے روپ میں وہ ٹرین پر سوار ہو کر تل ابیب
پہنچے تھے۔ یہاں انہیں ہوٹل سی مون کے بارے میں بتایا گیا تھا
اس لئے وہ اسٹیشن سے سیدھے یہاں پہنچے تھے۔ راستے میں ہر اسٹیشن پر
ان کے کاغذوں کو چیک کیا گیا لیکن عمران کو معلوم تھا کہ کاغذات
کے مطابق اگر ایکریمیا سے بھی چیکنگ کی گئی تو بھی درست ثابت ہو
گی کیونکہ ایکریمی سیاحوں کے جس گروپ کے میک اپ میں وہ سفر

کر رہے تھے وہ واقعی کر سٹو میں موجود تھا البتہ انہیں وہاں اس وقت تک جبراً روک دیا گیا تھا جب تک عمران اور اس کے ساتھی سی مون ہوٹل میں نہ پہنچ جائیں۔ ان کے کاغذات یہاں سے واپس بھجوائے جاتے اور اس کے بعد جبراً روکے ہوئے اس ایکریمیائی گروپ کو خاموشی سے کاغذات سمیت کسی پبلک پارک میں پہنچا دیا جاتا اور یہ انتظام واقعی کامیاب رہا تھا اور وہ اطمینان سے ہوٹل پہنچ گئے تھے۔ کاؤنٹر پر موجود ایک مقامی عرب نوجوان کو جب کوڈ بتایا گیا تو اس نے خاموشی سے انہیں نیچے تہہ خانے میں پہنچا دیا تھا اور اب وہ یہاں بیٹھے ہوٹل کے مالک اور ایگزو کے ایک اہم ایجنٹ عبدالقدوس کا انتظار کر رہے تھے کیونکہ انہیں یہی بتایا گیا تھا کہ عبدالقدوس تل ابیب کا انتہائی اہم اور باخبر ایجنٹ ہے اور اس سے عمران کو اپنے مشن کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک موٹا لیکن چھوٹے قد کا عرب اندر داخل ہوا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا لیکن اس کی آنکھوں میں تیز چمک تھی اور اس کے جسم پر انتہائی قیمتی سوٹ تھا۔

"خوش آمدید جناب۔ خوش آمدید۔ میرا نام عبدالقدوس ہے۔ مجھے چیف نے آپ کے بارے میں تفصیلی ہدایات دے دی ہیں۔ میں آپ کی دل و جان سے خدمت کروں گا"...... آنے والے نے انتہائی خوش دلانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سوائے جولیا کے سب کے ساتھ بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ جولیا کو اس نے سر

جھکا کر صرف سلام کیا۔

"تمہیں ہمارے متعلق کیا بتایا گیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ آپ مسلمانوں کے محسن اور دنیا کے عظیم ترین سیکرٹ ایجنٹ علی عمران صاحب ہیں اور آپ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں کسی اہم مشن پر آئے ہوئے ہیں اور ہم نے آپ کی مدد کرنی ہے"۔ عبدالقدوس نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس ٹرالی پر ہاٹ کافی کے برتن اور بسکٹوں کی پلیٹیں موجود تھیں جو اس نے درمیانی میز پر رکھ دیں اور پھر ٹرالی کو ایک سائیڈ پر کھڑا کر کے باہر چلا گیا۔ جولیا نے خاموشی سے بغیر کسی کے کہے خود ہی ہاٹ کافی تیار کرنا شروع کر دی۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ آپ انتہائی باخبر آدمی ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ پاکیشیا سے ایک سائنسدان کو یہاں لایا گیا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اسے کسی سپیشل ایئرپورٹ پر منتقل کیا اور اس کے بعد اس کا پتہ نہیں چل رہا جبکہ اس سائنسدان کی یادداشت ایک زہریلی گیس کی وجہ سے چلی گئی ہے اور ڈاکٹروں کی رائے ہے کہ اس کی بحالی میں تین ماہ لگ جائیں گے اس لئے ہمارے پاس بہت تھوڑا وقت ہے۔ اس سے پہلے کہ اس کی یادداشت بحال ہو ہم نے اس تک ہر صورت میں پہنچنا ہے اور ظاہر ہے اسے کسی ہسپتال میں ہی رکھا گیا ہوگا۔ اگر ہمیں اس سلسلے میں کوئی کلیو مل جائے تو

ہم اپنا مشن مکمل کر لیں گے اور دوسری بات یہ کہ ہم یہاں مستقل طور پر نہیں رہ سکتے۔ ہمیں کوئی رہائش گاہ، اسلحہ اور کاریں بھی چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ جو حکم کریں گے جناب اس کی تعمیل ہو گی البتہ رہائش گاہ، اسلحہ اور کاریں آپ کو فوری مل سکتی ہیں۔ یہ معمولی بات ہے"۔ عبدالقدوس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی جیب سے چابیوں کا ایک رنگ نکالا جس کے ساتھ ٹوکن لٹک رہا تھا اور اس نے یہ کی رنگ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹاور ٹاؤن کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ جناب۔ یہ ایسی کالونی ہے جس میں اکثر وہ غیر ملکی لوگ رہتے ہیں جو طویل عرصے کے لئے تل ایبب آئے ہوں اس لئے آپ کے یہاں رہنے پر کسی کو کوئی شک نہ ہو گا اور اس کوٹھی کے بارے میں مجھے معلوم ہے یا پھر میرے مینجر رفیع کو اس لئے آپ بے فکر ہو کر یہاں رہ سکتے ہیں۔ اس میں کاریں بھی موجود ہیں، میک اپ کا سامان بھی ہے اور اسلحہ بھی موجود ہے۔ سب کچھ موجود ہے وہاں"...... عبدالقدوس نے کہا۔

"ٹھیک ہے اس کے لئے شکریہ۔ اب ہم نے یہاں سے جانا ہے کیا کوئی خفیہ راستہ ہے یہاں سے"...... عمران نے کہا۔

"ابھی آپ یہاں ٹھہریں۔ رات کو آپ کو وہاں بھجوا دیا جائے گا"۔ عبدالقدوس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ہم یہاں کام کے لئے آئے ہیں۔ ٹھہرنے کے لئے

نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوکے میں انتظام کرتا ہوں"...... عبدالقدوس نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک ویگن میں سوار تل ایبب کی سڑکوں پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ بند باڈی کی ویگن تھی اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ویگن کے عقبی بند حصے میں موجود تھا۔ کافی دیر بعد ویگن رک گئی اور پھر ویگن چلانے والے نے عقبی دروازہ کھول دیا۔

"جناب یہاں سے ٹاور کالونی کا آغاز ہو رہا ہے۔ چیف نے مجھے حکم دیا تھا کہ آپ کو یہاں ڈراپ کر دوں"...... ڈرائیور نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور پھر ویگن سے نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی نیچے اترے اور پھر ڈرائیور ان کو سلام کر کے ویگن لے کر واپس چلا گیا جبکہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر وہ بغیر کسی رکاوٹ کے مطلوبہ کوٹھی میں پہنچ گئے۔ کوٹھی واقعی اسی انداز کی تھی جس انداز میں عبدالقدوس نے بتایا تھا۔

"کیا اب ہم یہاں عبدالقدوس کی طرف سے کلیو ملنے کا انتظار کریں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس طرح تو کافی وقت ضائع ہو گا۔ میرے ذہن میں ایک پلان موجود ہے۔ ڈاکٹر شکور کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل سمتھ کو لازماً معلوم ہو گا اس لئے ہم کام کا آغاز کرنل سمتھ سے ہی کریں گے"...... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے

اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں میک اپ اور لباس تبدیل کر لینے چاہئیں"...... عمران نے کہا اور سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

"تم لوگ لباس اور میک اپ تبدیل کرو۔ میں اس کوٹھی کا تفصیلی جائزہ لے لوں"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ ایک منزلہ عمارت تھی اس کی تین سائیڈوں پر گلیاں تھیں جبکہ ایک سائیڈ دوسری کوٹھی سے ملی ہوئی تھی۔ عمران راؤنڈ لگاتا ہوا جیسے ہی عقبی طرف گیا وہاں عقبی دیوار میں اس نے ایک دروازہ دیکھا۔ وہ دروازے کے طرف بڑھ گیا۔ وہ چیک کرنا چاہتا تھا کہ دروازے کا لاک صحیح طریقے سے لگا ہوا ہے یا نہیں لیکن ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ بے اختیار ٹھٹھک کر سائیڈ میں ہو گیا۔

"یہاں سے آسانی سے اندر پہنچا جا سکتا ہے"...... ایک ہلکی سی آواز اسے دیوار کی دوسری طرف سے سنائی دی۔

"ہاں لیکن میرا خیال ہے کہ کرنل ڈیوڈ اندر جانے کی بجائے اس کوٹھی کو ہی میزائلوں سے اڑا دے گا۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے بہرحال آؤ۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ٹھہرتے ہیں ورنہ گزرنے والے ہمیں مشکوک سمجھ سکتے ہیں"...... دوسری آواز سنائی دی اور پھر قدموں کی آواز دور جاتی سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور دوڑتا ہوا عمارت کے اندر پہنچ گیا۔

"کوٹھی کو گھیرا جا رہا ہے۔ چلو جلدی نکلو یہاں سے۔ آؤ ہمیں فوری طور پر ساتھ والی کوٹھی میں پہنچنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو اس کے ساتھی جو ابھی میک کرنے کی تیاریاں ہی کر رہے تھے بے اختیار چونک پڑے اور پھر واقعی انتہائی تیز رفتاری سے کام کیا گیا اور چند لمحوں بعد عمران دونوں کوٹھیوں کی درمیانی دیوار سے کود کر ساتھ والی کوٹھی میں پہنچ گیا اور وہ وہیں دیوار کے ساتھ ہی ایک سائیڈ میں ہو کر دبک گیا تھا لیکن اسے کوٹھی خالی محسوس ہو رہی تھی۔

"آ جاؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے ہلکی سی آواز میں کہا اور پھر وہ خود تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے کود کر اندر آئے اور عمران کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا۔ کوٹھی واقعی خالی پڑی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے اس کی دوسری سائیڈ پر گیا۔ اس طرف سڑک تھی اور دروازہ بھی موجود تھا۔

"جلدی کرو۔ ماسک میک اپ کر لو یہ لوگ یقیناً ہمارے اس میک اپ سے واقف ہوں گے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے جیب سے ماسک میک اپ کا باکس نکالا اور پھر انتہائی برق رفتاری سے ماسک میک اپ کر کے سب نے اپنے چہرے تبدیل کر لئے اور پھر لباس تبدیل کر لئے البتہ جولیا نے لباس تبدیل نہیں کیا۔ وہ پہلے والے لباس میں ہی رہی۔

"ہم نے اس کوٹھی سے ایک ایک کر کے نکلنا ہے اور سب نے

سٹی پارک میں اکٹھے ہونا ہے پھر وہاں سے آگے کا کوئی راستہ نکالیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے واقعی سٹی پارک میں پہنچ گئے۔ وہاں سیاحوں کا کافی رش تھا۔ عمران ایک بس میں سوار ہو کر وہاں پہنچا تھا۔ سٹی پارک میں پہنچتے ہی وہ سیدھا ایک پبلک بوتھ میں داخل ہوا۔ اس نے جیب سے سکے نکالے اور پھر سکے ڈال کر اس نے ایک نمبر پریس کر دیا۔

"گرینڈ بیکری"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یعقوب سے بات کرائیں میں اس کا دوست اعظم بول رہا ہوں"...... عمران نے مقامی عربوں والے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ یعقوب بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ایس ڈی ایس بول رہا ہوں یعقوب"...... عمران نے ایک بار پھر لہجہ بدل کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ آپ۔ اوہ۔ ایک منٹ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"ہیلو جناب۔ آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں"...... چند لمحوں بعد یعقوب کی آواز سنائی دی۔

"سٹی پارک کے ایک پبلک بوتھ سے۔ مجھے فوری طور پر کوئی محفوظ ٹھکانہ چاہئے۔ فون پر ہی بتا دو لیکن جلدی"...... عمران نے کہا۔

"سٹی پارک کے عقب میں کرافٹ روڈ پر ایک رہائشی پلازہ بلیو سٹار ہے۔ فلیٹ نمبر بارہ۔ آپ وہاں پہنچ کر پھر فون کریں"۔ یعقوب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران بوتھ سے باہر آیا اور اس نے ادھر ادھر دیکھا اسی لمحے صفدر اس کے قریب آ گیا۔

"سب ساتھیوں کو کہہ دو کہ علیحدہ علیحدہ سٹی پارک کے عقب میں کرافٹ روڈ پر رہائشی پلازہ بلیو سٹار ہے اس کے فلیٹ نمبر بارہ میں پہنچ جائیں لیکن نگرانی کا خیال رکھنا ہے"...... عمران نے کہا اور صفدر بغیر کچھ کہے آگے بڑھتا چلا گیا۔

کار تیزی سے دوڑتی ہوئی ٹاور کالونی میں داخل ہوئی۔ کار کی سائیڈ سیٹ پر کرنل ڈیوڈ موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر کرنل پائیک۔ وہ سی مون ہوٹل سے یہاں پہنچے تھے۔ کرنل پائیک جب وہاں پہنچا تو کرنل ڈیوڈ اس کے انتظار میں تھا۔ اس نے کرنل پائیک کو بتایا کہ اس کے آدمیوں نے ایک ویگن کو ہوٹل کے عقبی خفیہ راستے سے نکل کر جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔ ابھی اطلاع آجائے گی اور پھر تھوڑی دیر بعد واقعی اطلاع آگئی کہ ایکریمیوں کا گروپ اس ویگن سے اتر کر ٹاور کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو آٹھ میں گیا ہے اور وہاں موجود ہے اور کوٹھی کی چاروں طرف سے نگرانی کی جا رہی ہے۔ اس اطلاع پر کرنل پائیک، کرنل ڈیوڈ کی کار میں آگیا اور اب وہ ٹاور کالونی میں داخل ہو رہے تھے۔

"جی پی فائیو کی نگرانی واقعی شاندار ہے"...... کرنل پائیک نے اچانک کہا۔

"یہ تو اتفاق ہے کرنل پائیک کہ آج تک عمران اور اس کے ساتھی جی پی فائیو سے بچ نکلتے رہے ہیں ورنہ جی پی فائیو کے پنجے سے بچ نکلنا ناممکن ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے فاخرانہ لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار ایک کوٹھی کے گیٹ کے سامنے سڑک کی دوسری طرف ایک سائیڈ پر جا کر رک گئی۔ وہاں ایک کار پہلے سے موجود تھی جس کے ساتھ ہیرلڈ موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک دونوں تیزی سے نیچے اترے۔ اسی لمحے ایک اور کار بھی ان کے قریب آکر رک گئی۔ اس کار میں کرنل پائیک کے دو ساتھی تھے ہیٹن بروکس اور مارش۔ وہ بھی نیچے اتر آئے۔

"کیا پوزیشن ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے ہیرلڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا

"وہ اندر ہیں جناب اور میرے آدمیوں نے کوٹھی کو گھیر رکھا ہے"...... ہیرلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے انہیں خود اندر جاتے دیکھا ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ میرے آدمی اس ویگن کے پیچھے آئے ہیں اور انہوں نے انہیں اندر جاتے دیکھا اور مجھے اطلاع دی اور میں نے باقی آدمی نگرانی کے لئے یہاں بھجوا دیئے اور میں بھی ابھی آپ سے چند لمحے پہلے آیا ہوں۔ ویسے وہ لوگ جب سے اندر گئے ہیں پھر باہر نہیں آئے"...... ہیرلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"بروکس۔ کوٹھی کے اندر خصوصی گیس فائر کراؤ لیکن انتہائی

احتیاط سے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ بھی باہر کی نگرانی کر رہے
ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... کیپٹن بروکس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیز
تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے اس کوٹھی کی سائیڈ گلی کی طرف
بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہ سب سائیڈ پر تھے اس لئے کیپٹن بروکس گلی
میں داخل ہو کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔ پھر تھوڑی دیر
بعد کیپٹن بروکس واپس آتا دکھائی دیا۔

"سر میں نے عقبی طرف سے چار کیپسول فائر کر دیئے ہیں"
کیپٹن بروکس نے واپس آ کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب دس منٹ انتظار کرنا ہو گا"...... کرنل
پائیک نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں ان چکروں میں پڑے ہیں۔ کوٹھی کو ہی میزائلوں سے
دیتے"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں کرنل ڈیوڈ۔ ہمیں پہلے یہ تو تسلی کرنی ہے کہ کیا
یہ لوگ وہی ہیں جو ہم سمجھ رہے ہیں"۔ کرنل پائیک نے جواب

"لیکن انہیں اگر ذرا سا موقع بھی مل جائے تو یہ لوگ
بدل دیتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ یہ سب کیسے ہوتا ہے۔ میں نے بھی
بار سچوئیشنز اپنے حق میں بدلی ہیں۔ تم بے فکر رہو میں یہ سا
جانتا ہوں"...... کرنل پائیک نے بڑے اعتماد بھرے لہجے

اور پھر دس منٹ گزرنے کے بعد وہ کرنل ڈیوڈ، کیپٹن بروکس اور جی
پی فائیو کے مسلح آدمیوں سمیت کوٹھی میں داخل ہوا لیکن چند لمحوں
بعد ہی سب کے چمکتے ہوئے چہرے بجھ چکے تھے کیونکہ کوٹھی ویران
تھی۔ وہاں لوگ موجود نہ تھے۔ کرنل پائیک کے حکم پر خفیہ راستے
اور تہہ خانے تلاش کئے گئے۔ خفیہ راستہ تو نہ ملا البتہ ایک بڑا تہہ
خانہ موجود تھا لیکن وہ لوگ تہہ خانے میں بھی موجود نہ تھے۔

"یہ کس کی کوٹھی ہے۔ اس میں اسلحہ بھی ہے اور ہر قسم کا
سامان بھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کسی کی ہو گی۔ یہ معمولی باتیں ہیں ہمیں اصل مسئلے پر نگاہ
رکھنی چاہئے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو
شک پڑ گیا اور وہ پہلے ہی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے"...... کرنل
پائیک نے کہا۔

"لیکن کیسے اور کہاں سے۔ ہر طرف تو ہمارے آدمی موجود تھے"۔
کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ساتھ والی کوٹھی سے وہ نکلے ہیں۔ آؤ دیکھتے
ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں وہاں
شواہد نظر آ گئے کہ جہاں سے درمیانی دیوار کے ذریعے کچھ لوگ
دوسری کوٹھی میں کودے ہیں جو خالی تھی اور پھر اس کی سائیڈ گلی کا
دروازہ کھول کر وہ نکل گئے ہیں۔ چونکہ اس گلی میں نگرانی نہ ہو رہی
اس لئے وہ اطمینان سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

"ہر بار ایسا ہی ہوتا ہے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی چکنی مچھلی کی طرح ہاتھوں سے پھسل جاتے ہیں۔ نجانے کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں یہ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا تو کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم فکر نہ کرو۔ جس روز وہ میرے ہاتھوں میں آ گئے پھر ان کی روحیں بھی نہ نکل سکیں گی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"لیکن اب انہیں دوبارہ کیسے تلاش کیا جائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہاں سے یا کالونی کے باہر سے وہ بہرحال ٹیکسیوں میں بیٹھ کر گئے ہوں گے اس لئے ان کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں"۔ کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔ وہ اب کوٹھی سے باہر آ کر اپنی کاروں کے قریب موجود تھے۔

"یس چیف پولیس کمشنر اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... چند لمحے بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور کرنل پائیک نے اسے بتایا کہ وہ ایک عورت اور چار مردوں کا ایک گروپ جو ایک ایکر سیاحوں پر مشتمل ہے ٹاور کالونی سے نکل کر ٹیکسیوں کے ذر

کہیں گیا ہے۔ اس نے اسے کالونی کے بارے میں بتا دیا اور اسے کہا کہ وہ ٹیکسیوں کے سنٹرل پوائنٹ پر موجود عملے کے ذریعے معلومات حاصل کرے اور اسے ریڈ اتھارٹی فریکونسی پر جواب دے تو دوسری طرف سے چیف پولیس کمشنر نے حکم کی تعمیل کا کہا اور کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا اب اس کی اطلاع آنے تک ہمیں یہیں رکنا ہو گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ آپ لوگ جا سکتے ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں سمیت یہیں رہوں گا البتہ اگر ضرورت پڑی تو میں تمہیں اطلاع دے دوں گا"۔ کرنل پائیک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں صرف ایک کار رہ گئی جس کے ساتھ کرنل پائیک، مارش اور کیپٹن بروکس موجود تھے۔

"باس۔ ہمیں کوئی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ اس طرح آخر ہم ب تک ان کے پیچھے مارے مارے پھرتے رہیں گے"...... کیپٹن وکس نے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے بروکس۔ وہ لوگ بھی ہماری سے اپنے اصل کام پر توجہ نہیں دے پا رہے اور چوہوں کی طرح ر ادھر چھپتے پھر رہے ہیں۔ ہم جلد ہی انہیں پکڑ لیں گے"۔ کرنل یک نے مطمئن لہجے میں کہا تو کیپٹن بروکس نے اثبات میں سر ہلا

"میرا خیال ہے کہ اب ہمیں اپنا طریقہ کار بدلنا چاہئے" ۔ خاموش بیٹھے ہوئے عمران نے اچانک کہا تو اس کے سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ وہ سٹی پارک کے عقب میں کرافٹ روڈ پر موجود بلیو سٹار پلازہ کے ایک فلیٹ میں موجود تھے۔ انہیں یہاں آئے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تھی اور یہاں پہنچتے ہی انہوں نے پہلے تو اپنے میک اپ تبدیل کئے تھے پھر فلیٹ کی الماری میں پڑے ہوئے مردانہ لباسوں میں سے اپنے ناپ کے سوٹ تلاش کر کے انہوں نے لباس بھی تبدیل کر لئے تھے۔ جولیا کا لباس تبدیل کرنے کا ارادہ نہ تھا لیکن چونکہ وہ ٹیکسی کے ذریعے سٹی پارک پہنچی تھی تو عمران نے اسے لباس تبدیل کرنے کا کہہ دیا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے انہیں بہرحال تلاش کیا جارہا ہوگا اور ٹیکسی ڈرائیوروں سے بھی پوچھ گچھ ہو سکتی ہے۔ اس طرح لباس کی تفصیل کی مدد سے وہ انہیں کہیں بھی

ب کر سکتے تھے۔ چنانچہ جولیا نے بھی لباس تبدیل کر لیا تھا اور پھر در نے فلیٹ کے کچن میں جا کر سب کے لئے کافی بنائی اور وہ سب ٹھے ہو کر کافی پینے میں مصروف تھے کہ خاموش بیٹھے ہوئے عمران ے یہ بات کر دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے تھے۔

"طریقہ کار۔ کیا مطلب"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"اس طرح جگہ جگہ چھپنے سے ہمارا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ اب یں خود جارحانہ انداز اختیار کرنا چاہئے"...... عمران نے انتہائی نجیدہ لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ یہ ہوئی ناں بات"...... تنویر نے انتہائی مسرت بھرے جے میں کہا۔ عمران کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی ی۔ ظاہر ہے عمران نے اس کے دل کی بات کر دی تھی۔

"ہاں۔ اب بات اسی طرح ہی پوری ہو سکتی ہے۔ ہم نے یہاں کرشکور کو تلاش بھی کرنا ہے اور اسے ہلاک بھی کرنا ہے لیکن اب ف صورت حال یہ ہے کہ ہم ان سے چھپتے پھر رہے ہیں۔ اس انداز یں ظاہر ہے ہم اپنے مشن میں کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ مجھے یین ہے کہ کرنل پائیک یہاں بھی پہنچ جائے گا۔ وہ بھی سیکرٹ جنٹ ہے اور وہ کرنل ڈیوڈ سے قطعی مختلف انداز میں کام کرتا ہے س لئے اسے جھٹکنا ضروری ہے ورنہ یہ بلی چوہے والا کھیل کبھی ختم ہیں ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"ہمیں اس ریڈ اتھارٹی کے ہیڈکوارٹر پر خود حملہ کر دینا چاہئے"۔

تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس طرح افراتفری میں کوئی کام نہ ہو سکے گا۔ ہمیں سب سے پہلے محفوظ اڈا تلاش کرنا چاہئے اس کے بعد ہم کسی بھی طریقہ کار پر عمل کر سکتے ہیں" صفدر نے کہا۔

"ہاں تمہاری بات درست ہے۔ ٹھیک ہے ہمیں واقعی پہلے کسی محفوظ اڈے کا انتظام کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"القاسم کلاتھ ہاؤس کا نمبر چاہئے"...... عمران نے مقامی لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا اور عمران نے شکریہ کہا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر ٹون آنے پر اس نے وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو انکوائری آپریٹر نے بتائے تھے۔

"القاسم کلاتھ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سپر کلاتھ مارکیٹ میں ابو سلیمان صاحب کام کرتے ہیں ان کا نمبر چاہئے"...... عمران نے مقامی لہجے میں کہا۔

"آپ کون صاحب بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میرا نام صباح ہے اور میں نے ان سے کچھ کاروبار کرنا ہے لیکن مجھے ان کا نمبر معلوم نہیں ہے۔ انہوں نے ایک بار آپ کا نام لیا تھا جس پر میں نے آپ کو فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ میرے بڑے بھائی ہیں جناب اور اتفاق سے اس وقت وہ ہمارے پاس ہی تشریف فرما ہیں۔ لیجئے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ابو سلیمان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری اور قدرے کرخت سی آواز سنائی دی۔

"صباح بول رہا ہوں ابو سلیمان صاحب۔ صباح یمنی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا نام لیا ہے آپ نے۔ صباح یمنی۔ اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اوہ مجھے یاد آ گیا ہے۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے بری طرح چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"میں تل ابیب سے ہی بول رہا ہوں۔ آپ سے کچھ اہم کاروباری بات چیت کرنی ہے اگر آپ وقت دے سکیں تو"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بتائیں آپ کہاں ملنا چاہتے ہیں۔ میں تو ہر جگہ حاضر ہو سکتا ہوں"...... ابو سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی ایسی جگہ جہاں اطمینان سے بات چیت ہو سکے۔ آپ کو تو علم ہے کہ ہمارے کاروباری مخالف حضرات یہ نہیں چاہتے کہ دوسرا کوئی اچھا لنک پیدا کر سکے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا تو ہے۔ ٹھیک ہے آپ مہاون روڈ پر واقع رینہ ہاؤس میں آ جائیں وہاں آپ استقبالیہ سے جب میرے بارے میں پوچھیں گے تو آپ سے ملاقات ہو جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ بے حد شکریہ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی باقی سب ساتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کنگز روڈ کے پہلے چوک پر دائیں ہاتھ پر ایک سڑک کیپٹل کالونی کی طرف جاتی ہے۔ خاصی بڑی اور پرانی آبادی ہے اس کی کوٹھی نمبر چار میں ہم نے پہنچنا ہے۔ یہ جگہ ہر لحاظ سے ہمارے لئے محفوظ رہے گی لیکن سب لوگ علیحدہ علیحدہ بسوں کے ذریعے سفر کر کے وہاں پہنچیں گے۔ ٹیکسیوں میں سفر نہیں کرنا اور ہاں وہاں موجود آدمی کو ابو سلیمان کا نام لینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ پتہ تم نے کس طرح معلوم کر لیا ہے"...... جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یہ ایگزز کا مخصوص کوڈ ہے اور مجھے خاص طور پر اس کے بارے میں بریف کیا گیا تھا تاکہ اگر کوئی کال چیک کی جا رہی ہو تو کسی کو اصل بات کا علم نہ ہو سکے"...... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ایک ایک کر کے فلیٹ سے نکلے اور پھر واقعی بسوں کے ذریعے سفر کرتے ہوئے وہ کیپٹل کالونی پہنچ گئے۔

کوٹھی نمبر چار ایک عام سی کوٹھی تھی۔ عمران جب وہاں پہنچا تو اس کے سارے ساتھی پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔ ایک مقامی آدمی وہاں تھا جس نے عمران کے کال بیل بجانے پر پھاٹک کھولا تھا اور ابو سلیمان کا نام لینے پر وہ ایک طرف ہٹ گیا تھا۔

"تم اب واپس جا سکتے ہو اور ابو سلیمان کو کہنا کہ صباح سلام دے رہا تھا"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس آدمی سے کہا۔

"یس سر۔ ویسے میں نے آپ کے ساتھیوں کو کوٹھی کے بارے میں بریف کر دیا ہے۔ یہاں آپ کو ہر چیز مل جائے گی۔ ابو سلیمان صاحب نے مجھے فون کر کے آپ کے متعلق بتا دیا تھا۔ کسی بھی سلسلے میں اگر آپ مدد چاہیں تو ایک فون نمبر بتا دیتا ہوں اس پر ابو سلیمان کا نام اور آپ کا نام لینے سے آپ کی فوری مدد کی جائے گی"...... اس عرب آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک فون نمبر بتا دیا۔

"ایک منٹ۔ میرے ساتھ آؤ"...... عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ وہ نوجوان اس کے پیچھے تھا۔ بڑے سے کمرے میں اس کے سب ساتھی موجود تھے۔

"بیٹھو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... عمران نے ایک خالی کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود بھی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میرا نام ہاشم ہے جناب"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"اس سیکشن میں کتنے عرصے سے کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"چار سال سے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کس عہدے پر ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"تھری ایکس"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر تو اہم عہدے پر ہو۔ مجھے دراصل ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو ملٹری انٹیلی جنس کے تمام اڈوں اور ان کے اہم آدمیوں کے بارے میں بخوبی جانتا ہو۔ کیا تم کوئی تعاون کر سکتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کیوں نہیں۔ ہمارے سیکشن میں ایک آدمی ایسا ہے جس کا نام صالح ہے وہ ملٹری انٹیلی جنس میں ہی کام کرتا ہے۔ اسے ہر قسم کی معلومات ہیں"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"اس صالح سے کیسے بات ہو سکتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"اگر آپ حکم دیں تو میں اسے یہاں بلوا لوں"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کہاں سے آئے گا وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ ان دنوں چھٹی پر آیا ہوا ہے۔ اپنے گھر میں موجود ہو گا۔ ویسے آپ بے فکر رہیں وہ انتہائی بااعتماد آدمی ہے۔ اس کا عہدہ ٹو ایکس ہے"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بلا لو لیکن یہ خیال رکھنا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے

لوگ بھی ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ کسی کو اس کی یہاں آمد کا علم نہیں ہو گا۔ وہ خود بھی بے حد محتاط آدمی ہے"...... ہاشم نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ خاصا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ تھری ایکس فرام زیرو ایکس بول رہا ہوں۔ اوور"۔ ہاشم نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ٹو ایکس بول رہا ہوں۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز سنائی دی۔

"سر ایکس کے مہمان تم سے ملنا چاہتے ہیں ٹو ایکس۔ انتہائی احتیاط سے لیکن فوراً زیرو ایکس پہنچ جاؤ۔ اوور"...... ہاشم نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ہاشم نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال لیا۔

"میں اسے لے آتا ہوں جناب"...... ہاشم نے اٹھتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ کمرے سے باہر چلا گیا۔

"یہ ایگلز کا ہی سارا سلسلہ ہے شاید"...... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہاں۔ یہ لوگ یہاں کافی وسیع نیٹ ورک پر کام کر رہے ہیں۔

اصل میں شاکر سرات صاحب نے جب سے اسرائیل کے سا
معاہدہ کیا ہے صورت حال بدل گئی ہے۔ اب ان کی تنظیمیں
کر کام نہیں کر سکتیں جبکہ ایسی تنظیمیں جو اسرائیل سے
معاہدے کے حق میں نہیں ہیں وہ کام کر رہی ہیں اور انہوں نے
نیٹ ورک وسیع کر رکھے ہیں۔ ایگز بھی ان میں سے ایک ہے۔
یہ شاکر سرات کے لئے کام کرتی تھی اب ان سے علیحدہ ہو کر ا
طور پر کام کرتی ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور
ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"آپ کے ذہن میں ملٹری انٹیلی جنس کے چیف والا آئیڈیا
موجود ہے ناں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں دراصل ڈاکٹر شکور کا سراغ لگانا چاہتا ہوں تاکہ
کم از کم اپنے ٹارگٹ کا تو علم ہو سکے۔ اس کے بعد ہی ہم کوئی
لائحہ عمل تیار کر سکتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیوں نہ ہم دو گروپ بنا لیں۔ ایک گر
ریڈ اتھارٹی کے خلاف کام کرے جبکہ دوسرا گروپ ٹارگٹ
کرے۔ اس طرح ہم انہیں الجھا سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ ہو تو سکتا ہے لیکن ہم نے پہلے بھی دیکھ لیا ہے
گروپنگ کامیاب نہیں ہوتی۔ ہمیں پھر اکٹھے ہونا پڑ جاتا
عمران نے کہا۔

"آپ اگر مکمل ذمہ داری گروپ کو دے دیں تو پھر اکٹھے ہو

امسئلہ ہی نہیں رہے گا"...... صفدر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا ہی چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی۔ گروپ بھی تم خود ہی تجویز کر دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مس جولیا ڈپٹی چیف ہیں یہ گروپ تجویز کریں گی"۔ صفدر نے کہا۔

"ایک گروپ کا کام تو ٹارگٹ کلنگ ہو گا۔ دوسرا گروپ کیا کرے گا اور پھر اسے علیحدہ اڈا بھی چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"اڈے کی فکر مت کرو۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"دوسرے گروپ کا کام کیا ہو گا۔ کیا اسے صرف ریڈ اتھارٹی کے خلاف کام کرنا ہے یا کچھ اور بھی کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"مسئلہ تو ریڈ اتھارٹی کو الجھانا ہے تاکہ دوسرا گروپ اپنا کام کر سکے یہ اب اس گروپ کا فیصلہ ہو گا کہ وہ کس طرح کام کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو ٹھیک ہے۔ میں تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل ایک گروپ بن جاتے ہیں۔ ہم ٹارگٹ ہٹ کریں گے جبکہ تم ریڈ اتھارٹی کو الجھاؤ"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ شاید جولیا کی یہ بات ان کی توقع کے خلاف تھی۔

"اگر تم ایسا چاہتی ہو تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے لیکن میری

"ایک شرط ہوگی"...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"کیا شرط"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"بڑی آسان سی شرط ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ گے تو پتہ چلے گا کہ آسان ہے یا مشکل"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کے بعد بھی یہ گروپنگ ایسے ہی رہے گی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا تم مستقل طور پر سیکرٹ سروس سے ہٹ کر کام کرنا چاہتے ہو"...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے خود ہی تجویز دی ہے اور تمہاری تجویز سن کر مجھے پہلی بار احساس ہوا ہے کہ تم لوگ مجھے بوجھ سمجھتے ہو اور اگر دیکھا جائے تو ہے بھی ایسا ہی کہ تم تو باقاعدہ سیکرٹ سروس کے لوگ ہو جبکہ میں صرف کرایہ پر کام کرنے والا"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو۔ میں نے تمہیں ایک گروپ اس لئے بنایا ہے کہ میری نظر میں تم اکیلے ہم چاروں سے مجموعی طور پر زیادہ صلاحیتوں کے مالک ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تو تم نے اس انداز میں گروپنگ کی ہے۔ ویری گڈ۔ یہ ہوئی ناں بات۔ یعنی میں اکیلا پوری سیکرٹ سروس سے زیادہ صلاحیتوں کا مالک ہوں۔ اوہ اسے کہتے ہیں تمغہ حسن کارکردگی۔"

عمران نے کہا تو صفدر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب یہ ہے بھی حقیقت"...... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"خاک حقیقت ہے۔ یہ تو مس جولیا اس کا دل رکھنے کے لئے کہہ رہی ہیں"...... اچانک تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ تم نے تسلیم کر لیا ہے کہ میرا دل جولیا نے رکھا ہوا ہے۔ اوہ۔ آج کا دن تو انتہائی خوش قسمت دن ہے"...... عمران نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دل رکھنا محاورہ ہے اور بس"...... تنویر نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

"شاید وہ صالح آیا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد ہاشم کمرے میں داخل ہوا تو اس کے پیچھے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان تھا۔ اس کے جسم پر عام سا لباس تھا لیکن اس کی فراخ پیشانی اور آنکھوں میں موجود چمک بتا رہی تھی کہ وہ خاصا ذہین آدمی ہے۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"یہ صالح ہے جناب اور میں نے اسے آپ کے متعلق بتا دیا ہے۔ یہ آپ سے مکمل تعاون کرے گا"...... ہاشم نے کہا۔

"بیٹھو صالح اور ہاشم تم بھی بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ بہتر ہے کہ میں باہر جا کر نگرانی کروں"...... ہاشم نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"نگرانی۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی مشکوک بات ہوئی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ لیکن یہاں نگرانی کرنے کے انتہائی جدید آلات نصب ہیں اور پہلے تو میں یہاں اکیلا تھا اس لئے اس کی ضرورت نہ تھی لیکن اب آپ کی موجودگی کی وجہ سے مجھے بہرحال اس طرف توجہ دینی ہو گی"...... ہاشم نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور ہاشم کمرے سے باہر چلا گیا۔

"صالح۔ ہاشم نے مجھے بتایا ہے کہ تم ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرتے ہو"...... عمران نے صالح سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... صالح نے جواب دیا۔

"وہاں کس سیکشن میں ہو اور کیا عہدہ ہے تمہارا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی میں ریکارڈ آفس میں ہوں۔ اسسٹنٹ ریکارڈ کیپر"۔ صالح نے جواب دیا۔

"کتنے عرصے سے کام کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"دس سال سے"...... صالح نے جواب دیا۔

"لیکن تم مقامی عرب ہو۔ کیا اسرائیلی حکام تمہارے بارے

خدشات کا شکار نہیں ہوتے"...... عمران نے کہا۔

"بڑے طویل عرصے تک میری عجیب عجیب انداز میں چیکنگ ہوتی رہی لیکن مجھے معلوم تھا کہ ایسا ہو گا اس لئے میں محتاط رہا۔ پھر وہ لوگ میری طرف سے ہر طرح سے مطمئن ہو گئے لیکن پھر بھی میں محتاط رہتا ہوں"...... صالح نے جواب دیا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل سمتھ کو بنایا گیا ہے یہ کب سے چیف ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"دو سال سے جناب"...... صالح نے جواب دیا۔

"اور ریڈ اتھارٹی کا چیف کرنل پائیک بھی پہلے ملٹری انٹیلی جنس میں تھا۔ وہ کتنے عرصے سے کام کر رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی تقریباً دو سال پہلے ایکریمیا سے آئے تھے۔ وہ اسسٹنٹ چیف تھے البتہ ان کا سیکشن علیحدہ تھا جسے سب سیکشن کا نام دیا گیا تھا اور اب یہی سب سیکشن ریڈ اتھارٹی میں چلا گیا ہے"...... صالح نے جواب دیا۔

"کرنل سمتھ اور کرنل پائیک دونوں کے حلیئے اور قد وقامت کی تفصیل بتا سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... صالح نے کہا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

"پاکیشیائی سائنس دان کو مریض کی صورت میں کاسٹریا سے پہلے ایکریمیا اور پھر ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے اسرائیل لایا گیا اور اطلاع ملی ہے کہ اسے سپیشل ایئرپورٹ پر اتارا گیا اور کرنل سمتھ

نے اسے وصول کیا ہے"...... عمران نے کہا۔
"جی سر۔ آفیسر کو میں نے ہی یہ رپورٹ دی تھی"...... صالح نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔
"لیکن تم تو ریکارڈ آفس میں ہو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ آفس ہے جناب اور یہاں کی ملٹری انٹیلی جنس کا قانون ہے کہ ان کی نقل و حرکت کے بارے میں باقاعدہ کمپیوٹر میں فیڈنگ ہوتی ہے جس کا ریکارڈ ایک ہفتہ تک رکھا جاتا ہے اس کے بعد اسے واش کر دیا جاتا ہے اور میں اس کمپیوٹر پر کام کرتا ہوں۔ اس طرح مجھے وہیں بیٹھے بیٹھے ان کی نقل و حرکت کی اطلاع باقاعدگی سے ملتی رہتی ہے"...... صالح نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔
"گڈ۔ پھر تو تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ یہ بتاؤ کہ پاکیشیائی سائنس دان کو ملٹری انٹیلی جنس نے کہاں پہنچایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔
"کرنل سمتھ نے اسے رسیو کیا اور پھر ملٹری انٹیلی جنس کے سپیشل ہسپتال میں رکھا گیا۔ وہاں ڈاکٹروں کے بورڈ نے ان کا معائنہ کیا اور رپورٹ مرتب کی۔ اس کے بعد اچانک وہ وہاں سے غائب ہو گئے یا کر دیئے گئے اور اس بارے میں کرنل سمتھ کو بھی معلوم نہیں۔ ممکن ہے کہ کرنل پائیک کو معلوم ہو۔ بہرحال ملٹری انٹیلی جنس اس سے بے خبر ہے اور نہ ہی اب وہ ملٹری انٹیلی جنس

کے کسی ہسپتال میں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو مجھے معلوم ہوتا"...... صالح نے جواب دیا۔
"کوئی ایسا ہسپتال جو انتہائی خفیہ ہو۔ ملٹری انٹیلی جنس سے ہٹ کر"...... عمران نے پوچھا۔
"جی نہیں۔ اس کے بارے میں مجھے علم نہیں ہے البتہ دو سال پہلے ایک ہسپتال کے بارے میں سنا تھا کہ کرامیہ پہاڑیوں کے نیچے بنایا گیا ہے لیکن بس ایک بار سنا تھا پھر کبھی اس کا ذکر نہیں آیا"...... صالح نے جواب دیا۔
"کس سے سنا تھا"...... عمران نے پوچھا۔
"ایک غیر ملکی ایجنٹ کو پکڑا گیا تھا پھر ملٹری انٹیلی جنس کی تحویل سے اسے لے لیا گیا لیکن وہ شدید زخمی تھا۔ اس سلسلے میں ملٹری انٹیلی جنس کے ایک ڈاکٹر نے بتایا تھا کہ اس کے پاس دواؤں کی پیٹیاں تھیں جو اس نے وزیراعظم کے خصوصی ڈاکٹر کو پہنچائی تھیں اور وزیراعظم کے ڈاکٹر نے اسے بتایا تھا کہ کرامیہ پہاڑیوں کے نیچے انتہائی خفیہ ہسپتال ہے یہ پیٹیاں وہاں پہنچائی ہیں"...... صالح نے جواب دیا۔
"کیا تم نے یہ پہاڑیاں دیکھی ہوئی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
"یس سر۔ تل ابیب کے شمال میں ہیں اور ان پہاڑیوں پر باقاعدہ ایئرفورس کا خصوصی اڈا ہے۔ یہ پورا علاقہ نو مین لینڈ کہلاتا ہے۔ یہاں سوائے خصوصی اجازت کے کوئی داخل نہیں ہو سکتا اور

"وہاں باقاعدہ کمپیوٹرائزڈ حفاظتی انتظامات ہیں"...... صالح نے کہا۔

"ایئرفورس کے اڈے پر ایسے انتظامات کیوں کئے گئے ہیں۔ ایئرفورس کے اڈے میں تو کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جس کے لئے خصوصی انتظامات کئے جائیں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب سرکاری طور پر تو وہ ایئرفورس کا اڈا ہے لیکن خاص بات یہ ہے کہ وہاں اسرائیل کے سب سے ہولناک میزائل جنہیں اسرائیلی ریڈ میزائل کا نام دیتے ہیں، نصب ہیں"...... صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور یہ ہسپتال اس اڈے کے نیچے ہے لیکن پھر اس کا کنٹرول تو اس اڈے کے انچارج کے پاس ہی ہوگا"...... عمران نے کہا۔

"میں کہہ نہیں سکتا جناب۔ ہو سکتا ہے کہ سرے سے یہ ہسپتال ہی موجود نہ ہو"...... صالح نے کہا۔

"وزیراعظم کے خصوصی ڈاکٹر کون ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"طویل عرصے سے ڈاکٹر جیوش ہیں جناب۔ یہ پرائم منسٹر کے ساتھ ہی رہتے ہیں"...... صالح نے کہا۔

"بوڑھے ہیں یا جوان"...... عمران نے پوچھا۔

"ادھیڑ عمر ہیں"...... صالح نے جواب دیا۔

"ان کی رہائش اور بچے کہاں رہتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ان کی ایک لڑکی ہے جس کا نام ہیلنا ہے اور وہ نیشنل

یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اور وہیں ہوسٹل میں ہی رہتی ہے۔ ان کی بیگم فوت ہو چکی ہے اس لئے ڈاکٹر صاحب کی رہائش پرائم منسٹر ہاؤس کے اندر ہی ہے"...... صالح نے جواب دیا۔

"تم کبھی ہیلنا سے ملے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ یہ جو کچھ میں نے بتایا ہے یہ بھی سنا ہوا ہے"۔ صالح نے جواب دیا۔

"اچھا تمہیں یہ معلوم ہے کہ ریڈ اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر کہاں بنایا گیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ اسے بہت خفیہ رکھا گیا ہے"...... صالح نے جواب دیا۔

"اوکے۔ تمہارا شکریہ تم نے واقعی ہماری بے حد مدد کی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جناب اگر آپ اس ڈاکٹر کو تلاش کرنا چاہتے ہیں تو میں اس سلسلے میں ایک ٹپ دے سکتا ہوں اور وہ یہ کہ وزیراعظم صاحب کی پرائیویٹ سیکرٹری ان کے بے حد قریب ہے۔ یہاں تک سنا گیا ہے کہ وہ ان کی فرینڈ ہے۔ نئے وزیراعظم نوجوان ہیں پھر اس تعلق کے بارے میں اخبارات میں چہ میگوئیاں ہوئیں تو وزیراعظم صاحب نے سیاسی سکینڈل سے بچنے کے لئے اسے علیحدہ کر دیا۔ اس کا نام لورینا ہے۔ اب یہ پرائم منسٹر ہاؤس کے قریب ایک انتہائی شاندار رہائشی پلازہ جسے مورن پلازہ کہا جاتا ہے، میں رہائش پذیر ہے اور

بظاہر سمجھا یہی جاتا ہے کہ وہ اسی پلازہ میں کام کرتی ہے لیکن یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ شاندار پلازہ اور شاندار لگژری فلیٹ وزیراعظم نے اسے خرید کر دیا ہے اور اب بھی وزیراعظم اسے پرائم منسٹر ہاؤس کے خفیہ راستے سے بلا لیتے ہیں اور اس کے اخراجات بھی وہی ادا کرتے ہیں۔ اگر آپ اس لڑکی لورینا کو کسی طرح قابو کر لیں تو وہ آپ کو حتمی بات بتا سکتی ہے۔ سنا ہے کہ انتہائی تیز طرار لڑکی ہے اور پرائم منسٹر کو اس نے اپنے چنگل میں اس طرح پھنسایا ہوا ہے کہ وہ ان کے چنگل سے کسی طرح بھی نہیں نکل سکتے"۔ صالح نے کہا۔

"اس کے فلیٹ کا نمبر معلوم ہے تمہیں"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ لیکن بہرحال وہاں سے معلوم کیا جا سکتا ہے"۔ صالح نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"۔۔۔ عمران نے کہا تو صالح اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ہاشم واپس اندر آیا۔

"اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب"۔۔۔ ہاشم نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اگر تم یہاں رہو تو ہمارے لئے زیادہ بہتر رہے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جیسے آپ کا حکم"۔۔۔ ہاشم نے جواب دیا۔

"فی الحال تو حکم یہ ہے کہ ہمیں بھوک لگی ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کھانا تیار کرتا ہوں"۔۔۔ ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر باہر چلا گیا۔

"ہاں۔ اب گروپنگ کی بات فائنل ہو جائے۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اس لڑکی لورینا سے ملنا پڑے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ کوئی گروپنگ نہیں ہو گی۔ ہم سب مل کر کام کریں گے"۔۔۔ جولیا نے یکلخت فیصلہ کن لہجے میں کہا تو تنویر تو حیرت بھری نظروں سے جولیا کو دیکھنے لگا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ارے ارے۔ وہ کیوں۔ کیا ہوا"۔۔۔ عمران نے چونک کر بظاہر حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کی حیرت کا مصنوعی پن نمایاں تھا۔

"بس میں نے کہہ دیا ہے اس طرح ہماری کارکردگی پر اثر پڑ سکتا ہے"۔۔۔ جولیا نے جواب دیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے جان بوجھ کر لورینا سے ملنے کی بات کی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اس بات کا یہ اثر ہے کہ جولیا نے گروپنگ ختم کر دی تھی۔

"اگر تم چاہو تو تم بھی میرے ساتھ اس لورینا سے مل سکتی ہو تاکہ فیصلہ آسان ہو سکے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فیصلہ۔ کس بات کا فیصلہ"۔۔۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"حسینہ عالم کا"۔۔۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ بری طرح بگڑ سا گیا۔

"اخلاقیات کی حدود سے باہر نہ نکلا کرو۔ سمجھے"...... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"اخلاقیات کی حدود کیا ہوتی ہے۔ کیا تفصیل ہے ان کی"۔ عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والا تھا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ اس لڑکی لورینا پر وقت ضائع کرنے کی بجائے ہمیں اس کراسمیہ پہاڑیوں والے اڈے پر کام کرنا چاہئے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیسا کام"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"اگر ہم اس اڈے کو تباہ کر دیں تو ہمارا مشن بالواسطہ طریقے پر بھی مکمل ہو سکتا ہے۔ اسرائیل کو انتہائی نقصان بھی پہنچایا جا سکتا ہے اور اس تباہی کے ساتھ ساتھ اگر اس کے نیچے ہسپتال ہو گا تو وہ بھی لامحالہ تباہ ہو جائے گا اور ڈاکٹر شکور بھی ہلاک ہو جائے گا اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اگر تم نے موضوع بدلنے کے لئے یہ بات کی ہے تب تو ٹھیک ہے ورنہ مجھے تم سے کم از کم اس بات کی توقع نہ تھی کہ تم بھی اس انداز میں سوچو گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے۔ میں نے واقعی سنجیدگی سے بات کی ہے"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلی بات تو یہ ہے کہ اس اڈے کے حفاظتی انتظامات انتہائی

سخت ہوں گے۔ کسی لیبارٹری سے بھی زیادہ سخت اور دوسری بات یہ کہ یہاں انتہائی خوفناک میزائل موجود ہیں اگر ان میزائلوں کو تباہ کیا گیا تو پورے اسرائیل میں تباہی پھیل سکتی ہے جس سے لاکھوں بے گناہ افراد ہلاک ہو سکتے ہیں جن میں عرب بھی ہوں گے اور یہودی بھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ان میزائلوں کو ناکارہ نہیں کیا جا سکتا عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"اس سے کیا فرق پڑے گا۔ وہ اسے دوبارہ تیار کر لیں گے اور چونکہ یہ میزائل بہرحال پاکیشیا کے خلاف استعمال نہیں ہو سکتے اس لئے ہمیں انہیں تباہ کرنے کے لئے اپنی توانائیاں خرچ کرنے کی ضرورت نہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ میرا ذہن اس طرف نہیں گیا تھا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن اگر واقعی اس اڈے کے نیچے ہسپتال ہوا اور اسی میں ہمارا ٹارگٹ بھی ہوا تب"...... تنویر نے کہا۔

"تو پھر ہمیں وہاں داخل ہونا پڑے گا اور اپنا ٹارگٹ ہٹ کرنا ہو گا لیکن یہ بات ظاہر ہے حتمی نہیں ہے اس لئے میرا خیال ہے کہ اس لورینا کے ذریعے حتمی بات معلوم کی جائے"...... عمران نے کہا۔

"یہ تمہارے ذہن میں لورینا کیوں اٹک گئی ہے۔ کیا اس کے بغیر مشن مکمل نہیں ہو سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم تعاون کرو" ...... عمران نے کہا۔

"میں نے کب تعاون سے انکار کیا ہے" ...... جولیا نے کہا۔

"تنویر سے پوچھ لو" ...... عمران نے کہا تو جولیا اور تنویر دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا تعاون سے تمہارا کوئی اور مطلب تھا" ۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ بہن جب کسی سے تعاون کرے تو بھائی سے تو پوچھنا ہی پڑے گا" ...... عمران نے کہا۔

"اگر میں جولیا کا بھائی ہوں تو تم کیا ہو اس کے" ...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تعاون کا خواستگار" ...... عمران نے فوراً ہی جواب دیا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے تعاون سے آپ کا مطلب ہے کہ مس جولیا وزیراعظم کو کور کرے" ...... اچانک صفدر نے کہا۔

"وزیراعظم کو میں کیسے کور کر سکتی ہوں۔ وزیراعظم مجھے کلب میں تو نہیں ملے گا" ...... جولیا نے کہا۔

"تم نے صالح کی بات نہیں سنی کہ وزیراعظم نوجوان ہے اور لورینا والے مشغلے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاصا رنگین مزاج بھی واقع ہوا ہے" ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز

سنائی دی تو وہ سب بری طرح چونک پڑے۔ دوسرے لمحے ہاشم دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ متوحش سا ہو رہا تھا۔

"کوٹھی کو ہر طرف سے میزائل برداروں نے گھیر لیا ہے۔ پلیز آئیے جلدی کیجئے۔ کسی بھی لمحے اسے اڑایا جا سکتا ہے" ...... ہاشم نے کہا تو وہ سب بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"کہاں جانا ہو گا" ...... عمران نے کہا۔

"یہاں سے ایک خفیہ راستہ ہے۔ آپ وہاں سے نکل جائیں میں یہیں رہوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پہلے چیکنگ کریں" ...... ہاشم نے کہا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد وہ ایک خفیہ راستے پر دوڑتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اس خفیہ راستے کا اختتام ایک بڑے سے کمرے میں ہوا لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے اچانک چھت سے تیز روشنی کا دھارا سا نکلا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے تمام احساسات کسی گہرے اور اندھے کنوئیں میں ڈوبتے چلے جا رہے ہوں اور یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہوا تھا پھر سب کچھ ختم ہو گیا۔

سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے کنگز کالونی کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن بروکس تھا جبکہ عقبی سیٹ پر کرنل پائیک بیٹھا ہوا تھا۔

"جی پی فائیو نے کیسے انہیں ٹریس کر لیا باس"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

"یہ تنظیم انتہائی وسیع بھی ہے اور منظم بھی۔ صرف کرنل ڈیوڈ جذباتی اور مشتعل مزاج آدمی ہے اس لئے وہ جذباتی انداز کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے مقابلے میں ناکام رہتا ہے"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"ایسا نہ ہو کہ ہمارے جانے سے پہلے وہ اس کوٹھی کو میزائلوں سے ہی اڑا دے"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

"میں نے اسے منع کر دیا ہے۔ اب دیکھو"...... کرنل پائیک نے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد کار کنگز کالونی میں داخل ہو گئی

ایک کوٹھی کے سامنے جی پی فائیو کی دو کاریں موجود تھیں جبکہ کوٹھی کا چھوٹا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوڈ کوٹھی پر ریڈ کر چکا ہے"۔ کرنل پائیک نے کہا اور کیپٹن بروکس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کار پھاٹک کے سامنے لے جا کر روک دی۔ کرنل پائیک تیزی سے کار سے نیچے اترا۔

"جناب۔ کرنل ڈیوڈ اندر آپ کے منتظر ہیں"...... ایک نوجوان نے تیزی سے اس کے قریب آ کر مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کوٹھی کے اندر مخالف ایجنٹ موجود ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ وہ اچانک غائب ہو گئے ہیں۔ اندر مقامی عرب موجود ہے اس سے کرنل ڈیوڈ پوچھ گچھ کر رہے ہیں"...... اس نوجوان نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور کرنل پائیک سر ہلاتا ہوا کوٹھی کے کھلے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ کوٹھی کے ایک بڑے کمرے میں ایک مقامی عرب نوجوان فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر زخموں کے نشانات تھے۔ ایک جبڑا ٹوٹ چکا تھا۔ سر سے بھی خون بہہ رہا تھا جبکہ کرنل ڈیوڈ غصے کی شدت سے اسے مسلسل ٹھوکریں مارے چلے جا رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو کرنل۔ یہ مر جائے گا تو پھر کس سے پوچھ گچھ کرو

گے"۔۔۔ کرنل پائیک نے کرنل ڈیوڈ کو بازو سے پکڑ کر ٹھوکریں مارنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائے گا۔ یہ ہر صورت میں بتائے گا۔ میں اس کی روح سے بھی اگلواؤں گا۔ میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے"۔۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں کہا لیکن اس نے بے ہوش نوجوان کے جسم پر ٹھوکریں مارنا بند کر دی تھیں۔

"یہاں کی تلاشی لی گئی ہے"۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے وہاں پر موجود جی پی فائیو کے آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہاں مخالف ایجنٹوں کی موجودگی کا کیسے پتہ چلا تھا"۔ کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ملٹری انٹیلی جنس آفس میں کام کرنے والے ایک آدمی کو جس کا نام صالح ہے۔ اس کوٹھی سے نکلتے ہوئے دیکھا گیا۔ صالح چونکہ ملٹری انٹیلی جنس آفس میں کام کرتا ہے اس لئے ہم اسے یہاں دیکھ کر چونک پڑے۔ صالح نے آگے جا کر ایک پبلک فون بوتھ سے کال کی۔ ہمارے آدمیوں نے وہ کال سنی تو کال کرتے ہوئے صالح نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا نام لیا اور کہا کہ وہ ہاشم کی مدد سے ان سے مل کر آ رہا ہے۔ اس پر ہم کنفرم ہو گئے۔ ہم نے اس کوٹھی کو گھیر لیا اور ساتھ ہی اس صالح کو اغوا کر کے ساتھ ہی ایک اڈے پر لے گئے۔ وہاں اس پر تشدد کیا گیا تو اس نے بتایا کہ اس کوٹھی میں ایک

عورت اور چار مردوں کا گروپ موجود ہے جس نے اس ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہے۔ جب ہم نے اس سے مزید تفصیل پوچھنے کی کوشش کی تو اس نے اچانک دیوار سے سر ٹکرایا جس سے وہ بے ہوش ہو گیا اور پھر اس بے ہوشی کے دوران ہی وہ ہلاک ہو گیا۔ اس پر ہم نے کرنل ڈیوڈ صاحب کو اطلاع دی تو کرنل صاحب نے کوٹھی کو فوری طور پر میزائلوں سے اڑانے کا حکم دے دیا۔ چنانچہ ہم نے میزائل بردار گروپ کو یہاں کال کر لیا اور کوٹھی کو گھیر لیا لیکن کرنل صاحب کے ذاتی حکم کے بغیر ہم کوٹھی پر میزائل فائر نہ کر سکتے تھے۔ چنانچہ ہم نے اپنے طور پر یہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر ہم کوٹھی میں داخل ہوئے تو یہاں یہ آدمی موجود تھا جو بے ہوش تھا۔ پھر کرنل صاحب تشریف لے آئے۔ کوٹھی کی تلاشی لی گئی لیکن سوائے اس آدمی کے اور کوئی نہیں مل سکا اسے ہوش میں لایا گیا اور کرنل صاحب نے اس سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اب آپ تشریف لے آئے ہیں"۔۔۔۔۔ اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ لوگ اچانک کیسے اور کہاں غائب ہو جاتے ہیں۔ اس کوٹھی کی سائیڈوں میں تو اور کوئی کوٹھی بھی نہیں ہے۔ لامحالہ یہاں کوئی خفیہ راستہ موجود ہو گا ورنہ یہ لوگ جن بھوت نہیں ہیں کہ اس طرح اچانک غائب ہو جائیں"۔۔۔۔۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ بتائے گا۔ اسے ہوش میں لے آؤ"۔۔۔۔۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز

لہجے میں کہا۔

"یہ لوگ آسانی سے زبان نہیں کھولتے۔ صالح کا رد عمل تم نے دیکھا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھ کھڑے کیپٹن بروکس سے مخاطب ہوا۔

"کیپٹن بروکس۔ تم خفیہ راستے تلاش کرو۔ یہاں لازماً کوئی خفیہ راستہ موجود ہو گا اسے تلاش کرو"...... کرنل پائیک نے کیپٹن بروکس سے کہا۔

"یس چیف"...... کیپٹن بروکس نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

"اس کا کیا فائدہ ہو گا۔ وہ تو بہرحال نکل ہی گئے ہوں گے"۔ کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جہاں سے نکلے ہوں گے وہاں پوچھ گچھ کر کے انہیں تلاش کیا جا سکتا ہے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔ اس دوران فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے زخمی کے منہ میں پانی ڈال کر اسے ہوش میں لانے کی کوششیں کی جاتی رہیں اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔

"بتاؤ کہاں گئے ہیں وہ لوگ۔ جلدی بتاؤ ورنہ تمہاری ایک ایک ہڈی توڑ دی جائے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں تو یہاں اکیلا رہتا ہوں"...... اس آدمی نے کراہتے ہوئے کہا۔

"اسے پانی پلاؤ اور اسے کرسی پر بٹھاؤ"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"کیوں۔ اس کی وجہ"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر حیرت رے لہجے میں کہا۔

"یہ مجھے محب وطن نظر آ رہا ہے اس لئے یہ خود ہی سب کچھ بتا ے گا"۔ کرنل پائیک نے کرنل ڈیوڈ کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بٹھاؤ اسے کرسی پر"۔ کرنل ڈیوڈ نے ایسے لہجے میں جیسے اسے مجبوراً یہ حکم دینا پڑ رہا ہو اور تھوڑی دیر بعد اس مقامی ب کو نہ صرف پانی پلایا گیا بلکہ اسے کرسی پر بھی بٹھا دیا گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... کرنل پائیک نے نرم لہجے میں پوچھا۔

"ہاشم"...... اس نوجوان نے جواب دیا۔

"کوٹھی کس کی ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ایک تاجر کی ہے جناب۔ اس کا نام سعید ہے۔ میں تو یہاں ف چوکیدار ہوں وہ کبھی کبھی آتے ہیں اور کبھی ان کے مہمان آ یہاں ٹھہرتے ہیں"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کیا کام کرتا ہے یہ سعید اور کہاں رہتا ہے"...... کرنل پائیک پوچھا۔

"یہ مجھے معلوم نہیں ہے نہ میں نے کبھی پوچھا ہے اور نہ انہوں کبھی بتایا ہے۔ میں نے تو اخبار میں اشتہار پڑھا تھا۔ میں بے ر تھا۔ یہاں کا پتہ دیا ہوا تھا۔ میں یہاں آیا تو وہ یہاں موجود تھے نے مجھے ملازم رکھ لیا۔ ہر ماہ مجھے تنخواہ مل جاتی ہے"...... ہاشم

نے جواب دیا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں ملٹری انٹیلی جنس کا ملازم صالح آیا تھا۔ وہ کیوں آیا تھا"...... کرنل پائیک نے پوچھا تو ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔

"جی ہاں۔ ایک آدمی آیا تھا۔ اس نے مجھے اپنا نام صالح بتایا تھا اس نے کہا کہ مالک نے اسے بھیجا ہے۔ وہ یہاں رہے گا لیکن میں نے مالک کا رقعہ طلب کیا تو وہ اس کے پاس نہ تھا۔ میں نے اسے واپس بھجوا دیا بس مجھے تو اتنا ہی معلوم ہے جناب"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"لیکن اس نے بتایا کہ یہاں ایک عورت اور چار مرد تھے" کرنل پائیک نے کہا۔

"نہیں جناب۔ گذشتہ ایک ہفتے سے یہاں کوئی نہیں آیا میں اکیلا رہتا ہوں"...... ہاشم نے جواب دیا۔ اسی لمحے کیپٹن بروکس اندر داخل ہوا۔

"چیف۔ یہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تہہ خانہ ہے۔ میں نے اچھی طرح چیکنگ کر لی ہے البتہ چیف یہاں واقعی کچھ لوگ موجود رہے ہیں کیونکہ کچن میں کئی افراد کا کھانا پکایا جاتا رہا تھا"۔ کیپٹن بروکس نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کس کے لئے کھانا بنا رہے تھے تم"...... کرنل پائیک نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"اپنے لئے جناب"...... ہاشم نے اسی طرح مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"دیکھو ہاشم میرے سامنے جھوٹ بول کر تمہیں پچھتانے کا بھی موقع نہیں ملے گا اس لئے سچ بول دو"...... کرنل پائیک کا لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

"میں سچ بتا رہا ہوں جناب"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"کیپٹن بروکس بتا رہا ہے کہ کچن میں کئی افراد کا کھانا تیار کیا جا رہا تھا۔ کیوں"...... کرنل پائیک نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب میں یہاں اکیلا رہتا ہوں اس لئے کئی دن کا کھانا اکٹھا پکا کر رکھ لیتا ہوں اور پھر تھوڑا تھوڑا کھاتا رہتا ہوں"...... ہاشم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ اگر یہاں کوئی تہہ خانہ نہیں۔ کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے تو پھر یہ لوگ آخر کہاں گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ اس صالح نے جھوٹ بولا ہے"...... کرنل پائیک نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میرے آدمی شروع سے لے کر آخر تک اس کوٹھی کے چاروں طرف موجود رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے بھی اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ میرے ساتھ آئیے۔ ایک منٹ"...... کرنل پائیک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے ہمراہ کمرے سے باہر آ گیا۔

"کرنل یہ آدمی اس طرح نہیں بتائے گا۔ اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہم اپنے طور پر مطمئن ہو کر چلے جائیں لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی نگرانی کریں۔ لامحالہ یہ کسی کو فون کرے گا یا کوئی اسے کال کرے گا جس سے اصل صورت حال سامنے آ جائے گی"۔ کرنل پانیک نے کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک ہے۔ میں یہاں ڈکٹا فون نصب کرا دیتا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس طرح کہ اس ہاشم کو معلوم نہ ہو سکے"۔ کرنل پانیک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کرنل پانیک ہونٹ چباتا ہوا بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی پیشانی پر شکنوں کا جال موجود تھا۔ اسے ہاشم کی باتوں پر کوئی اعتبار نہ آیا تھا لیکن اصل مسئلہ یہ تھا کہ آخر یہ لوگ کہاں اور کیسے غائب ہو گئے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد کیپٹن بروکس بھی اس کے پیچھے باہر آ گیا۔

"چیف۔ ہمیں خود یہاں کی نگرانی کرنا چاہئے"۔ کیپٹن بروکس نے کہا۔

"نہیں۔ یہ کام جی پی فائیو زیادہ موثر طریقے سے سرانجام دے گی"۔ کرنل پانیک نے کہا اور اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ کیپٹن بروکس نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کار تیزی سے واپس ریڈ اتھارٹی کے ہیڈ کوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

عمران کی آنکھیں کھلیں اور اس کا شعور جاگا تو اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر کسی فلم کے سین کی طرح ابھر آئے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کوٹھی میں موجود تھا کہ ہاشم نے باہر موجود میزائل برداروں کی موجودگی کی اطلاع دی اور پھر وہ انہیں خفیہ راستے تک لے آیا۔ خفیہ راستے سے وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ چھت سے روشنی کا دھارا ان پر پڑا اور وہ بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمران نے ذہن پر یہ منظر ابھرتے ہی چونک کر ادھر ادھر دیکھا تو وہ اس کمرے کے فرش پر پڑے ہوئے تھے۔ البتہ اس نے دوسرے ساتھیوں کو بھی ہوش میں آتے ہوئے دیکھا۔

"یہ سب کیا ہے"...... عمران نے فوراً کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ ایک آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"میں ہاشم بول رہا ہوں۔ کیا آپ میری آواز سن رہے ہیں"۔

ایک دیوار کے نچلے حصے سے یہ آواز اس طرح نکل رہی تھی جیسے
وہاں کوئی چھوٹا سا باکس نصب ہو۔

" ہاں۔ میں تمہاری آواز سن رہا ہوں"...... عمران نے جواب
دیا۔

" کوٹھی کی نگرانی ہو رہی ہے اور اندر بھی انہوں نے انتہائی
طاقتور ڈکٹافون نصب کیا ہوا ہے۔ میں نے آپ لوگوں کو اس کمرے
میں پہنچا کر خود ہی بے ہوش کر دیا تھا کہ تاکہ آپ کی آوازیں وہ
نہ سکیں۔ خفیہ راستہ کمرے تک ہی جاتا ہے۔ اس خفیہ راستے
کوئی تلاش نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں نے اصل میں صالح کو پکڑ لیا
اور صالح کی وجہ سے وہ یہاں پہنچ گئے۔ انہوں نے مجھ پر بے پناہ تشدد
کیا ہے لیکن وہ میری زبان نہیں کھلوا سکے۔ اب میں آپ کو ہوش
میں لایا ہوں۔ آپ برائے مہربانی اس کمرے میں ہی رہیں جب
نگرانی ختم ہو گئی تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا"...... ہاشم
آواز سنائی دی اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک
ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی تو عمران نے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔

" یہ سب کیا ہے عمران صاحب"...... صفدر کی حیرت بھری
سنائی دی۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی ایسے تاثرات موجود
اور عمران نے انہیں ہاشم کی رپورٹ بتا دی۔

" ہم کب تک اس حالت میں رہیں گے"...... جولیا نے

لہجے میں کہا۔
میرا خیال ہے کہ یہ لوگ آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔
بھی یہ اس لئے واپس چلے گئے ہیں تاکہ چیکنگ کر سکیں ورنہ یہ
کی روح سے بھی اگلوا لیتے۔ ہمیں خود یہاں سے نکلنا ہو گا"۔
نے کہا۔
لیکن جب یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے تو پھر"۔
نے کہا۔
ہم واپس کوٹھی میں تو جا سکتے ہیں پھر باہر نگرانی کرنے والوں
کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر
تو عمران اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جہاں راستہ بننے پر وہ
میں داخل ہوئے تھے لیکن دیوار بالکل سپاٹ تھی۔ یوں
جیسے یہاں کسی قسم کا کوئی رخنہ نہ ہو۔ عمران نے جھک کر
وار کی بنیادوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے
ہاتھ پھیرا اور چند لمحوں بعد اسے دیوار کا ایک چھوٹا سا حصہ
محسوس ہوا تو اس نے اس ابھرے ہوئے حصے پر دباؤ ڈالا تو
واز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے کھلتی چلی گئی۔
عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کمرے سے
اس راستے میں سے ہوتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔ اس راستے کے آغاز
ویسے ہی دیوار تھی لیکن یہاں بھی ابھرے ہوئے حصے کو
کے راستہ کھول لیا تھا۔ پھر وہ اس راستے سے ابھی ایک

کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ کمرے کا دروازہ تیزی سے کھلا اور
بوکھلائے ہوئے انداز میں اندر داخل ہوا لیکن عمران نے اس
بولنے سے پہلے ہی اپنے منہ پر انگلی رکھ کر اسے خاموش رہنے کا
کر دیا اور ہاشم کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

"وہ ڈکٹا فون کہاں ہے"...... عمران نے آگے بڑھ کر ہاشم
کان کے پاس منہ لے جا کر سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"ادھر ساتھ والے کمرے میں ہے۔ وہ میز کے نیچے لگا
ہے"...... ہاشم نے بھی اسی طرح سرگوشی میں جواب دیتے
کہا۔

"باہر کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"چار"...... ہاشم نے جواب دیا۔ یہ ساری باتیں سرگوشی
ہو رہی تھیں۔ عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اس دروازے
طرف بڑھ گیا جس سے ہاشم باہر آیا تھا اس کے ساتھی بھی اس
پیچھے باہر آگئے۔ عمران تیزی سے کمرے کے درمیان موجود میز کی
بڑھا اور پھر فرش پر اکڑوں بیٹھ کر اس نے میز کے نیچے جھانکا
واقعی ایک چھوٹا سا باکس چمٹا ہوا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا
باکس ہٹایا اور پھر سیدھا کھڑے ہو کر اسے غور سے دیکھنے
اس نے اپنی انگلی کو مخصوص انداز میں جھٹکا تو اس کی انگلی کے
میں موجود بلیڈ باہر آگیا۔ عمران نے اس بلیڈ کی مدد سے اس
کی سائیڈ میں موجود ایک چھوٹے سے پیچ کو گھمانا شروع کر دیا

بعد وہ اس باکس کا ڈھکن علیحدہ کر چکا تھا۔ پھر اس کے اندر
و انتہائی نازک سی مشینری کے ایک تار کو ناخن میں موجود بلیڈ
وسے توڑ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈھکن اٹھا کر واپس
ں پر رکھا اور پیچ اس کے مخصوص سوراخ میں ڈال کر اس نے
میں موجود بلیڈ کی مدد سے پیچ کس دیا اور ایک بار پھر اکڑوں
ر اس نے باکس کو دوبارہ میز کے نیچے چپکا دیا اور پھر وہ اپنے
وں اور ہاشم کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہوئے بڑے محتاط
میں کمرے سے باہر آگیا۔ اس کمرے سے کچھ فاصلے پر دوسرے
میں داخل ہو کر وہ رک گیا۔ اس کے ساتھی اور ہاشم بھی
ی سے چلتے ہوئے اس کے پیچھے اس کمرے میں آگئے۔

ہیں نے اس کی رینج ختم کر دی ہے۔ اب یہ صرف اس کمرے
ابھرنے والی آوازیں ہی ٹرانسمٹ کر سکے گا۔ باقی کوٹھی میں
والی آواز نہیں۔ اب تم بتاؤ ہاشم کہ کون آیا تھا اور تمہیں
چھوڑ دیا گیا ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے ہاشم سے
ب ہو کر کہا تو ہاشم نے اپنے اوپر ہونے والے تشدد کی تفصیل بتا

کون کون موجود تھا یہاں"...... عمران نے پوچھا۔
پہلے جی پی فائیو کے آدمی آئے پھر کرنل ڈیوڈ آیا۔ اس نے مجھ پر
ی بے رحمانہ تشدد کیا۔ پھر میں بے ہوش ہو گیا۔ پھر جب میں
میں آیا تو وہاں ایک اور آدمی بھی موجود تھا۔ اس کا نام کرنل

پائیک تھا۔ اس نے کرنل ڈیوڈ کو تشدد کرنے سے منع کیا اور پھر
کرنل ڈیوڈ کو باہر لے گیا پھر وہ سب واپس چلے گئے۔ میں نے
سے پہلے اپنی مرہم پٹی کی پھر میں نے خفیہ آپریشن روم میں جا
چیکنگ کی تو یہ ڈکٹا فون سامنے آگیا۔ پھر میں نے باہر کی چیکنگ
تو چار آدمی نظر آگئے۔ اس کے بعد میں آپ کو ہوش میں لایا اور
سے بات کی۔ لیکن نجانے آپ نے راستہ کیسے کھول لیا۔ میں
آپریشن روم میں ہی تھا کہ مجھے دروازہ کھلنے کا کاشن ملا تو میں بھاگ
آیا"...... ہاشم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے واقعی ہمت سے کام لیا ہے ہاشم کہ اس قدر تشدد
باوجود تم نے زبان نہیں کھولی۔ میں تمہاری عظمت کا قائل ہو
ہوں"...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے انتہائی
پرخلوص لہجے میں کہا تو ہاشم کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

"عمران صاحب۔ اب کیا کرنا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"ان نگرانی کرنے والوں کو کور کرنا ہے"...... جولیانے کہا۔

"نہیں۔ انہیں اطلاع مل جائے گی اور وہ کنفرم ہو جائیں گے کہ
ہم یہاں موجود ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ہمیں کیا اور کوئی ٹھکانہ تلاش کرنا پڑے گا"......
نے کہا۔

"ظاہر ہے اور کیا کیا جا سکتا ہے لیکن اب یہ ٹھکانہ کسی
ذریعے حاصل نہیں کیا جائے گا بلکہ ہمیں خود تلاش کرنا ہو گا۔ ب

تم یہاں رہتے ہو اس علاقے میں کوئی کوٹھی ایسی ہے جو خالی پڑی
ہو"...... عمران نے کہا۔

"کرائے کے لئے خالی"...... ہاشم نے چونک کر پوچھا اور عمران
نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جی ہاں۔ ذرا آگے دو کوٹھیوں کے باہر بورڈ موجود ہیں"۔ ہاشم
نے جواب دیا۔

"اب ہم نے اس انداز میں یہاں سے نکلنا ہے کہ نگرانی کرنے
والوں کو اس کا علم نہ ہو سکے اس لئے تم پہلے باہر موجود افراد کے
بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہیں اور کس طرف موجود ہیں"۔ عمران
نے کہا۔

"ایک ایک آدمی چاروں طرف موجود ہے کیونکہ کوٹھی کے
چاروں طرف راستے ہیں"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"یہاں سے گٹر لائن کہاں جا نکلتی ہے"...... عمران نے کہا تو
ہاشم بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تحسین اور حیرت کے
تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اوہ۔ اوہ۔ ہاں واقعی یہ راستہ ہو سکتا ہے۔ گٹر لائن یہاں سے
دور تک چلی جاتی ہے"...... ہاشم نے جواب دیا۔

"آؤ پھر ہمیں بتاؤ کہ اس کوٹھی کا لنک کہاں ہے اس بڑی گٹر
لائن سے"...... عمران نے کہا تو ہاشم نے کوٹھی کے ایک سائیڈ پر
موجود گٹر لائن کی نشاندہی کر دی۔ عمران نے جھک کر مین ہول کا

بڑا سا ڈھکن ہٹایا اس میں لوہے کی سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔

"ٹارچ تو ہو گی تمہارے پاس"...... عمران نے نیچے جھانکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ میں لے آتا ہوں"...... ہاشم نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

"ہم کب تک اس طرح چھپتے پھریں گے"...... ہاشم کے جاتے ہی تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اپنے ذہن کو ٹھنڈا رکھو تنویر۔ ہم یہاں میلہ دیکھنے نہیں آئے اور اس بار تو ہاشم کی سخت جانی کی وجہ سے بچ گئے ہیں ورنہ اگر وہ زبان کھول دیتا تو ہماری روحیں اب تک عالم بالا کی سیر کر چکی ہوتیں"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تنویر بے اختیار ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

دفتر کے انداز میں سجے ہوئے ایک کمرے میں ایک ادھیڑ عمر عرب موجود تھا۔ وہ آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر انتہائی قیمتی لباس تھا اور چہرے مہرے سے ہی وہ انتہائی خوشحال آدمی دکھائی دیتا تھا۔ میز پر چار مختلف رنگوں کے فون موجود تھے۔ ایک سائیڈ پر ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر اور دوسری سائیڈ پر ایک انٹرکام پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔ یہ دفتر اسرائیل کے ہمسایہ ملک ارکان کے ایک مشہور کاروباری علاقے میں تھا۔ ارکان اسلامی ملک تھا لیکن اس کے تعلقات اسرائیل سے خاصے دوستانہ تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ارکان کے لوگ اسرائیل میں آسانی سے آتے جاتے رہتے تھے اور ارکان اور اسرائیل کے درمیان تجارت بھی خاصے وسیع پیمانے پر ہوتی تھی لیکن یہ اور بات ہے کہ ارکان سے آنے والوں پر پورے اسرائیل میں کڑی نظریں رکھی جاتی تھیں اور ان کی سخت

نگرانی بھی کی جاتی تھی لیکن بظاہر انہیں چھیڑا نہیں جاتا تھا۔ اس دفتر میں بیٹھا ہوا ادھیڑ عمر آدمی عبداللہ ہاشمی کے نام سے جانا جاتا تھا۔ یہ ارکان کا امیر ترین تاجر تھا اور پوری دنیا کے بڑے بڑے ممالک میں اس کی کمپنی کا کاروبار تھا۔ یہ الیکٹرونکس کا کاروبار کرتا تھا اور یہ اس قدر بااثر تھا کہ ارکان حکومت کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے اعلیٰ حکام سے بھی اس کے ذاتی مراسم تھے۔ وہ ایک فائل سامنے رکھے اسے پڑھنے میں مصروف تھا کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبداللہ ہاشمی نے چونک کر فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ عبداللہ بول رہا ہوں"...... اس نے نرم لہجے میں کہا۔

"ابو سلیمان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو عبداللہ بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ تم۔ خیریت۔ کیسے فون کیا"...... عبداللہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہارا یہ نمبر محفوظ ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ہاں۔ بالکل محفوظ ہے۔ تم کھل کر بات کر سکتے ہو"۔ عبداللہ نے کہا۔

"اسرائیل سے تمہارے تعلقات سے ہم فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں" ابو سلیمان نے کہا تو عبداللہ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسا فائدہ"...... عبداللہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر اس کے لیڈر علی عمران کے بارے میں آپ نے کچھ سنا ہوا ہے"...... ابو سلیمان نے پوچھا۔

"ہاں بہت کچھ۔ لیکن"...... عبداللہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بار عمران اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا کے ایک مشن کے سلسلے میں اسرائیل میں داخل ہوا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فلسطینیوں پر بے پناہ احسانات ہیں اور فلسطینی کاز کے لئے انہوں نے کئی بار اپنی جانوں کو بھی حقیقی خطرات میں ڈالے رکھا ہے۔ اس بار ہم چاہتے ہیں کہ ان کی بھرپور مدد کی جائے"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے لیکن میں اس سلسلے میں کیا کر سکتا ہوں"...... عبداللہ نے کہا۔

"پاکیشیا سے اسرائیلیوں نے ایک سائنس دان کو کاسٹریا کی مدد سے اغوا کیا ہے۔ اس کی یادداشت ایک زہریلی گیس کی وجہ سے غائب ہو گئی ہے لیکن ڈاکٹر اس کی یادداشت کی بحالی کے سلسلے میں پرامید ہیں اور اس سائنس دان کے پاس انتہائی اہم راز ہیں جو اگر اسرائیل کے ہاتھ لگ گئے تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ سکتا ہے اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سائنس دان کو ہلاک کرنے کے لئے اسرائیل پہنچ چکی ہے لیکن اصل پرابلم یہ ہے کہ اس بار اسرائیل نے اس سائنس دان کو کسی ایسے ہسپتال میں رکھا ہے

س کے بارے میں سوائے وزیراعظم اور صدر کے شاید کسی اور کو علم نہیں۔ ایگز اس سلسلے میں ان کی مدد کر رہے ہیں لیکن ایگز بھی بے پناہ کوشش کے باوجود اس سائنس دان کا پتہ نہیں چلا سکی۔ مجھے اچانک تمہارا خیال آگیا۔ کیا تم اس سائنس دان کو ٹریس کرنے میں کوئی مدد کر سکتے ہو"...... ابو سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کس طرح مدد کر سکتا ہوں۔ اب میں براہ راست وزیراعظم یا صدر سے تو نہیں پوچھ سکتا اور پوچھ بھی لوں تو ظاہر ہے وہ نہیں بتائیں گے"...... عبداللہ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے اسرائیل میں خصوصاً تل ابیب میں کاروباری دفاتر موجود ہیں۔ کیا وہاں کوئی ایسا آدمی تمہاری نظروں میں ہے جو اس سلسلے میں مدد کر سکتا ہو۔ کسی بھی انداز میں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن پہلے مجھے بات کرنا پڑے گی۔ تم ایسا کرو کہ پندرہ منٹ بعد مجھے دوبارہ کال کر لو"۔ عبداللہ نے کہا۔

"اوکے"...... ابو سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عبداللہ نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تل ابیب میں ہاشانی سے بات کراؤ"...... عبداللہ نے کہا اور

رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... عبداللہ نے کہا۔

"ہاشانی بول رہا ہوں جناب تل ابیب سے"...... ایک مؤدبانہ مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاشانی۔ سپیشل ٹرانسمیٹر پر مجھ سے بات کرو"...... عبداللہ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہاشانی بول رہا ہوں۔ اوور"...... ہاشانی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس۔ عبداللہ بول رہا ہوں۔ ہاشانی کیا تم ایک اہم کام میں مدد کر سکتے ہو۔ اوور"...... عبداللہ نے کہا۔

"سر آپ نے یہ بات کہہ کر مجھے شرمندہ کر دیا ہے۔ آپ حکم فرمائیں۔ ہاشانی صرف حکم کی تعمیل کرنا جانتا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے ہاشانی نے کہا تو عبداللہ نے اسے ابو سلیمان کی کال اور اس کی تفصیل بتا دی۔

"سر۔ میں واقعی یہ کام کر سکتا ہوں لیکن میں خود سامنے نہیں آ سکتا۔ آپ تو جانتے ہیں کہ یہاں اسرائیلی کس طرح ہماری طرف سے ہر لمحہ چوکنا رہتے ہیں البتہ کام ہو سکتا ہے۔ اوور"...... ہاشانی نے

کہا۔

"کس طرح۔ تفصیل بتاؤ"...... عبداللہ نے کہا۔

"جناب وزیراعظم صاحب کے ملٹری سیکرٹری سے میرے بہترین دوستانہ تعلقات ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ وہ میری بنائی ہوئی ایک مخصوص شراب پینے کا ہر وقت خواہشمند رہتا ہے لیکن چونکہ یہ بے حد مہنگی ہوتی ہے اس لئے اسے یہ اس وقت پیش کرتا ہوں جب مجھے اپنے کمپنی کے سلسلے میں اس سے کوئی بات معلوم کرنی ہوتی ہے اور پھر شراب کی زیادہ ڈوز پینے کے بعد اس کا شعور سو جاتا ہے اور پھر اس سے جو بھی پوچھا جائے سچ سچ بتا دیتا ہے لیکن ہوش میں آنے کے بعد اسے خود بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے کیا بتایا ہے اور کیا نہیں۔ میں نے اکثر اس سے اس شراب کی مدد سے اپنی کمپنی کے لئے انتہائی مفادات حاصل کئے ہیں اور وہ ایسا آدمی ہے جسے ہر حالت میں معلوم ہو گا کہ اس سائنس دان کو کہاں رکھا گیا ہے اور میں اس سے معلوم کر لوں گا۔ اوور"...... ہاشانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کام کب تک ہو سکے گا۔ کام جس قدر جلد ممکن ہو سکے کرنا ہے۔ اوور"...... عبداللہ نے پوچھا۔

"آج رات ہی اسے ایک مخصوص جگہ بلا کر دعوت دوں گا اور اس سے ساری بات معلوم کر کے کل آپ کو بتا سکتا ہوں۔ اوور"۔ ہاشانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے بہرحال یہ کام کرنا ہے اس لئے کہ پاکیشیا

سیکرٹ سروس کے ہم سب فلسطینیوں پر بے پناہ احسانات ہیں۔ اوور"...... عبداللہ نے کہا۔

"بالکل جناب۔ میرے اپنے دل میں ان کی بے حد قدر ہے۔ اوور"...... ہاشانی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ میں ابو سلیمان کو بتا دیتا ہوں۔ میں کل تمہاری کال کا منتظر رہوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... عبداللہ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عبداللہ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ عبداللہ بول رہا ہوں"...... عبداللہ نے کہا۔

"ابو سلیمان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ابو سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"تمہارا کام ہو جائے گا ابو سلیمان"...... عبداللہ نے قدرے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کس طرح"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا گیا تو عبداللہ نے ہاشانی سے ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتا دی۔

"ویری گڈ۔ میں کل کس وقت فون کروں"...... ابو سلیمان نے پوچھا۔

"کل گیارہ بجے کے بعد کسی بھی وقت یا اگر تم اپنا نمبر دے دو تو میں تم سے خود بات کر لوں گا"...... عبداللہ نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ میری کیا پوزیشن ہے۔ میں ایک جگہ زیادہ دیر تک نہیں رک سکتا اس لئے مجبوری ہے۔ بہرحال میں تمہیں کل گیارہ بجے کے بعد فون کروں گا۔ اس تعاون کے لئے ذاتی طور پر مشکور رہوں گا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا بھی فرض تھا"...... عبداللہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے خدا حافظ کے الفاظ سن کر اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر سامنے پڑی ہوئی فائل پر جھک گیا۔

کرنل ڈیوڈ انتہائی بے چینی کے عالم میں اپنے آفس میں ٹہل رہا تھا۔ اس ہاشم والی کوٹھی کے بارے میں اسے رپورٹ مل چکی تھی کہ وہاں کوئی آدمی سامنے نہیں آیا اور نہ ہی ڈکٹا فون سے کوئی ایسی بات سامنے آئی ہے جس سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات مل سکیں لیکن اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ عمران اور اس کے ساتھی بہرحال اس کوٹھی میں موجود تھے پھر وہ کہاں غائب ہوگئے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ اس وقت وہ بے چینی کے عالم میں اس لئے ٹہل رہا تھا کہ اس نے اس ہاشم کو یہاں ہیڈ کوارٹر لے آنے کا حکم دیا تھا۔ وہاں تو کرنل پائیک نے اسے روک دیا تھا ورنہ اس کا دل چاہتا تھا کہ اس ہاشم کی ایک ایک ہڈی توڑ دے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس ہاشم کو یہاں منگوا کر اس سے پوچھ گچھ کرے۔ اصل میں یہ مسئلہ اس کی عزت کا

بن گیا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کرنل پائیک سے پہلے اپنے طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا کر انہیں ہلاک کر دے تاکہ صدر اور وزیراعظم کو جتلایا جا سکے کہ جی پی فائیو بھی کام کر سکتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ تیزی سے مڑا اور پہلے میز کے پیچھے موجود کرسی پر بیٹھا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"سر ریزے بول رہا ہوں۔ کوٹھی خالی پڑی ہے۔ وہ آدمی ہاشم غائب ہے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ وہ نکل گیا ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ معلوم کرو کہ یہ کوٹھی کس کی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں نے کوشش کی ہے جناب لیکن کسی کو بھی معلوم نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا بک رہے ہو۔ وہاں فون موجود ہے، بجلی موجود ہے۔ کیا وہ میرے نام پر لگے ہوں گے۔ مالک کے نام پر ہی لگے ہوں گے ناں۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں نے پہلے ہی معلوم کیا ہے۔ فون اور بجلی کسی سعید آصف کے نام پر ہے اور پتہ اسی کوٹھی کا ہے"...... ریزے نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"اب کہاں سے ان شیطانوں کو تلاش کیا جائے۔ آخر کس

طرح"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں خودکلامی کرتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی وجہ سے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک لائن پر ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کرنل پائیک کی نرم آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑی مشکل سے اپنے لہجے کو نرم رکھتے ہوئے کہا۔

"اس کوٹھی کے سلسلے میں کوئی کارآمد رپورٹ ملی ہے"۔ کرنل پائیک نے پوچھا تو کرنل ڈیوڈ نے اسے ریزے کی دی ہوئی اطلاع سے آگاہ کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ وہاں سے کسی نہ کسی طرح نکل گئے ہیں۔ ہمارے لئے اصل مسئلہ انہیں ٹریس کرنے کا بن گیا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر انہیں کس طرح ٹریس کیا جائے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔ شاید کرنل پائیک کے لہجے سے نمایاں ہونے والی بے بسی سے اس کو

تسکین پہنچی تھی۔

"تم فکر مت کرو کرنل پائیک۔ یہ کام جی پی فائیو کرلے گی۔ وہ چاہے پاتال میں کیوں نہ چھپ جائیں بہرحال میں انہیں ڈھونڈ نکالوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پہلے بھی اب تک ہر بار تمہاری ایجنسی نے ہی انہیں ٹریس کیا ہے۔ تمہاری ایجنسی واقعی بہترین انداز میں کام کرتی ہے۔ میری ابھی وزیراعظم صاحب سے بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں یہی بتایا ہے کہ جی پی فائیو بہترین انداز میں کام کر رہی ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"بہت شکریہ۔ تم فکر مت کرو کرنل پائیک جی پی فائیو سے یہ لوگ کسی صورت بھی نہ بچ سکیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں مجھے معلوم ہے لیکن تم نے ازخود کارروائی کرنے کی بجائے مجھے اطلاع دینی ہے۔ کریڈٹ بہرحال تمہیں ہی ملے گا"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بائی بائی کے الفاظ سنتے ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"ہونہہ۔ نانسنس۔ کریڈٹ ملے گا۔ میں اس بار پہلے انہیں ہلاک کروں گا پھر اطلاع دوں گا۔ نانسنس۔ کام جی پی فائیو کرے اور نام ریڈ اتھارٹی کا ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور

اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"مارجر بول رہا ہوں باس۔ تھرڈ ایونیو سے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ مارجر اس گروپ کا انچارج تھا جو پاکیشیائی ایجنٹوں کو تل ایب میں ٹریس کر رہا تھا۔

"یس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ ارکان کے عبداللہ گروپ کے یہاں تل ایب میں انچارج ہاشانی نے ڈربن کلب میں وزیراعظم صاحب کے ملٹری سیکرٹری سے خفیہ ملاقات کی ہے اور پھر رات گئے ملٹری سیکرٹری صاحب جب واپس گئے تو وہ شراب کے نشے میں مدہوش تھے"...... مارجر نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا۔ کیا ملٹری سیکرٹری کا شراب پینا جرم ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس یہ ہاشانی گروپ کا یہاں انچارج ہے۔ اس گروپ کے مالک کا ایکز کے سربراہ سے انتہائی قریبی تعلق ہے۔ وہ آپس میں بہترین دوست ہیں اس لئے ہم اس ہاشانی کی نگرانی کر رہے تھے۔ جب مجھے اطلاع ملی کہ ڈربن کلب میں ہاشانی نے خصوصی طور پر ملٹری سیکرٹری صاحب کو دعوت دی ہے تو میں چونک پڑا اور پھر میں

نے ذربن کلب کے اس خاص کمرے میں خصوصی آلات نصب کر دیئے ۔ ان خصوصی آلات نے جو کچھ ٹیپ کیا ہے اس کے مطابق ہاشانی نے ملٹری سیکرٹری صاحب سے اس ہسپتال کا پتہ پوچھا ہے جس میں پاکیشیائی سائنس دان کو رکھا گیا ہے اور ملٹری سیکرٹری صاحب نے ہاشانی کو بتایا ہے کہ یہ انتہائی ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے کسی کو نہیں بتایا جا سکتا لیکن پھر انہوں نے خود ہی بتا دیا کہ اس پاکیشیائی سائنس دان کو کراسمیہ پہاڑیوں پر بنے ہوئے ایئرفورس کے میزائلوں کے اڈے کے نیچے بنے ہوئے خصوصی اور خفیہ ہسپتال میں رکھا گیا ہے جس پر اس ہاشانی نے ملٹری سیکرٹری صاحب سے اس ہسپتال کو جانے والے خفیہ راستوں کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں"...... مارجر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"تمہارے پاس وہ ٹیپ موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاشانی اب کہاں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"وہ اپنی رہائش گاہ پر ہے باس اور اس کی رہائش گاہ کی خفیہ نگرانی کی جا رہی ہے تاکہ آپ جو حکم دیں ویسے ہی عمل کیا جائے"۔ مارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ٹیپ ہیڈ کوارٹر بجھوا دو اور اس ہاشانی کو بھی اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر بجھوا دو لیکن خیال رکھنا اسے صحیح سلامت اور زندہ مجھ تک

پہنچنا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس حکم کی تعمیل ہو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"جلد از جلد ٹیپ بجھوا دو اور اس آدمی کو بھی۔ اور سنو اگر اس کے اغوا میں کوئی رکاوٹ ڈالے تو بے شک گولی مار دینا میں خود سنبھال لوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"تو اس انداز میں کام ہو رہا ہے۔ بہرحال اب میں وزیراعظم کو بتاؤں گا کہ اگر جی پی فائیو اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھے تو اسرائیل ایک روز تباہ ہو جائے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"مارجر کی طرف سے ایک ٹیپ بجھوایا جائے گا جیسے ہی وہ ٹیپ پہنچے وہ ٹیپ مع ریکارڈر میرے آفس میں بجھوا دینا اور مارجر ایک آدمی اغوا کر کے لے آئے تو اس آدمی کو ریڈ روم میں پہنچا کر مجھے فوراً اطلاع دینا"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک جدید ساخت کا ٹیپ ریکارڈر اور دوسرے ہاتھ میں ایک مائیکرو ٹیپ موجود تھا۔ اس نے یہ دونوں چیزیں کرنل ڈیوڈ کے سامنے میز پر رکھیں اور پھر سلام

کر کے واپس چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹیپ اٹھا کر ٹیپ ریکارڈر میں لگایا اور پھر بٹن دبا دیا۔ وہ چونکہ وزیر اعظم کے ملٹری سیکرٹری کی آواز پہچانتا تھا اس لئے جیسے ہی ٹیپ ریکارڈر سے آوازیں سنائی دیں وہ سمجھ گیا کہ کون کون بول رہا ہے۔ وہ خاموش بیٹھا گفتگو سنتا رہا۔ جیسے جیسے گفتگو آگے بڑھ رہی تھی کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں چمک بڑھتی جا رہی تھی۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو کرنل ڈیوڈ نے ٹیپ ریکارڈر آف کر کے ٹیپ نکالی اور اسے میز کی دراز میں رکھ دیا اور دراز کو باقاعدہ تالا لگا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اسے اطلاع ملی کہ مارجر ایک آدمی کو اغوا کر کے لے آیا ہے۔ چنانچہ وہ اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آفس سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ ریڈ روم میں پہنچا تو وہاں ایک ادھیڑ عمر ارکانی آدمی جس کے جسم پر گھریلو لباس تھا زنجیروں میں جکڑا دیوار کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔ ریڈ روم میں مارجر بھی موجود تھا۔

"اسے اغوا کرنے میں کوئی پرابلم تو پیش نہیں آیا"...... کرنل ڈیوڈ نے مارجر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نو سر۔ ہم نے اس کی رہائش گاہ پر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کی اور پھر اندر داخل ہو کر اسے اٹھایا اور یہاں لے آئے۔ اس کے چار ملازم تھے وہ ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"۔ مارجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے پڑے رہیں۔ اب اسے ہوش میں لے آؤ"۔ کرنل

ڈیوڈ نے کہا تو مارجر نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی بے ہوش ہاشانی کی ناک سے لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔

"والٹر"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے ایک طرف کھڑے ہوئے ریڈ روم کے انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... قوی ہیکل والٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کوڑا ہاتھ میں پکڑ لو۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو والٹر تیزی سے مڑا اور اس نے دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا ایک کوڑا اتار کر ہاتھ میں پکڑا اور پھر زنجیروں سے جکڑے ہوئے اس آدمی کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ اسی لمحے اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا وہ بے اختیار سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ انتہائی حیرت بھرے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا نام ہاشانی ہے اور تم یہاں تل ابیب میں ارکان کے عبداللہ گروپ کے انچارج ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ہاں۔ مگر۔ اوہ۔ اوہ آپ تو جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ ہیں لیکن یہ سب کیا ہے۔ میں کہاں ہوں"...... ہاشانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اس وقت جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں ہو ہاشانی اور یہاں تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہیں ہو گا۔ تم نے پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کے ساتھ ڈربن کلب میں جو گفتگو کی ہے اس کی ٹیپ میری جیب میں موجود ہے اور اس ٹیپ کے مطابق تم نے ملٹری سیکرٹری سے اس ہسپتال کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں جہاں پاکیشیائی سائنس دان کو رکھا گیا ہے اور جسے چھڑوانے کے لئے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹوں کی ایک ٹیم تل ابیب آئی ہوئی ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں اس لئے اگر تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو مجھے بتا دو کہ یہ لوگ کہاں ہیں اور تم نے انہیں کہاں اور کیسے رپورٹ دی ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کی ٹیم۔ مگر میں تو کسی ٹیم کو نہیں جانتا"۔ ہاشانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر تم نے یہ معلومات ملٹری سیکرٹری سے کیوں حاصل کی ہیں۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے یہ معلومات اپنے باس کے لئے حاصل کی ہیں"۔ ہاشانی نے جواب دیا۔

"کون باس"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"عبداللہ گروپ کے چیف باس اور مالک جناب عبداللہ ہاشمی جو ارکان میں رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ میں معلومات حاصل کروں۔ ملٹری سیکرٹری سے میں نے پوچھا تو انہوں نے بتا دیا۔ بس

اتنی سی بات ہے"...... ہاشانی نے جواب دیا۔

"اور تم نے یہ معلومات اپنے باس تک پہنچا دی ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت وہ آفس میں نہیں ہوتے اس لئے کل پہنچانی تھیں"...... ہاشانی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم نے اپنی جان بچا لی ہے ورنہ اب تک تمہارے جسم پر زخم ہی زخم ہوتے۔ میں اعلیٰ حکام سے بات کرتا ہوں۔ تمہیں انہیں سب کچھ بتانا ہو گا ورنہ ٹیپ تو بہرحال میرے پاس موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ آفس میں پہنچ کر اس نے میز کی دراز کھولی اس میں سے وہ ٹیپ نکالی اور میز پر موجود ٹیپ ریکارڈر میں اسے فٹ کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈائریکٹ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ پریذیڈنٹ صاحب سے فوری بات کرنی ہے۔ انتہائی ایمرجنسی مسئلہ ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد صدر صاحب کی باوقار آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا ایمرجنسی مسئلہ ہے"...... صدر نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"سر۔ وزیراعظم صاحب کے ملٹری سیکرٹری نے ایک ارکانی آدمی کو اس ہسپتال کے بارے میں تفصیلات بتا دی ہیں جہاں اس پاکیشیائی سائنس دان کو رکھا گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا مطلب یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"سر۔ میرے پاس ان دونوں کے درمیان ہونے والی گفتگو کی ٹیپ موجود ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ ٹیپ آپ کو سنوا دوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں سنواؤ"...... صدر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے ٹیپ ریکارڈر کا پہلے وہ بٹن دبایا جس سے ٹیپ فوری طور پر ریورس ہو جاتی ہے اور پھر اس نے اسے آن کر دیا۔ پھر جیسے ہی اس میں سے گفتگو سنائی دینے لگی اس نے فون کا رسیور ٹیپ ریکارڈر کے قریب کر دیا۔ جب گفتگو ختم ہوئی تو اس نے ٹیپ ریکارڈر آف کیا اور رسیور کان سے لگا لیا۔

"آپ نے ٹیپ سن لی ہے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یہ ٹیپ آپ کے پاس کیسے پہنچی ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"سر۔ جی پی فائیو عظیم اسرائیل کے مفاد میں اپنی آنکھیں کھلی رکھتی ہے۔ ہاشانی ارکانی ہے اور طویل عرصہ سے یہاں موجود

لیکن بہرحال وہ یہودی نہیں ہے مسلمان ہے اس لئے اس کی نگرانی کی جاتی ہے پھر جب جی پی فائیو کو اطلاع ملی کہ ہاشانی نے ڈربن کلب میں پرائم منسٹر صاحب کے ملٹری سیکرٹری کو خصوصی دعوت دی ہے تو جی پی فائیو کے آدمی چونک پڑے اور انہوں نے اس خصوصی کمرے میں ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سننے اور اسے ٹیپ کرنے کے خصوصی انتظامات کر دیئے جس کے نتیجے میں یہ ٹیپ سامنے آئی۔ جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے ہاشانی کو اس کی رہائش گاہ سے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر منگوا لیا۔ اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے بتایا کہ اس نے یہ کام ارکان میں عبداللہ ہاشمی کے حکم پر کیا ہے اور اس نے کل اسے رپورٹ دینی تھی۔ چونکہ یہ انتہائی اہم معاملہ تھا اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کیونکہ پرائم منسٹر صاحب شاید اپنے ملٹری سیکرٹری کے بارے میں بات نہ سنتے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاشانی اس وقت آپ کے ہیڈ کوارٹر میں ہے"۔ صدر نے پوچھا۔

"یس سر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ ہاشانی اور اس ٹیپ سمیت پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ جائیں"۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ اپنی کامیابی کی وجہ سے چمک رہا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک کوٹھی میں موجود تھا۔ ہاشم والی کوٹھی سے وہ گٹر میں اترے تھے اور پھر کافی دور جا کر جب وہ باہر نکلے تو وہ اس نگرانی والی کوٹھی سے کافی فاصلے پر تھے اور درمیان میں دو کوٹھیاں بھی آ گئیں تھیں اس لئے اب انہیں چیک ہو جانے کا خطرہ نہ تھا اور پھر انہیں تھوڑا آگے جانے پر ایک کوٹھی پر کوٹھی برائے کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ لگا ہوا نظر آ گیا۔

"آؤ اب اس میں ہمارا عارضی ٹھکانہ ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر وہ چھوٹی عقبی دیوار پھلانگ کر کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔ کوٹھی فرنشڈ تھی۔ اس میں فون بھی موجود تھا لیکن ظاہر ہے گیراج خالی تھا۔ وہاں کوئی کار وغیرہ موجود نہ تھی۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی کیونکہ اس میں ٹون بھی موجود تھی۔ عمران نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گرانٹ کلب کا نمبر دے دیں"...... عمران نے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے رسیور رکھا اور پھر دوبارہ اٹھا کر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گرانٹ کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"روبن سے بات کرائیں میں مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ روبن بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے فلیک کا رابطہ نمبر چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ مگر"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سیموئیل فلیک کا نمبر"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کچھ کہے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے بھی بغیر کچھ کہے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"فلیک سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"کون فلیک"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"سیموئیل فلیک"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس۔ فلیک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں فلیک۔ تمہارا سودا بار بار فسخ ہو رہا ہے۔ کوئی معقول اور مناسب پارٹی ہی نہیں مل رہی۔ اگر تم سودا کرنا چاہتے ہو تو پھر تمہیں اپنی شرائط پر نظرثانی کرنا پڑے گی"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ سوری مائیکل ان شرائط میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی"۔ دوسری طرف سے سرد لہجے میں جواب دیا گیا۔

"سوچ لو۔ ویسے بہتر تو یہ ہے کہ اس بارے میں ڈسکس کر لو"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈسکس ہو سکتی ہے۔ ٹھیک ہے میں آ رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کون تھا یہ"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایگرز کا چیف ابو سلیمان"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"وہ یہاں کیسے آئے گا۔ اس کوٹھی کا تو اسے علم ہی نہیں ہو سکتا"...... عمران نے کہا۔

"اس کے ہیڈ کوارٹر میں جدید مشینری استعمال ہوتی ہے اس لئے انہوں نے میرا نمبر مجھ سے پوچھے بغیر ٹریس کر لیا ہو گا اور نمبر کے ساتھ ہی اس کوٹھی کے بارے میں بھی انہیں معلوم ہو گیا ہو گا"۔ عمران نے جواب دیا۔

"تمہاری اس گفتگو کا کیا مقصد تھا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے اسے بتا دیا ہے کہ اس کے آدمیوں نے اب تک جو رہائش گاہیں مہیا کی ہیں وہ سب چیک ہو گئی ہیں اس لئے مجھے اب کام کرنے کے لئے ایسی جگہ چاہئے جسے کسی صورت بھی چیک نہ کیا جا سکے اور اب وہ اس کا بندوبست کر کے اپنا آدمی یہاں بھیجے گا جو ہمیں وہاں لے جائے گا ورنہ یہاں ہم احمقوں کی طرح صرف دیدے گھمانے کے اور کیا کر سکتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اس طرح اثبات میں سر ہلا دیئے جیسے وہ عمران کی بات سے سو فیصد متفق ہوں۔

"اب تک ہم سوائے چھپتے پھرنے کے کچھ نہیں کر سکے۔ یہ شاید پہلا مشن ہے جس میں واقعی ہمیں بے بس کر کے رکھ دیا گیا ہے"۔ صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کوٹھی کی کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی اور عمران اٹھ کر ایک سائیڈ پر دیوار میں نصب ڈور فون کے سیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

اس نے اسے اٹھایا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مجھے پراپرٹی ڈیلر سیموئیل فلیک نے بھیجا ہے جناب۔ میں نے گاہک کو کوٹھی دکھائی ہے"۔ رسیور سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ صفدر کی طرف مڑا۔

"صفدر جا کر پھاٹک اندر سے کھول دو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن باہر تو تالا لگا ہوا ہے"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"وہ اب تک کھل چکا ہو گا۔ جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر دو آدمیوں سمیت واپس آگیا۔

"جناب دائیں طرف پارکنگ میں بڑی کار موجود ہے یہ اس کی چابی ہے اس کے ساتھ ٹوکن پر کار کا نمبر درج ہے۔ آپ نے ٹمپل روڈ پر واقع ڈان کلب پہنچنا ہے۔ وہاں کاؤنٹر پر آپ سیموئیل فلیک کا نام لیں گے تو آپ کو آپ کے مطلوبہ ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے گا"...... ایک آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی چابی اور ٹوکن عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور وہ دونوں آدمی خاموشی سے مڑے اور باہر نکل گئے۔

"اب ہمیں ایک ایک کر کے عقبی دروازے سے نکلنا ہے اور کار تک پہنچنا ہے۔ یہ چابی لو جولیا اور پہلے تم جاؤ"...... عمران نے چابی جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور جولیا نے چابی لی اور خاموشی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد ہی وہ کار میں بیٹھے ٹمپل روڈ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ کلب کے کاؤنٹر پر اکیلا عمران گیا اور پھر وہاں واقعی سیموئیل فلیک کا نام لیتے ہی ایک ٹوکن جس کے ساتھ چابی لگی ہوئی تھی خاموشی سے اس کے حوالے کر دیا گیا اور عمران واپس آکر کار میں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ تل ابیب کے ایک ایسے رہائشی علاقے میں پہنچ گئے جو غیر ملکیوں کے لئے مخصوص تھا اور عمران اس علاقے کو دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس بار ابو سلیمان نے واقعی انتہائی محفوظ علاقہ ان کے لئے منتخب کیا تھا کیونکہ یہاں غیر ملکیوں کی اس قدر بہتات تھی کہ یہاں کسی کو دوسرے پر آسانی سے شک نہ پڑ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اچھی خاصی بڑی کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ یہاں پہنچتے ہی عمران نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور سیموئیل فلیک سے رابطہ کیا۔

"آپ نے سودے کی نئی شرائط دیکھ لی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ یہ شرائط پہلے سے زیادہ اچھی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا اگر فوری طور پر کہیں جانے کا پروگرام نہ ہو تو میرا ایک خاص آدمی ایک اہم کاروباری مسودہ لے کر آپ کے پاس حاضر ہو

جائے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنی دیر میں آسکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ایک گھنٹے کے اندر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ایک گھنٹے تک تو موجود ہوں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ابو سلیمان خود آرہا ہے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"کیوں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ ورنہ وہ اس طرح سامنے نہیں آتا اور چونکہ وہ یہ بات بالمشافہ کرنا چاہتا ہے اس لئے وہ خود آرہا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی اہم بات ہے"...... عمران نے کہا اور پھر بیس منٹ بعد ابو سلیمان وہاں پہنچ گیا۔ وہ لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا۔ اس کی فراخ پیشانی اور چمکتی ہوئی آنکھیں اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے اس کا تعارف کرایا۔

"آپ کو یہ جگہ یقیناً پسند آئی ہو گی"...... ابو سلیمان نے رسمی دعا سلام کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ اس بار تو ہمیں اسرائیل میں داخل ہو کر ایڈجسٹ ہونے کا مسئلہ بن گیا ہے۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ یہاں ایسا نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں نے آپ کے مشن کے سلسلے میں ایک اہم کام کیا ہے اور میں یہی آپ کو بتانا چاہتا تھا اس لئے خود حاضر ہوا ہوں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"کیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ارکان میں ایک آدمی رہتا ہے عبداللہ ہاشمی۔ اس کے اسرائیل کے اعلیٰ ترین طبقوں کے ساتھ انتہائی قریبی تعلقات ہیں لیکن وہ فلسطینیوں کی کاز کے ساتھ بھی مخلص ہے اور ایگلز کی مدد کرتا رہتا ہے۔ میں نے اس سے فون پر بات کی کہ مجھے اس پاکیشیائی سائنس دان کے بارے میں معلومات چاہئیں۔ اس نے یہاں تل ابیب میں اپنے ایک آدمی ہاشانی سے بات کی تو اس ہاشانی نے اسے بتایا کہ اس کے پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری سے انتہائی قریبی تعلقات ہیں۔ وہ اس سے معلوم کر کے اسے کل رپورٹ دے گا اور مجھے یقین ہے کہ کل اس جگہ کا حتمی طور پر پتہ چل جائے گا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"کیا پرائم منسٹر کا ملٹری سیکرٹری اسے یہ ٹاپ سیکرٹ بتا دے گا"۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ہاشانی اسے کوئی خاص شراب پلاتا ہے جس کے بعد وہ سب کچھ بتا دیتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ اگر ہمیں اپنے ٹارگٹ کا پتہ چل جائے تو یہ ہمارے لئے

بہترین بات ہے۔ اس طرح ہم اپنا مشن آسانی سے پورا کر لیں گے"...... عمران نے کہا۔

"مجھے یقین ہے کہ ہاشانی معلوم کر لے گا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"کیا آپ کے پاس ہاشانی کا نمبر ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن وہ اپنے باس عبداللہ ہاشمی کے علاوہ اور کسی کو کچھ نہیں بتائے گا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"آپ نمبر تو بتائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سے براہ راست بات کر لی جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ آپ عبداللہ سے کہہ دیں کہ وہ اسے کہہ دے کیونکہ اس طرح بہت سا وقت بچ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اس وقت عبداللہ تو نہیں مل سکے گا البتہ ہاشانی سے بات ہو سکتی ہے۔ ٹھیک ہے میں کرتا ہوں اس سے بات"...... ابو سلیمان نے کہا اور اس نے جیب سے ایک مخصوص ساخت کا فون پیس نکالا۔ اس کا ایریل کھینچ کر اونچا کیا اور پھر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ڈربن کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں ہاشانی صاحب ہوں گے۔ میں نے ان سے ضروری بات کرنی ہے"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ان کی رہائش گاہ کا نمبر بتا دیں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"ایک منٹ ہولڈ کیجئے میں بتاتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا گیا۔

"یس"...... ابو سلیمان نے جواب دیا۔

"نمبر نوٹ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک نمبر بتا دیا گیا۔ ابو سلیمان نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر رابطہ آف کر کے اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی لیکن کسی نے فون اٹنڈ نہ کیا تو ابو سلیمان کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رابطہ آف کر کے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"حاتم بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

"عبداللہ کارپوریشن کے ہاشانی کی رہائش گاہ کا پتہ جانتے ہو"۔ ابو

سلیمان نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ میرا ہمسایہ ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تم اس وقت کہاں موجود ہو"...... ابو سلیمان نے پوچھا۔

"اپنی رہائش گاہ پر جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"میں نے ہاشانی کی رہائش گاہ پر فون کیا تھا لیکن وہاں سے کوئی بھی فون اٹنڈ نہیں کر رہا۔ تم معلوم کرو کہ کیا مسئلہ ہے اور پھر میرے خصوصی نمبر پر رپورٹ دو"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ابو سلیمان نے رابطہ آف کر کے فون پیس سامنے میز پر رکھ دیا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ابو سلیمان نے فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر دیا۔

"ہیلو۔ سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"حاتم بول رہا ہوں باس۔ ہاشانی کو اغوا کر لیا گیا ہے اور اغوا کرنے والے جی پی فائیو کے آدمی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ابو سلیمان کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھی بھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کس طرح معلوم ہوا ہے"...... ابو سلیمان نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"جناب میں اس کی رہائش گاہ پر گیا تو اس کے چاروں ملازم بے ہوش پڑے ہوئے تھے جبکہ ہاشانی غائب تھا۔ میں نے ارد گرد سے

معلومات حاصل کیں تو مجھے ایک چوکیدار نے بتایا کہ اس نے جی پی فائیو کی گاڑی کوٹھی کے سامنے کھڑی دیکھی تھی اور پھر وہ چلی گئی۔ چونکہ معاملہ جی پی فائیو کا تھا اس لئے کسی کو کوئی کرید کرنے کی ہمت نہ ہوئی"...... حاتم نے جواب دیا۔

"یہ وقوعہ کس وقت ہوا"...... ابو سلیمان نے پوچھا۔

"آدھا گھنٹہ پہلے جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے"...... ابو سلیمان نے کہا اور رابطہ آف کر کے اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیک گون کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"۔ ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر۔ ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"عبداللہ کارپوریشن کے ہاشانی کو اس کی رہائش گاہ سے بے ہوشی کے عالم میں جی پی فائیو کے آدمی لے گئے ہیں۔ مجھے فوراً معلوم کرنا

ہے کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور ہاشانی اس وقت کہاں ہے"۔ ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"فوراً معلوم کرو اور مجھے میرے سپیشل نمبر پر رپورٹ دو"۔ ابو سلیمان نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور ابو سلیمان نے رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہاشانی کو بھی چیک کیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس نے ملٹری سیکرٹری سے ملاقات کی ہو اور اس پر جی پی فائیو چونک پڑی ہو"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"ہاں ایسا بھی ممکن ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور ابو سلیمان نے فون پیس اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

"یس۔ سیموئیل بول رہا ہوں"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں جناب۔ ہاشانی اس وقت جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر کے ریڈ روم میں موجود ہے اور کرنل ڈیوڈ اس سے پوچھ گچھ کر رہا ہے اور یہ معلوم ہوا ہے کہ کرنل ڈیوڈ کو کوئی ٹیپ پہنچائی گئی ہے جس میں ہاشانی اور پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کی گفتگو

موجود تھی جس کے بعد ہاشانی کو اغوا کرایا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس سے پوچھو کہ کیا ہاشانی کو وہاں سے نکالا جا سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"تم نے کس سے یہ معلومات حاصل کی ہیں"...... ابو سلیمان نے پوچھا۔

"میرا ایک خاص آدمی وہاں ہے جناب۔ اس نے بتایا ہے اور یہ معلومات حتمی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... ابو سلیمان نے کہا اور رابطہ آف کر دیا۔

"سوری عمران صاحب۔ جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے کرنل ڈیوڈ کے شکار کو نکالنا ناممکن ہے"...... ابو سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کسی طرح یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ ملٹری سیکرٹری نے ہاشانی کو کیا بتایا ہے اور کیا اس نے واقعی اصل جگہ بتا دی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اب تو مشکل ہے جناب۔ اب ہاشانی ان کی قید میں ہے اور لازماً وہ اسے ہلاک کر دیں گے۔ جہاں تک ملٹری سیکرٹری کا تعلق ہے اس تک ظاہر ہے کوئی پہنچ ہی نہیں سکتا"...... ابو سلیمان نے کہا۔

"اوکے۔ آپ کا بے حد شکریہ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ابو سلیمان اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی عمران اور اس کے

اتھی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

" میرے لائق کوئی خدمت ہو تو میں ہر وقت حاضر ہوں"۔ ابو سلیمان نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اگر ایسا کوئی وقت آیا تو آپ کو یقیناً تکلیف دی جائے گی۔ فی الحال ہمیں محفوظ ٹھکانہ، کاریں اور اسلحہ چاہئے تھا وہ مل چکا ہے"۔ عمران نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور پھر ابو سلیمان عمران کے ساتھیوں کو سلام کر کے مڑ گیا۔ صفدر خاموشی سے اس کے پیچھے چلا گیا۔

" ہمیں اس ہاشانی کو جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے نکالنا ہے۔ وہ ہماری خاطر ہلاک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

" بالکل۔ بلکہ اس کرنل ڈیوڈ کا بھی خاتمہ ہونا چاہئے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" چلو اسلحہ وغیرہ اٹھا لو ہم یہاں سے دو کاروں میں جائیں گے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب دو کاروں میں سوار تیزی سے اس سڑک کی طرف جا رہے تھے جہاں جی پی فائیو کا قلعہ نما ہیڈ کوارٹر تھا۔

اسرائیل کے صدر اپنے آفس میں موجود تھے۔ ان کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات واضح تھے کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

" یس"...... صدر نے سرد لہجے میں کہا۔

" جناب وزیر اعظم صاحب ملاقاتی کمرے میں تشریف فرما ہیں جناب"۔ دوسری طرف سے ان کے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ان کا ملٹری سیکرٹری بھی ساتھ آیا ہے یا نہیں"...... صدر نے پوچھا۔

" یس سر۔ وہ میرے کمرے میں موجود ہے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

" ریڈ اتھارٹی کے چیف کرنل پائیک"...... صدر نے پوچھا۔

"وہ بھی پہنچ چکے ہیں سر اور علیحدہ کمرے میں موجود ہیں"۔ ملٹری سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ"...... صدر نے پوچھا۔

"وہ ابھی نہیں پہنچے سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو بھی لا رہے ہیں۔ میں ملاقاتی کمرے میں جا رہا ہوں جیسے ہی وہ پہنچیں انہیں علیحدہ کمرے میں پہنچا دیا جائے اور مجھے اطلاع دی جائے"...... صدر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے کوئی بات سنے بغیر انہوں نے رسیور رکھا اور اٹھ کر آفس کے سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ملاقاتی کمرے میں داخل ہوئے تو وزیراعظم صاحب ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ کی اس اچانک یادآوری نے مجھے پریشان کر دیا ہے جناب صدر"...... رسمی سلام دعا کے بعد وزیراعظم نے کہا۔

"مجھ تک ایک ایسی اطلاع پہنچی ہے جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے"...... صدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسی اطلاع جناب"...... وزیراعظم کے چہرے پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر شکور کو کراسمیہ پہاڑیوں پر واقع ایئر فورس کے میزائل اڈے کے نیچے ہسپتال میں رکھا گیا ہے اور اس بارے میں جہاں تک میرا خیال تھا آپ کے اور میرے علاوہ

صرف اس ہسپتال کے چیف ڈاکٹر کو ہی علم تھا اس لئے میں اس کی طرف سے پوری طرح مطمئن تھا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ اس کی اطلاع آپ کے ملٹری سیکرٹری کو بھی ہے"...... صدر نے کہا۔

"جی ہاں۔ اسے واقعی علم ہے کیونکہ چیف ڈاکٹر کی طرف سے اس پاکیشیائی سائنس دان کے بارے میں رپورٹس ملٹری سیکرٹری کے ذریعے ہی مجھے بھجوائی جاتی ہیں لیکن وہ بہرحال ذمہ دار افسر ہے اور طویل عرصہ سے اس عہدے پر فائز ہے"۔ وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"اس ذمہ دار افسر نے یہ راز شراب کے نشے میں ایک ارکانی کو بتا دیا ہے اور اس ارکانی کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"۔ صدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو وزیراعظم بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ کیسے ممکن ہے جناب صدر"...... وزیراعظم نے کہا۔

"جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کے آدمیوں نے یہ سب کچھ ٹریس کیا ہے۔ ان کی بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق اس ارکانی جس کا نام ہاشانی ہے اور جو یہاں عبداللہ کارپوریشن کا انچارج ہے، کی نگرانی جی پی فائیو معمول کے مطابق کرتی رہتی تھی۔ اچانک انہیں اطلاع ملی کہ ہاشانی نے آپ کے ملٹری سیکرٹری سے ڈربن کلب کے ایک کمرے میں ملاقات کرنی ہے تو وہ چونک پڑے۔ انہوں نے اس کمرے میں جدید ترین آلات نصب کر دیئے۔ پھر ملٹری سیکرٹری جیکب وہاں پہنچ

گیا اور پھر شراب کا دور چل پڑا۔ شراب پینے کے بعد جیکب نے ہاشانی کو یہ راز بتا دیا۔ اس تمام گفتگو کو ٹیپ کر لیا گیا ہے۔ میں نے یہ ٹیپ فون پر سنی ہے۔ کرنل ڈیوڈ نے اس ہاشانی کو اغوا کرایا اور ہیڈ کوارٹر میں جب اس سے پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے اس بات کا اعتراف کر لیا۔ اس پر میں نے آپ کو یہاں آنے کی تکلیف دی تاکہ آپ کو یہ ٹیپ بھی سنوائی جائے اور آپ خود ہاشانی سے پوچھ بھی سکیں۔ اس کے بعد ملٹری سیکرٹری کے بارے میں فیصلہ تو آپ خود کریں گے لیکن میں نے آپ سے یہ مشورہ کرنا ہے کہ اس راز کے آؤٹ ہونے کے بعد کیا اس پاکیشیائی سائنس دان کو وہیں رکھا جائے یا کسی اور جگہ شفٹ کر دیا جائے"...... صدر نے کہا۔

"اگر آپ نے خود ٹیپ سنی ہے جناب پھر تو یہ بات درست ہے۔ اس صورت میں جیکب کو انتہائی عبرتناک سزا دی جائے گی لیکن کیا یہ معلوم ہو سکا کہ اس ہاشانی نے یہ اطلاع پاکیشیائی سیکرٹ سروس تک پہنچا دی ہے یا نہیں"...... وزیراعظم نے کہا۔

"بقول ہاشانی اس نے یہ اطلاع کل صبح کو ارکان میں اپنے چیف عبداللہ کو دینی تھی لیکن اسے پہلے ہی پکڑ لیا گیا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہو"...... صدر نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا بھی ممکن ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اس سائنس دان کو اس ہسپتال میں رہنے دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا ہسپتال نہیں ہے جس کے بارے میں ہم مطمئن رہ سکیں جبکہ وہاں

پاکیشیا سیکرٹ سروس جاننے کے باوجود کسی صورت بھی داخل نہیں ہو سکتی"...... وزیراعظم نے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا لیکن اب اس اڈے میں اس ہسپتال کی براہ راست حفاظت انتہائی ضروری ہے اور اب تک جو واقعات پیش آ رہے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریڈ اتھارٹی ان پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے خلاف اس قدر مؤثر ثابت نہیں ہو رہی جس قدر ہمارا خیال تھا اس لئے کیوں نہ یہ کام اب جی پی فائیو کے ذمہ لگا دیا جائے"...... صدر نے کہا۔

"جناب میرا خیال ہے کرنل پائیک سے اس سلسلے میں رپورٹ لے لی جائے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہوں"...... وزیراعظم نے براہ راست جی پی فائیو کی مخالفت کرنے کے دوسرے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے انہیں اسی لئے کال کر لیا تھا"...... صدر نے کہا اور میز پر موجود انٹرکام کا رسیور اٹھا کر انہوں نے دو بٹن پریس کئے اور پھر رابطہ ہونے پر انہوں نے کرنل پائیک کو کمرے میں پہنچنے کا حکم دے کر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد کرنل پائیک اندر داخل ہوا اور اس نے فوجی انداز میں دونوں کو سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں کرنل پائیک"...... صدر نے کہا تو کرنل پائیک ایک کرسی پر انتہائی مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"۔ صدر

نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تو کرنل پائیک نے شروع سے لے کر اب تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"مطلب یہ ہوا کہ وہ ہر بار آپ کے ہاتھوں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور ہر بار جی پی فائیو نے ہی انہیں ٹریس کیا"۔ صدر نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ لیکن اس لئے کہ میرے پاس ٹیم محدود ہے جبکہ جی پی فائیو وسیع اور منظم تنظیم ہے البتہ جب وہ واقعی میرے سامنے آگئے تو پھر بچ کر نہ جاسکیں گے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"آپ کو علم ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو کہاں رکھا گیا ہے"۔ صدر نے کہا۔

"نہیں جناب"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کو شاید اس کا علم ہو چکا ہے"...... صدر نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیسے جناب"...... کرنل پائیک نے کہا تو صدر نے کرنل ڈیوڈ کی کال سے لے کر اب تک کے سارے حالات بتا دیئے۔

"پھر جناب کا کیا حکم ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"آپ کی کیا رائے ہے"...... صدر نے پوچھا۔

"جناب میری رائے یہ ہے کہ ہمیں اب اس ہسپتال کی حفاظت کرنی چاہئے ورنہ ہم انہیں ٹریس کرتے رہ جائیں گے اور وہ اپنا کام کر

ریں گے۔ میرے ذہن میں پہلے بھی یہ خیال تھا لیکن میں اس لئے وش تھا کہ آپ کا حکم تھا کہ یہ ٹاپ سیکرٹ ہے لیکن اب جبکہ ت کھل چکی ہے تو اب بہرحال یہ ٹاپ سیکرٹ نہیں رہا اور اب کیشیائی سیکرٹ ایجنٹ بہرحال اس ٹارگٹ پر ہی کام کریں گے"۔ نل پائیک نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے لیکن اس اڈے کے اندر آپ کی ودگی ناممکن ہے اس لئے کہ وہاں کا پورا نظام کمپیوٹرائزڈ ہے اور اور آپ کے ساتھیوں کو وہاں پہنچانے کے لئے سیکورٹی انتظامات تبدیلیاں کرنا پڑیں گے"...... صدر نے ایک خیال کے تحت

" جناب۔ ہم اڈے سے باہر نگرانی کریں گے"...... کرنل یک نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ وہاں کام کریں جبکہ جی پی فائیو کو تل ابیب میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ہلاک نے کا مشن دے دیا جائے تاکہ اگر یہ کسی طرح بچ کر وہاں پہنچ یں تو آپ ان کا خاتمہ کر دیں"...... صدر نے کہا۔

"میری رائے میں جناب صدر یہ بہتر رہے گا"...... وزیراعظم نے ی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ ابھی تک نہیں پہنچے۔ انہیں پہنچ جانا چاہئے تھا"۔ نے کہا۔

"جناب۔ اب جبکہ آپ فیصلہ کر چکے ہیں تو اب ان کے سا
میٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاشانی اور ملٹری سیکرٹری کے خلا
کورٹ مارشل کا حکم دے دیتا ہوں"...... وزیراعظم نے کہا۔
"ٹھیک ہے آپ ایسا ہی کریں"...... صدر نے کہا اور ا
کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھنے کا مطلب تھا کہ میٹنگ برخاست کر د
گئی ہے اور پھر وزیراعظم اور کرنل پائیک دونوں صدر کو سلام ک
کے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے جبکہ صدر اس دروازے ک
طرف بڑھ گئے جو ان کے آفس کی طرف جاتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھیوں کی کاریں جیسے ہی جی پی فائیو کے
یڈ کوارٹر کے سامنے پہنچیں ہیڈ کوارٹر کا مین گیٹ کھلا اور ایک بڑی
سفید رنگ کی کار باہر نکلی اور عمران اس کار کو دیکھ کر بے اختیار
نک پڑا کیونکہ کار پر جی پی فائیو کے چیف کا نہ صرف نام لکھا ہوا تھا
جی پی فائیو کا مخصوص جھنڈا بھی کار پر لہرا رہا تھا اور پھر اسے
ائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا ہوا کرنل ڈیوڈ بھی نظر آ گیا ور
ران اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ
نل ڈیوڈ رکھ رکھاؤ کا بے حد قائل تھا اس لئے اس کا عقبی سیٹ کی
ئے فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ بیٹھنا جبکہ عقبی سیٹ خالی
واقعی چونکا دینے والی بات تھی۔ کار سائیڈ سے ہو کر تیزی سے
گے بڑھ گئی اور عمران نے کار موڑی اور پھر اس کے پیچھے چل پڑا۔
ہر ہے اس کے پیچھے اس کے ساتھیوں کی کار بھی اس کی پیروی کر

رہی تھی۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ محدود
حیطہ عمل کا فکسڈ فریکوئنسی کا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے اس کا بٹن آن کر
دیا۔

"ہیلو ہیلو مائیکل اسٹنڈنگ یو۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"یس جیکب اسٹنڈنگ یو۔ اوور"...... دوسری طرف سے تنویر کی
آواز سنائی دی۔

"جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کی کار میرے آگے جا رہی ہے۔ تم
اس سے آگے نکل جاؤ اور ہم نے کسی میدان میں یا کم ٹریفک والی
سڑک پر اسے روکنا ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"صرف روکنا ہے یا۔ اوور"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"فی الحال روکنا ہے۔ اوور اینڈ آل"...... عمران نے کہا اور اس
کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"عمران صاحب کیا آپ کا خیال ہے کہ اس کی کار میں ہاشانی
ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں میرا اندازہ ہے ورنہ کرنل ڈیوڈ کبھی ڈرائیور کے ساتھ نہ
بیٹھتا"...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے عقبی کار سائیں کی تو
سے انہیں اوور ٹیک کرتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر دیکھتے
دیکھتے وہ کرنل ڈیوڈ کی کار سے بھی آگے بڑھ گئی اور پھر یہ کاریں ایک
موڑ مڑیں تو عمران چونک پڑا۔

"یہ پریذیڈنٹ ہاؤس جا رہا ہے اب اسے روکنا ضروری ہے"......

عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی کار کی رفتار بڑھا
دی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کرنل ڈیوڈ کی کار کے ساتھ چلنے لگی اور
دوسرے لمحے عمران نے کار کو آگے بڑھایا اور پھر اس کی سائیڈ دبانا
شروع کر دی اور چند لمحوں بعد اس نے کار کو واضح طور پر اس کے
سامنے کر دیا تو کرنل ڈیوڈ کے ڈرائیور کو مجبوراً کار روکنا پڑی۔

"خبردار کرنل ڈیوڈ۔ معمولی سی حرکت کی تو گولی مار دی جائے
گی"...... عمران نے بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر کر کرنل ڈیوڈ کو کور
کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے تنویر کی کار بھی تیزی سے مڑ کر کرنل ڈیوڈ
کی کار کے عقب میں رک گئی جبکہ صفدر نے تیزی سے آگے بڑھ کر
کار کا عقبی دروازہ کھولا۔ عقبی سیٹوں کے درمیان ایک مقامی عرب
بے ہوشی کے عالم میں ٹھنسا ہوا موجود تھا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تم نہیں جانتے کہ میں کون
ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے جو چند لمحے تو سکتے کے عالم میں بیٹھا رہا
تھا یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"خاموش رہو ورنہ کنپٹی میں گولی اتار دوں گا۔ ہمارا تعلق ایکز
ٹو سے ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"اسے نکال کر اپنی کار میں ڈالو"...... عمران نے کہا تو دوسرے
لمحے ...یوں نے بجلی کی سی تیزی سے عقبی سیٹوں کے درمیان پڑے
ہوئے ہاشانی کو گھسیٹ کر باہر نکالا اور پھر تنویر والی کار کی عقبی
سیٹ پر لٹا دیا۔

"تم پہنچو۔ ہم آ رہے ہیں"...... عمران نے کہا تو تنویر اور اس کے ساتھ جولیا اور صفدر تیزی سے واپس مڑے اور چند لمحوں بعد ہی تنویر کی کار بجلی کی سی تیزی سے واپس دوڑتی چلی گئی۔ کرنل ڈیوڈ کا ڈرائیور بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ جب تنویر کی کار کافی فاصلے پر پہنچ گئی تو عمران نے دوسری جیب سے ایک کیپسول نکالا اور کار کے اندر پھینک دیا۔

"آؤ"...... عمران نے اس کے ساتھ ہی تیزی سے پیچھے ہٹتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا جو دوسری سائیڈ پر ڈرائیور کو کور کئے کھڑا تھا اور پھر چند لمحوں بعد ہی ان کی کار بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھی اور انتہائی تیزی سے دوڑتی چلی گئی۔ ڈرائیور اور کرنل ڈیوڈ دونوں بے ہوش ہو چکے تھے۔ پھر مختلف سڑکوں کا چکر کاٹنے کے بعد وہ واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گئے۔ تنویر، جولیا اور صفدر پہلے ہی وہاں پہنچ چکے تھے۔

"کاروں کی نمبر پلیٹیں بدل دو۔ ابھی تھوڑی دیر بعد پورے تل ابیب میں ان کاروں کی پاگلوں کی طرح تلاش شروع ہو جائے گی۔ کیپٹن شکیل تم نے نگرانی کرنی ہے"...... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا اس کے ساتھ تھی۔

"یہ تو اچھا ہوا کہ ہاشانی ہمیں راستے میں ہی مل گیا"...... جولیا نے کہا۔

"پہلے یہ تو معلوم ہو جائے کہ یہ واقعی ہاشانی ہے یا کوئی"...... عمران نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کسی غیر اہم آدمی کو اس طرح اپنی کار میں ڈال کر پریذیڈنٹ ہاؤس نہیں لے جا سکتا"...... جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اندر کمرے میں وہ آدمی ایک صوفے پر بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا۔ عمران نے جیب سے ایک شیشی نکالی، اس کا ڈھکن ہٹایا اور شیشی اس نے بے ہوش آدمی کی ناک سے لگا دی۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ اسے کس گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ لیکن اس شیشی میں جو گیس ہے وہ ہر بے ہوش کر دینے والی گیس کا توڑ ہے اس لئے اسے خصوصی طور پر ساتھ لے گیا تھا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونا شروع ہو گئے تو عمران نے اطمینان کا سانس لیا ورنہ اس کے ذہن میں واقعی یہ خدشہ ابھر آیا تھا کہ کہیں یہ گیس ناکام ثابت نہ ہو۔ اس کے بعد یہی صورت رہ جاتی تھی کہ اس کی گردن کی پشت سے خون نکالا جائے اور عمران بغیر مجبوری کے ایسا نہ کرتا تھا کیونکہ بعض اوقات یہ کام مہلک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو عمران نے اس کا بازو پکڑ کر اسے بٹھا دیا۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران، جولیا اور ماحول کو دیکھ رہا تھا۔

"مسٹر ہاشانی۔ مطمئن رہو اب تم دوستوں میں ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں تو جی پی فائیو کی قید میں تھا۔ پھر یہ"...... اس آدمی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں جناب عبداللہ کی طرف سے اطلاع مل گئی تھی اور ہم تمہیں وہاں سے نکال لائے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ کون ہیں"...... ہاشانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے پوری طرح اپنے آپ پر قابو پالو پھر اطمینان سے بات چیت ہو جائے گی"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ جولیا بھی اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔ تنویر شاید باہر ہی رک گیا تھا۔

"ہاشانی کو پانی پلاؤ"...... عمران نے صفدر کا نام لئے بغیر اس سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر خاموشی سے واپس چلا گیا۔

"آپ کون ہیں"...... ہاشانی نے غور سے عمران اور جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"پہلے تم پانی پی لو تاکہ تمہیں اپنے آپ کو سنبھالنے میں آسانی ہو جائے پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی۔ ویسے تم فکر نہ کرو یہاں جی پی فائیو والے نہیں پہنچ سکتے"...... عمران نے کہا اور چند لمحوں بعد صفدر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں جگ اور پانی کا گلاس تھا۔ ہاشانی نے

یکے بعد دیگرے دو گلاس پانی پیا اور اب اس کا چہرہ مطمئن نظر آرہا تھا۔

"سنو ہاشانی۔ میری بات غور سے سن لو۔ تمہیں تمہارے چیف عبداللہ ہاشمی نے کہا تھا کہ تم اس ہسپتال کا پتہ چلاؤ جہاں پاکیشیائی سائنس دان کو رکھا گیا ہے اور یہ کام اس نے ایگلز کے سربراہ کے کہنے پر کیا تھا اور ایگلز کا سربراہ ہماری مدد کر رہا ہے۔ ہمارا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... عمران نے کہا تو ہاشانی بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ۔ اوہ مگر آپ تو"...... ہاشانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم میک اپ میں ہیں۔ بہرحال ہمیں اتنا معلوم ہے کہ تم نے وزیراعظم کے ملٹری سیکرٹری سے ڈربن کلب میں ملاقات کی اور اس سے معلومات حاصل کر لیں لیکن جی پی فائیو والوں نے اس بات کو نہ صرف ٹریس کر لیا بلکہ تم دونوں کی گفتگو کی ٹیپ بھی حاصل کر لی۔ پھر تمہاری رہائش گاہ سے تمہیں بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا اور جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پہنچایا گیا۔ ہمیں ایگلز کے سربراہ نے اس کی اطلاع دی چونکہ تم ہماری وجہ سے اس چکر میں پھنسے تھے اس لئے یہ ہمارا فرض تھا کہ ہم تمہیں موت سے بچاتے۔ چنانچہ ہم نے جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا اور تمہیں نکال لائے"...... عمران نے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

"آپ نے وہاں حملہ کیا۔ وہ تو پورا قلعہ ہے"...... ہاشانی نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم اگر پاکیشیا سے یہاں پہنچ سکتے ہیں تو یہ ہیڈ کوارٹر ہمارے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا میں بے حد مشکور ہوں جناب کہ آپ نے میری جان بچائی ہے لیکن اب مجھے یہاں سے باہر نکلنا ہو گا اور باہر جی پی فائیو پاگل کتوں کی طرح مجھے تلاش کر رہی ہو گی"...... ہاشانی نے کہا۔

"اس کی تم فکر مت کرو۔ میں تمہارے چہرے پر ایسا میک اپ کر دوں گا کہ تم بھی اپنے آپ کو نہ پہچان سکو گے اور تم آسانی سے کسی بھی ذریعے سے یہاں سے نکل سکتے ہو۔ چاہو تو تمہیں معقول رقم بھی دے دی جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو میری زندگی بچ جائے گی اور میں یہاں سے ارکان چلا جاؤں گا اور تازندگی آپ کا احسان نہ بھولوں گا"۔ ہاشانی نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسے ہی ہو گا ہاشانی۔ تم فکر مت کرو۔ تم نے ہمارے لئے کام کیا ہے تو ہمارا بھی فرض ہے کہ تمہاری زندگی بچائیں۔ باقی بحیثیت مسلمان ہمارا ایمان ہے کہ موت اور زندگی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے"۔ عمران نے کہا تو ہاشانی کے چہرے پر یکلخت انتہائی گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ شاید عمران نے مسلمان کا لفظ کہہ کر اسے اطمینان دلا دیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی چکر نہیں ہو رہا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں جناب"...... ہاشانی نے کہا۔

"اب تم مجھے وہ تفصیل بتا دو جو تم نے ملٹری سیکرٹری سے معلوم کی تھی اور جسے تم نے عبداللہ کو بتانا تھا اور عبداللہ ایگلز کے سربراہ کو بتاتا اور وہ ہمیں بتاتا"...... عمران نے کہا تو ہاشانی نے بلا حیل و حجت پوری تفصیل بتا دی۔

"کیا یہ بات حتمی ہے کہ سائنس دان وہیں موجود ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں"...... ہاشانی نے جواب دیا۔

"اس اڈے کی تفصیلات تم نے معلوم کی تھیں"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے پوچھا تھا لیکن ملٹری سیکرٹری جیکب نے صرف اتنا بتایا تھا کہ وہ پورا اڈا کمپیوٹرائزڈ ہے۔ وہاں کوئی غیر ملکی داخل نہیں ہو سکتا"...... ہاشانی نے کہا۔

"ہاشانی کا میک اپ کرو اور اسے اتنی رقم بھی دے دو کہ یہ یہاں سے نکل سکے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آؤ"...... صفدر نے ہاشانی سے کہا تو ہاشانی اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تازندگی آپ کا احسان مند رہوں گا جناب"...... ہاشانی نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ ہمارا فرض تھا۔ ویسے میری طرف سے اپنے باس عبداللہ کا بھی شکریہ ادا کر دینا"...... عمران نے کہا اور

باشانی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور صفدر کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

"اگر انہوں نے سائنس دان کو وہاں سے کسی اور جگہ شفٹ کر دیا تب"...... باشانی کے جانے کے بعد جولیا نے کہا۔

"اس کا علم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"وہ کیسے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تم نے شاید غور نہیں کیا کہ میں نے کرنل ڈیوڈ کی تلاشی نہیں لی حالانکہ وہ ٹیپ اس کی جیب میں موجود ہو گی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

"ہاں۔ واقعی اس کا خیال مجھے نہیں آیا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے اور جان بوجھ کر کرنل ڈیوڈ کو زندہ چھوڑ دیا ہے ورنہ صرف ٹریگر دباتے ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو تم نے اپنے پرانے خیال کے تحت ایسا کیا ہو گا کہ کرنل ڈیوڈ کی جگہ کوئی دوسرا نہ لے لے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اس کے کالر کے اندر زیرو ایس ڈکٹا فون لگا دیا ہے۔ وہ تھوڑی دیر بعد ہی ہوش میں آ جائے گا اور لامحالہ وہ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچے گا اور وہاں جو فیصلے ہوں گے اس کا علم ہمیں

یہاں بیٹھے ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ وہ ٹیپ لازماً وہاں سنا جائے گا۔ اس طرح ہم باشانی کی بتائی ہوئی باتوں کی تصدیق بھی کر لیں گے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آخر تم اتنی دور کی بات پہلے کیسے سوچ لیتے ہو"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس لئے کہ نزدیک کی بات مجھے گھاس ہی نہیں ڈالتی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر تم گھاس ہی کھانا چاہتے ہو تو تمہیں گھاس ڈالی جا سکتی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ عمران کی بات کا مطلب سمجھ گئی تھی کہ عمران نزدیک والی بات اس کے بارے میں کہہ رہا ہے۔

"گھاس بھی مقدر والوں کو ملتی ہے۔ جیسے تنویر کو مل رہی ہے"۔ عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اسی لمحے صفدر اندر داخل ہوا۔

"کیا چلا گیا ہے باشانی"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے اس کا میک اپ کر کے اسے خاصی بڑی رقم بھی دے دی ہے"...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہوا کہ اس کی جان بچ گئی ورنہ میرے ضمیر پر اس کی موت کافی بڑا بوجھ بن جاتی۔ اب کیپٹن شکیل سے کہو کہ وہ زیرو

ایس رسیور دے دیے اب ہم اسے اطمینان سے سن سکتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زیرو ایس رسیور۔ کیا مطلب"...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا مائیک میں نے کرنل ڈیوڈ کے کالر پر لگا دیا تھا تاکہ جب وہ پریذیڈنٹ ہاؤس جائے تو ہمیں معلوم ہو سکے کہ وہاں کیا فیصلے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سائنس دان ڈاکٹر شکور کو وہاں سے شفٹ کر دیا جائے اگر ایسا ہوا بھی سہی تب بھی معلوم ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اب یہ دونوں کاریں تو چیک ہو سکتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ ان کے نمبر تبدیل ہو جائیں گے پھر یہ آسانی سے چیک نہ ہو سکیں گی کیونکہ اس ماڈل اور اس رنگ کی یہاں بہتات ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اسے جب ہوش آیا تو اس نے اپنے آپ کو اپنے ہیڈ کوارٹر میں پایا اور پھر اسے بتایا گیا کہ جی پی فائیو کی ایک گاڑی نے وہاں سے گزرتے ہوئے انہیں دیکھا اور پھر وہ انہیں لے کر واپس ہیڈ کوارٹر آگئے اور جب کرنل ڈیوڈ کو بتایا گیا کہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی اس کے کالر میں لگا ہوا ڈکٹا فون چیک ہو گیا جو اتار کر آف کر دیا گیا تو کرنل ڈیوڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے ہیڈ کوارٹر کا ہر آدمی اس پر ہنس رہا ہو۔ اس نے اپنے آفس پہنچ کر صدر سے فون پر بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو اسے بتایا گیا کہ صدر صاحب ایک خصوصی میٹنگ میں مصروف ہیں اس لئے ایک گھنٹے سے پہلے ان سے بات نہیں ہو سکتی تو اس نے رسیور رکھ دیا۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ وہ خود پریذیڈنٹ ہاؤس چلا جائے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ صدر صاحب کو وہ ایک ایسی کہانی سنانا چاہتا تھا

جس سے اس کا قصور ثابت نہ ہو سکے لیکن وہ یہ جھوٹ فون پر تو بول سکتا تھا لیکن صدر صاحب کی نظروں کا سامنا نہ کر سکتا تھا اس لئے اس نے ایک گھنٹہ وہیں گزارنے کا فیصلہ کیا تھا اور پھر اچانک اسے کرنل پائنیک کا خیال آگیا۔ اس نے تیزی سے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ریڈ اتھارٹی کے چیف کرنل پائنیک سے جہاں بھی وہ موجود ہو میری بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل پائنیک صاحب سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کرنل پائنیک بول رہا ہوں کرنل ڈیوڈ۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کرو"...... دوسری طرف سے کرنل پائنیک کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ یکلخت بگڑ سا گیا۔ وہ سمجھا تھا کہ کرنل پائنیک اس کا مضحکہ اڑا رہا ہے۔

"کیسی مبارک باد"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے

کہا۔

"تم نے جس طرح پاشانی کو ٹریس کیا ہے یہ واقعی تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہے ورنہ تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو اصل ٹارگٹ کا علم ہو جاتا اور ہم اندھیرے میں رہ جاتے۔ صدر صاحب بھی تمہاری بے حد تعریف کر رہے تھے اور اب انہوں نے جی پی فائیو کو اہم ذمہ داری سونپ دی ہے۔ اب تو تم خوش ہو"...... کرنل پائنیک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیسی ذمہ داری"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تمہیں نہیں بتایا گیا ابھی۔ میرا خیال تھا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس میں ہونے والا فیصلہ تم تک پہنچ چکا ہو گا"...... کرنل پائنیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے رابطہ کیا تھا لیکن صدر صاحب کسی ضروری میٹنگ میں مصروف ہو گئے ہیں۔ کیا تم پریذیڈنٹ ہاؤس گئے تھے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ صدر صاحب نے مجھے اور پرائم منسٹر صاحب کو کال کیا تھا۔ پھر وہاں تمہارے کارنامے کی تفصیل معلوم ہوئی اور پھر صدر صاحب نے یہ فیصلہ کیا کہ ایئر فورس کے میزائل اڈے کے نیچے ہسپتال میں جو پاکیشیائی سائنس دان موجود ہے اس کی نگرانی ریڈ اتھارٹی کرے گی جبکہ جی پی فائیو عمران اور اس کے ساتھیوں کو

تل ابیب میں تلاش کر کے انہیں ہلاک کرے گی۔ میں نے بھی تمہاری تنظیم اور تمہاری صلاحیتوں کی صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب سے بے حد تعریف کی تھی اور یہ ہے بھی حقیقت"۔ کرنل پائیک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

"بہت شکریہ کرنل پائیک۔ تم فکر مت کرو اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو میں تمہارے ہی ہاتھوں ہلاک کراؤں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے کرنل ڈیوڈ۔ انہیں ہلاک ہونا چاہئے اور پھر میرے اور تمہارے ہاتھوں میں کیا فرق ہے۔ مقصد تو عظیم اسرائیل کے مفادات کا تحفظ ہے"...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی عظیم آدمی ہو کرنل پائیک۔ تمہاری ان باتوں نے تمہاری قدر میرے دل میں اور بڑھا دی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ گڈ بائی"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا اور پھر ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد اس نے رسیور اٹھایا۔ اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر پریذیڈنٹ ہاؤس کے نمبر پریس کر دیئے اور پھر اس کا رابطہ صدر سے کرا دیا گیا۔

"آپ نے ہاشانی کے ساتھ پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچنا تھا لیکن آپ

نہیں پہنچے۔ کیوں"...... صدر نے قدر ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"جناب میں نے ہاشانی کو اپنے آدمیوں کی کار میں ڈلوا کر پریذیڈنٹ ہاؤس بھجوایا اور خود اپنی کار میں سوار ہو کر پریذیڈنٹ ہاؤس کے قریب پہنچا ہی تھا کہ مجھے ٹرانسمیٹر پر اطلاع ملی کہ اس کار پر جس میں ہاشانی تھا، حملہ کیا گیا اور میرے آدمیوں کو بے ہوش کر کے ہاشانی کو اغوا کر لیا گیا ہے۔ میں فوراً واپس ہیڈ کوارٹر آیا تاکہ ناکہ بندی کرا کر ہاشانی کو واپس برآمد کرا سکوں کیونکہ اسے آپ کے سامنے پہنچانا ضروری تھا لیکن ابھی تک اس کا پتہ نہیں چل سکا اسی لئے میں نے فون کیا ہے جناب کہ میں اپنے نہ پہنچنے کی وضاحت کر سکوں"...... کرنل ڈیوڈ نے ساری کہانی کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے ہوئے کہا۔

"وہ ٹیپ تو آپ کے پاس موجود ہو گی"...... صدر نے پوچھا۔

"یس سر۔ وہ تو میرے پاس تھی جناب"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آپ کی عدم موجودگی میں فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ ملٹری سیکرٹری اور ہاشانی کے خلاف کورٹ مارشل کا حکم دے دیا گیا ہے اور ملٹری سیکرٹری کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے۔ آپ عدالت کو وہ ٹیپ فوری طور پر بھجوا دیں اور اس کے ساتھ ہاشانی کو بھی تلاش کریں تاکہ کورٹ مارشل کی کارروائی درست طور پر ہو سکے۔ اس کے علاوہ یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ریڈ اتھارٹی اب ٹارگٹ کی حفاظت

کرے گی جبکہ جی پی فائیو اپنے طور پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر کے ہلاک کرے گی۔ آرڈرز آپ تک پہنچ جائیں گے اور یہ سن لیں کہ ہر بار کی طرح اس بار بھی میں ناکامی کی رپورٹ سننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں گا۔ مجھے کامیابی چاہئے ہر صورت میں"...... صدر نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ صدر کے اس فیصلے نے اس کا سیروں خون بڑھا دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ریڈ اتھارٹی کو اب کارنر کر دیا گیا ہے اور ایک بار پھر جی پی فائیو کو سامنے لایا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ اس بار وہ ہر قیمت پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہ صرف ٹریس کرے گا بلکہ انہیں ہلاک بھی کرے گا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ اپنی پوری تنظیم کو حرکت میں لے آئے۔

کرنل پائیک کراسمیہ پہاڑیوں کو جانے والے راستے کی ایک سائیڈ پر ہٹ کر بنی ہوئی ایک چھوٹی سی عمارت کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہ عمارت کرنل پائیک نے باقاعدہ پورے علاقے کا سروے کرنے کے بعد خصوصی طور پر حاصل کی تھی۔ یہ عمارت حکومت کی ملکیت ہی تھی اور اسے کسی سرکاری آفس کے لئے بنایا گیا تھا لیکن پھر وہ آفس کسی اور جگہ شفٹ کر دیا گیا تب سے یہ عمارت خالی پڑی ہوئی تھی۔ کراسمیہ پہاڑیوں کا محل وقوع ایسا تھا کہ اس کے اندر جانے کا صرف ایک ہی راستہ تھا جو اس عمارت سے تقریباً چار کلو میٹر پہلے ہائی وے سے نکلتا تھا اور پھر اس عمارت کے سامنے سے گزرتا ہوا تقریباً دو کلو میٹر آگے جانے کے بعد کراسمیہ پہاڑیوں میں داخل ہو جاتا تھا۔ اس راستے کے علاوہ کراسمیہ پہاڑیوں تک پہنچنے کا اور کوئی راستہ نہ تھا کیونکہ یہ پہاڑیاں انتہائی ڈھلوانی تھیں

اور چاروں طرف سے ان کے گرد وسیع میدان ہیں باقاعدہ ریڈ بلاکس کی قلعہ نما دیوار بنائی گئی تھی جس پر جگہ جگہ باقاعدہ مچانیں بنائی گئی تھیں اور سرچ لائٹیں لگائی گئی تھیں۔ ان مچانوں اور حفاظتی چوکیوں پر چیکنگ کے انتہائی جدید ترین آلات کے ساتھ ساتھ حملہ اور دفاع کے لئے بھی انتہائی سخت ترین انتظامات تھے۔ اس کے علاوہ پہاڑی چوٹیوں پر بھی چوکیاں بنی ہوئی تھیں جہاں سے دور دور تک مسلسل چیکنگ کی جاتی تھی۔ ان پہاڑیوں پر سے کسی جہاز یا ہیلی کاپٹر کی پرواز نہ صرف سختی سے ممنوع تھی بلکہ انہیں بغیر کسی وارننگ کے فضا میں ہی تباہ کر دینے کا حکم تھا۔ اس عمارت کے آگے پہاڑیوں کے آغاز میں ایئر فورس کی پہلی چیک پوسٹ تھی اور اس کے بعد دوسری اور آخری چیک پوسٹ آتی تھی جہاں انتہائی سخت جانچ پڑتال کے بعد کسی کو اندر آنے یا باہر جانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ ہر آدمی کو جو اس اڈے میں ملازم تھا باقاعدہ کمپیوٹر کارڈ جاری کیا گیا تھا۔ اس کارڈ کے ذریعے دو چیک پوسٹوں کے بعد آگے کمپیوٹر چیکنگ کے بعد وہ اندر داخل ہو سکتا تھا جبکہ دونوں چیک پوسٹوں پر راہداریاں بنی ہوئی تھیں جن میں سے ہر آنے اور جانے والے کو لازماً گزرنا پڑتا تھا۔ یہ راہداریاں اس قدر وسیع و عریض تھیں کہ ان میں سے بڑے بڑے ٹرک بھی آسانی سے گزر سکتے تھے۔ ان راہداریوں کی چھتوں پر انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جو نہ صرف اسلحہ بلکہ میک اپ وغیرہ بھی چیک کرتے تھے اور کسی بھی مشکوک صورت

میں ان راہداریوں کے آخر میں موجود ریڈ بلاکس کی دیوار اوپن نہ ہو سکتی تھی اس لئے اس اڈے میں کام کرنے والے افراد تو آسانی سے آتے جاتے رہتے تھے لیکن کوئی اجنبی کسی طرح بھی وہاں داخل نہ ہو سکتا تھا۔ کرنل پائیک نے پوری پہاڑیوں کے گرد چکر لگا کر اپنے طور پر اس بات کا جائزہ لیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس کے اندر داخل ہونے کی کوشش کریں گے تو وہ کیسے اور کہاں سے داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ عقبی طرف سے یا سائیڈوں سے بہرحال وہ داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اگر داخل ہو بھی جائیں تب بھی انہیں پوری پہاڑیاں کراس کر کے ہی مین گیٹ کے قریب آنا پڑے گا۔ تب ہی وہ ہسپتال میں پہنچ سکتے تھے کیونکہ ہسپتال مین گیٹ کے قریب ہی زیر زمین بنایا گیا تھا اس لئے اس نے اس عمارت میں اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا تھا البتہ اس نے ریڈ اتھارٹی کے آدمیوں کو پہاڑیوں کے چاروں طرف باقاعدہ شفٹوں میں ڈیوٹی پر تعینات کر دیا تھا تاکہ کسی بھی قسم کی مشکوک سرگرمی کی صورت میں وہ اسے اطلاع دے سکیں۔ اس وقت کرنل پائیک ایک کمرے میں موجود تھا۔ اس کے سامنے میز پر ایک کارڈلیس فون پیس اور ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اس اڈے کا کمانڈر ایئر وائس مارشل ڈان تھا لیکن وہ سب اسے کمانڈر ڈان کہتے تھے۔ کرنل پائیک نے کمانڈر ڈان سے باقاعدہ ملاقات کی تھی اور اسے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں بریف کیا تھا۔ کمانڈر ڈان نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ کسی بھی گڑبڑ یا مشکوک صورت حال میں نہ

صرف وہ انہیں اطلاع دینے کا پابند ہو گا بلکہ وہ ان کے احکامات کی پوری پوری تعمیل بھی کرے گا۔اس طرح ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر گرانٹ سے بھی اس نے باقاعدہ ملاقات کی تھی اور کمانڈر ڈان نے کرنل پائیک اور اس کے خصوصی اسسٹنٹ کیپٹن بروکس کو باقاعدہ کمپیوٹر کارڈ بھی جاری کر دیا تھا اور کمپیوٹر میں ان کے متعلق ضروری فیڈنگ بھی کر دی گئی تھی تاکہ وہ دونوں آزادانہ اڈے میں آ جا سکیں اور کارروائی کر سکیں۔ریڈ اتھارٹی کو یہاں پہنچے ہوئے ابھی چند گھنٹے ہی گزرے تھے۔ کیپٹن بروکس اس کے ساتھ ہی اس آفس میں موجود تھا۔اس کے لئے علیحدہ آفس بنا دیا گیا تھا کیونکہ وہ تمام انتظامات کا انچارج تھا۔ عمارت کے پورچ میں دو جیپیں بھی موجود تھیں جن پر ریڈ اتھارٹی کے سلوگن موجود تھے۔ان دونوں جیپوں میں باقاعدہ خفیہ خانے بنائے گئے تھے جن میں انتہائی جدید اسلحہ ہر وقت موجود رہتا تھا۔کرنل پائیک ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا۔ یہ فائل ریڈ اتھارٹی کے یہاں کے سیٹ اپ کے بارے میں تھی اور اس پر دستخط کر کے کرنل پائیک نے اسے صدر مملکت کو بھجوانا تھا تاکہ وہ مطمئن ہو سکیں کہ ریڈ اتھارٹی نے پاکیشیائی ایجنٹوں کے ممکنہ خطرے کے خلاف فول پروف انتظامات کر رکھے ہیں۔اچانک دروازہ کھلا اور کرنل پائیک نے چونک کر سر اٹھایا۔دروازے سے کیپٹن بروکس اندر داخل ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہے کیپٹن بروکس"...... کرنل پائیک نے اپنے

مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"باس ہم یہاں کارنر نہیں ہو گئے"...... کیپٹن بروکس نے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آگیا"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر فائل پر دستخط کر کے اس نے فائل بند کر دی اور اسے اٹھا کر سائیڈ ٹرے میں رکھ دیا۔

"باس ہمیں فیلڈ سے ہٹا کر یہاں بھجوا دیا گیا ہے۔کیا یہ ضروری ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آئیں گے اور اگر آئیں گے بھی سہی تو کب آئیں گے"...... کیپٹن بروکس نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں فیلڈ میں کام کرنا چاہئے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔فیلڈ میں جی پی فائیو سے کام لیا جا رہا ہے جبکہ ہم یہاں علیحدہ بیٹھے مکھیاں مار رہے ہیں۔اگر جی پی فائیو نے ان ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ختم کر دیا تو ریڈ اتھارٹی کا کیا کریڈٹ رہ جائے گا"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

"دیکھو بروکس۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے پاس اس قدر منظم اور وسیع ٹیم نہیں ہے کہ ہم پورے تل ابیب میں کام کر کے ان ایجنٹوں کو ٹریس کر سکیں اور تم نے دیکھا کہ اب سے پہلے جب بھی انہیں ٹریس کیا جی پی فائیو نے ہی ٹریس کیا اس لئے فیلڈ میں بھی

سوائے اس کے کہ ہم جی پی فائیو کے رہین منت رہ کر کام کریں اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ کہ اب تک جو کچھ ہوا ہے اس سے میں واضح طور پر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی کرنل ڈیوڈ کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ انتہائی جذباتی اور احمق آدمی ہے جبکہ عمران اور اس کے ساتھی حد درجہ ذہین، شاطر اور موقع کی مناسبت سے کام کرنے والے انتہائی بے جگر لوگ ہیں اس لئے مجھے سو فیصد یقین ہے کہ کرنل ڈیوڈ اور جی پی فائیو چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لے بہرحال وہ ان لوگوں کا خاتمہ نہیں کر سکتے اور عمران وغیرہ نے بہرحال اس بات کا کھوج لگا لینا ہے کہ پاکیشیائی سائنس دان کو ایئر فورس کے میزائل اڈے کے نیچے بنے ہوئے ہسپتال میں رکھا گیا ہے اس لئے وہ ہر صورت میں یہاں حملہ کریں گے اور یہاں ہم ان کے بھرپور استقبال کے تیار ہوں گے اس لئے تم فکر نہ کرو۔ آخر میں فیصلہ کن جنگ بہرحال ریڈ اتھارٹی اور پاکیشیائی ایجنٹوں کے درمیان ہی ہو گی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"آپ کا تجزیہ واقعی درست ہے باس لیکن یہاں کے انتظامات دیکھنے کے بعد مجھے واقعی یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر یہ لوگ یہاں آ کر کیا کریں گے۔ کس طرح اندر داخل ہوں گے۔ کس طرح اپنا مشن مکمل کریں گے۔ یہاں کے انتظامات تو ہر لحاظ سے انتہائی فول پروف ہیں"...... بروکس نے کہا۔

"تم بھی کرنل ڈیوڈ کے انداز میں سوچ رہے ہو۔ تم سیکرٹ

لفٹننٹ کے طور پر سوچو۔ اس انداز میں سوچو کہ اگر یہ اڈا پاکیشیا کا ہوتا اور اس کے یہ انتظامات ہوتے اور ریڈ اتھارٹی نے یہ مشن مکمل کرنا ہوتا تو ہم کیا پلاننگ کرتے۔ پھر بات تمہاری سمجھ میں آنا شروع ہو جائے گی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"میں نے اس انداز میں بھی سوچا ہے باس۔ لیکن واقعی میری سمجھ میں کوئی پلاننگ نہیں آئی"...... بروکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خوب غور کرو۔ کوئی نہ کوئی پلاننگ بہرحال سمجھ میں آ جائے گی"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"باس۔ آپ مجھ سے بہتر سوچ سکتے ہیں۔ آپ نے ضرور ایسا ہی سوچا ہو گا۔ آپ ہی بتا دیجئے تاکہ میں اپنے آپ کو اسی انداز میں ایڈجسٹ کر سکوں"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ کر کیا کریں گے۔ سنو۔ بڑی آسان اور سادہ سی بات ہے۔ اس اڈے اور ہسپتال میں کام کرنے والوں کے علاوہ اور کون لوگ ہیں جو آسانی سے اندر داخل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً صدر، وزیراعظم، وزیر دفاع، سیکرٹری دفاع اور چیف ایئر مارشل۔ یہ لوگ بغیر کسی رکاوٹ کے اندر جا سکتے ہیں۔ ان کے لئے تمام انتظامات آف کر دیئے جاتے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا تو کیپٹن بروکس بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ باس واقعی۔ اوہ۔ مجھے تو اس کا خیال ہی نہ آیا تھا۔ واقعی یہ
آسان سی بات ہے"...... کیپٹن بروکس نے کہا۔
"ہاں۔ اور مجھے یقین ہے کہ عمران اسی انداز میں سوچے گا اس لئے میں نے اس کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اس میں سے کوئی بھی آئے انہیں بہرحال پہلی چیک پوسٹ پر روکا جائے گا اور باقاعدہ ان کے آفس سے تصدیق ہونے کے بعد انہیں آگے بڑھنے کی اجازت دی جائے گی۔ میری اس سلسلے میں صدر اور وزیراعظم سے بات ہو چکی ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں باقاعدہ سرکاری آرڈر بھی جاری کر دیئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے وعدہ بھی کیا ہے کہ جب تک یہ پاکیشیائی ایجنٹ ختم نہیں ہو جاتے یا جب تک اس پاکیشیائی سائنس دان سے مطلوبہ مواد حاصل نہیں کر لیا جاتا اس وقت تک ایسا کوئی بھی آدمی اڈے کے دورے پر نہیں آئے گا"۔
کرنل پائیک نے جواب دیا۔
"اوہ ویری گڈ باس۔ آپ واقعی بہت دور کی بات سوچتے ہیں"۔
کیپٹن بروکس نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا۔
"اب دوسری پلاننگ سنو۔ اڈے میں کھانے پینے کا سامان، سائنس کا سامان، ضروری ادویات اور ایسا ہی دوسرا سامان باقاعدگی سے سپلائی ہوتا ہے اور یہ سپلائی اڈے کے اندر ایک خاص گودام تک پہنچائی جاتی ہے۔ یہ درست ہے کہ سپلائی لانے والے ٹرک اور سپلائی لانے والوں کو چیک کیا جاتا ہے لیکن یہ چیکنگ سرسری ہوتی

ہے کیونکہ وہ اس گودام تک پہنچ سکتے ہیں اس سے آگے نہیں جا سکتے۔ عمران اور اس کے ساتھی سپلائی لانے والوں کے روپ میں وہاں تک پہنچ گئے تو آگے بھی وہ جا سکتے ہیں اس لئے میں نے اس کا بھی انتظام کر لیا ہے۔ اب جب تک میں دوسرا حکم نہیں دوں گا اس وقت تک سپلائی لانے والوں کو پہلی چیک پوسٹ پر روک لیا جائے گا اور ان کی جگہ اڈے کے مستقل ملازم سپلائی اندر لے جائیں گے اور پھر خالی ٹرک واپس لائیں گے اور ٹرکوں کی سپیشل چیکنگ ہو گی"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا اور کیپٹن بروکس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔
"اوہ۔ باس آپ واقعی کمال کا ذہن رکھتے ہیں"...... کیپٹن بروکس نے بے اختیار ہو کر کہا۔
"اب تیسری پلاننگ سنو۔ اڈے میں کام کرنے والے افراد شہر جاتے اور واپس آتے ہیں۔ دو شفٹوں میں کام ہوتا ہے۔ ان کی رہائش کا یہاں بندوبست نہیں ہے اس لئے عمران اور اس کے ساتھی ان لوگوں کے روپ میں بھی یہاں آ سکتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ راستے میں راہداریوں میں اسلحہ چیک ہوتا ہے اور میک اپ بھی لیکن اسلحہ انہیں ساتھ لے جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ پاکیشیائی سائنس دان کو صرف خالی ہاتھوں سے بھی موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے اور جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے اب ایسے ایسے میک اپ بھی ایجاد ہو چکے ہیں جو چیکنگ آلات سے بھی چیک نہیں

ہو سکتے اس لئے میں نے اس کا انتظام یہ کیا ہے کہ ہسپتال میں اڈے کا کوئی ملازم داخل نہیں ہو سکتا اور ہسپتال میں داخلے کے لئے جس کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے اس کے جسم کے خصوصی نشانات کو کمپیوٹر میں فیڈ کیا گیا ہے۔ جب تک کمپیوٹر یہ نشانات چیک نہیں کرے گا ہسپتال میں کوئی آدمی داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ نشانات ایسے ہیں جو بظاہر نظر نہیں آتے اور نہ انہیں دیکھا جا سکتا ہے اس لئے اگر عمران اور اس کے ساتھی اس انداز میں اندر داخل ہونے کا سوچیں گے تو بھی ایسا نہ کر سکیں گے اور پکڑے جائیں گے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

" حیرت ہے باس کہ یہ سب کچھ آپ نے کیسے سوچ لیا"۔ کیپٹن بروکس نے کہا۔

" اس کے علاوہ اور کوئی صورت ہو تو تم سوچ کر بتاؤ"۔ کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اور ایک ہی صورت ہے باس"...... کیپٹن بروکس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا"...... کرنل پائیک نے چونک کر پوچھا۔

" کہ عمران اور اس کے ساتھی جن بھوت ہوں یا ان کے پاس سلیمانی ٹوپیاں ہوں"...... کیپٹن بروکس نے جواب دیا اور کرنل پائیک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔ کیپٹن بروکس بھی اس کے ساتھ ہنس پڑا۔

عمران اپنے سامنے ایک نقشہ کھولے بیٹھا ہوا تھا۔ نقشے کے ساتھ ہی ایک فائل بھی موجود تھی۔ عمران کے سب ساتھی اس کمرے میں موجود تھے۔ عمران کی نظریں نقشے پر جمی ہوئی تھیں اور اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ کمرے پر گہری خاموشی طاری تھی۔ عمران نے جو سپر ڈکٹا فون کرنل ڈیوڈ کے کالر پر لگایا تھا وہ بیکار ثابت ہوا تھا کیونکہ اس کے رسیور سے جو کچھ سنا جا سکا تھا اس سے یہ معلوم ہوا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کو بے ہوشی کے عالم میں جی پی فائیو کے آدمی اٹھا کر واپس ہیڈ کوارٹر لے گئے تھے اور پھر ہیڈ کوارٹر میں یہ سپر ڈکٹا فون ٹریس ہو گیا تھا اور اسے بیکار کر دیا گیا تھا اس لئے عمران نے اس طرف سے مایوس ہو کر ایکڑز کے چیف کی خدمات حاصل کیں اور یہ فائل اور نقشہ اس نے ہی مہیا کیا تھا۔ یہ دونوں چیزیں بھی اس کے خاص آدمی نے حاصل کی تھیں اور یہ دونوں چیزیں

وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے حاصل کی گئی تھیں۔ فائل میں اس اڈے کے حفاظتی انتظامات کی تفصیل موجود تھی جبکہ یہ نقشہ اڈے کا اندرونی اور بیرونی نقشہ تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ایگلز کے چیف نے یہ بات بھی پریذیڈنٹ ہاؤس سے کنفرم کرنے کے بعد عمران تک پہنچائی تھی کہ ریڈ اتھارٹی کو اس اڈے کی حفاظت تک محدود کر دیا گیا ہے جبکہ جی پی فائیو کے ذمہ پورے تل ابیب میں عمران اور اس کے ساتھیوں کی تلاش اور انہیں ہلاک کرنے کا کام لگایا گیا ہے اور یہ بات بھی کنفرم ہو گئی تھی کہ پاکیشیائی سائنس دان اس اڈے کے نیچے خصوصی ہسپتال میں ہی موجود ہے۔ جب سے یہ فائل اور نقشہ آیا تھا عمران سب کچھ بھول کر انہیں پڑھنے اور چیک کرنے میں مصروف تھا۔

"اس قدر گہری سوچ بچار کی کیفیت تو اس سے پہلے آپ پر کبھی طاری نہیں ہوئی عمران صاحب"...... صفدر نے اچانک کہا تو عمران چونک کر سیدھا ہوا۔

"اب میں بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں صفدر۔ اس لئے اب میرے دماغ کی بیٹریاں کمزور ہو گئی ہیں لیکن تمہیں مجھ پر ترس ہی نہیں آتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پر ترس۔ کیا مطلب"...... صفدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تم بوڑھے ہو کر قبر میں بھی اتر جاؤ گے لیکن تمہاری خواہش

پوری نہیں ہو سکتی"...... اچانک تنویر نے کہا تو صفدر چونک کر تنویر کی طرف دیکھنے لگا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار ہنس پڑا کیونکہ اب اسے سمجھ آ گئی تھی کہ عمران کا ترس کھانے سے کیا مطلب تھا۔

"تنویر کبھی تو سوچ کر منہ سے لفظ نکالا کرو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے بہت سوچ سمجھ کر بات کی ہے اور ایسے ہی ہو گا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے۔ ارے لڑو نہیں۔ چلو میں بوڑھا ہی نہیں ہوتا۔ لو اب خوش ہو"...... عمران نے کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب۔ آپ شاید اس کرنل پائیک کی وجہ سے اس قدر سوچ بچار کر رہے ہیں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ یہ کرنل پائیک کرنل ڈیوڈ سے قطعی مختلف ہے وہ ہر پہلو پر پہلے ہی غور کر چکا ہو گا"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اگر میں آپ کو ایسی پلاننگ بتاؤں جو کرنل پائیک کے ذہن میں آ ہی نہ سکتی ہو تو"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"واہ۔ اگر ایسی کوئی پلاننگ ہے تو جلدی بتاؤ تاکہ میں سوچ سوچ کر مزید بوڑھا نہ ہو جاؤں"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ وہاں سے پاکیشیائی سائنس دان کو

نکال کر پاکیشیا لے جانا چاہتے ہیں یا اسے ہلاک کرنا چاہتے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ غدار ہے۔ اس نے ملک کی سلامتی کا سودا کیا تھا اس لئے اس کی سزا موت ہے۔ اسے ہر صورت میں ہلاک ہونا پڑے گا"۔ عمران نے یکلخت سرسراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ صفدر اور جولیا دونوں کے جسموں میں بے اختیار سردی کی لہریں سی دوڑ چلی گئیں۔

"ہاں۔ اسے اس کی عبرتناک سزا ملنی چاہئے۔ اس آدمی کی ایک ایک بوٹی کاٹ کر چیل کوؤں کو ڈال دینی چاہئے"...... تنویر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"پھر تو پلان اور بھی آسان ہو جاتا ہے عمران صاحب۔ وہ بہرحال اس اڈے کے اندر ہے اور مجھے تسلیم ہے کہ اڈے کے اندر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور باہر کرنل پائیک اور اس کے ساتھی موجود ہیں لیکن چونکہ کرنل پائیک کے ذمے حفاظت ہے اس لئے لامحالہ وہ اس اڈے کے اندر آسانی سے آ جا سکتا ہو گا اور کرنل پائیک ہم میں سے بہرحال کسی نہ کسی کے قدوقامت کا ہو گا اور بہرحال اڈے سے باہر ہو گا اس لئے اگر ہم کرنل پائیک کو ختم کر کے اس کی جگہ لے لیں تو پھر کم از کم ایک آدمی کرنل پائیک کے روپ میں اندر جا کر اس سائنس دان کو آسانی سے ہلاک کر سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں کرنل پائیک اور اس کے آدمیوں کے بارے میں درست معلومات ہوں اور ہمیں یہ بھی معلوم ہو کہ کرنل پائیک نے وہاں اپنے اور باقی اتھارٹی کے لئے کیا انتظامات کئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہمیں یہاں بیٹھ کر احمقوں کی طرح سوچنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ ہمیں وہاں پہنچنا چاہئے اور پھر جیسا بھی راستہ ملے ویسے ہی کام کرنا چاہئے"...... تنویر نے اپنے مخصوص انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تنویر درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں واقعی فیلڈ میں کام کرنا چاہئے"۔ جولیا نے کہا تو تنویر کے چہرے پر مسرت کی چمک ابھر آئی۔

"اس کا مطلب ہے کہ میں واقعی بوڑھا ہو گیا ہوں۔ اچھا اللہ تعالیٰ کی مرضی۔ بندہ کیا کر سکتا ہے"...... عمران نے بڑے مایوسانہ انداز میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں"...... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔

"کیا بات ہے فلیک۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے آپ کو اطلاع دینی ہے کہ آپ کے حکم پر میں نے سٹاک ایکس چینج کے تمام حسابات کی مکمل چھان بین کر لی ہے اور اس سلسلے میں رپورٹ بھی مرتب کر لی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ کہاں ہے رپورٹ"...... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو بھجوا رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کیا بات ہوئی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ ایگلز کا چیف واقعی کام کا آدمی ثابت ہو رہا ہے اس نے اڈے میں کام کرنے والے ایک آدمی کو ٹریس کر کے اسے اغوا کرایا ہے تاکہ میں اس سے تفصیلی پوچھ گچھ کر سکوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کیا اس فائل پر تمہیں شک ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اس فائل میں صرف بیرونی انتظامات کی تفصیلات ہیں۔ مجھے اندرونی تفصیلات چاہئے تھیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی

دی۔

"صفدر جاؤ۔ کوڈ تم جانتے ہو"...... عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے کاندھے پر ایک مقامی نوجوان لدا ہوا تھا۔ وہ بے ہوش تھا۔

"اسے کرسی پر بٹھاؤ اور ہوش میں لے آؤ۔ کچھ بتایا ہے اس کے لانے والے نے کہ اسے کس طرح بے ہوش کیا گیا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ سر پر چوٹ مار کر اسے بے ہوش کیا گیا ہے"...... صفدر نے اسے ایک کرسی پر ڈالتے ہوئے کہا۔ تنویر اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ شاید رسی لانے کے لئے تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں واقعی رسی کا ایک بنڈل موجود تھا اور پھر اس نے صفدر کے ساتھ مل کر اسے کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو صفدر نے دونوں ہاتھوں سے اس کا منہ اور ناک بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو صفدر نے ہاتھ ہٹا لئے اور واپس اپنی کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس نوجوان نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کرسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ یہ۔ یہ میں کہاں ہوں۔ کیا مطلب"۔ نوجوان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے حیرت اور خوف کے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ نوجوان چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"مرفی۔ میرا نام مرفی ہے لیکن تم کون ہو اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ میں تو اپنے فلیٹ میں تھا۔ پھر کال بیل بجی، میں نے دروازہ کھولا تو میرے سر پر چوٹ ماری گئی اور میں بے ہوش ہو گیا اور اب مجھے ہوش آیا ہے۔ یہ سب کیا چکر ہے"...... مرفی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اپنے آپ کو یہ سب کچھ بتا رہا ہو۔

"تم میزائلوں کے اڈے میں کیا کام کرتے ہو"...... عمران نے اس کے خاموش ہونے پر اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ میں وہاں ہسپتال میں کام کرتا ہوں"...... مرفی نے جواب دیا تو عمران سمیت اس کے سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا آدمی بھی ہاتھ لگ سکتا ہے۔

"وہاں کیا کام کرتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں لیبارٹری اسٹنٹ ہوں"...... مرفی نے جواب دیا۔

"کیا تم وہاں روزانہ آتے اور واپس جاتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے ہفتے میں ایک روز چھٹی ملتی ہے لیکن اب میں تو پچھلے دو ماہ سے چھٹی پر ہوں"...... مرفی نے جواب دیا۔

"کیوں۔ کیا ہوا تھا تمہیں جو تم نے اتنی لمبی چھٹی لی ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"میں لیبارٹری انچارج سے الجھ پڑا تھا۔ مجھ سے کام کے دوران غلطی ہو گئی تھی جس کی میں نے معافی بھی مانگ لی تھی لیکن اس لیبارٹری انچارج نے مجھے گالیاں دینا شروع کر دیں جس پر مجھے غصہ آ گیا اور میں نے ا[illegible] مار دیا۔ بس اس پر بات بڑھ گئی اور مجھے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر گرانٹ کے سامنے پیش کیا گیا جس نے مجھے تین ماہ کی بغیر تنخواہ جبری رخصت پر بھیجنے کی سزا دے دی"۔ مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے وہاں ملازمت کر رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"آٹھ سال سے۔ لیکن تم یہ سب کچھ کیوں پوچھ رہے ہو"۔ مرفی نے کہا۔

"کتنی تنخواہ ملتی ہے تمہیں"...... عمران نے اس کا سوال نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

"ایک سو ڈالر ہفتہ"...... مرفی نے جواب دیا۔

"کیا تم اس معمولی سی تنخواہ کی خاطر دوبارہ اس لیبارٹری انچارج کے تحت جا کر کام کرو گے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اور میں کیا کر سکتا ہوں۔ میں نے تو کوشش کی تھی کہ باہر

کسی جگہ ملازمت کر لوں لیکن جب تک مجھے وہاں سے کلیئرنس سرٹیفکیٹ نہ ملے قانون کے مطابق کوئی بھی مجھے ملازمت میں نہیں رکھ سکتا"...... مرفی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم شادی شدہ ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں"...... مرفی نے جواب دیا۔

"تو اگر تمہیں ایک لاکھ ڈالر مل جائیں اور تمہیں ایکریمیا بھی بھجوا دیا جائے تو کیا تمہیں قبول ہے"...... عمران نے کہا تو مرفی بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ایک لاکھ ڈالر اور ایکریمیا۔ نہیں۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے"...... مرفی نے جواب دیا۔

"یہ کم سے کم آفر ہے۔ اگر تم تعاون کرو تو یہ رقم دس لاکھ ڈالر تک بھی بڑھ سکتی ہے اور ہو گی بھی نقد"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیسا تعاون"...... مرفی نے چونک کر پوچھا۔

"تم آٹھ سال سے اس ہسپتال میں کام کر رہے ہو۔ ہمارا تعلق فلسطینیوں کی ایک تنظیم سے ہے۔ ایک سائنس دان کو ہسپتال میں رکھا گیا ہے ہم نے اسے وہاں سے نکالنا ہے اس لئے اگر تم ہمیں اڈے کا اندرونی اور خاص طور پر ہسپتال کے راستے اور اس کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں تفصیلات بتا دو تو تمہیں رقم بھی

مل جائے گی اور تمہیں خاموشی سے ایکریمیا بھی پہنچا دیا جائے گا جہاں تم باقی عمر عیش و عشرت سے گزار سکتے ہو۔ ایکریمیا بہت بڑا ملک ہے اور وہاں روزی کمانے اور ترقی کرنے کے بے پناہ چانسز موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا تم درست کہہ رہے ہو۔ صرف ان معلومات کی بنا پر تم واقعی ایسا کرو گے"...... مرفی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے عمران کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں اور یہ بھی تمہارے لئے آفر ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ تم اس وقت بے بس ہو۔ تم پر ایسا ہولناک تشدد بھی کیا جا سکتا ہے کہ تم سب کچھ بتانے پر بھی مجبور ہو جاؤ اور پھر تمہاری موت واقع ہو جائے اور تمہاری لاش کسی گٹر میں تیرتی پھرے لیکن ہم یہ کام اس وقت کرتے ہیں جب کوئی ہم سے تعاون نہ کرے"...... عمران نے کہا۔

"م۔ م۔ میں تیار ہوں۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ میں جو کچھ جانتا ہوں وہ سب کچھ بتا دوں گا"...... مرفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے بتاؤ۔ لیکن یہ سن لو کہ ہمیں اس سلسلے میں معلومات پہلے سے ہیں لیکن ہم انہیں کنفرم کرنا چاہتے ہیں اس لئے ایک لفظ بھی جھوٹ نہ بولنا ورنہ معاہدہ ختم ہو جائے گا"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ سب کچھ سچ بتا دوں گا"...... مرفی نے کہا۔

"ٹھیک ہے بتاؤ"...... عمران نے کہا تو مرفی نے واقعی تفصیل
سے سب کچھ بتانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد عمران نے اس سے
سوالات شروع کر دیئے۔ مرفی جواب دیتا رہا اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ
سچ بول رہا ہے۔ ویسے بھی جو تفصیلات وہ بتا رہا تھا وہ درست ہی لگتی
تھیں۔ ایسے اڈے کے لئے ایسے ہی انتظامات ہونے ضروری تھے۔

"تم نے آٹھ سال وہاں کام کیا ہے۔ ظاہر ہے وہاں تمہارے
گہرے دوست بھی موجود ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ دو آدمی میرے گہرے دوست ہیں۔ ایک کا نام ڈیوڈ ہے
وہ بھی میرے ساتھ لیبارٹری اسٹنٹ ہے ہم کلاس فیلو بھی رہے تھے
اور ہم اکٹھے ہی وہاں بھرتی ہوئے تھے اور دوسرا پہلی چیک پوسٹ پر
گارڈ ہے۔ اس کا نام ماتھر ہے اور میرا دور کا رشتہ دار ہے"...... مرفی
نے جواب دیا۔

"کیا تم باہر سے اس ڈیوڈ سے رابطہ کر سکتے ہو"...... عمران نے
پوچھا۔

"نہیں۔ وہاں باہر سے کسی کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہو سکتا"۔
مرفی نے جواب دیا۔

"تمہارا کمپیوٹر کارڈ تو تمہارے پاس ہو گا"...... عمران نے
پوچھا۔

"نہیں۔ وہ وہیں رکھ لیا گیا تھا"...... مرفی نے جواب دیا۔

"پھر تم واپس کیسے جاؤ گے"...... عمران نے پوچھا۔

"میری سزا ختم ہو گی تو میں وہاں جاؤں گا۔ پہلی چیک پوسٹ پر
اطلاع دوں گا تو وہ اندر ڈاکٹر گرانٹ سے رابطہ کریں گے اور پھر
ڈاکٹر گرانٹ نے اگر سزا مزید نہ بڑھا دی تو وہ اندر سے میرا کارڈ بھجوا
دے گا"...... مرفی نے جواب دیا۔

"ڈاکٹر گرانٹ کا کیا حلیہ ہے"...... عمران نے پوچھا تو مرفی نے
اس کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"کیا ڈاکٹر گرانٹ اڈے سے باہر نہیں آتا جاتا"...... عمران نے
پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ہو سکتا ہے کہ آتا جاتا رہتا ہو۔ وہ انتہائی
سخت طبیعت کا آدمی ہے۔ کسی سے سیدھے منہ بات ہی نہیں
کرتا"۔ مرفی نے جواب دیا۔

"وہ شادی شدہ ہے یا نہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ نہ آج تک کسی نے اس سلسلے میں کوئی
بات کی ہے۔ وہاں لوگ صرف اپنے کام سے کام رکھتے ہیں۔ صرف
کھانے کے وقفے میں آپس میں بات چیت ہوتی ہے اور ظاہر ہے ڈاکٹر
گرانٹ تو ہمارے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا"...... مرفی نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"جیکب اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے صفدر کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر اس سے پہلے کہ مرفی
کچھ سمجھتا صفدر کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مرفی کی کنپٹی پر

ڑی ہوئی انگلی کا ہک پڑا اور اس کے حلق سے بے اختیار ایک چیخ نکلی
ور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی اور جسم ڈھیلا پڑتا چلا
ئیا۔ ایک ہی بھرپور ضرب اس کے لئے کافی ثابت ہوئی تھی۔

"یہ ہاف آف کی کیا ضرورت تھی۔ گولی مار کر ختم کر دینا تھا"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ وہی یہ کام کریں گے جنہوں نے انہے یہاں بھجوایا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کارڈلیس فون پیس اٹھایا اور اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... ایک آواز سنائی دی۔

"مائیکل بول رہا ہوں۔ سیموئیل فلیک سے بات کرائیں"۔ عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سیموئیل فلیک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری آواز سنائی دی۔

"تمہاری بھجوائی ہوئی رپورٹ میں نے پڑھ لی ہے۔ اچھی رپورٹ ہے لیکن اس میں چند ضروری پوائنٹ موجود نہیں ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے مکمل کرا دو"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں منگوا لیتا ہوں رپورٹ"...... دوسری طرف

سے کہا گیا اور عمران نے اوکے کہہ کر فون آف کر دیا۔

"اب سنو۔ اب ہم نے فیلڈ میں کام کرنا ہے۔ جو معلومات مجھے چاہئے تھیں وہ مل چکی ہیں لیکن اس سے پہلے ہمیں وہاں کا مکمل جائزہ لینا ضروری ہے اور یہ پہاڑیاں بہت وسیع و عریض رقبے پر پھیلی ہوئی ہیں اس لئے ہمیں دو گروپوں کی صورت میں کام کرنا ہو گا۔ ایک گروپ اس کی عقبی اور اطراف کا جائزہ لے گا جبکہ دوسرا سامنے کے رخ سے اور پھر دونوں گروپ جائزہ لینے کے بعد واپس یہاں پہنچیں گے اور پھر حتمی مشن کا فیصلہ کیا جائے گا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا سمیت سب ساتھیوں نے جواب دیا۔

"تو پھر صفدر، تنویر اور جولیا عقبی سائیڈ پر جائیں گے جبکہ میں کیپٹن شکیل کے ساتھ سامنے کا جائزہ لوں گا۔ تم لوگوں نے سیاحوں کے روپ میں وہاں جانا ہے لیکن قریب جانے اور اپنے آپ کو مشکوک بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جائزہ اس نقطہ نظر سے لینا ہے کہ اگر وہاں کوئی ایسا انتظام کر دیا جائے کہ جس سے وہاں موجود لوگوں کی ساری توجہ عقبی طرف کو ہو جائے اور ہم اس کا فائدہ اٹھا کر اندر داخل ہو سکیں"...... عمران نے کہا اور جولیا، تنویر اور صفدر تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے تل ابیب کی ایک سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ عقبی سیٹ پر موجود تھا جبکہ ڈرائیور کی سائیڈ پر اس کا اسسٹنٹ میجر کیری بیٹھا ہوا تھا۔ میجر کیری اپنے کسی ذاتی کام کی وجہ سے چھٹی پر ایکریمیا گیا ہوا تھا اور اس کی واپسی ایک روز قبل ہوئی تھی۔ وہ گزشتہ ایک سال سے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ تھا اور کرنل ڈیوڈ جیسا شخص بھی میجر کیری کی ذہانت اور اس کی صلاحیتوں کا قائل ہو گیا تھا اور میجر کیری واقعی انتہائی ذہین اور فعال نوجوان تھا۔ وہ ایکریمیا سے تربیت یافتہ تھا اور پھر اس نے طویل عرصے تک اسرائیل کی ایک فوجی ایجنسی میں کام کیا تھا۔ ایک مشن کے دوران اس ایجنسی کی وجہ سے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ اس نے کام کیا تھا اور پھر کرنل ڈیوڈ نے خصوصی طور پر صدر سے کہہ کر اس کا ٹرانسفر جی پی فائیو میں کرا لیا تھا اور یہاں اسے اپنا

نمبر ٹو بنا لیا تھا۔ جب سے میجر کیری کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو بنا تھا۔ جی پی فائیو کی کارکردگی واقعی بے حد بڑھ گئی تھی۔ اس میں ایک خاص صلاحیت یہ تھی کہ وہ کرنل ڈیوڈ کے جذباتی پن کو بڑی آسانی سے ہینڈل کر لیتا تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ بھی اس سے پوری طرح مطمئن تھا۔ چھٹی سے واپسی پر جب اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تل ابیب میں آمد اور ان کے خلاف ہونے والی تمام کارروائی کا علم ہوا تو اس کے ذہن میں ایک خیال آ گیا تھا کہ اگر وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو یقیناً یہ اس کا اتنا بڑا کریڈٹ ہو گا کہ اسے اعلیٰ ترین عہدہ مل سکتا ہے اس لئے اس نے آتے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام شروع کر دیا تھا اور پھر چونکہ اسے یہ معلوم تھا کہ یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کی مدد ایکگز کر رہا ہے اس لئے اس نے ایکگز کے کسی اہم آدمی کو ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی اور پھر اتفاق سے اسے ایک اہم آدمی کا پتہ چل گیا تھا لیکن اس اہم آدمی پر ہاتھ ڈالنے کے لئے اسے بہرحال کرنل ڈیوڈ کی مدد ضروری تھی اس لئے اس نے اس کی اطلاع کرنل ڈیوڈ کو پہنچائی تھی تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا تھا۔ اس نے فوراً ہی وہاں چلنے اور اس آدمی سے پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہ آدمی تل ابیب کے سب سے مشہور کلب ڈی سلوا کا مالک تھا۔ اس کا نام فنلے تھا۔ فنلے ویسے تو یہودی تھا اور اس کے تعلقات یہاں کے اعلیٰ ترین فوجی اور سول حکام سے بے حد گہرے تھے۔ حتیٰ

کہ کرنل ڈیوڈ سے بھی اس کی دوستی تھی اور کرنل ڈیوڈ بھی ڈی سلوا کلب کے خصوصی فنکشنز میں آتا جاتا رہتا تھا اور اگر میجر کیری اسے فنلے کے بارے میں ایک ایسا ثبوت مہیا نہ کر دیتا جس سے انکار ممکن نہ تھا تو کرنل ڈیوڈ کبھی تسلیم نہ کرتا کہ فنلے ایگلز کا اہم آدمی ہے۔ میجر کیری نے اسے ایک ٹیپ مہیا کی تھی جس میں فنلے کی آواز موجود تھی اور وہ کسی کو ایگلز کے ایک اڈے کے بارے میں ہدایات دے رہا تھا۔ اس گفتگو میں نہ صرف ایگلز کا نام آیا تھا بلکہ اس اڈے کے بارے میں بھی تفصیلات موجود تھیں اور میجر کیری نے صرف اس ٹیپ پر ہی اکتفا نہ کیا تھا بلکہ اس نے اس اڈے پر بھی ریڈ کیا تھا اور وہاں سے ایک آدمی کو پکڑ کر اس پر بے پناہ تشدد کر کے اس سے یہ بھی اگلوا لیا تھا کہ فنلے واقعی ایگلز کا اہم آدمی ہے اور اس کی گفتگو کا ٹیپ بھی اس نے کرنل ڈیوڈ کو سنایا تھا اس لئے کرنل ڈیوڈ کو یقین ہو گیا تھا کہ میجر کیری درست کہہ رہا ہے اس وقت اس کی کار ڈی سلوا کلب کی طرف ہی اڑی چلی جا رہی تھی۔ فنلے نے اپنی حفاظت کے لئے کلب میں چونکہ مسلح باڈی گارڈز رکھے ہوئے تھے جو انتہائی تربیت یافتہ تھے اس لئے اسے آسانی سے اغوا نہ کیا جا سکتا تھا اور اسی وجہ سے کرنل ڈیوڈ نے خود اس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ کو اس سے ملنے سے اس کے باڈی گارڈز کسی صورت بھی نہ روک سکتے تھے اور فنلے بھی کرنل ڈیوڈ سے فوری ملاقات سے انکار نہ کر سکتا تھا ورنہ وہ ایسا آدمی تھا کہ کسی سے

ملاقات پر بھی رضامند نہ ہوتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی کار ڈی سلوا کلب کی شاندار عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سیدھی مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ڈرائیور نے جیسے ہی کار روکی مین گیٹ پر موجود دربان تیزی سے کار کے قریب آئے اور انہوں نے انتہائی مؤدبانہ انداز میں کار کے دروازے کھول دیئے تو کرنل ڈیوڈ اور میجر کیری دونوں ہی نیچے اتر آئے اور پھر انہیں انتہائی ادب و احترام کے ساتھ فنلے کے آفس تک پہنچا دیا گیا اور جب کرنل ڈیوڈ میجر کیری کے ساتھ اس کے انتہائی شاندار انداز میں بلکہ شاہانہ انداز میں سجے ہوئے آفس میں داخل ہوا تو فنلے نے خود دروازے پر آ کر اس کا استقبال کیا اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔ کرنل ڈیوڈ ہونٹ بھینچے آفس کی سجاوٹ دیکھ رہا تھا۔ وہ آج پہلی بار فنلے کے آفس میں آیا تھا۔

"آپ کی اچانک آمد نے مجھے حیران کر دیا ہے کرنل ڈیوڈ"۔ فنلے نے کہا۔

"اور تمہارے متعلق جو اطلاع مجھے ملی ہے اس نے مجھے حیران کر دیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا تو فنلے بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے ناخوشگوار تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید کرنل ڈیوڈ کے انداز اور لہجے کا اثر تھا۔

"کیسی اطلاع"...... فنلے کا لہجہ بھی سخت ہو گیا تھا۔

"تم اسرائیل کے غدار ہو فنلے۔ تم فلسطینی دہشت گرد تنظیم ایگز کے اہم آدمی ہو حالانکہ تم یہودی ہو لیکن اس کے باوجود تم مسلمانوں کے لئے کام کر رہے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے مطابق لگی لپٹی بغیر صاف اور دو ٹوک انداز میں بات کر دی۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ ہوش میں ہیں"...... فنلے نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کا میرے پاس ثبوت بھی ہے۔ مجھے اور یہ مت سمجھنا کہ تمہارے تعلقات چونکہ صدر، وزیراعظم اور دوسرے اعلیٰ حکام کے ساتھ ہیں تو میں تمہاری غداری کو نظرانداز کر دوں گا۔ ہاں ایک صورت میں تم سے رعایت ہو سکتی ہے کہ تم مجھے بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں موجود ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ سخت لہجے میں کہا اور اس لمحے میجر کیری نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے فنلے چیختا ہوا صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ میجر کیری نے واقعی انتہائی برق رفتاری سے کام لیا تھا۔ اس نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے ریوالور کا بھاری دستہ ساتھ بیٹھے ہوئے فنلے کی کنپٹی پر جڑ دیا تھا اور کرنل ڈیوڈ پہلے چند لمحے تو حیرت سے منہ پھاڑے رہ گیا۔ شاید اسے یہ خیال ہی نہ تھا کہ میجر کیری یہ حرکت کرے گا۔

"یہ جیب سے ریوالور نکال رہا تھا باس"...... میجر کیری نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے فنلے کی کوٹ کی جیب سے ایک

مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ فنلے ایک ہی بھرپور ضرب سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ اس کی کنپٹی پر سیاہ نشان ابھر آیا تھا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی بروقت اقدام کیا ہے۔ میرے تو خیال میں بھی نہ تھا کہ یہ مجھ پر بھی مشین پسٹل نکال سکتا ہے اب اس کی موت عبرتناک ہو گی"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ مجھے اس پر کام کرنے دیں۔ یہ ابھی ٹیپ ریکارڈر کی طرح بولے گا"...... میجر کیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اس کی زبان کھلوانا ضروری ہو گیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر کیری نے صوفے پر بے ہوش پڑے ہوئے فنلے کا کوٹ اس کے عقب میں کافی نیچے تک اتار دیا اور پھر اسے اٹھا کر اس نے بڑے صوفے کی بجائے صوفے کی ایک کرسی پر اس طرح ڈال دیا کہ اب فنلے دونوں سائیڈوں سے صوفے کے بازوؤں میں پھنسا ہوا تھا پھر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور سائیڈ پر موجود سوئچ پینل پر ایک سرخ رنگ کا بٹن پریس کر دیا۔

"اب کوئی یہاں داخل نہیں ہو گا۔ ویسے بھی یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے"...... میجر کیری نے مڑتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا کرسی سے اٹھا اور سامنے والی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا۔ میجر کیری نے بے ہوش فنلے کے چہرے پر زور زور سے تھپڑ مارنے شروع کر دیئے اور

پھر چوتھے تھپڑ پر فنلے ایک ہلکی سی چیخ مار کر ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے کندھے جھٹک کر اپنا کوٹ درست کرنے کی لاشعوری کوشش کی لیکن وہ ایسا کرنے میں ناکام ہو گیا۔

"فنلے۔ میرا نام میجر کیری ہے۔ سمجھے۔ میں تمہاری روح سے بھی سب کچھ اگلوا لوں گا۔ اس لئے تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم سچ سچ بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میرا وعدہ کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے گا"...... میجر کیری نے انتہائی سرد لہجے میں فنلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میرا کوئی تعلق کسی فلسطینی تنظیم سے نہیں ہے۔ تم زیادتی کر رہے ہو"...... فنلے نے کہا تو میجر کیری نے ہونٹ بھینچے اور پھر اس نے کوٹ کی جیب سے ایک چھوٹا سا سیاہ رنگ کا باکس نکالا اور اس کی دونوں سائیڈوں پر موجود پتریاں اس نے باہر کھینچیں ان کے پیچھے سپرنگ نما تار تھا۔ اس نے ایک پتری فنلے کی کنپٹی سے اور دوسری پتری دوسری کنپٹی کے ساتھ چپکا دی۔ ان کے نیچے کوئی خصوصی سلوشن لگا ہوا تھا۔ اس لئے وہ جلد کے ساتھ چپک گئی تھیں۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔ میں کہہ رہا ہوں کہ میں بے گناہ ہوں"۔ فنلے نے سر کو دائیں بائیں کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا لیکن میجر کیری نے ایک ہاتھ سے اس کا سر پکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے باکس اس کے سر پر رکھ دیا اور باکس کی عقبی سائیڈ سے ایک تار کھینچ کر اس

نے صوفے کی سائیڈ پر دیوار میں لگی ہوئی بجلی کی ساکٹ میں فٹ کر دی۔

"اب تمہاری روح بھی بولے گی فنلے"...... میجر کیری نے کہا اور پیچھے ہٹ کر وہ سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ خاموش بیٹھا یہ سب شعبدہ بازی دیکھ رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر اب گہرا اطمینان تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ بجلی کی لہریں جب اس باکس سے گزر کر فنلے کے ذہن سے گزریں گی تو فنلے کو وہ سب کچھ بتانا پڑے گا جو وہ جانتا ہے۔ وہ اس جدید ایجاد جسے وہ سپر باکس کہتے تھے کی کارکردگی سے اچھی طرح واقف تھا۔ میجر کیری نے اس دوران سامنے کرسی پر بیٹھ کر جیب سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکالا اس پر دو تین بٹن اور ایک چھوٹی سی ناب لگی ہوئی تھی۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو بٹن کے نیچے ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا۔

"اب بھی وقت ہے فنلے کہ سب کچھ بتا دو۔ ورنہ پھر ساری عمر کے لئے تم ذہنی معذور ہو کر رہ جاؤ گے"...... میجر کیری نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا بتاؤں۔ جب مجھے کچھ معلوم ہی نہیں ہے تو کیا بتاؤں اور جو کچھ تم میرے ساتھ کر رہے ہو اس کا خمیازہ تمہیں بھگتنا پڑے گا"۔ فنلے نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر کیری نے دوسرا بٹن دبایا تو ایک سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب اس بٹن کے اوپر جل اٹھا جبکہ دوسرا بٹن دباتے ہی پہلا بلب بجھ گیا اور میجر کیری نے آہستہ سے

ناب کو گھمایا تو کمرہ فنلے کے حلق سے نکلنے والی انتہائی کربناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ اس کا پورا جسم اس طرح لرز رہا تھا جیسے طاقتور الیکٹرک کرنٹ اس کے پورے جسم سے گزر رہا ہو۔ اس کا چہرہ بری طرح مسخ ہو گیا تھا۔ آنکھیں باہر کو نکل آئی تھیں اور وہ مسلسل چیخ رہا تھا۔ میجر کیری نے ناب واپس گھما دی تو فنلے کا جسم قدرے ڈھیلا پڑ گیا۔ وہ اب بھی چیخ رہا تھا لیکن اب اس کی چیخیں آہستہ ہوتی جا رہی تھیں۔ مسخ شدہ چہرہ بھی دوبارہ نارمل ہونے لگ گیا تھا۔

"یہ ابھی ابتدا ہے فنلے اور اس ابتدا سے تم اس کی انتہا کا اندازہ کر سکتے ہو۔ لیکن یہ بتا دوں کہ تم مر نہ سکو گے اس لئے اب آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ بتا دو"...... میجر کیری نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا تم مجھے زندہ چھوڑ دو گے۔ میرے ساتھ وعدہ کرو۔ میں سب کچھ بتا دوں گا"...... فنلے نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر انتہائی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید اس دہشت ناک عذاب سے وہ واقعی خوفزدہ ہو گیا تھا۔

"ہاں۔ بالکل زندہ چھوڑ دوں گا لیکن سب کچھ سچ سچ بتا دو"۔ میجر کیری نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ خلاف فطرت خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"میں واقعی ایگلز کے لئے کام کرتا ہوں لیکن میرا کام صرف اسلحہ اور رہائش گاہیں انہیں سپلائی کرنا ہے اور اس کے عوض وہ مجھے بھاری دولت دیتے ہیں۔ مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں صرف

اتنا معلوم ہے کہ انہیں میری ایک کوٹھی دی گئی ہے جارج کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک وہ وہیں ہیں۔ بس مجھے اتنا معلوم ہے"...... فنلے نے جلدی جلدی سب کچھ بتاتے ہوئے کہا۔

"ایگلز کا چیف کون ہے"...... اس بار میجر کیری سے پہلے کرنل ڈیوڈ بول پڑا۔

"وہ قبرص میں رہتا ہے۔ اس کا نام ابو سلیمان ہے۔ وہ یہاں نہیں آتا۔ صرف اس کا فون آتا ہے اور بس میں کام کر دیتا ہوں اور میرے خفیہ اکاؤنٹ میں رقم جمع ہو جاتی ہے"...... فنلے نے ازخود تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کی بات کنفرم کرو میجر کیری"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... میجر کیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ میجر کیری کالنگ۔ اوور"...... میجری کیری نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ رچرڈ اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"جارج کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک کو ایس وی ایکس سے چیک کرو اور مجھے رپورٹ دو۔ فوراً۔ جلدی کرو۔ اوور"...... میجر کیری نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور میجر کیری

نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"فنلے تم یہودی ہو کر مسلمانوں کے لئے عظیم اسرائیل سے غداری کر رہے ہو۔ تمہیں کبھی خیال نہیں آیا کہ تم کیا کر رہے ہو۔" کرنل ڈیوڈ نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"مجھے اب خیال آ رہا ہے ورنہ اب سے پہلے میں یہی سمجھتا تھا کہ مجھے بھاری دولت مل رہی ہے لیکن میرا وعدہ کہ آئندہ میں ایسا نہیں کروں گا"۔ فنلے نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اور یہاں اس تنظیم کے کون کون لوگ کام کر رہے ہیں"۔ میجر کیری نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میں نے کبھی ان کی سرگرمیوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھا"۔ فنلے نے کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو فنلے۔ میرے پاس تمہاری گفتگو کا وہ ٹیپ موجود ہے جس میں تم اپنے کسی آدمی کو ہدایات دے رہے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے باقاعدہ یہاں تنظیم بنا رکھی ہے ان کی مدد کرنے کے لئے"۔ میجر کیری نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمی صرف کوٹھیاں اور اسلحہ سپلائی کرتے ہیں اور بس"۔ فنلے نے جواب دیا اور میجر کیری ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد میجر کیری کے ٹرانسمیٹر پر کال آنا شروع ہو گئی۔ میجر کیری نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ رچرڈ کالنگ۔ اوور"...... رچرڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ میجر کیری اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... میجر کیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ جب ہم اس کوٹھی کے سامنے پہنچے تو اس میں سے یکے بعد دیگرے دو کاریں نکل کر گئی ہیں ایک کار میں ایک عورت اور دو مرد تھے جبکہ دوسری کار میں صرف دو مرد تھے۔ یہ سب ایکریمی تھے۔ پھر ہم نے کوٹھی کو چیک کیا تو کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اوور"...... رچرڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"یہ۔ یہی وہ شیطان ہیں۔ ایک عورت اور چار مرد۔ یہی ہیں اوہ۔ ویری گڈ۔ یہی ہیں وہ"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی جوش بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

"میں نے سچ بتایا تھا"...... فنلے نے کہا تو میجر کیری نے آگے بڑھ کر پہلے بجلی کی ساکٹ سے تار علیحدہ کی۔ پھر اس کی دونوں کنپٹیوں پر موجود پتروں کو مخصوص انداز میں جھٹکے دے کر اس نے علیحدہ کیا اور باکس کو آف کر کے اس نے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"اب اس کے بارے میں کیا حکم ہے باس"...... میجر کیری نے کہا۔

"گولی مار دو اسے۔ غدار کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے"۔

کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"مجھے زندہ چھوڑ دو۔ مجھ سے دولت لے لو۔ مجھے زندہ چھوڑ دو" ۔ فنلے نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا لیکن میجر کیری نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا اور ایک دھماکے کے ساتھ ہی گولی فنلے کے سینے میں اترتی چلی گئی۔ فنلے کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ بری طرح تڑپنے لگا لیکن دل میں اتر جانے والی گولی نے اسے زیادہ تڑپنے کا موقع ہی نہ دیا تھا اس لئے چند لمحوں بعد ہی وہ ساکت ہو گیا اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ میجر کیری نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر آگے بڑھ کر فنلے کا کوٹ اوپر کیا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کی سائیڈ پر موجود سوئچ پینل پر سرخ بٹن کو پریس کیا اور پھر دروازے کا لاک کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا اور کرنل ڈیوڈ تیزی سے باہر آ گیا۔ اس کے پیچھے میجر کیری باہر آیا اور پھر اس نے دروازہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے باہر آ گئے اور پھر ان کی کار ایک بار پھر سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"باس۔ میرا خیال ہے کہ رچرڈ سے کاروں کی تفصیل معلوم کر کے انہیں تلاش کرنے کا حکم دیا جائے"...... ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے میجر کیری نے کہا۔

"اوہ۔ ایسا مت کرنا۔ اگر ان شیطانوں کو ذرا بھی شک پڑ گیا تو یہ بھوتوں کی طرح غائب ہو جائیں گے۔ وہ جہاں بھی گئے ہیں بہرحال واپس آئیں گے۔ اس وقت انہیں ختم کیا جا سکتا ہے" ۔

کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر ان کی واپسی کا انتظار کیا جائے" ... میجر کیری نے کہا۔

"ہاں۔ تم مجھے یہیں کلب میں ڈراپ کر دو اور اپنے سیکشن کو لے کر وہاں پہنچ جاؤ۔ انتہائی ہوشیاری سے اس کوٹھی کی نگرانی کرو اور سنو۔ جب یہ لوگ واپس آئیں تو پھر اس کوٹھی پر میزائل فائر کر دو [illegible] پلٹ کر حملہ کرنے [illegible] ہمارا ان سے پہلے بھی واسطہ پڑ چکا ہے تم نے انتہائی محتاط رہنا ہے۔ اگر انہیں معمولی سا شبہ بھی ہو گیا تو یہ پھر غائب ہو جائیں گے" ... کرنل ڈیوڈ نے میجر کیری کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ میجر کیری ان کے لئے موت کا فرشتہ ہی ثابت ہوگا" ... میجر کیری نے انتہائی بااعتماد لہجے میں جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے اس انداز میں سر ہلایا جیسے اسے میجر کیری کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہو۔

ختم شد

جملہ حقوق بحق ناشران محفوظ

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی جس کیلئے پبلشرز، مصنف، پرنٹرز قطعی ذمہ دار نہیں ہونگے۔

ناشران ——— اشرف قریشی
——— یوسف قریشی
پرنٹر ——— محمد یونس
طابع ——— ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت ——— 60/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ " ریڈ اتھارٹی " کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اسرائیل کے اندر عمران اور اس کے ساتھیوں کی جان لیوا جدوجہد اس حصے میں اپنے عروج کی طرف بڑھ رہی ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ آپ اسے پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہوں گے لیکن اس سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے تو یقیناً اس سے ناول کا لطف دوبالا ہو جائے گا۔

گوجر خان سے مرزا سہیل عباس لکھتے ہیں۔ " آپ کے تمام ناول پڑھ چکا ہوں لیکن تعریف کے لئے الفاظ باوجود کوشش کے تلاش کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ آپ کے ناولوں کی تعریف کرنا حقیقتاً سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے البتہ ایک شکایت آپ سے ضرور ہے کہ آپ کے ناولوں میں بعض اوقات صفحات یا تو غائب ہوتے ہیں یا غلط ہوتے ہیں جس کی وجہ سے پڑھنے والے کو بے حد کوفت ہوتی ہے۔ برائے کرم اس بارے میں ضرور توجہ دیں ۔

محترم مرزا سہیل عباس صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناولوں میں صفحات غائب ہونے یا غلط لگ جانے کے بارے میں آپ نے شکایت کی ہے تو اصل بات یہ ہے کہ بک بائنڈر حضرات سے کبھی کبھار یہ غلطی ہو جاتی ہے جس کا

علم پہلے نہیں ہو سکتا جب تک اس ناول کو پڑھا نہ جائے البتہ پبلشر صاحبان کی ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے کہ ایسی غلطی نہ ہو اور انشاء اللہ آئندہ بھی اس پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔

مخمن آباد سے شیراز احمد غوری لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر کیپٹن شکیل پر مبنی ناول "پاور ایجنٹ" تو بے حد پسند آیا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اس طرح کا ناول آپ سلیمان پر بھی ضرور لکھیں کیونکہ سلیمان بھی صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہے"۔

محترم شیراز احمد غوری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ سلیمان واقعی صلاحیتوں کے لحاظ سے کم نہیں ہے کیونکہ جب وہ ایکسٹو کا کردار عمران اور بلیک زیرو کی عدم موجودگی میں نبھالیتا ہے تو پھر اس کی صلاحیتوں پر شک نہیں کیا جا سکتا لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایکسٹو بننے کے باوجود اسے آج تک عمران نے یہ ہوا نہیں لگنے دی کہ اسے مشن کے اختتام پر دراصل کتنی مالیت کا چیک ملتا ہے ورنہ وہ اپنی تنخواہیں، الاؤنسز اور بل کب کے وصول کر چکا ہوتا اس لئے اب عمران یہ غلطی کیسے کر سکتا ہے کہ اسے علیحدہ مشن پر بھیج دے۔ ظاہر ہے پھر مشن کے اختتام پر اسے کم از کم اتنا چیک تو بہرحال مل ہی جائے گا جتنا عمران وصول کر لیتا ہے۔ امید ہے آپ عمران کی مجبوری سمجھ گئے ہوں گے اور آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جلال پور پیر والا سے اپنا نام لکھے بغیر ایک صاحب لکھتے ہیں۔ "میں آپ کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں۔ ایک تجویز پیش کر رہا ہوں کہ جس طرح ناول "گنجا بھکاری" میں مجرموں نے عمران کے والد کو اغوا کر لیا تھا اس طرح اگر کسی ناول میں مجرم عمران کی اماں بی کو اغوا کر لیں اور اس بنا پر عمران کو بلیک میل کریں تو مجھے یقین ہے کہ پھر عمران کے صحیح جذبات و احساسات سامنے آسکیں گے اور اس طرح انتہائی دلچسپ ناول وجود میں آجائے گا۔ امید ہے آپ میری اس تجویز پر ضرور غور کریں گے"۔

محترم جناب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنا نام نہ لکھ کر واقعی یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ کچھ زیادہ ہی خاموش قاری ہیں لیکن شاید آپ نے یہ احتیاط اپنی اسی تجویز کی وجہ سے برتی ہے۔ عمران کے جو جذبات و احساسات اپنی اماں بی کے بارے میں ہیں ان سے آپ بھی بخوبی واقف ہیں۔ مجرم نجانے انہیں اغوا کرتے ہیں یا نہیں البتہ آپ کی یہ تجویز ظاہر ہے پہلے عمران تک پہنچ جائے گی لیکن آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ عمران کو یقیناً یہ علم ہے کہ کوئی گھٹیا سے گھٹیا مجرم یا ایجنٹ اس سطح پر نہیں اترے گا البتہ اگر آپ کی یہ تجویز عمران کی اماں بی تک پہنچ گئی تو پھر یہ سوچ لیں کہ آپ نے بہرحال جلال پور پیر والا کا نام تو لکھ ہی دیا ہے اور عمران کی اماں بی بھی جلالی خاتون ہیں۔

گکھڑ منڈی سے علی بابا لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر "بلیک فیس" تو بے حد پسند آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

آپ کو انتہائی ذہانت دی ہے لیکن آپ نے ناول "بلیک فیس" میں لکھا ہے کہ انتہائی ذہانت کی سرحدیں حماقت سے ملتی ہیں۔ باقی آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ اس فقرے کے بعد مجھے کیا تشویش لاحق ہو گئی ہے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے"۔

محترم علی بابا صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے میری ذہانت کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے میں آپ کا بے حد مشکور ہوں لیکن جہاں تک آپ کی تشویش کا تعلق ہے تو آپ کی تشویش بے جا ہے کیونکہ میں ملتان میں رہتا ہوں اور آپ گکھڑ منڈی میں اور ان دونوں شہروں کی سرحدیں نہیں ملتیں۔ بہرحال آپ کی محبت اور خلوص کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

کرنل پائیک اپنے آفس میں موجود تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر اپنے سامنے رکھا اور اس کا بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن راشیل کالنگ۔ اوور"...... ایک آواز سنائی دی تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کیپٹن راشیل اڈے کے عقبی جانب چیکنگ ڈیوٹی پر تھا۔

"یس۔ کرنل پائیک اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"باس۔ میں نے عقبی طرف ایک کار چیک کی ہے جس میں ایک عورت اور دو مرد سوار ہیں۔ یہ تینوں ایکریمی ہیں لیکن وہ کار کو ایک جھنڈ میں روک کر وہاں بظاہر تو پکنک منا رہے ہیں لیکن میرا

خیال ہے کہ وہ اڈے کی عقبی سائیڈ کا جائزہ لے رہے ہیں۔ اوور"۔ کیپٹن راشیل نے کہا۔

"کیا ان کے پاس دوربینیں ہیں۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ ان تینوں کے گلے میں کیمرے لٹک رہے ہیں اور وہ باری باری ایک دوسرے کی تصویریں بنا رہے ہیں لیکن کیمرے کا رخ ہر بار اڈے کی طرف ہی ہے۔ اسی وجہ سے مجھے شک پڑا ہے۔ اوور"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"اڈے سے کتنے فاصلے پر ہیں وہ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"جناب۔ میدان کے بعد جو سڑک آتی ہے اس کے پار درختوں کے جھنڈ کے پاس وہ موجود ہیں۔ ویسے انہوں نے باقاعدہ زمین پر کپڑا بچھا رکھا ہے اور کھانے پینے کا سامان بھی رکھا ہوا ہے لیکن یہ جگہ کسی پکنک کے لئے مناسب نہیں ہے اور خاص طور پر ان کا اڈے کے مسلسل چاروں رخ سے تصویریں بنانا بھی خلاف معمول ہے۔ اوور"۔ کیپٹن راشیل نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"دو ہیں باس۔ اوور"...... کیپٹن راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کار کا نمبر وغیرہ نوٹ کر لو اور ان میں سے ایک سے کہہ دو کہ ان کی نگرانی کرے۔ اوور"...... کرنل پائیک نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"اگر کہیں تو ان کا سامان وغیرہ چیک کر لیا جائے۔ اوور"۔ کیپٹن راشیل نے کہا۔

"نہیں۔ کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف نگرانی کراؤ اور بس۔ میں خواہ مخواہ کسی غیر متعلق مسئلے میں الجھنا نہیں چاہتا۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ابھی اسے ٹرانسمیٹر بند کئے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل پائیک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"کیا آپ کرنل پائیک بول رہے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں"...... کرنل پائیک نے اسی طرح نرم لہجے میں جواب دیا۔

"میں فرسٹ چیک پوسٹ انچارج ریلی بول رہا ہوں سر۔ یہاں دو ایکریمی آئے ہیں اور وہ اس اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ انہیں کسی بڑے افسر سے ملوایا جائے۔ وہ اس اڈے کے بارے میں اپنے کسی اخبار میں لکھنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں ٹالنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ بضد ہیں اس

لئے میں نے آپ کو فون کیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں انہیں آپ کے پاس بھجوا دوں" ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم نے ان کے کاغذات چیک کئے ہیں" ...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ کاغذات درست ہیں۔ کاغذات کے مطابق وہ ایکریمیا کی کسی یونیورسٹی کے پروفیسر ہیں" ...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ انہیں میرے پاس بھجوا دو۔ میں انہیں خود ڈیل کر لوں گا" ۔ کرنل پائیک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر فوجی وردی تھی۔ اس نے اندر داخل ہو کر کرنل پائیک کو سیلوٹ کیا۔

"اڈے کی طرف سے دو ایکریمی آ رہے ہیں۔ انہیں سپیشل روم سے گزار کر یہاں لے آنا اور پھر ان کی گاڑی کو اچھی طرح چیک کرنا اس کا نمبر وغیرہ نوٹ کر لینا" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر" ...... نوجوان نے جواب دیا اور سیلوٹ مار کر واپس مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان کے جسموں پر سوٹ تھے۔ دونوں ادھیڑ عمر تھے۔ ان میں سے ایک کی آنکھوں پر سنہرے لیکن نفیس فریم کا چشمہ تھا۔ چہرے مہرے اور رکھ رکھاؤ سے وہ واقعی کسی یونیورسٹی کے پروفیسر ہی نظر آ رہے تھے۔ کرنل پائیک ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

"خوش آمدید جناب۔ میرا نام کرنل پائیک ہے" ...... کرنل پائیک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"پروفیسر گلبرٹ اور پروفیسر جانسن فرام سٹی یونیورسٹی ایکریمیا"۔ آنے والوں نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ کرنل پائیک بڑے غور سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ایئر فورس کے اس میزائل اڈے کے بڑے افسر ہیں" ...... پروفیسر گلبرٹ نے بھاری لہجے میں کہا۔

"جی۔ میں یہاں کا چیف سکورٹی آفیسر ہوں۔ آپ کو فرسٹ چیک پوسٹ پر بتایا گیا ہو گا کہ یہ اڈا ٹاپ سیکرٹ ہے اس لئے اس کے بارے میں کسی قسم کی معلومات مہیا نہیں کی جا سکتیں اور نہ ہی حکومت اسرائیل یہ چاہے گی کہ اس کے بارے میں کسی اخبار میں کوئی رپورٹ شائع ہو" ...... کرنل پائیک نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"آپ کو کیا بتایا گیا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں" ...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔ دوسرا پروفیسر خاموش بیٹھا رہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں آپ کسی بڑے افسر سے بات کرنے کے خواہش مند ہیں اور آپ اپنی رپورٹ کسی اخبار میں شائع

کرانا چاہتے ہیں"...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کرنل پائیک۔ ہمیں اڈے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ایسے اڈے تو کیا اس سے بھی زیادہ بڑے اڈے ایکریمیا میں موجود ہیں۔ ہمارا تعلق سٹی یونیورسٹی کے اس شعبے سے ہے جہاں میزائلوں کے سلسلے میں ریسرچ ورک کیا جاتا ہے ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اس اڈے میں نصب میزائلوں کے سلسلے میں کوئی معلوماتی کتابچہ ہمیں مل جائے تو ہم اپنے ریسرچ ورک میں اسے شامل کر سکیں"...... پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میزائلوں کے بارے میں معلوماتی کتابچہ کیا ہوتا ہے پروفیسر گلبرٹ۔ کیا یہ کسی صنعتی میلے کی دکان ہے جہاں موجود اشیاء کے بارے میں معلوماتی کتابچے شائع کئے جاتے ہیں"...... کرنل پائیک نے اس بار قدرے طنزیہ لہجے میں کہا تو پروفیسر گلبرٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ واقعی سیکورٹی آفیسر ہیں۔ آپ کو سائنس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی سطح پر استعمال ہونے والی ایک اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میزائلوں کی ساخت اور ان کی کارکردگی کے بارے میں سائنسی رپورٹ"...... پروفیسر گلبرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسا ہے بھی سہی تب بھی یہ رپورٹ آپ کو یہاں مہیا نہیں کی جا سکتی۔ اس کے لئے آپ کو وزارت دفاع سے رجوع کرنا پڑے

گا"...... کرنل پائیک نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ آئی ایم سوری کرنل پائیک۔ ایکریمیا میں تو ایسا نظام بنایا گیا ہے کہ ہر اڈے پر جس ساخت کے میزائل ہوتے ہیں وہاں سے سائنسدانوں اور ریسرچ کرنے والوں کو ان کے بارے میں معلوماتی کتابچے مل جاتے ہیں اور اسی لئے ہم یہاں اڈے پر آئے تھے لیکن اب آپ نے بتایا ہے کہ یہاں ایسا سسٹم نہیں ہے۔ یہاں ایسی معلومات وزارت دفاع سے میسر آتی ہیں اس لئے شاید آپ بھی ہماری آمد پر اور وہ چیک پوسٹ والے بھی انتہائی پریشان ہو گئے تھے۔ آئی ایم سوری۔ ہم سے واقعی غلطی ہوئی ہے۔ ہمیں یہاں آنے سے پہلے اس سلسلے میں ضروری معلومات حاصل کرنا چاہئے تھیں"...... پروفیسر گلبرٹ نے انتہائی معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی بات نہیں جناب۔ آپ کی آمد ہمارے لئے باعث اعزاز ہے۔ بہرحال اس سلسلے میں یہاں آپ کی کوئی مدد نہیں کی جا سکتی یہ ہماری مجبوری ہے۔ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پروفیسر گلبرٹ نے جس انداز میں معذرت کی تھی اس سے کرنل پائیک کا موڈ بدل گیا تھا۔

"جو آپ منگوانا چاہیں۔ منگوا لیں"...... پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک نے میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن پریس کیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور گارڈ اندر داخل ہوا اور

اس نے سیلوٹ مارا۔

"مہمانوں کو شراب پیش کرو"...... کرنل پائیک نے مسکرا کر ان دونوں پروفیسروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... گارڈ نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔اس نے الماری کھولی اس میں سے تین گلاس اور شراب کی بوتل نکال کر میز پر رکھی اور پھر بوتل کھول کر اس نے تینوں گلاس آدھے آدھے بھرے اور پھر بوتل بند کر کے اس نے واپس میز پر رکھی اور پھر الماری بند کر کے وہ مڑا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک ایک گلاس اٹھا کر ان تینوں کے سامنے رکھے اور پھر پیچھے مڑ کر مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

"تم جا سکتے ہو"...... کرنل پائیک نے اپنا گلاس اٹھاتے ہوئے گارڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور گارڈ سیلوٹ کر کے مڑا اور تیزی سے واپس چلا گیا۔

"شوق فرمایئے۔یہ خصوصی شراب ہے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا اور شراب کا گلاس اٹھا کر اس نے گھونٹ لیا۔

"واقعی خصوصی شراب ہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کب سے یہاں اسرائیل آئے ہوئے ہیں"...... کرنل

پائیک نے خود بھی گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں دو روز ہوئے ہیں۔ہم اصل میں یہاں سیر و سیاحت کے لئے آئے تھے۔ہمارے ساتھ ایک خاتون اور دو صاحبان اور بھی ہیں۔ آج ادھر کا پروگرام بنا تو انہوں نے کہا کہ وہ کسی اچھی جگہ پکنک منائیں گے جبکہ ہم ادھر آگئے"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔تو اڈے کی عقبی طرف آپ کے ساتھی موجود ہیں"۔کرنل پائیک نے کہا۔

"عقبی طرف۔کیا مطلب"...... پروفیسر گلبرٹ نے چونک کر کہا۔

"اڈے کی عقبی طرف ہمارے آدمیوں نے رپورٹ دی ہے کہ ایک کار آ کر رکی ہے اس میں سے ایک عورت اور دو مرد وہاں درختوں کے جھنڈ کے پاس پکنک منا رہے ہیں۔یہاں چونکہ سکیورٹی بے حد سخت ہوتی ہے اس لئے ان کا خیال تھا کہ انہیں باقاعدہ چیک کیا جائے لیکن میں نے منع کر دیا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"اوہ۔تو وہ ادھر چلے گئے ہیں۔ہمیں نہیں معلوم۔انہیں تو شاید یہ معلوم ہی نہیں ہو گا کہ یہاں اڈے کی عقبی سائیڈ ہے ویسے اگر سکیورٹی کا مسئلہ ہے تو میں انہیں آئندہ اس طرف آنے سے منع کر دوں گا"...... پروفیسر گلبرٹ نے جواب دیا۔

"ایسی کوئی بات نہیں جناب۔اگر وہ آپ کے ساتھی ہیں تو پھر

انہیں خصوصی طور پر منع کرنے کی ضرورت نہیں ہے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔ وہ ساتھ ساتھ گھونٹ گھونٹ شراب بھی پی رہا تھا جبکہ دوسرا پروفیسر شروع سے لے کر اب تک خاموش بیٹھا رہا تھا البتہ وہ بھی شراب پی رہا تھا۔

"آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"جارج کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ۔ بی بلاک"...... پروفیسر گلبرٹ نے جواب دیا۔

"آپ کے ساتھی شاید بولتے ہی نہیں ہیں"...... اچانک کرنل پائیک نے پروفیسر جانسن کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ دراصل پروفیسر گلبرٹ ہم سب سے سینئر ہیں اس لئے"...... پروفیسر جانسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ مجھ سے بات کرنا ہی نہیں چاہتے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو پروفیسر جانسن مسکرا دیا۔

"اب ہمیں اجازت دیجئے کرنل پائیک۔ آپ کا بے حد شکریہ"۔ پروفیسر گلبرٹ نے اٹھتے ہوئے کہا تو پروفیسر جانسن اور کرنل پائیک دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر کرنل پائیک سے مصافحہ کر کے وہ دونوں کمرے سے باہر چلے گئے تو کرنل پائیک دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے کیونکہ دونوں

پروفیسروں نے جس طرح اس کے سوالوں کے جواب دیئے تھے اس سے اس کی تسلی ہو گئی تھی کہ یہ غلط لوگ نہیں ہیں اور پھر انہوں نے جس طرح اطمینان سے شراب پی تھی اس سے بھی ظاہر تھا کہ یہ عمران اور اس کے ساتھی نہیں ہو سکتے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ مسلمان شراب نہیں پیتے اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ اسے کیپٹن راشیل کو مطلع کر دینا چاہئے کہ اب اس پکنک منانے والوں کی چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن راشیل بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کیپٹن راشیل کی آواز سنائی دی۔

"پکنک منانے والوں کی کیا پوزیشن ہے۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"وہ جا چکے ہیں باس اور میرے ساتھی نے ان کی نگرانی کی ہے اور ابھی اس کی رپورٹ مجھے ملی ہے کہ یہ لوگ جارج کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بی بلاک میں گئے ہیں۔ اوور"...... کیپٹن راشیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں نے اسی لئے تمہیں کال کیا تھا کہ اب ان کی

نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ میں [illegible] لی ہے یہ اوکے ہیں۔ اوور"...... کرنل پائیک نے اور زیادہ اطمینان بھرے لہجے میں کہا کیونکہ رہائشی پتہ جو پروفیسر گلبرٹ نے بتایا وہی کیپٹن راشیل نے بھی بتایا تھا اس لئے اب اسے ہر لحاظ سے اطمینان ہو چکا تھا۔

"یس باس۔ لیکن نگرانی کرنے والے سارجنٹ راتھر نے ایک عجیب بات بھی بتائی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات۔ اوور"...... کرنل پائیک نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ سارجنٹ راتھر نے بتایا ہے کہ اس کوٹھی کی نگرانی جی پی فائیو کر رہی ہے۔ اوور"...... کیپٹن راشیل نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"نگرانی کر رہی ہے جی پی فائیو۔ کیوں۔ اوور"...... کرنل پائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس نے بس یہی رپورٹ دی ہے۔ اوور"...... کیپٹن راشیل نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی ان کی طرف سے مشکوک ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی اور اڈے کی طرف بھی گئے ہوں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اب ہمیں مزید محتاط ہو جانا چاہئے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک بول رہا ہوں۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کراؤ"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں کرنل ڈیوڈ۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے یا نہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ابھی ان کی تلاش جاری ہے لیکن یہ بات یقینی ہے کہ ہم جلد ہی انہیں ٹریس کر لیں گے"...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ اس کا لہجہ ایسا تھا کہ کرنل پائیک سمجھ گیا کہ ان ایکریمی پروفیسروں کو وہ واقعی مشکوک سمجھ رہا ہے۔

"مجھے تو اطلاع ملی تھی کہ تم نے انہیں ٹریس کر لیا ہے اور ان کی نگرانی کرا رہے ہو"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نگرانی کا کام تو ہوتا ہی رہتا ہے کرنل پائیک۔ فی الحال حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... کرنل ڈیوڈ نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"...... کرنل پائیک نے مسکراتے

ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ ابھی کھل کر بات نہیں کرنا چاہتا اور اس بات سے ظاہر تھا کہ ابھی وہ بھی ان پروفیسروں کے بارے میں مشکوک ہے ورنہ کرنل ڈیوڈ جس طبیعت کا آدمی تھا وہ فوراً سب کچھ کھل کر بتا دیتا۔ چونکہ وہ اپنے طور پر ان کی طرف سے مطمئن ہو چکا تھا اس لئے اسے یقین تھا کہ جی پی فائیو کو بھی ان پروفیسروں سے کچھ نہ مل سکے گا۔

کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر پروفیسر جانسن کے میک اپ میں کیپٹن شکیل تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر پروفیسر گلبرٹ کے روپ میں عمران موجود تھا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں شراب پیتے دیکھ کر کرنل پائیک کے چہرے پر انتہائی گہرے اطمینان کے تاثرات ابھرے تھے۔ آپ نے واقعی دور اندیشی سے کام لیا تھا کہ شراب کا نشہ ختم کرنے والے کیپسول منہ میں رکھ لئے تھے"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم تھا کہ ان حالات میں لامحالہ وہ ہماری طرف سے مشکوک ہو گا اور اگر ہم نے شراب سے انکار کیا یا کوئی بہانہ بنایا تو وہ اور زیادہ مشکوک ہو جائے گا اور میں اس وقت کوئی اقدام نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس طرح حالات ہمارے خلاف چلے جاتے"۔

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ نے انہیں اپنا درست پتہ بتا دیا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ تھی۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ وہ ہمیں چیک کریں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اس نے جس انداز میں جولیا اور اس کے ساتھیوں کا ذکر کیا تھا وہ انداز بتا رہا تھا کہ وہ ان کی نگرانی کرا رہا ہے اور پھر بہرحال وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے اور ہم سب احمقانہ انداز میں وہاں گئے تھے اس سے اس نے بہرحال مشکوک تو ہونا ہی تھا۔ اس لئے یقیناً وہ ہماری نگرانی بھی کرا سکتا تھا اور غلط پتہ بتانے کی صورت میں معاملات مزید خراب ہو سکتے تھے اور ہمیں پھر نئے سرے سے کوئی ٹھکانہ ڈھونڈنا پڑتا"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ نے خود ہی اس انداز میں اڈے تک جانے کا فیصلہ کیا تھا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس کے سوا اور کوئی صورت ہی نہیں تھی۔ اب تم دیکھو ہم نے نہ صرف کرنل پائیک سے ملاقات کر لی بلکہ اس کا سیٹ اپ وغیرہ بھی سب دیکھ لیا ہے۔ اس لئے اب ہم آسانی سے اپنا پلان مرتب کر سکتے ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تو کیا آپ نے کوئی پلان سوچ لیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہاں جانے سے ساری صورت حال واضح ہو گئی ہے۔

سوائے ڈائریکٹ ایکشن کے وہاں داخل ہونے کا اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ وہاں کے انتظامات ایسے ہیں کہ وہاں کسی پلان کے تحت داخل ہونا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ جب چیک پوسٹ والوں نے کرنل پائیک کے بارے میں بتایا تو اس سے ملاقات سے پہلے میرا خیال یہی تھا کہ کرنل پائیک کے کسی آدمی پر قبضہ کر کے اس کے روپ میں ہم اندر چلے جائیں گے لیکن تم نے بھی کرنل پائیک کو دیکھا ہے۔ ہمارے ساتھیوں میں سے خاور اس کا میک اپ کر سکتا تھا لیکن خاور ہمارے ساتھ ہی نہیں ہے اس لئے یہ پلان بھی ختم ہو کر رہ گیا۔ اب آخری صورت یہی رہ جاتی ہے کہ پہلے ہم کرنل پائیک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کریں اور پھر ڈائریکٹ ایکشن کرتے ہوئے اندر داخل ہو کر اپنا مشن مکمل کریں اور واپس چلے جائیں۔ اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں ہے"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی کار جارج کالونی میں داخل ہو کر کوٹھی کے گیٹ پر رکی اور کیپٹن شکیل نے تین بار مخصوص انداز میں ہارن دیا تو کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور کیپٹن شکیل کار اندر لے گیا۔ پھاٹک کھولنے والا تنویر تھا۔ عمران اور کیپٹن شکیل کار سے نیچے اترے تو اس وقت تک تنویر بھی واپس آ گیا۔

"پکنک کیسی رہی"...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"پکنک تو اچھی رہی لیکن عقبی سائیڈ ہمارے لئے بے کار ہے۔ ادھر سے اندر جانا حماقت ہی ہے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے میں نے راستے میں کیپٹن شکیل سے کہا ہے کہ ہم لاکھ بھاگ دوڑ کر لیں۔ سوچ بچار کر لیں۔ بہرحال ہمیں آخرکار تنویر ایکشن سے کام لینا پڑے گا"...... عمران نے کہا تو تنویر بے اختیار مسکرا دیا۔

"تم اگر میری بات پہلے مان لو تو اس قدر وقت بھی ضائع نہ ہو"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری بات ماننے کے بعد مجھے تو باقی زندگی صرف آہیں بھر کر گزارنا پڑے گی"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو بہرحال تمہارا مقدر ہے ہی"...... تنویر نے فوراً ہی جواب دیا اور اس بات پر عمران کے ساتھ ساتھ کیپٹن شکیل بھی بے اختیار ہنس پڑا۔ اس دوران وہ چلتے ہوئے کمرے میں داخل ہو گئے تھے۔

"کیا بات ہے۔ کس بات پر ہنسا جا رہا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر بتا رہا ہے کہ مشن ہو تو ایسا کہ بغیر کوئی رقیب کے پکنک منائی جائے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم کیا کر آئے ہو۔ تم اپنی بات کرو"...... جولیا نے کہا۔

"ہم کرنل پاینک کی زیارت کر کے ٹھنڈے ٹھنڈے واپس آ

گئے ہیں"...... عمران نے جواب دیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں باہر سے ہلکی ہلکی کھٹک کھٹک کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ سوچتا اچانک اس کی ناک سے ایک نامانوس سی بو ٹکرائی اور عمران نے بے اختیار سانس روک لیا لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن کسی لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا۔ اس نے اپنے ذہن کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کی کوشش بے سود ثابت ہوئی اور پھر اس کا گھومتا ہوا ذہن یکلخت جیسے اتھاہ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

میجر کیری جارج کالونی کی ایک زیر تعمیر کوٹھی کی بیرونی دیوار کی سائیڈ میں کھڑا ہوا تھا۔ اس کی تیز نظریں سڑک کی دوسری طرف کچھ فاصلے پر موجود ایک کوٹھی پر جمی ہوئی تھیں۔ فنلے نے اس کوٹھی کے بارے میں بتایا تھا۔ میجر کیری کے خصوصی سیکشن کے آدمی اس کوٹھی کے گرد اس انداز میں پھیلے ہوئے تھے کہ کسی کو ان پر کسی طرح کا بھی شک نہ ہو سکتا تھا۔ ایک کار ابھی تھوڑی دیر پہلے کوٹھی کے اندر گئی تھی۔ اس کار میں ایک ایکریمی عورت اور دو ایکریمی مرد تھے۔ ان کے اندر جانے کے بعد کوٹھی کا پھاٹک بند ہو گیا تھا لیکن میجر کیری جانتا تھا کہ ابھی ایک اور کار نے آنا ہے اور وہ اس کے انتظار میں تھا۔ کچھ دیر بعد اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو میجر کیری بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ریمزے کالنگ۔ اوور"...... ایک آواز سنائی دی۔

"یس میجر کیری اٹنڈنگ یو ریمزے۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ اوور"...... میجر کیری نے کہا۔

"باس۔ ابھی جو کار کوٹھی کے اندر داخل ہوئی ہے اس کے پیچھے ریڈ اتھارٹی کا ایک آدمی بھی تھا۔ وہ اس کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا تھا اس نے مجھے بھی دیکھ لیا تھا۔ وہ میرا واقف تھا اس نے مجھ سے پوچھا کہ میں یہاں کیا کر رہا ہوں لیکن میں نے اسے ٹال دیا ہے اور وہ واپس چلا گیا ہے۔ اوور"...... ریمزے نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ ریڈ اتھارٹی بھی ان کے پیچھے لگ چکی ہے۔ بہرحال تم محتاط رہو۔ جیسے ہی دوسری کار یہاں پہنچے تم نے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دینی ہے۔ اوور"...... میجر کیری نے کہا۔

"یس باس۔ ہم پوری طرح تیار ہیں۔ اوور"...... ریمزے نے جواب دیا۔

"سنو۔ ریڈ اتھارٹی کے پیچھے لگنے کی وجہ سے اب میں اپنا پہلا حکم منسوخ کر رہا ہوں اب انہیں بے ہوش کر دینے کے بعد اندر داخل ہو کر انہیں ہلاک نہیں کرنا بلکہ انہیں بے ہوشی کی حالت میں اٹھا کر ریڈ پوائنٹ پر لے جانا ہے۔ سمجھ گئے۔ اوور"...... میجر کیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ جیسے آپ کا حکم۔ ویسے باس۔ یہ لوگ انتہائی

خطرناک ہیں۔اوور"...... ریمزے نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"جو میں حکم دے رہا ہوں اس کی تعمیل کرو۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ کس قدر خطرناک ہیں۔اوور"...... میجر کیری نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔اوور"...... دوسری طرف سے ریمزے نے جواب دیا اور میجر کیری نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں اپنا کریڈٹ ریڈ اتھارٹی کے حوالے کر دوں"...... میجر کیری نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے دراصل اس بات نے چونکا دیا تھا کہ ریڈ اتھارٹی بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کے پیچھے ہے اور وہ یہاں تک پہنچ گئے ہیں۔ اسے خدشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اگر اس نے ان ایجنٹوں کو یہاں ہلاک کرا دیا تو ریڈ اتھارٹی یہاں پہنچ کر صورت حال کو اپنے کنٹرول میں کر سکتی ہے اور چونکہ وہ ریڈ اتھارٹی ہے اس لئے اس کا ہاتھ کوئی نہ روک سکے گا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں ہلاک کرنے کی بجائے دوسری جگہ منتقل کر کے ہلاک کیا جائے تاکہ ریڈ اتھارٹی وہاں تک نہ پہنچ سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد ایک کار وہاں آکر رکی جس میں دو ایکریمی موجود تھے۔ مخصوص انداز میں ہارن بجایا گیا تو کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور کار اندر چلی گئی اور میجر کیری چوکنا ہو کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اب ایکشن کا وقت آگیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے ریمزے کی بند باڈی کی ویگن اس کوٹھی کے پھاٹک کے

سامنے آکر رکتے دیکھی۔ اسی لمحے پھاٹک کھل گیا اور ریمزے ویگن اندر لے گیا۔ میجر کیری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ ریمزے کے اس طرح اندر جانے کا مطلب تھا کہ کام درست طور پر ہو چکا ہے۔ بہرحال وہ انتظار میں کھڑا رہا اور پھر تھوڑی دیر بعد پھاٹک دوبارہ کھلا اور ویگن باہر آگئی اور پھر تیزی سے مڑ کر دائیں ہاتھ پر چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور آدمی باہر آیا اور اس نے کوٹھی کے پھاٹک کو باہر سے بند کر دیا اور تیزی سے چلتا ہوا میجر کیری کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ ریمزے کا اسسٹنٹ گرام تھا۔

"سب اوکے ہو گیا ہے باس"...... اس نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اپنے ساتھیوں سمیت واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ جاؤ۔ میں ریڈ پوائنٹ پر جا رہا ہوں"...... میجر کیری نے کہا اور تیزی سے مڑ کر پچھلی طرف موجود اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کالونی سے نکل کر تیزی سے ریڈ پوائنٹ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ پوائنٹ ایک کوٹھی میں بنایا گیا تھا اور کوٹھی ایک اور کالونی میں تھی۔ یہ پوائنٹ میجر کیری نے اپنے طور پر بنایا ہوا تھا اور اس کا علم کرنل ڈیوڈ کو بھی نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو چند لمحوں بعد کوٹھی کا پھاٹک کھل گیا اور میجر کیری کار اندر لے گیا۔ پورچ میں صرف ایک کار موجود تھی۔ ویگن شاید واپس چلی گئی تھی۔ میجر

کیری نے کار پورچ میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے برآمدے سے اتر کر ریزے تیزی سے چلتا ہوا اس کی طرف آیا اور اس نے میجر کیری کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"ان کا کیا کیا ہے"...... میجر کیری نے ریزے سے پوچھا۔

"باس۔ نیچے تہہ خانے میں انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا ہے"...... ریزے نے جواب دیا تو میجر کیری نے اثبات میں سرہلا دیا اور پھر جب وہ تہہ خانے میں پہنچا تو وہاں واقعی ایک عورت اور چار مرد کرسیوں پر بے ہوشی کے عالم میں موجود تھے۔ ان کے جسم راڈز میں جکڑے ہوئے تھے۔

"ان کے میک اپ واش کرو تاکہ میں ان کی اصل شکلیں دیکھ سکوں"...... میجر کیری نے بڑے مطمئن انداز میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ریزے نے کہا اور تیزی سے مڑ کر تہہ خانے سے باہر چلا گیا۔

"تو یہ ہیں وہ مشہور زمانہ پاکیشیائی ایجنٹ جن سے اسرائیل کا صدر بھی خوفزدہ رہتا ہے۔ ہونہہ نانسنس"...... میجر کیری نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد ریزے واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید میک اپ واشر تھا۔ اس نے میک اپ واشر کا کنٹوپ ایک بے ہوش آدمی کے سر اور چہرے پر چڑھایا اور اس کو کلپ کر کے اس کے

ساتھ ہی موجود باکس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ شفاف کنٹوپ بٹن دباتے ہی دھندلا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد یہ دھندلاہٹ ختم ہو گئی تو ریزے نے کنٹوپ اتارا لیکن میجر کیری اور ریزے دونوں ہی یہ دیکھ کر اچھل پڑے کہ میک اپ واشر کے استعمال کے باوجود اس آدمی کا چہرہ پہلے جیسا ہی رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ یہ میک اپ واش کیوں نہیں ہوا"...... میجر کیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہے"...... ریزے نے جواب دیا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جب یہ پاکیشیائی ہے تو یہ ایکریمین کیسے ہو سکتا ہے"...... میجر کیری نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ دنیا کا جدید ترین میک اپ واشر ہے جو ہر قسم کے میک اپ واش کر دیتا ہے۔ اس لئے اس آدمی کے چہرے پر میک اپ ہوتا تو لامحالہ واش ہو جاتا"...... ریزے نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"دوسرے آدمیوں کے چہروں پر ٹرائی کرو"...... میجر کیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں خدشات ابھر آئے تھے کہ کہیں فنلے نے غلط بیانی تو نہیں کی لیکن پھر اسے خیال آیا کہ ریڈ اتھارٹی ان کے پیچھے کیوں تھی لیکن جدید ترین میک اپ واشر سے میک اپ کا واش نہ ہونا اس کے لئے واقعی حیران کن ثابت ہو رہا

تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب سب کے چہرے میک اپ واشر کے استعمال کے باوجود پہلے جیسے ہی رہے تو میجر کیری کا ذہن گھوم سا گیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا ہے"۔ میجر کیری نے کہا۔

"باس۔ انہیں ہوش میں لا کر ان سے بات چیت کی جائے کیونکہ ان کے پیچھے ریڈ اتھارٹی کا آدمی آیا تھا"...... ریزے نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ہوش میں لے آؤ انہیں"...... میجر کیری نے کہا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ انہیں بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیتا اور پھر وزیراعظم اور صدر کو بتایا جاتا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں اور پھر ایسا ثابت نہ ہوتا تو اس کا کیا حشر ہوتا۔

"ریزے نے جیب سے ایک شیشی نکالی اور پھر اسے کھول کر اس نے باری باری سب کی ناک سے لگائی اور آخر میں شیشی بند کر کے اس نے اسے واپس اپنی جیب میں ڈال لیا۔ چند لمحوں بعد ان میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ یہ کیا ہے"...... اچانک ایک آدمی نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا اور میجر کیری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ بولنے والے نے ایکریمی لہجے میں اور ایکریمی زبان میں بات کی تھی جبکہ میجر کیری جانتا تھا کہ اس طرح ہوش میں آتے ہوئے اصلیت لامحالہ سامنے آجاتی ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ واقعی ایکریمی ہی ہیں پاکیشیائی نہیں ہیں۔

"تم لوگ کون ہو"...... میجر کیری نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جو سب سے پہلے ہوش میں آیا تھا اور اس نے ہی بات کی تھی۔

"ہم سٹی یونیورسٹی ایکریمیا کے پروفیسر ہیں اور میرا نام پروفیسر گلبرٹ ہے۔ تم کون ہو اور تم نے ہمیں اس طرح کیوں جکڑ رکھا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ آخر کیا ہو رہا ہے۔ ہم تو اپنی رہائش گاہ میں تھے"...... پروفیسر گلبرٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا نام میجر کیری ہے اور میرا تعلق جی پی فائیو سے ہے"۔ میجر کیری نے غور سے اس آدمی کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کا خیال تھا کہ اگر یہ پاکیشیائی ہوئے تو جی پی فائیو کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑیں گے لیکن ان کے چہروں پر کوئی تاثر نہ تھا۔

"جی پی فائیو۔ وہ کیا ہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر کیری نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اب اسے یقین آگیا تھا کہ یہ لوگ بہرحال پاکیشیائی نہیں ہیں۔

"تمہارے پیچھے ایک سرکاری ایجنسی کے آدمی لگے ہوئے تھے۔ کیا تم اس کی وجہ بتا سکتے ہو"...... میجر کیری نے اچانک ریڈ اتھارٹی کا خیال آتے ہی پوچھا۔

"سرکاری ایجنسی کے آدمی۔ اوہ۔ تمہارا مطلب کرنل پائیک کے آدمیوں سے تو نہیں ہے۔ وہ بھی کہہ رہا تھا کہ اس کا تعلق کسی

سرکاری ایجنسی سے ہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا تو میجر کیری کرنل پائیک کا نام سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

" تم کرنل پائیک کو جانتے ہو"...... میجر کیری نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

" ہاں۔ ہم اس سے مل کر ہی واپس آئے تھے۔ ہمارا تعلق یونیورسٹی کے اس ریسرچ شعبے سے ہے جو میزائلوں پر کام کرتا ہے۔ ہمیں اطلاع ملی تھی کہ یہاں پہاڑیوں میں اسرائیل کا میزائلوں کا ایک اہم اڈا ہے اور ہم اس اڈے میں گئے تھے لیکن ہمیں بتایا گیا کہ کسی وجہ سے یہ انتہائی ممنوعہ علاقہ بنا دیا گیا ہے۔ ہم نے اڈا تو نہیں دیکھنا تھا ہم تو اڈے میں نصب میزائلوں کی ساخت کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ ہمیں ایک دوسری عمارت میں بھجوا دیا گیا۔ وہاں کرنل پائیک موجود تھے۔ ان سے ہماری بات چیت ہوتی رہی۔ انہوں نے ہمیں اعلیٰ قسم کی شراب پلائی اور ہمیں بتایا گیا کہ یہاں اسرائیل میں ایسی معلومات صرف وزارت دفاع سے مل سکتی ہیں۔ چنانچہ ہم ان سے مل کر واپس آگئے۔ جب ہم اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تو ہمارے ساتھی جو پکنک منانے گئے ہوئے تھے اور جن کے بارے میں کرنل پائیک نے بھی بتایا کہ وہ چونکہ اس اڈے کی عقبی طرف پکنک منا رہے تھے اس لئے انہیں مشکوک سمجھا گیا تھا۔ بہرحال ہم سے مل کر انہیں اطمینان ہو گیا تھا۔ ہم اپنی رہائش گاہ میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک نامانوس سی بو ہمیں محسوس ہوئی

اور اس کے ساتھ ہی ہم بے ہوش ہو گئے اور اب ہمیں یہاں ہوش آیا ہے۔ آخر یہ کیا سلسلہ ہے۔ کیا اسرائیل میں یونیورسٹی کے پروفیسر تک محفوظ نہیں رہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے آخری فقرہ قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

" ویری سوری پروفیسر۔ دراصل ان دنوں یہاں پاکیشیائی ایجنٹ آئے ہوئے ہیں جو اس اڈے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے تمام سرکاری ایجنسیاں حرکت میں ہیں۔ جس کوٹھی میں آپ کی رہائش ہے اس کوٹھی کے بارے میں ہمیں اطلاع ملی تھی کہ یہ کوٹھی فلسطینیوں کی ایک تنظیم ایگلز کے ذریعے یہاں کے ایک مقامی یہودی کی مدد سے حاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ہم یہی سمجھے کہ آپ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور میک اپ میں ہیں"...... میجر کیری نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

" آپ ہمارے بارے میں ایکریمی سفارت خانے سے معلومات حاصل کر لیں یا آپ چاہیں تو آپ سٹی یونیورسٹی سے براہ راست معلومات حاصل کر لیں"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

" اب کسی معلومات کی ضرورت نہیں ہے۔ ریزے انہیں رہا کر دو"...... میجر کیری نے کہا تو ریزے آگے بڑھا اور پھر اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ پینل پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور ایک ایک کر کے تمام کرسیوں کے راڈز غائب ہوتے چلے گئے۔

" بے حد شکریہ میجر" ...... پروفیسر گلبرٹ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

" آپ ٹیکسیوں میں واپس جا سکتے ہیں۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ آپ کو تکلیف ہوئی" ...... میجر کیری نے کہا۔

" کوئی بات نہیں۔ حکومتی معاملات میں غلط فہمی ہو ہی جاتی ہے۔ یہ جگہ کون سی ہے" ...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

" یہ اسلحہ کالونی ہے۔ آئیے میرے ساتھ " ...... میجر کیری نے کہا اور تہہ خانے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ باہر اس کے چار آدمی موجود تھے جو مستقل طور پر اس پوائنٹ پر رہتے تھے۔

" کیا یہاں آپ اور آپ کے ساتھیوں کے علاوہ اور کوئی نہیں رہتا" ...... پروفیسر گلبرٹ نے برآمدے میں پہنچ کر کہا۔

" نہیں۔ یہ چار آدمی اس پوائنٹ پر مستقل رہتے ہیں جبکہ میں اور ریمزے یہاں صرف کام کے وقت ہی آتے ہیں۔ یہ ہمارا خصوصی پوائنٹ ہے" ...... میجر کیری نے کہا۔

" ہمیں خوشی ہوئی کہ ہم نے بہرحال ایک سرکاری پوائنٹ دیکھ لیا۔ لیکن ہم اسے اچھی طرح دیکھنا چاہتے ہیں" ...... پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر کیری اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک پروفیسر گلبرٹ کا بازو گھوما اور میجر کیری کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے اس کی کنپٹی پر کسی نے ایٹم بم مار دیا ہو۔ وہ چیخ کر نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں

ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی میں روشنی کی لہریں نمودار ہوئیں اور آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہو گیا۔ اس کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے محسوس ہو گیا کہ وہ کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا ہے اور پھر سامنے موجود افراد کو دیکھ کر اس کے ذہن کو حیرت کا اس قدر شدید جھٹکا لگا کہ وہ دوبارہ بے ہوش ہوتے ہوتے رہ گیا۔ سامنے کرسیوں پر پروفیسر گلبرٹ اور اس کی ساتھی عورت بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔

" یہ۔یہ۔کیا مطلب۔یہ۔یہ" ...... میجر کیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" میجر کیری کیا تم آج کل کرنل ڈیوڈ کے نمبر ٹو ہو"۔ پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ مگر یہ سب کچھ ۔ کیا مطلب۔ تم تو" ...... میجر کیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔

" کیا تم نے ہماری گرفتاری کے بارے میں کرنل ڈیوڈ کو مطلع کیا تھا" ...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

" نہیں۔ میں چیکنگ کے بعد انہیں مطلع کرتا۔ لیکن یہ تم نے کیا کیا ہے۔ میں نے تو تمہیں گولی مارنے کی بجائے معذرت کر کے

رہا کر دیا تھا"...... میجر کیری نے اس بار اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"میں نے تمہیں کچھ نہیں کہا۔ صرف اس کرسی پر بٹھا کر اس طرح جکڑ دیا ہے جس طرح تم نے ہمیں جکڑا تھا۔ دراصل ہم اب پوری تفصیل سے معاملات کو جاننا چاہتے ہیں۔ ورنہ آج تم نے ہمیں بے ہوش کر کے یہاں جکڑا تھا کل کوئی اور یہ کام کرے گا"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

"میں نے بتایا تھا کہ ہمیں غلط اطلاع ملی تھی اس لئے ایسا ہوا ہے ورنہ میں تمہیں کیوں چھوڑتا"...... میجر کیری نے کہا۔

"تم نے تو ہمیں چھوڑ دیا لیکن اگر تمہارے چیف کرنل ڈیوڈ نے ہمیں پکڑ لیا تب"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ وہ رپورٹ کی انتظار میں ہو گا۔ اگر تم مجھے آزاد کر دو تو میں تمہارے سامنے اسے تفصیلی رپورٹ دے سکتا ہوں پھر تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا"...... میجر کیری نے کہا۔

"کیا کرنل ڈیوڈ نے تمہیں حکم دیا تھا کہ ہمیں بے ہوش کر کے یہاں لایا جائے"...... پروفیسر گلبرٹ نے پوچھا۔

"نہیں۔ اس نے تو کہا تھا کہ تمہیں بے ہوش کر کے گولیوں سے اڑا دیا جائے لیکن میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے تمہیں چیک کر لیا جائے"...... میجر کیری نے کہا۔

"تم اسے کیا کہو گے جبکہ تم نے اس کے حکم کی خلاف ورزی کی

ہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

"میں اسے بتاؤں گا کہ چونکہ ریڈ اتھارٹی کا آدمی تمہارے پیچھے آیا تھا اس لئے میں نے کرنل پائیک سے بات کی اور کرنل پائیک نے تمہیں کلیئر کر دیا۔ چونکہ کرنل پائیک ریڈ اتھارٹی ہولڈر اور ریڈ اتھارٹی کے چیف ہیں اس لئے اس کا حکم ماننا ہم سب پر فرض ہے"...... میجر کیری نے کہا۔

"وہ تم سے پوچھ سکتا ہے کہ کرنل پائیک سے تمہارا رابطہ کیسے ہوا۔ پھر"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

"میں جی پی فائیو کا نمبر ٹو ہوں۔ کرنل پائیک کی خصوصی فریکونسی کا مجھے علم ہے اور کرنل ڈیوڈ بھی یہ بات جانتا ہے"۔ میجر کیری نے جواب دیا۔

"کیا کرنل پائیک تمہیں جانتا ہے"...... پروفیسر نے پوچھا۔

"ہاں۔ میں ملٹری انٹیلی جنس میں رہا ہوں اور کرنل پائیک بھی ملٹری انٹیلی جنس میں رہے ہیں۔ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں"۔ میجر کیری نے جواب دیا۔

"کیا فریکونسی ہے کرنل پائیک کی۔ میں خود اس سے بات کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تم نے بتایا ہے کہ وہ ریڈ اتھارٹی ہولڈر ہے میں اسے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کرنل ڈیوڈ کو ہماری کلیئرنس کر دے تاکہ آئندہ ہمیں پریشان نہ کیا جائے"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا تو میجر کیری نے اسے فریکونسی بتا دی۔

"مارگریٹ۔ اس کے منہ میں رومال ڈال دو"...... اچانک پروفیسر گلبرٹ نے ساتھ بیٹھی ہوئی ساتھی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب۔ کیوں۔ یہ کیا کر رہے ہو"...... میجر کیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی پروفیسر کی اس بات کی سمجھ نہ آئی تھی لیکن اس کی ساتھی عورت نے اس کے جبڑے اس انداز میں بھینچے کہ اس کا منہ کھل گیا اور اس نے دوسرے ہاتھ میں موجود رومال اس کے منہ میں ڈال دیا اور پھر واپس جا کر اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔ اسی لمحے پروفیسر گلبرٹ نے جیب سے وہ ٹرانسمیٹر نکالا جو میجر کیری کا تھا۔ اس نے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ میجر کیری بول رہا ہوں باس۔ اوور"...... اچانک پروفیسر کے منہ سے میجر کیری کی آواز سنائی دی تو میجر کیری کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ اس کا ذہن بے اختیار گھوم گیا تھا۔

"یس کرنل ڈیوڈ اٹنڈنگ یو۔ کیا ہوا ان پاکیشیائی شیطانوں کا۔ اوور"...... چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی اور میجر کیری کو حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ پروفیسر کرنل پائیک سے بات کر رہا ہے لیکن کرنل پائیک کی جگہ کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے کرنل ڈیوڈ کی فریکوئنسی

کا پہلے سے علم تھا۔ اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس سے غلطی تو نہیں ہوئی کہیں یہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹ تو نہیں ہیں۔

"باس۔ وہ لوگ ابھی تک واپس کوٹھی نہیں پہنچے۔ البتہ ریڈ اتھارٹی کا ایک آدمی بھی اس کوٹھی کی نگرانی کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ یہ لوگ میزائل اڈے کی عقبی طرف پکنک منا رہے تھے۔ انہیں چیک کیا گیا تو انہوں نے اس کوٹھی کا پتہ بتایا جس پر کرنل پائیک نے اسے یہاں بھیجا تھا کہ وہ چیک کرے کہ کیا واقعی یہ لوگ یہاں رہتے ہیں یا نہیں۔ اوور"...... پروفیسر گلبرٹ نے میجر کیری کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اگر یہ وہاں پہنچ گئے تو پھر لامحالہ وہاں کا جائزہ لینے گئے ہوں گے اور انہوں نے چونکہ اس کوٹھی کا پتہ بتا دیا تھا اس لئے وہ اب یہاں واپس نہیں آئیں گے۔ اس کرنل پائیک نے حماقت کی ہے۔ اسے انہیں گولی سے اڑا دینا چاہئے تھا۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔ اوور"...... پروفیسر گلبرٹ نے میجر کیری کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس آ جاؤ۔ اب وہاں کی نگرانی کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ لوگ اب کسی صورت بھی وہاں واپس نہیں آئیں گے۔ اب ہمیں نئے سرے سے انہیں تلاش کرنا ہو گا۔ اوور"۔ کرنل

ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ کرنل پائیک سے تو بات کریں جناب۔ ان کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے ورنہ ہم نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں پر قابو پا لیا تھا۔ اوور"...... پروفیسر گلبرٹ نے کہا۔

"اسے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پروفیسر گلبرٹ نے بٹن آف کر دیا۔ اب میجر کیری کو یقین ہو گیا تھا کہ اس سے انتہائی حماقت ہوئی ہے اور وہ ان لوگوں کے چکر میں آگیا ہے۔ یہ ایکریمی نہیں ہیں بلکہ پاکیشیائی ہی ہیں۔

"اس کے منہ سے رومال نکال دو مارگریٹ"...... پروفیسر گلبرٹ نے اپنی ساتھی عورت سے کہا تو اس عورت نے اٹھ کر میجر کیری کے منہ سے رومال باہر کھینچ لیا اور میجر کیری نے بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے شروع کر دیئے۔

"تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو۔ اب مجھے یقین آگیا ہے"...... میجر کیری نے سانس بحال ہوتے ہی کہا۔

"وہ کس طرح۔ کیا ہمارے چہرے جعل گئے ہیں"...... پروفیسر گلبرٹ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اسی چکر نے تو مجھے دھوکہ دیا ہے۔ نجانے تم نے کس قسم کے میک اپ کر رکھے ہیں کہ جدید ترین میک اپ واشر سے بھی واش نہیں ہو سکے"...... میجر کیری نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میک اپ صرف جسمانی ہی نہیں ہوا کرتا ذہنی بھی ہوتا ہے میجر کیری۔ تم لوگوں کے ساتھ المیہ یہ ہے کہ تم مشینوں پر انحصار کرتے ہو جبکہ ذہن بہرحال مشینوں سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے کیونکہ یہ مشینیں انسانوں کی بنائی ہوئی ہوتی ہیں اور دماغ ایک ایسی مشین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا ہے"...... پروفیسر گلبرٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم واقعی پاکیشیائی ایجنٹ ہو"...... میجر کیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میرا نام علی عمران ہے۔ شاید تم نے یہ نام سنا ہو۔ ویسے جب مجھے یہاں موجود تمہارے آدمیوں سے معلوم ہوا کہ تم آج کل کرنل ڈیوڈ کے نمبر ٹو ہو تو میں سمجھ گیا تھا کہ تم اس سے بھی بڑے احمق ہو گے۔ تمہارے آدمی ختم ہو چکے ہیں اور تمہاری وجہ سے ہمیں اپنا مشن مکمل کرنے کا راستہ مل گیا ہے۔ اب میجر کیری اپنے ساتھیوں سمیت کرنل پائیک کے پاس جائے گا اور پھر کرنل پائیک کو بھی تمہاری طرح اس وقت ہماری حقیقت کا علم ہو گا جب تمہاری طرح موت اس کے دروازے پر دستک دے رہی ہو گی"۔ پروفیسر گلبرٹ نے یکلخت بدلے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"مم۔ مجھے۔ مجھے مت مارو"...... میجر کیری نے یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے مشین پسٹل کی نال سے یکے بعد دیگرے شعلے نکلتے دیکھے اور اس کے ساتھ ہی کئی گرم سلاخیں اس کے جسم میں اترتی چلی گئیں اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اس کے گلے میں اٹک گیا ہو۔ اس نے سانس نکالنے کی کوشش کی لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت اس طرح تاریک ہو گیا۔ جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ماحول اور اردگرد کا سب کچھ ہی گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں پریشانی کے عالم میں بیٹھا ہوا تھا۔ میجر کیری کی طرف سے کال ملنے کے بعد کہ عمران اور اس کے ساتھی جارج کالونی والی کوٹھی پر واپس نہیں پہنچے اور غائب ہو گئے ہیں اسے بے حد پریشان کر رہی تھی اور اس نے جی پی فائیو کی تمام تنظیموں کو ان کی تلاش پر لگا دیا تھا۔ وہ ہر قیمت پر ریڈ اتھارٹی سے پہلے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن وہ جس طرح اچانک غائب ہو جاتے تھے اس سے وہ بے حد پریشان ہو گیا تھا۔ گو اسے میجر کیری نے بتایا تھا کہ ایسا کرنل پائیک کی وجہ سے ہوا تھا کہ اس نے انہیں وہاں چیک کرتے ہوئے ان کا پتہ پوچھ لیا جس کی وجہ سے وہ اس کوٹھی پر واپس ہی نہیں آئے۔ کئی بار اس کا دل چاہا تھا کہ وہ کرنل پائیک پر چڑھ دوڑے لیکن پھر وہ خون کے گھونٹ پی کر اس لئے خاموش ہو گیا تھا کہ کرنل پائیک بہرحال ریڈ اتھارٹی ہولڈر تھا

اور ریڈ اتھارٹی کے اختیارات سے وہ اچھی طرح واقف تھا اور پھر وہ ان حالات میں کرنل پائیک کو اپنا مخالف نہ بنانا چاہتا تھا لیکن اس کے باوجود وہ پریشان تھا کیونکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی سے وہ واقف تھا۔ اگر وہ اڈے کا جائزہ لینے پہنچ گئے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ وہ اڈے پر حملہ کرنے کا پلان بنا چکے ہوں گے۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ وہ ریڈ اتھارٹی کے ہتھے چڑھ سکتے تھے اور جی پی فائیو کے ہاتھ نہ آسکتے تھے اور اسی بات پر کرنل ڈیوڈ پریشان تھا کہ اچانک سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھالیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"روبران بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں یکلخت چمک ابھر آئی۔ کیونکہ روبران جی پی فائیو کے سرچنگ سیکشن کا انچارج تھا اس لئے اس کی کال کا مطلب تھا کہ روبران نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا کھوج نکال لیا ہے۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ ان پاکیشیائیوں کا پتہ چلا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس ایک بری خبر ہے۔ جناب میجر کیری ان کے سیکشن کے انچارج ریمزے اور ان کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے روبران نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کو یوں

محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے بم مار دیا ہو۔ ایک لمحے کے لئے تو وہ سکتے کے عالم میں بیٹھے کا بیٹھا رہ گیا۔

"باس"...... جب خاموشی بڑھ گئی تو روبران کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے اس طرح جھٹکا کھایا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر بری طرح جھنجھوڑ دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ کیا تم نشے میں ہو۔ پاگل ہو۔ یا تمہیں کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ہذیانی انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ اس وقت میں ریڈ پوائنٹ سے ہی بول رہا ہوں۔ سب لاشیں یہاں موجود ہیں"...... روبران نے نرم اور دھیمے لہجے میں کہا کیونکہ وہ بھی کرنل ڈیوڈ کی کیفیت کو سمجھ رہا تھا۔

"ریڈ پوائنٹ۔ کیا مطلب۔ کون سا ریڈ پوائنٹ۔ کیا تم واقعی پاگل ہو گئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ ہذیانی انداز میں کہا۔

"باس۔ میجر کیری نے آسٹن کالونی کی ایک کوٹھی میں ایک خفیہ سنٹر بنایا ہوا تھا جہاں اسلحہ کاریں تشدد کا مکمل سامان لاشیں جلانے والی برقی بھٹی وغیرہ ہر قسم کا سامان رکھا گیا تھا۔ میجر کیری نے اس کا نام ریڈ پوائنٹ رکھا ہوا تھا۔ یہاں ان کے سیکشن کے چار افراد ہر وقت رہتے تھے۔ مجھے اطلاع ملی کی میجر کیری کے سیکشن کا انچارج ریمزے ایک بند باڈی کی ویگن چلاتے ہوئے جارج کالونی

سے نکلتے دیکھا گیا تو میں چونک پڑا کیونکہ جارج کالونی میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی رہائش گاہ تھی۔ میں اس رہائش گاہ پر پہنچا تو وہاں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی دونوں کاریں موجود تھیں جس پر میں سمجھ گیا کہ ریزے اس کوٹھی سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہی اس بند باڈی ویگن میں اٹھا کر لے گیا ہے کیونکہ ریزے بند باڈی ویگن اس وقت خصوصی طور پر استعمال کرتا ہے جب کسی کو خفیہ طور پر لے جانا ہو۔ میں نے اس بند باڈی ویگن کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے اطلاع ملی کہ اس ویگن کو آسٹن کالونی میں دیکھا گیا ہے جس پر میں سمجھ گیا کہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یقیناً ریڈ پوائنٹ پر لے جایا گیا ہے لیکن چونکہ آپ نے حکم دیا تھا کہ انہیں تلاش کیا جائے اس لئے میں سمجھ گیا کہ میجر کیری نے آپ کو اطلاع نہیں دی۔ چنانچہ میں حالات معلوم کرنے وہاں گیا تو پھاٹک اندر سے بند تھا۔ میں نے کال بیل دی لیکن جب پھاٹک نہ کھولا گیا تو میں نے اپنا ایک آدمی پھاٹک پر چڑھا کر اندر پہنچایا اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ جب ہم اندر گئے تو وہاں ایک کمرے میں چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ دوسرے کمرے میں ریزے کی لاش موجود تھی۔ ریزے کی لاش کا چہرہ دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ اس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے اس پر تشدد کیا گیا تھا۔ میں نے مزید چیکنگ کی تو تہہ خانے میں میجر کیری کی لاش ایک کرسی پر راڈز میں جکڑی کمرے میں موجود تھی۔ اس کے سینے میں کئی گولیاں ماری گئی تھیں

اور باس اس ریڈ پوائنٹ میں موجود جی پی فائیو کی مخصوص جیپ بھی غائب ہے۔ میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں پھر اس جیپ کو تلاش کروں کیونکہ یہ بات اب یقینی ہو چکی ہے کہ میجر کیری اور ریزے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو یہاں لے آئے تھے لیکن ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے سچویشن بدل دی اور پھر الٹا انہیں ہلاک کر کے ان کی جیپ لے کر نکل گئے۔ پھاٹک کو اندر سے بند کر دیا گیا تاکہ کسی کو اندر کے حالات کا علم نہ ہو سکے۔ اگر میں خصوصی طور پر وہاں نہ جاتا تو مجھے بھی ان کی موت کے بارے میں علم نہ ہو سکتا"...... روبران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے جو کال مجھے میجر کیری نے کی ہے وہ میجر کیری کی بجائے عمران نے کی تھی۔ تم انہیں تلاش کرو۔ پورے تل ابیب کی ایک ایک اینٹ چیک کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے روبران نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور بے اختیار اپنا سر دونوں ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اس کا ذہن واقعی یہ سب کچھ سن کر کسی تیز رفتار لٹو کی طرح گھوم رہا تھا۔

"احمق۔ ہر شخص احمق بن جاتا ہے۔ نانسنس۔ میں نے کہا انہیں ہلاک کر دو۔ وہ انہیں اٹھا کر لے گیا۔ نانسنس۔ احمق۔ قطعی احمق"...... کرنل ڈیوڈ اس انداز میں مسلسل بڑبڑائے چلا جا رہا تھا

جیسے وہ لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔ اچانک آفس کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ نے چونک کر سر اٹھایا۔ دروازے سے ایک نوجوان اندر داخل ہو رہا تھا۔

"کیوں آئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے یکلخت پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا تو نوجوان جو سیلوٹ مارنے کے لئے پیر جوڑ چکا تھا اس طرح بوکھلا کر پلٹا کہ اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکا اور دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ اس کے گرنے کا انداز کچھ ایسا تھا کہ کرنل ڈیوڈ جیسا آدمی بھی بے اختیار ہنسے بغیر نہ رہ سکا۔ وہ نوجوان تیزی سے اچھل کر کھڑا ہوا اور پھرتی سے واپس مڑا۔

"رکو۔ ادھر آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا تو نوجوان اسی طرح بوکھلائے ہوئے انداز میں مڑا اور پھر ساکت کھڑا ہو گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے بجلی کی رو اچانک بند ہو جانے سے بجلی سے چلنے والے کھلونے ساکت ہو جاتے ہیں۔

"سیلوٹ مارو"...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو نوجوان بے اختیار چونکا اور اس نے سیلوٹ مارا لیکن اس کا سیلوٹ ظاہر ہے بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکا تھا اس لئے سیلوٹ کا انداز عجیب سا ہو گیا تھا۔

"ادھر آؤ بیٹھو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... کرنل ڈیوڈ اس کے اس انداز پر وقتی طور پر اپنی پریشانی بھول گیا تھا۔

"سر۔ سر میرا نام باسٹرڈ ہے۔ کیپٹن باسٹرڈ"...... نوجوان نے

اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"باسٹرڈ۔ یہ کیا نام ہے۔ یہ تو گالی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"اوہ۔ اوہ سوری سر۔ سوری۔ وہ۔ وہ۔ نام باسٹرڈ نہیں سر راسٹر ہے۔ راسٹر"...... نوجوان نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید بوکھلاہٹ کی شدت میں راسٹر کو خود ہی باسٹرڈ کہہ گیا تھا۔

"میں نے کہا ہے بیٹھو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر ایسے انداز میں میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جیسے انتہائی مجبوری کے عالم میں بیٹھ رہا ہو۔

"تم پہلے نظر نہیں آئے۔ کہاں سے آئے ہو اور کب"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ج۔ ج۔ جی میں نے آج ہی چارج لیا ہے جناب۔ اسسٹنٹ ڈیوٹی آفیسر کا جناب۔ پہلے میں سرحدی دفاعی ایجنسی میں تھا جناب۔ وہاں سے مجھے جی پی فائیو میں ٹرانسفر کیا گیا ہے جناب"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا اور وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے نوجوان کو دیکھنے لگا۔

"تو تم ہو کیپٹن راسٹر۔ میں نے تمہاری فائل دیکھی تھی۔ فائل کے مطابق تو تم انتہائی ذہین اور انتہائی فعال بتائے گئے ہو لیکن مجھے تو تم قطعی احمق آدمی نظر آ رہے ہو۔ کیا فائلوں میں جھوٹ لکھا جاتا

ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"سس۔ سر۔ سر۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ بڑے افسر فائلیں لکھتے ہیں سر"...... نوجوان نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ خلاف فطرت بے اختیار ہنس پڑا۔ حالانکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ راسٹر نے یہ فقرہ کہہ کر اس پر چوٹ کی ہے لیکن میجر کیری کی اس انداز میں خبر اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے دوبارہ غائب ہو جانے کی خبر سے پیدا ہو جانے والی پریشانی میں بھی اس نوجوان کی اس انداز میں آمد اور اس کی بوکھلاہٹ نے اس کی کیفیت کو عجیب و غریب بنا دیا تھا۔

"تم کیوں آئے تھے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"سر آپ کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوا تھا کیونکہ ایک تو آپ میرے چیف باس ہیں اور دوسرا میں نے آپ کے بارے میں اتنا سن رکھا ہے کہ مجھے آپ کو دیکھنے کا بالکل اسی طرح شوق تھا جیسے بچوں کو کسی جادوگر کو دیکھنے کا شوق ہوتا ہے۔ باس آپ یقین کریں میں رات بھر سو نہیں سکا۔ مجھے خوشی تھی کہ میں آپ کو دیکھوں گا سر"...... راسٹر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس کی کیفیت ایک بار پھر بدلتی جا رہی تھی۔

"تو تم مجھے تماشہ سمجھ کر دیکھنے آئے تھے۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"سس۔ سر۔ میں تو آپ کو دیکھنے آیا تھا سر۔ آپ تو قومی ہیرو ہیں سر۔ قومی ہیرو۔ پورا اسرائیل آپ کو ہیرو سمجھتا ہے سر اور یہ میری خوش قسمتی ہے سر کہ آپ جیسے قومی ہیرو سے مل رہا ہوں سر"...... راسٹر نے بے اختیار لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر یکلخت مسرت کے آثار ابھر آئے۔ قومی ہیرو کے لفظ نے اس پر واقعی حیرت انگیز اثر کیا تھا۔

"گڈ۔ تم اچھے آدمی ہو۔ گڈ شو۔ تم جیسے ماتحت مجھے پسند ہیں۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ تمہاری فائل میں درج تھا کہ تم نے فلسطینیوں کے دس سرحدی اڈوں کو ٹریس کر کے انہیں تباہ کیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"کس طرح تلاش کیا تھا تم نے انہیں۔ وہ تو انتہائی خفیہ ہوتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر ذہن استعمال کر کے اور اپنے آپ کو ان کی جگہ پر رکھ کر سوچا جائے تو کلیو مل جاتا ہے"...... راسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"گڈ۔ تم واقعی ذہین نوجوان ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ اس وقت جی پی فائیو کس سلسلے میں مصروف ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ تل ابیب میں داخل ہوئے ہیں اور انہیں ٹریس کیا جا رہا ہے سر"...... راسٹر نے

جواب دیا۔ اب وہ کافی سنبھلے ہوئے لہجے میں بات کر رہا تھا۔ شاید اس کی بوکھلاہٹ دور ہو گئی تھی۔

"کیا تم فلسطینی خفیہ اڈوں کی طرح انہیں ٹریس کر سکتے ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ تو کرو ٹریس"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا تو راسٹر تیزی سے اٹھا اور اس نے سیلوٹ مارا اور واپس مڑ گیا۔

"واپس آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر تیزی سے مڑا۔

"یس باس"...... راسٹر نے ایک بار پھر سیلوٹ مارتے ہوئے کہا۔

"ادھر آؤ۔ بیٹھو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا تو راسٹر تیزی سے آگے بڑھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کہاں جا رہے تھے تم"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے سر"...... راسٹر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کیسے ٹریس کرتے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر۔ موجودہ حالات معلوم کرتا۔ پھر کوئی اندازہ لگاتا اور کام شروع کر دیتا"...... راسٹر نے اسی طرح سیدھے سادھے لہجے میں کہا۔

"موجودہ حالات میں تمہیں بتا دیتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اس نے روبران کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ میجر کیری ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ ویری سیڈ"...... راسٹر نے کہا۔

"اسے چھوڑو۔ لوگ تو جیتے مرتے رہتے ہیں۔ وہ احمق آدمی تھا۔ اس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اس لئے مارا گیا۔ تم بتاؤ ان حالات میں تم کیا کرتے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ میجر کیری اور اس کے ساتھیوں کے میک اپ میں اڈے کی طرف ہی گئے ہوں گے"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ اندازہ تم نے کیسے لگا لیا"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ وہ لوگ اڈے کا جائزہ لے آئے تھے اور میجر کیری ملٹری انٹیلی جنس میں رہے ہیں جبکہ کرنل پائیک بھی ملٹری انٹیلی جنس میں رہے ہیں اس لئے لامحالہ وہ دونوں دوست نہیں ہوں گے تو واقف تو ضرور ہوں گے اور پاکیشیائی ایجنٹ کوٹھی کا پھاٹک اندر سے بند کر کے گئے ہیں اور جی پی فائیو کی خصوصی جیپ لے کر گئے ہیں اور وہ میک اپ کے بھی ماہر ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ وہ میجر کیری کے میک اپ میں کرنل پائیک کے پاس گئے ہوں گے

اور پھر کرنل پائیک پر قابو پا کر اس کے روپ میں اڈے میں داخل ہو جائیں گے"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم تو اس شاطر عمران سے بھی زیادہ ذہین ہو۔ اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور انتہائی تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل پائیک کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ کرنل آپ۔ فرمایئے۔ میں کرنل پائیک بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے کرنل پائیک کی نرم آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک جب تم ایکریمیا سے واپس آئے تھے تو ملٹری انٹیلی جنس جوائن کرنے سے پہلے تم نے کون سا محکمہ جوائن کیا تھا"۔ کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"...... کرنل پائیک کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"تم بتاؤ تو سہی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ریڈ آرمی"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم اصل کرنل پائیک ہو"۔ کرنل

ڈیوڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھا"...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ عمران بھی تمہاری آواز اور لہجے کی اس قدر کامیاب نقل کر سکتا ہے کہ دوسرا کسی طرح بھی نہیں پہچان سکتا اس لئے میں نے سوچا کہ میں چیک کر لوں کہ کہیں میں تمہیں کرنل پائیک سمجھ کر تم سے بات کروں اور آگے تمہاری بجائے وہ شیطان عمران بات کر رہا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو دوسری طرف سے کرنل پائیک کے ہنسنے کی آواز سنائی دی۔

"بہرحال میں اصلی کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تم نے ان لوگوں کو کیوں چھوڑ دیا جو اڈے کا جائزہ لے رہے تھے۔ تمہاری وجہ سے وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نکل گئے ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کن کی بات کر رہے ہو۔ ان ایکریمی پروفیسروں کی۔ اوہ۔ ہاں۔ مجھے اطلاع ملی تھی کہ تمہارے آدمی ان کی رہائش گاہ کی نگرانی کر رہے ہیں لیکن کیوں۔ وہ تو درست لوگ تھے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"وہ درست نہیں تھے۔ وہی عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ انہوں نے میرے نمبر ٹو میجر کیری کو ہلاک کر دیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے

کہا۔

" اوہ۔ میجر کیری ہلاک ہو گیا ہے۔ ویری سیڈ۔ وہ تو میرا اچھا دوست تھا لیکن یہ کس طرح ہوا ہے"...... کرنل پائیک نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اسے تفصیل بتا دی۔

" ہونہہ۔ یہ تو واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے کہ میں انہیں چیک نہیں کر سکا۔ حالانکہ یہاں میک اپ واشنگ سکرین بھی موجود ہے اور وہ اوکے تھی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" میں نے تمہیں بتایا ہے کہ وہ شیطان ہیں۔ ان کے پاس کوئی ایسا طریقہ ہے کہ میک اپ چیک ہی نہیں ہو سکتا۔ بہرحال اب اصل بات سنو۔ جس کی وجہ سے میں نے تمہیں فون کیا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" ہاں۔ کیا بات ہے"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

" میرا خیال ہے کہ اب یہ عمران اور اس کے ساتھی میجر کیری اور اس کی ساتھیوں کے روپ میں تمہارے پاس پہنچیں گے اس لئے تم ہوشیار رہنا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی تم نے انتہائی ذہانت سے تجزیہ کیا ہے۔ ویری گڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب میں ہوشیار ہوں اور اگر واقعی یہ لوگ یہاں آئے تو یقیناً ان کی موت کا کریڈٹ بھی تمہیں ضرور ملے گا"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

" شکریہ۔ بہرحال پوری طرح محتاط رہنا۔ گڈ بائی"...... کرنل

ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

" گڈ شو راسٹر۔ تم واقعی انتہائی ذہین آدمی ہو۔ میجر کیری ہلاک ہو چکا ہے اس لئے اب میں تمہیں اپنا نمبر ٹو بناتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے مطابق خوش ہوتے ہوئے کہا اور راسٹر تیزی سے اٹھا اور اس نے جواب میں باقاعدہ کرنل ڈیوڈ کو سیلوٹ مارا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

" بیٹھو اور میری بات غور سے سنو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... راسٹر نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" سنو۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکیشیائی ایجنٹ جی پی فائیو کے ہاتھوں مارے جائیں جبکہ تمہارے کہنے کے مطابق وہ اڈے پر جائیں گے اور میں نے صرف اس لئے کرنل پائیک کو ہوشیار کیا ہے کہ وہ بہرحال بچ کر نہ جا سکیں۔ کیا تمہارے ذہن میں کوئی ایسی ترکیب ہے جس سے انہیں اڈے پر جانے سے روکا جا سکے اور پھر ہم انہیں خود ٹریس کر کے ختم کر دیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" جناب۔ آپ میجر کیری کی مخصوص فریکوئنسی پر کال کریں۔ ظاہر ہے وہ میجر کیری بنا ہوا ہے تو میجر کیری کا ٹرانسمیٹر بھی اس کے پاس ہو گا۔ وہ کال رسیو کرے گا آپ اسے بتائیں کہ کسی نے کرنل پائیک کو اطلاع دی ہے کہ میجر کیری ہلاک ہو چکا ہے اور کرنل پائیک نے آپ کو کال کر کے پوچھا ہے اس طرح وہ سمجھ جائے گا کہ

کرنل پائیک کو میجر کیری کی موت کی اطلاع مل چکی ہے اور وہ لامحالہ میجر کیری کے روپ میں وہاں نہ جائے گا اور ہم اسے ٹریس کر لیں گے"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں بے اختیار چمک اٹھیں۔

"ویری گڈ۔ تم تو بڑے کمال کے آدمی ہو۔ میں تو بڑی مدت سے تم جیسے آدمی کا منتظر تھا۔ ویری گڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے میز پر موجود ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

جی پی فائیو کی بڑی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی اس سڑک پر بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں سے میزائل اڈے کی طرف سڑک نکلتی تھی۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت میجر کیری اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت کے بعد ان کی جیپ لے کر واپس اپنی اس رہائش گاہ پر آیا تھا جہاں سے انہیں بے ہوش کر کے اغوا کیا گیا تھا۔ کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے اب یہ جگہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو چکی تھی۔ وہ دراصل یہاں بیٹھ کر نہ صرف مشن کے بارے میں حتمی فیصلہ کرنا چاہتا تھا بلکہ میک اپ وغیرہ کر کے تیار ہو کر یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔ اس کے لئے اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ میجر کیری کے روپ میں اڈے کے اندر نہ جا سکتا تھا جبکہ کرنل پائیک کے قد وقامت کا کوئی آدمی اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس لئے صرف میجر کیری کے روپ میں کرنل پائیک کو کور کرنے سے مشن مکمل نہ ہو سکتا تھا لیکن اس کے ساتھیوں نے اسے

مجبور کر دیا کہ وہ میجر کیری کے روپ میں کرنل پائیک کو کور کرے۔ اس طرح یہ نگرانی ختم ہو جائے گی پھر وہ لوگ ڈائریکٹ ایکشن کر کے اندر داخل ہو جائیں گے اور چونکہ عمران کے نزدیک اس کے علاوہ فی الحال اور کوئی چارہ کار بھی نہ تھا اس لئے اس تجویز سے ہی اتفاق کر لیا اور پھر اس نے خود اپنے اوپر میجر کیری کا میک اپ کیا۔ تنویر پر ریزے کا اور جولیا صفدر اور کیپٹن شکیل پر مقامی میک اپ کر کے وہ جی پی فائیو کی جیپ میں روانہ ہو گئے تھے۔ جولیا کے بارے میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے کرنل ڈیوڈ کی خصوصی ایجنٹ ظاہر کرے گا۔ اس وقت ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران میجر کیری کے روپ میں تھا اور عقبی سیٹ پر جولیا صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ ایک سیٹ پر اکیلی جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ دوسری سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے ہوئے تھے۔ چونکہ میجر کیری بہرحال جی پی فائیو کا نمبر ٹو تھا اس لئے عمران سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور جولیا کو پیچھے بیٹھنا پڑا تھا ورنہ عمران ایسے مواقع پر جولیا کو ہی سائیڈ سیٹ پر بٹھاتا تھا۔ ابھی جیپ سڑک پر دوڑ رہی تھی کہ اچانک عمران کی جیب میں موجود میجر کیری کے مخصوص ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی۔

"اوہ۔ تنویر۔ جیپ سائیڈ پر روکو"...... عمران نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ کی رفتار آہستہ کر لی اور اسے سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ عمران

نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میجر کیری بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے میجر کیری کی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں اس وقت ارکان روڈ پر ہوں پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش کے سلسلے میں۔ اوور"...... عمران نے میجر کیری کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل پائیک نے ابھی مجھے کال کیا ہے کہ اس کے کسی آدمی نے اسے رپورٹ دی ہے کہ میجر کیری کو پاکیشیائی ایجنٹوں نے ہلاک کر دیا ہے اور جی پی فائیو کی جیپ لے اڑے ہیں۔ اس نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ ایسا نہیں ہے تو اس نے مجھے بتایا کہ اس کے آدمی نے آسٹن کالونی کی ایک کوٹھی کی چیکنگ کی ہے۔ وہاں میجر کیری کی لاش موجود ہے اس نے مجھے کہا ہے کہ میں چیک کروں لیکن آسٹن کالونی میں تو جی پی فائیو کا کوئی اڈا ہی نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ تمہیں براہ راست کال کروں۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"انہیں غلط اطلاع ملی ہے جناب۔ میں تو زندہ سلامت ہوں۔

اوور"...... عمران نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ بہرحال میں پھر اس سے بات کر کے اس سے اس کوٹھی کی تفصیل معلوم کراتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ٹائیں ٹائیں فش۔ ہمارا سارا پلان دھرے کا دھرا رہ گیا ہے بلکہ میک اپ اور اس جیپ میں ہم الٹا مشکوک ہو گئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ تو اچھا ہوا عمران صاحب کہ ہمیں پہلے ہی اطلاع مل گئی ورنہ ہم پکے ہوئے پھلوں کی طرح کرنل پائیک کی جھولی میں جا گرتے"۔ صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں میک اپ وغیرہ ختم کر کے اب براہ راست وہاں جانا چاہئے"...... تنویر نے کہا لیکن عمران نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سوچنے میں مصروف تھا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر اس میک اپ اور اس گاڑی کو چھوڑنا ہو گا۔ چلو اسے کہیں قریب ہی درختوں کے جھنڈ میں لے چلو"...... چند لمحوں بعد عمران نے کہا تو تنویر نے گاڑی سٹارٹ کی اور پھر اسے آگے بڑھا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دائیں ہاتھ پر ایک سڑک نکل رہی تھی جس کی سائیڈ پر ایک بڑا سا بورڈ لگا ہوا تھا جس پر ہربرٹ زرعی فارم لکھا ہوا تھا اور تنویر نے جیپ اس سڑک پر موڑ دی

اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک عمارت کے سامنے پہنچ گئے جس پر فارم کا بورڈ موجود تھا۔ جیسے ہی جیپ اس عمارت کے سامنے رکی عمارت کا پھاٹک کھلا اور ایک مسلح چوکیدار باہر آ گیا لیکن اپنے سامنے جی پی فائیو کی جیپ دیکھ کر وہ بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ عمران تیزی سے نیچے اتر آیا۔

"یہ کس کا فارم ہے"...... عمران نے میجر کیری کے لہجے میں چوکیدار سے پوچھا۔

"جناب یہ لارڈ ہربرٹ کا فارم ہے اور وہ اندر موجود ہیں"۔ چوکیدار نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا اکیلے ہیں یا دوسرا عملہ بھی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جناب وہ اکیلے ہیں۔ وہ فارم کا حساب کتاب چیک کرنے تشریف لائے ہوئے ہیں"...... چوکیدار نے جواب دیا۔

"آؤ"...... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور عقبی سیٹوں سے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی نیچے اتر آئے۔

"پھاٹک کھولو۔ جیپ اندر جائے گی"...... عمران نے چوکیدار سے کہا۔

"یس سر۔ کیا میں لارڈ صاحب کو آپ کی آمد کی اطلاع دے دوں"۔ چوکیدار نے کہا۔

"ہاں۔ انہیں کہوں کہ جی پی فائیو کا میجر کیری آیا ہے"۔ عمران نے کہا تو چوکیدار تیزی سے اندر گیا اور پھر اس نے بڑا پھاٹک کھول

دیا۔ تنویر جیپ اندر لے گیا۔ پورچ میں ایک نیلے رنگ کی نئے ماڈل کی مرسڈیز موجود تھی۔ چوکیدار پھاٹک کھول کر اندر چلا گیا تھا۔ تنویر نے جیپ اس مرسڈیز کے قریب لے جا کر روک دی۔ اسی لمحے چوکیدار واپس آگیا۔

"جناب۔ لارڈ صاحب آپ کے منتظر ہیں"...... چوکیدار نے کہا۔

"پھاٹک بند کر دو"...... عمران نے کہا تو چوکیدار پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"اس چوکیدار کو آف کر دو"...... عمران نے کہا اور جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا عمارت میں داخل ہو گیا۔ ایک کمرے کے دروازے سے روشنی باہر آرہی تھی۔ عمران اس کمرے میں داخل ہوا تو کرسی پر بیٹھا ہوا ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔ ویسے لباس اور چہرے مہرے سے وہ واقعی کوئی لارڈ ہی دکھائی دے رہا تھا۔

"میجر کیری فرام جی پی فائیو اور یہ میری ساتھی ہیں مس مارگریٹ"۔ عمران نے کہا۔

"میرا نام لارڈ ہربرٹ ہے۔ یہ میرا فارم ہے اور میں یہاں حساب کتاب چیک کرنے آیا تھا لیکن آپ کی یہاں اچانک آمد کس سلسلے میں ہوئی ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے مصافحہ کرنے کے بعد حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا نے نہ ہی مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا اور نہ ہی اس نے لارڈ کی طرف دیکھا تھا وہ اس طرح کمرے کو دیکھ رہی

تھی جیسے اس کی سجاوٹ چیک کر رہی ہو۔

"ہمیں اطلاع ملی تھی کہ آپ کے اس زرعی فارم میں پاکیشیائی ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں۔ وہ ایجنٹ جو کراسمیہ پہاڑیوں پر واقع میزائل اڈے کو تباہ کرنا چاہتے ہیں"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہاں۔ اوہ نہیں۔ یہاں چوکیدار رانسن کے علاوہ اور تو کوئی نہیں ہے اور یہاں سے تو میزائل اڈا بھی کافی فاصلے پر ہے اور وہاں تو ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک باقاعدہ حفاظت کے لئے موجود ہیں۔ لارڈ ہربرٹ نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ کرنل پائیک کو جانتے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرا بھتیجا ہے۔ میرے بھائی آسکر کا بیٹا اور اب وہ میرا داماد بھی بننے والا ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی رہائش گاہ کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"لارڈز کالونی میں ہربرٹ ہاؤس"...... لارڈ نے جواب دیا۔

"کیا آپ وہاں اڈے پر جا کر کرنل پائیک سے ملے ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ کل ہی میں گیا تھا۔ مجھے اس سے ضروری بات کرنی تھی لیکن اس نے بتایا کہ وہ یہاں سے کہیں اور نہیں جا سکتا اس لئے مجھے خود وہاں جانا پڑا اس لئے تو مجھے یہ ساری باتیں معلوم ہوئی ہیں"۔

لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

"مس مارگریٹ۔ معلوم کرو کہ میں نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل ہو چکی ہے یا نہیں"...... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی جولیا سے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھی اور تیزی سے کمرے سے باہر چلی گئی۔

"کیسا حکم"...... لارڈ ہربرٹ نے حیران ہو کر کہا۔

"فارم کی تلاشی کا"...... عمران نے مختصر سا جواب دیا تو لارڈ ہربرٹ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"آپ کو کس نے اطلاع دی ہے کہ مجرم یہاں چھپے ہوئے ہیں"۔ چند لمحوں بعد لارڈ ہربرٹ نے پوچھا۔

"یہ آفیشل سیکرٹ ہے لارڈ"...... عمران نے جواب دیا۔

"میں کرنل ڈیوڈ سے احتجاج کروں گا۔ وہ میرا بہت اچھا دوست ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"ضرور کیجئے۔ انہوں نے ہی ہمیں بھجوایا ہے۔ میں ان کا نمبر ٹو ہوں"۔ عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے جولیا اندر داخل ہوئی۔

"تعمیل ہو چکی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تو پھر اسے ہاف آف کر دو"...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو جولیا تیزی سے آگے بڑھی اور پھر اس سے پہلے کہ لارڈ ہربرٹ کچھ سمجھتا جولیا کا ہاتھ حرکت میں آیا اور لارڈ ہربرٹ کی کنپٹی پر پڑنے والی اچانک ضرب نے اسے چیخنے پر مجبور کر دیا۔ دوسری ضرب کے بعد اس کی گردن ڈھلک گئی۔

"اچھا چانس مل گیا ہے۔ اب لارڈ ہربرٹ کے روپ میں ہم وہاں جا سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر مڑ کر وہ کمرے سے باہر آ گیا جہاں صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔

"جیپ میں میک اپ باکس موجود ہے وہ لے آؤ۔ ہم پہلے میک اپ سے فارغ ہو جائیں"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا مڑا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا ہوا اس لارڈ کا۔ اسے ختم کر دیا"...... تنویر نے پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی اسے صرف بے ہوش کیا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لارڈ سے ہونے والی گفتگو دوہرا دی۔

"کیا ہم میں سے کوئی اس کا روپ دھار سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں خود اس کا میک اپ کروں گا"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے اپنا میجر کیری والا میک اپ صاف کر کے لارڈ ہربرٹ کا میک اپ کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر پر موجود ریزے کا میک اپ صاف کر کے اس پر بھی عام سا میک اپ کر دیا جبکہ جولیا کیپٹن شکیل اور تنویر پہلے والے میک اپ میں ہی رہے۔ پھر عمران نے اکیلے لارڈ ہربرٹ کے کمرے میں جا کر اس کا لباس اتارا۔ اپنا لباس اتار کر اس نے لارڈ ہربرٹ کو پہنایا اور خود اس کا لباس پہن لیا۔ اب وہ ہر لحاظ سے لارڈ ہربرٹ ہی دکھائی دے رہا تھا۔

"کہیں سے رسی تلاش کرو اور اس لارڈ کو باندھ دو۔ مجھے اس سے خاصی تفصیلی بات چیت کرنا پڑے گی کیونکہ بہرحال یہ کرنل پائیک کا چچا اور ہونے والا سسر ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم لمبی باتوں کے چکر میں مت پڑو۔ ہم نے اس کرنل پائیک کو ہلاک ہی کرنا ہے اور تو کچھ نہیں کرنا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"وہاں کیا حالات پیش آتے ہیں کچھ کہا نہیں جا سکتا اس لئے ہمیں ہر طرف سے پوری طرح تیار ہو جانا چاہئے۔ کرنل پائیک کرنل ڈیوڈ کی طرح احمق اور جذباتی نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لارڈ ہربرٹ ایک کرسی پر بندھا ہوا موجود تھا جبکہ عمران لارڈ ہربرٹ کے روپ میں اس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس پر کچھ دیر پہلے لارڈ ہربرٹ بیٹھا ہوا تھا اس نے میز کی درازیں کھولیں۔ انہیں چیک کیا۔ اندر موجود فائلوں کو غور سے چیک کیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے فائلیں بند کر کے انہیں میز کی دراز میں واپس رکھتے ہوئے کہا اور جولیا نے آگے بڑھ کر لارڈ ہربرٹ کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب لارڈ کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہوئے تو جولیا پیچھے ہٹ گئی اور عمران کے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد لارڈ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

اس نے ہوش میں آتے ہی کراہتے ہوئے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے اس کی کوشش ناکام ہو گئی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے عمران پر جمی ہوئی تھیں اور اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے بگڑ سا گیا تھا۔

"لارڈ ہربرٹ تمہاری بیٹی کا کیا نام ہے"...... عمران نے لارڈ ہربرٹ کی آواز اور لہجے میں کہا تو لارڈ ہربرٹ ایک بار پھر حیرت سے سر جھٹکنے لگا۔

"تت۔ تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ لارڈ ہربرٹ تو میں ہوں۔ مگر تم۔ تمہارا چہرہ، لباس۔ اوہ۔ اوہ۔ تو تم نے میرا لباس پہن لیا ہے۔ تمہاری آواز اور لہجہ۔ یہ سب کیا ہے۔ کیا میں پاگل ہو گیا ہوں"۔ لارڈ ہربرٹ کی بوکھلاہٹ اور حیرت اب واقعی عروج پر پہنچ چکی تھی۔

"میں تمہارے میک اپ میں ہوں لارڈ ہربرٹ"...... عمران نے اسے اصل حقیقت بتاتے ہوئے کہا کیونکہ جو حالت لارڈ ہربرٹ کی ہو رہی تھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا تھا کہ کہیں وہ حیرت کی شدت سے ہلاک ہی نہ ہو جائے۔

"مگر۔ تم۔ تم کون ہو"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"میجر کیری آف جی پی فائیو"...... عمران نے کہا۔

"مگر۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے میرا میک اپ کیوں کیا ہے۔ میرا

لباس۔ یہ سب کیا ہے اور تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے"۔ لارڈ ہربرٹ کی بوکھلاہٹ ختم ہونے میں ہی نہ آ رہی تھی۔ شاید اسے زندگی میں پہلی بار ایسے واقعات سے پالا پڑا تھا۔

"تم کرنل پائیک کے چچا ہو اور اس کے سسر بننے والے ہو۔ کرنل پائیک سیکرٹ ایجنٹ ہے تمہیں تو ان باتوں کا عادی ہونا چاہئے تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ ایجنٹ۔ تم۔ کیا تم سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ تم تو کہہ رہے تھے کہ تم جی پی فائیو کے آدمی ہو"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"جی پی فائیو بھی سیکرٹ ایجنسی ہے اور سنو لارڈ ہربرٹ ہمارا مقصد نہ ہی تمہیں کوئی تکلیف پہنچانا ہے اور نہ ہی ہمارا مقصد اسرائیل کے خلاف ہے کیونکہ ہم تو خود اسرائیل کے آدمی ہیں لیکن ایک ایسا خاص مشن آن پڑا ہے جس کی خاطر مجھے تمہارے روپ میں کرنل پائیک سے ملنا پڑ رہا ہے اس لئے اگر تم ہم سے تعاون کرو گے تو تمہارے حق میں بہتر رہے گا ورنہ اسرائیل کے مفاد کی خاطر ہم تمہیں ہلاک بھی کر سکتے ہیں"...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ کیوں میرے میک اپ میں کرنل پائیک سے ملنا چاہتے ہو"...... لارڈ ہربرٹ نے اس بار خاصے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی دھمکی کام دکھا گئی تھی۔

"یہ آفیشل سیکرٹ ہے۔ تمہیں نہیں بتایا جا سکتا۔ تم بتاؤ کیا تم

اسرائیل کے مفاد میں تعاون کرنا چاہتے ہو یا نہیں"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا کیونکہ اس نے اپنے لباس میں موجود سامان اس لباس میں منتقل کر لیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ مجھے مت مارو۔ میں تو اسرائیل کا معزز شہری ہوں۔ میں تمہارے ساتھ تعاون کروں گا"...... لارڈ ہربرٹ نے انتہائی خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بیٹی کا کیا نام ہے جس کی شادی تم کرنل پائیک سے کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"میری ایک ہی بیٹی ہے جوئیل ہربرٹ۔ اس بیٹی کے علاوہ میری اور کوئی اولاد نہیں ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

"جوئیل یہاں اسرائیل میں رہتی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ وہ ایکریمیا میں نیشنل یونیورسٹی میں ایم ایس سی کر رہی ہے۔ ایگرو فارمنگ میں"...... لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

"اگر تمہیں ابھی کرنل پائیک سے ملنا پڑے تو تم اسے کیا کہو گے"۔ عمران نے کہا۔

"لیکن میں نے تو اسے نہیں ملنا"...... لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

"میں نے کہا ہے کہ اگر ملنا پڑے تو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں اسے کہوں گا کہ جوئیل کا فون آیا ہے وہ چھٹی پر آ رہی ہے"۔

لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

" لیکن بات تو فون پر بھی کہی جا سکتی ہے۔ تم نے کل اس سے کس سلسلے میں ملاقات کی تھی"...... عمران نے پوچھا۔

" میں نے اپنی وصیت اپنی بیٹی کے حق میں لکھی تھی اور اس پر اس کے بطور گواہ دستخط کرانے تھے کیونکہ یہ قانوناً ضروری ہے اس لئے مجھے وہاں جانا پڑا تھا"...... لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

" پھر دستخط ہو گئے"...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں اور میں نے وصیت اپنے وکیل کے حوالے کر دی ہے"۔ لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

" کرنل پائیک کا فون نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو لارڈ ہربرٹ نے فون نمبر بتا دیا۔

" تو سنو۔ تم اسے کہو گے کہ وکیل نے دستخطوں پر قانونی اعتراض کیا ہے۔ صحیح جگہ پر دستخط نہیں ہوئے اس لئے دوبارہ دستخط کرانے ہوں گے اور تم وہاں پہنچ رہے ہو اور وکیل بھی تمہارے ساتھ ہے"...... عمران نے کہا۔

" میں کہہ دیتا ہوں"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

" تمہارے وکیل کا کیا نام ہے۔ کیا کرنل پائیک اسے جانتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

" نہیں۔ وہ ایسے کاموں میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا۔ وکیل کا نام سپنسر ہے۔ جان سپنسر"...... لارڈ ہربرٹ نے جواب دیا۔

" اس کے منہ میں رومال ڈال دو"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا تیزی سے اٹھی اور پھر اس نے لارڈ ہربرٹ کے جبڑے بھینچ کر اس کا منہ کھولا اور جیب سے رومال نکال کر اس کے منہ میں ڈال دیا۔ عمران نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور لارڈ ہربرٹ کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

" یس"...... دوسری طرف سے کرنل پائیک کی آواز سنائی دی۔

" لارڈ ہربرٹ بول رہا ہوں پائیک"...... عمران نے لارڈ ہربرٹ کے لہجے اور آواز میں کہا۔

" اوہ۔ آپ انکل۔ خیریت۔ کیسے فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

" کل تم سے وصیت نامہ پر دستخط کرائے تھے۔ اس پر وکیل اعتراض کر رہا ہے۔ دستخط دوبارہ کرنے ہوں گے اور آج ہی۔ اگر تم کہو تو میں وکیل کو تمہارے پاس بھیج دوں"...... عمران نے کہا۔

" اوہ۔ نہیں انکل۔ میں تو انہیں جانتا نہیں اور یہاں کسی اجنبی آدمی کی آمد ٹھیک نہیں ہے۔ حالات ہی کچھ ایسے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

" پھر مجھے خود اس کے ساتھ آنا پڑے گا۔ اس کا کہنا ہے کہ اسے خود اپنے سامنے دستخط کرانے ہوں گے تاکہ مزید پیچیدگیاں نہ پیدا ہوں"...... عمران نے کہا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ انہیں ساتھ لے کر آ جائیں۔ کیا نام ہے ان کا

کیونکہ اب سڑک کے آغاز پر بھی چیک پوسٹ بنا دی گئی ہے وہاں آپ کے اور ان کے بارے میں اطلاع دینی ہو گی اور ہاں آپ کس کار پر آئیں گے تاکہ اس بارے میں بھی اطلاع دے دی جائے۔ ورنہ وہ آپ کو واپس بھیج دیں گے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"وکیل صاحب کا نام جان سپنسر ہے اور گاڑی مرسڈیز۔ وہی نیلے رنگ کی مرسڈیز"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ آجائیں۔ میں آپ کا منتظر ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ لارڈ ہربرٹ کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہوئے نظر آ رہے تھے۔

"یہاں تہہ خانہ ہو گا۔ اسے تلاش کرو اور لارڈ صاحب کو بے ہوش کر کے اور ان کے چوکیدار کی لاش کو اس تہہ خانے میں پہنچا دو"۔ عمران نے مڑ کر اس کمرے سے باہر آتے ہوئے اپنے ساتھیوں سے کہا اور صفدر اور تنویر تیزی سے مڑ گئے۔

"جی پی فائیو کی اس جیپ کو بھی کہیں چھپا دینا چاہئے کیونکہ اب تک میجر کیری کی لاش دستیاب ہو چکی ہو گی اور اس جیپ کی تلاش انتہائی اعلیٰ پیمانے پر ہو رہی ہو گی۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اڈے پر پہنچیں اس دوران جی پی فائیو یہاں پہنچ جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہاں عقب میں بند گیراج دیکھے ہیں۔ میرا خیال ہے

اسے وہاں بند کر دیا جائے"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر کیپٹن شکیل بھی واپس مڑ گیا۔

"کیا ہم سب تمہارے ساتھ جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ جان سپنسر وکیل اور لارڈ ہربرٹ۔ بس"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وکیل کی سیکرٹری بھی تو ہوتی ہو گی"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ضرور ہوتی ہو گی"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر میں ان کی سیکرٹری کے طور پر جا سکتی ہوں"...... جولیا نے فوراً ہی اصل بات پر آتے ہوئے کہا۔

"اگر تم سیکرٹری ہو گی تو پھر لامحالہ لارڈ ہربرٹ کے باڈی گارڈ بھی ہوتے ہوں گے"...... عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"کیوں۔ کیا مطلب۔ میری وجہ سے باڈی گارڈ"...... جولیا شاید عمران کی بات کا مطلب نہ سمجھ سکی تھی۔

"ظاہر ہے لوگ ندیدے ہوتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت مسرت اور حیا کی ملی جلی لہریں امڈ آئی تھیں کیونکہ اب وہ عمران کا مطلب سمجھ گئی تھی کہ عمران اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہا ہے اور ظاہر ہے عمران کے منہ سے تعریف سننے کے بعد اور یہ جاننے کے باوجود کہ عمران ایسی باتیں بغیر سوچے سمجھے ہی کر گزرتا ہے اس کا دل بے

اختیار جھوم اٹھا تھا۔

"تم۔ تم بنالو مجھے سیکرٹری"...... جولیا نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ لارڈ ہربرٹ اب اس قدر بد ذوق واقع ہوا ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ ظاہر ہے عمران نے یہ کہہ کر اس کی براہ راست توہین کی تھی۔

"تم۔ تم۔ میں تمہیں گولی مار دوں گی"...... جولیا نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"بے شک مار دینا۔ مجھے خود لارڈ ہربرٹ پسند نہیں ہے کہ جو تم جیسی سیکرٹری وکیل کے سپرد کر کے خود ایک لارڈنی پر اکتفا کئے رہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ ایک بار پھر رنگ بدل گیا اور پھر وہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے خدا سمجھے۔ شاید اللہ تعالیٰ نے گرگٹ بناتے بناتے تمہیں انسان بنا دیا"...... جولیا نے کہا تو عمران اس کے اس خوبصورت فقرے پر خود بھی بے اختیار ہنس پڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب تمام ساتھی وہاں اکٹھے ہو گئے تو عمران نے انہیں بریف کیا۔

"لیکن دو آدمی تو اس انداز میں جائیں گے باقی کیسے جائیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"باقی جائیں گے نہیں بلکہ آئیں گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی گیٹ سے باہر دو تین گاڑیاں رکنے کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بھاری بوٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ اسی لمحے کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی۔

"اوہ جا کر دیکھو صفدر اور خیال رکھنا کہ میں لارڈ ہربرٹ ہوں"۔ عمران نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیزی سے مڑا اور گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس نے جیسے ہی گیٹ کھولا وہ بے اختیار جھجک کر پیچھے ہٹ گیا اور عمران اور اس کے ساتھی بھی گیٹ سے اندر آنے والے کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے تھے۔ گیٹ سے اندر داخل ہونے والا کرنل ڈیوڈ تھا اور اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح افراد بھی تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ تیزی سے ادھر ادھر پھیلتے چلے گئے۔ کرنل ڈیوڈ فاتحانہ انداز میں آگے بڑھتا چلا آیا۔ اس کے پیچھے ایک نوجوان تھا جس کے چہرے پر گہری معصومیت طاری تھی اور وہ بالکل عمران کی طرح آنکھیں پٹپٹا کر ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ کو دیکھ کر عمران کے ذہن میں بے اختیار خطرے کی گھنٹیاں بج اٹھیں کیونکہ اب اسے اپنا یہ نیا پلان بھی ختم ہوتا نظر آ رہا تھا۔

کرنل ڈیوڈ نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر آف کیا کیپٹن راسٹر بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور بغیر کچھ کہے اسی تیزی سے پلٹ کر بھاگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"نانسنس۔ کیا مطلب۔ یہ کیا حرکت ہے۔ یہ تو پاگل ہے۔ ذرا سی ڈھیل دی اور یہ سر پر چڑھ گیا۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے اسی طرح اٹھ کر بغیر اجازت اور بغیر سلام کئے جاتے دیکھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا لیکن تھوڑی دیر بعد دروازہ دھماکے سے کھلا اور راسٹر آندھی اور طوفان کی طرح اندر آیا اور اسی طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ اگر اسے ایک لمحہ کی بھی دیر ہو گئی تو کرسی ہی غائب ہو جائے گی۔

"یہ کیا حماقت ہے۔ سٹینڈ اپ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے دھاڑتے ہوئے کہا کیونکہ واقعی معاملہ اب اس کی برداشت سے باہر ہو گیا تھا۔ وہ ڈسپلن کا بے حد پابند تھا اور راسٹر

جس انداز میں گیا تھا اور جس انداز میں واپس آیا تھا اس نے محاورتاً نہیں حقیقتاً ڈسپلن کی دھجیاں بکھیر دی تھیں۔ کرنل ڈیوڈ کے دھاڑتے ہی راسٹر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"سیلوٹ کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا تو راسٹر نے تیزی سے سیلوٹ کیا۔

"بولو۔ کیوں بغیر اجازت اور بغیر سیلوٹ کئے گئے تھے اور پھر اب واپس آنے کا انداز۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ دراصل میں وہ لوکیشن دیکھنے گیا تھا جہاں آپ کی ٹرانسمیٹر کال فرضی میجر کیری نے وصول کی ہے۔ اگر دیر ہو جاتی تو پھر لوکیشن معلوم نہ ہو سکتی"...... راسٹر نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے اب خیال آیا تھا کہ ہیڈ کوارٹر میں واقعی ایسی مشین موجود ہے لیکن اسے اس کا خیال نہ آیا تھا جبکہ اس راسٹر کو ابھی آئے ہوئے ایک روز گزرا ہے اور اسے خیال آ گیا ہے۔

"بیٹھو۔ آئندہ محتاط رہنا۔ میں ڈسپلن کی پابندی کو سب باتوں پر ترجیح دیتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ آئندہ میں آپ کو سیلوٹ کر کے ہی جایا کروں گا چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے"...... راسٹر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سادہ سے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

اسے یہ راسٹر واقعی سمجھ نہ آ رہا تھا جو انتہائی ذہین بھی تھا لیکن ساتھ ہی انتہائی سادہ بلکہ احمق بھی تھا۔

"کیا معلوم ہوا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"جناب۔ کال کراس روڈ کے چودھویں میل کے قریب وصول کی گئی تھی"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"کراس روڈ پر۔ اوہ۔ اوہ۔ اس روڈ سے تو اڈے کو سڑک نکلتی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ لیکن اب وہ اڈے پر نہیں جائیں گے بلکہ اب وہ جیپ بھی وہیں کہیں چھوڑ دیں گے اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو سیلوٹ کروں اور ان کے پیچھے جاؤں"...... راسٹر نے اسی طرح انتہائی معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ چلو جلدی۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے۔ چلو"۔ کرنل ڈیوڈ نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"وہ۔ وہ۔ سیلوٹ۔ وہ ڈسپلن جناب"...... راسٹر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اسی بوکھلائے ہوئے انداز میں اس نے سیلوٹ مارنے کی ناکام کوشش شروع کر دی۔

"آؤ نانسنس۔ احمق۔ آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مگر وہ ڈسپلن جناب۔ وہ"...... راسٹر اور زیادہ بوکھلا گیا تھ لیکن کرنل ڈیوڈ اس کی بات سنے بغیر تیزی سے کمرے سے باہر نکل

گیا۔

"ہونہہ۔ خود ہی ڈسپلن کی بات کرتے ہیں اور خود ہی ڈسپلن توڑتے ہیں۔ اب کیا کیا جائے۔ افسر تو افسر ہی ہوتا ہے"۔ راسٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ خود بھی تیزی سے کمرے سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے دو جیپیں بجلی کی سی تیزی سے نکلیں اور دائیں ہاتھ پر مڑ کر تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ پہلی جیپ کی سائیڈ سیٹ پر راسٹر موجود تھا جبکہ عقبی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ تھا جبکہ دوسری جیپ میں جی پی فائیو کے پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ جیپیں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی تھوڑی دیر بعد کراس روڈ پر چڑھیں اور پھر انہوں نے اس طرف کا رخ کر لیا جدھر میزائل اڈا تھا۔ راسٹر خاموش بیٹھا اس طرح جیپ کے کھلے دروازے سے باہر دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں پہلی بار اس طرف آیا ہو یا کوئی بچہ اپنے والدین کے ساتھ پہلی بار تفریح کے لئے کسی دوسرے مقام پر جا رہا ہو۔ اس کے چہرے پر دلچسپی کے تاثرات اور آنکھوں میں چمک نمایاں تھی۔

"اب کہاں سے انہیں تلاش کرنے کا آغاز کریں"...... اچانک کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جہاں سے انہوں نے آپ کی کال رسیو کی تھی جناب"۔ راسٹر نے فوراً ہی جواب دیا۔

"نانسنس۔ احمق۔ اب مجھے کیا معلوم کہ کہاں انہوں نے کال

رسیو کی ہے۔ تم بولنے سے پہلے سوچتے نہیں ہو نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بل کھاتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میں نے بتایا تو تھا کہ چودھویں میل کے قریب سے کال کیچ کی گئی ہے اور چودھویں میل کے قریب کا مطلب ہے کہ ہم وہاں پہنچنے ہی والے ہیں"...... راسٹر نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ ڈرائیور چودھویں میل کے قریب پہنچ کر جیپ روک دینا"۔ کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"روکو۔ ارے روکو۔ وہ قریب نکلتا جا رہا ہے۔ روکو"۔ اچانک سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے راسٹر نے چیختے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے بوکھلا کر بریکوں پر پورا دباؤ ڈال دیا اور جیپ الٹتے الٹتے بچی۔ جبکہ کرنل ڈیوڈ کے سر نے سامنے کی طرف اس قدر زور کا جھٹکا کھایا کہ کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار اپنا ہاتھ گردن پر رکھ لیا۔ جیسے اسے خطرہ ہو کہ اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے۔ عقبی جیپ کی بریکوں کی چیخیں بھی سنائی دیں اور وہ بالکل قریب آکر رکی تھی۔

"تم۔ تم۔ تم۔ احمق۔ نانسنس۔ فول"...... کرنل ڈیوڈ نے پوری طرح سنبھلتے ہی سر اٹھا کر چیختے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا کہ راسٹر غائب تھا۔ وہ شاید جیپ رکتے ہی اچھل کر نیچے اتر گیا تھا۔

"یہ۔ یہ۔ جناب۔ وہ جگہ"...... اچانک راسٹر نے جیپ کے قریب آتے ہوئے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے نیچے اترا۔ سڑک کی سائیڈ میں جیپ کے پہیوں کے نشانات موجود تھے۔ جی پی فائیو کی بڑی جیپوں میں خصوصی ساخت کے ٹائر ڈالے جاتے تھے۔ مٹی پر مخصوص نشانات تھے اور اس وقت ٹائروں کے نشانات میں خصوصی نشانات واضح نظر آ رہے تھے۔

"انہوں نے جناب یہاں رک کر کال رسیو کی ہے اور پھر آگے چلے گئے ہیں۔ یہ دیکھئے نشانات"...... راسٹر نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اوہ کہیں وہ اڈے میں تو نہیں چلے گئے۔ آگے تو اڈا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ ایسا نہیں ہے البتہ اب میں انہیں آسانی سے تلاش کر لوں گا"...... راسٹر نے بڑے بااعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"جناب۔ جو بھی اس جیپ کو چلا رہا تھا اس کی عادت ہے کہ وہ سڑک کے کنارے پر سائیڈ پہیہ رکھتا ہے اس لئے کبھی کبھار پہیہ نیچے اتر جاتا ہے اور اس کا نشان ہے۔ ہر ڈرائیور کی اپنی اپنی فطرت ہوتی ہے جناب۔ کوئی سڑک کے درمیان گاڑی چلاتا ہے کوئی سائیڈ پر اور کوئی سرے سے چلاتا ہی نہیں ہے"...... راسٹر نے بڑے

فلسفیانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ اپنی فطرت کے برخلاف بے اختیار ہنس پڑا۔

" وہ تم ہو سکتے ہو۔ آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ اسی ترتیب سے جیپ میں سوار ہو گئے۔

" جیپ آہستہ چلانا۔ میری نظر کا پردہ ذرا کمزور ہے۔ دیر سے نظر آتا ہے"...... راسٹر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈرائیور بے اختیار مسکرا دیا۔

" کیا مطلب۔ دیر سے نظر آنے کا کیا مطلب۔ جب نظر آتا ہے تو دیر سے کیا مطلب"...... کرنل ڈیوڈ نے الجھ کر کہا۔

" جناب۔ ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ جو کچھ ہم دیکھتے ہیں اس کا عکس آنکھوں کے راستے دماغ میں موجود ایک پردے پر پڑتا ہے اور پھر دماغ اس عکس کی وجہ سے اس چیز کو پہچانتا ہے اور اگر پردہ کمزور ہو تو ظاہر ہے عکس کے نمودار ہونے میں دیر ہو جائے گی اور جب تک عکس نمودار ہو گا وہ جگہ گزر بھی چکی ہو گی"...... راسٹر نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

" تم انتہائی حیرت انگیز آدمی ہو۔ کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے کہ تم راسٹر نہیں ہو بلکہ وہ شیطان عمران ہو۔ تمہاری باتیں، تمہارا انداز، تمہاری ذہانت سب کچھ ویسے ہی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" وہ۔ وہ۔ جناب میرا آئیڈیل ہے"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ اس طرح اچھلا جیسے سیٹ میں موجود سپرنگ اچانک

کھل گئے ہوں۔

" کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارا آئیڈیل اور عظیم اسرائیل کا دشمن"۔ کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

" جناب۔ آپ اسے شیطان کہتے ہیں ناں"...... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ وہ ہے ہی شیطان۔ مگر"...... کرنل ڈیوڈ نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

" اور شیطان میرا آئیڈیل ہے جناب۔ آپ خود دیکھیں جناب۔ اگر شیطان نہ ہوتا تو اس دنیا میں کوئی جھگڑا نہ ہوتا"...... راسٹر نے جواب دیا تو اس بار کرنل ڈیوڈ پھر ہنس پڑا۔ اس کا غصے سے بگڑا ہوا چہرہ نارمل ہو گیا تھا۔

" گاڑی بائیں ہاتھ پر موڑ لو۔ جیپ لارڈ ہربرٹ ایگرد فارم کی طرف گئی ہے"...... اچانک راسٹر نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے گاڑی موڑ دی۔

" کیا تمہیں اس کے نشانات ادھر مڑتے نظر آئے ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

" یس سر"...... راسٹر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ جیپ اب موڑ مڑ کر تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر فارم کی عمارت نظر آنے لگ گئی۔ راسٹر کی نظریں سڑک اور سائیڈ پر جمی ہوئی تھیں۔

"پھاٹک پر جیپ روک دو۔ وہ جیپ اس پھاٹک کے اندر گئی ہے"...... اچانک راسٹر نے کہا تو ڈرائیور نے پھاٹک کے سامنے لے جا کر جیپ روک دی اور اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا۔ راسٹر بھی نیچے آ گیا تھا اور عقبی جیپ سے بھی مسلح افراد نیچے آ گئے تھے۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے مسلح افراد کو ہدایت کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... اس کے آدمیوں نے کہا تو راسٹر نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"تم بھی ہوشیار رہنا"...... کرنل ڈیوڈ نے راسٹر سے کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے جواب دیا۔ اسی لمحے چھوٹا پھاٹک کھلا اور کرنل ڈیوڈ تیزی سے آگے بڑھا تو وہ آدمی تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ کرنل ڈیوڈ جیسے ہی آگے بڑھا اس کے پیچھے راسٹر اور اس کے پیچھے مسلح افراد تیزی سے اندر داخل ہوئے۔ کرنل ڈیوڈ سامنے برآمدے میں موجود ایک آدمی کو دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ وہ لارڈ ہربرٹ تھا۔ وہ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کے ساتھ ایک مقامی عورت اور دو مرد کھڑے تھے جبکہ پھاٹک کھولنے والا چوتھا آدمی تھا۔ پورچ میں مرسڈیز کار موجود تھی اور جیپ کہیں نظر نہ آ رہی تھی۔

"کرنل ڈیوڈ تم اور اس انداز میں۔ خیریت"...... اچانک لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔ ورنہ گولی مار دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ ۔ چیختے ہوئے کہا تو لارڈ ہربرٹ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"کیا مطلب۔ یہ تم کہہ رہے ہو مجھے"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"انہیں گھیر لو۔ اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کریں تو گولی چلا دینا"۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے مسلح افراد سے کہا اور وہ دوڑتے ہوئے ان کی سائیڈوں میں جا کر رک گئے۔ ان کی مشین گنوں کا رخ لارڈ ہربرٹ اور ان کے ساتھیوں کی طرف ہی تھا جبکہ راسٹر خاموشی سے آگے بڑھ گیا تھا۔

"میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ یہ کیا بدمعاشی ہے"۔ لارڈ ہربرٹ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"پہلے ہمیں تسلی کر لینے دو۔ بات بھی ہو جائے گی۔ تم لارڈ ہربرٹ نہیں ہو بلکہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہو"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ عمران۔ کیا مطلب۔ میں تمہیں پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں۔ کیا تمہاری آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہے"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔ اسی لمحے راسٹر واپس آ گیا اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"جناب مجھ سے غلطی ہو گئی ہے جناب۔ جیپ یہاں موجود نہیں ہے۔ وہ شاید آگے چلی گئی ہے"...... راسٹر نے انتہائی بجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تم نے کہا تھا کہ جیپ اندر گئی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب غلطی بھی تو ہو جاتی ہے۔ آخر میں انسان ہوں"۔ راسٹر نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ نانسنس۔ آئی ایم سوری لارڈ ہربرٹ۔ مجھے پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش تھی اور ان کی تعداد بھی تم جتنی ہے۔ ایک عورت اور چار مرد اور وہ میک اپ کے بھی ماہر ہیں اور آواز بدلنے کے بھی ماہر"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وہ میک اپ تو کر سکتے ہیں لیکن انہیں یہ تو معلوم نہیں ہو گا کہ تم میرے دوست ہو"...... لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ تم نے پہلے مجھ سے بات کی تھی۔ آئی ایم سوری اس احمق راسٹر کی وجہ سے تمہیں تکلیف ہوئی۔ آؤ چلو"...... کرنل ڈیوڈ نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور اس کے مڑتے ہی راسٹر بھی مڑا اور دوسرے آدمی بھی۔ راسٹر اس طرح مرے مرے قدموں سے چل رہا تھا جیسے اسے یقین ہو کہ پھاٹک کے باہر نکلتے ہی اسے گولی مار دی جائے گی۔

"اب بتاؤ۔ کیوں نہ تمہیں گولی مار دی جائے"...... باہر آتے ہی کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"آئی ایم سوری باس۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں واپس چلنا چاہئے"۔ راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ غصے سے کھولتے ہوئے انداز میں

دوبارہ سیٹ پر اچھل کر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔ راسٹر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا جبکہ باقی لوگ دوسری جیپ میں سوار ہو گئے۔

"واپس مین روڈ پر چلو"...... کرنل ڈیوڈ سے پہلے راسٹر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیپ سٹارٹ کی اور اسے موڑنے میں مصروف ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ بت کی طرح ساکت بیٹھا ہوا تھا۔ شاید غصے کی شدت سے اس کی زبان بند ہو چکی تھی۔

"تم۔ تم احمق ہو۔ نانسنس تم۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔ یکلخت کرنل ڈیوڈ جیسے پھٹ پڑا۔

"باس۔ پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک ہو جانے دیں پھر آپ کا حکم ہوا تو میں خودکشی کر لوں گا۔ ویسے بھی مجھے بچپن سے ہی خودکشی کا شوق رہا ہے لیکن جب بھی میں نے خودکشی کی کوشش کی میری بجائے دوسرا آدمی ہلاک ہو گیا۔ میں نے ایک اونچے درخت پر چڑھ کر نیچے چھلانگ لگائی لیکن ایک عورت وہاں سے گزر رہی تھی میں اس پر جا گرا اور وہ مر گئی۔ پھر میں نے چھت سے لٹک کر خودکشی کرنے کی کوشش کی لیکن رسی ٹوٹ گئی اور میں بیڈ پر گر پڑا۔ اب یہ اس آدمی کی بدقسمتی تھی جو بیڈ کے نیچے چھپا ہوا تھا"۔ راسٹر کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"شٹ اپ۔ بکواس بند کرو۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"بب۔ باس۔ ابھی تو دس اور واقعات ہیں سر۔ ہر بار کوئی نہ کوئی مر گیا اس لئے آپ کا حکم ہے تو میں خودکشی کر لوں گا"۔ راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں خاموش رہو"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"باس۔ جی پی فائیو کی جیپ لارڈ ہربرٹ کے فارم کے ایک بند گیراج میں موجود ہے۔ میں نے چیک کر لی تھی"...... اچانک راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کی بینائی چلی گئی ہو۔

"میں نے اس لئے آپ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اگر میں وہاں بتا دیتا تو لارڈ اور اس کے ساتھی جو حقیقتاً پاکیشیائی ایجنٹ ہیں آپ کو ہلاک کر دیتے۔ وہ سنبھلے ہوئے تھے اس لئے میں آپ کی زندگی بچانے کے لئے آپ کو باہر لے آیا ہوں"...... راسٹر نے اسی طرح بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو کیا وہ لارڈ اور اس کے ساتھی، عمران اور اس کے ساتھی تھے"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ اس لارڈ کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور مجھے یقین ہے کہ اس جیب میں ریوالور ہو گا اور اگر اسے ذرا سا بھی شک پڑ جاتا کہ ہم اس کی اصلیت پہچان گئے ہیں تو وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر آپ

گولی مار دیتا اور یہ میں تو برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے سامنے آپ کو گولی ماری جائے"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر بیک وقت تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ وہ واقعی مجھے گولی مار دیتا۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے کہ میں خود اندر چلا گیا تھا لیکن اب ہم واپس کیوں جا رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"باس۔ یہ لوگ لامحالہ وہاں سے نکل کر مین روڈ پر آئیں گے اس لئے ہم مین روڈ کی سائیڈ پر رک کر اور باقاعدہ مورچہ لگا کر ان کا آسانی سے خاتمہ کر سکتے ہیں"...... راسٹر نے کہا۔

"اوہ۔ کیوں نہ اس فارم کو ہی میزائلوں سے اڑا دیا جائے۔ میں ہیڈ کوارٹر کال کرتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"باس۔ اس میں کافی وقت لگ جائے گا اور وہ لوگ نکل جائیں گے جبکہ ہم گھات لگا کر آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے ہیں"۔ راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے ڈرائیور کو ہدایات دینا شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین روڈ پر پہنچ گئے اور پھر ڈرائیور نے پیچھے آنے والی جیپ کو رکنے کا کاشن دیا اور جیپ سائیڈ پر کر کے روک دی۔ پیچھے آنے والی جیپ بھی رک گئی۔ کرنل ڈیوڈ اور راسٹر دونوں نیچے اتر آئے تو عقبی جیپ سے بھی مسلح محافظ نیچے اتر آئے۔

"سڑک کی دونوں سائیڈوں پر سڑک کراس کر کے ہمیں جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھنا چاہئے۔ وہ یقیناً مرسڈیز کار میں آئیں گے جیسے ہی کار مین روڈ پر چڑھ کر دائیں یا بائیں گھومے اس پر فائر کھول دیا جائے"...... کرنل ڈیوڈ کے بولنے سے پہلے راسٹر نے خود ہی احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"لیکن اگر وہ کسی اور راستے سے نکل گئے تب"...... کرنل ڈیو(ڈ) نے کہا۔

"باس۔ سڑک آگے جا کر ایک بڑی نہر کے پاس ختم ہو جاتی ہے۔ اور وہاں دور دور تک کوئی پل نہیں اس لئے وہ نہر کراس نہ کر سکیں گے اور پھر چونکہ وہ مطمئن ہوں گے اس لئے وہ لامحالہ ادھر ہی آئیں گے"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر راسٹر پلاننگ کے مطابق انہوں نے سڑک کی دونوں سائیڈوں پر جھاڑیوں کی اوٹ لے کر مورچے سنبھال لئے۔ دونوں جیپوں کو کافی فاصلے درختوں کے جھنڈ میں چھپا دیا گیا تھا اور اب ان سب کی نظریں سڑک پر جمی ہوئی تھیں جو فارم کی طرف جاتی تھی۔

"شکر ہے کرنل ڈیوڈ کو شک نہیں پڑا ورنہ ہمارا یہ نیا پلان بھی ختم ہو جاتا"...... کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کے باہر جاتے ہی جولیا نے کہا۔

"تم شکر کی بات کر رہی ہو۔ انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم کون ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ وہ سب وہیں برآمدے میں ہی کھڑے تھے اور اب کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کی واپس جاتی ہوئی جیپوں کی آواز سن رہے تھے۔

"عمران صاحب۔ کرنل ڈیوڈ کا ساتھی اس گیراج تک گیا تھا جس میں کیپٹن شکیل نے جیپ بند کی ہے لیکن پھر وہ واپس مڑ آیا تھا۔ میں نے اسے ادھر جاتے اور واپس آتے دیکھ لیا تھا"...... صفدر نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ وہ جس انداز میں پھاٹک سے پورچ میں اور پھر پورچ سے گیراج کی طرف گیا تھا میں سمجھ گیا تھا کہ وہ جیپ کے

ٹائروں کے نشانات چیک کر رہا ہے اور اس نے واپس آکر جو کچھ کہا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ انتہائی ذہین آدمی ہے" ...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ اس نے تو آکر کہا ہے کہ یہاں جیپ نہیں ہے اور ہمیں واپس چلنا چاہیئے" ...... جولیا نے کہا۔

"یہی اس کی ذہانت کی نشانی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ ہم تربیت یافتہ ہیں اور کرنل ڈیوڈ اور وہ خود ہمارے سامنے موجود تھے جب تک کرنل ڈیوڈ کے محافظ حرکت میں آتے ہم انہیں کور کر کے سچوئیشن بدل سکتے تھے اس لیئے وہ وقتی طور پر ٹل گیا ہے اور ایسا آدمی جو اس انداز میں سوچ سکے اور اپنے ذہن کو کنٹرول میں رکھ سکے یقیناً انتہائی ذہین ہو سکتا ہے" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن وہ تو واپس چلے گئے ہیں" ...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ وقتی طور پر۔ اب دو صورتیں ہوں گی یا تو وہ مین روڈ پر چھپ کر ہمارا انتظار کریں گے یا پھر فورس منگوا کر اس زرعی فارم کو گھیر لیں گے اور پھر فل ریڈ کریں گے" ...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ہم یہاں کیوں موجود ہیں" ...... جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں فوری طور پر کیا اقدام کرنا چاہیئے کیونکہ اگر ہم جلد از جلد میزائل اڈے پر نہ پہنچے تو کرنل پائیک کو بھی شک پڑ سکتا ہے اور راستے میں ہمیں اٹھایا بھی جا سکتا ہے" ۔ عمران

نے کہا۔

"دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے وہاں تک پہنچنے کا" ۔ صفدر نے کہا۔

"بہت وقت صرف ہو سکتا ہے اور اتنا وقت ہمارے پاس نہیں ہے۔ ٹھیک ہے۔ صفدر اور میں مرسڈیز کار میں اڈے پر جا رہے ہیں۔ جولیا تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں اس فارم کی سائیڈوں میں چھپ کر اس کی نگرانی کریں گے اور اگر کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی واپس آئیں تو انہیں اس وقت تک تم لوگوں نے الجھانا ہے جب تک ہم اپنے مشن میں کامیاب نہ ہو جائیں ورنہ اگر انہوں نے لارڈ ہربرٹ کو چیک کر لیا تو وہ ٹرانسمیٹر پر کرنل پائیک کو بھی اطلاع دے سکتے ہیں" ...... عمران نے کہا۔

"تم کیسے جاؤ گے۔ بقول تمہارے مین روڈ پر تو انہوں نے پکٹنگ کر رکھی ہو گی" ...... جولیا نے کہا۔

"تم میری فکر مت کرو۔ آؤ صفدر۔ تم وکیل جان سپنسر ہو۔ آؤ جلدی کرو" ...... عمران نے کہا اور تیزی سے برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر گیراج میں موجود کار کی طرف بڑھ گیا۔ کار کے اگنیشن میں چابیاں پہلے سے موجود تھیں اس لیئے عمران ڈرائیونگ سیٹ پر اور صفدر سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"اسلحہ تمہاری جیب میں موجود ہے یا نہیں" ...... عمران نے کار سٹارٹ کرنے سے پہلے صفدر سے پوچھا۔

"ہاں۔ موجود ہے" ...... صفدر نے جواب دیا اور عمران نے

اثبات میں سرہلاتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور پھر اسے بیک کر کے وہ اسے پھاٹک کی طرف لے گیا۔ تنویر نے آگے بڑھ کر پھاٹک کھولا تو عمران نے کار باہر نکال کر اس طرف موڑ دی جدھر مین روڈ تھی۔

"کیا آپ واقعی مین روڈ سے ہی جائیں گے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"نہیں۔ مین روڈ سے پہلے میں نے ایک اور چھوٹی سڑک سائیڈ پر جاتی دیکھی ہے۔ وہ یقیناً کافی آگے جا کر مین روڈ تک ہمیں پہنچا دے گی۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں نے پکٹنگ اس جگہ کر رکھی ہو گی جہاں یہ سڑک جا کر مین روڈ پر نکلتی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے کار سائیڈ روڈ پر موڑ دی۔ یہ کافی پتلی سڑک تھی لیکن پختہ تھی اور بل کھاتی ہوئی کھیتوں کے درمیان سے گزر کر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کافی آگے جانے کے بعد یہ سڑک ایک اور عمارت کے پھاٹک پر جا کر ختم ہو گئی۔ اس پر سیڈ گودام کا بورڈ لگا ہوا تھا لیکن اس کا پھاٹک بند تھا اور عمارت پر جس انداز کی خاموشی طاری تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ عمارت میں کوئی آدمی ہی موجود نہیں ہے۔ عمران نے کار اس عمارت کی سائیڈ سے آگے بڑھا دی۔ یہاں سے ایک کچی سڑک آگے جا رہی تھی لیکن بہرحال کار اس پر چل سکتی تھی۔ کچی سڑک پر بجری کی ہلکی سی تہہ موجود تھی۔ شاید پہلے اسے پکی سڑک بنائے جانے کا پروگرام ہو گا لیکن پھر کسی وجہ سے یہ ارادہ بدل دیا گیا۔ اس طرح بجری کی یہ تہہ سڑک پر پڑی رہ گئی لیکن اس کا یہ فائدہ

ہوا کہ کار کے اس کچی سڑک پر چلنے کے باوجود گرد نہ اڑی۔ ورنہ ہو سکتا تھا کہ دور سے کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کو یہ گرد نظر آ جاتی تو وہ سمجھ جاتے کہ ادھر سے کوئی کار گزر رہی ہے اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کچی سڑک کے ذریعے وہ مین روڈ پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ عمران نے کار موڑی اور تیزی سے آگے بڑھاتا چلا گیا اور اسے وہ بورڈ نظر آ گیا جدھر سے میزائل اڈے کو سڑک جاتی تھی حالانکہ عمران پہلے یہاں سے گزر کر اڈے تک جا چکا تھا لیکن اس وقت یہاں چیک پوسٹ نہ تھی لیکن اب یہاں چیک پوسٹ بن چکی تھی۔ چونکہ کرنل پائیک نے پہلے ہی اس چیک پوسٹ کے بارے میں بتا دیا تھا اس لئے عمران کو یہ چیک پوسٹ دیکھ کر حیرت نہ ہوئی۔ عمران نے کار وہاں روکی تو ایک مسلح محافظ تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

"میرا نام لارڈ ہربرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی وکیل جان سپنسر ہیں۔ ہمیں کرنل پائیک صاحب نے ملاقات کا وقت دیا ہوا ہے"۔ عمران نے کار میں بیٹھے بیٹھے بڑے باوقار سے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... محافظ نے کار کے اندر جھانک کر دیکھتے ہوئے کہا اور تیزی سے راڈز کی طرف مڑ گیا۔ پھر اس نے راڈ ہٹا دیا تو عمران نے تیزی سے کار آگے بڑھا دی۔

"کرنل پائیک کے ساتھ اور بھی تو لوگ ہوں گے"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن کرنل پائیک قابو آ جائے تو پھر اس کی آواز میں

دوسروں کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے" ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر دور سے وہ عمارت نظر آنے لگ گئی جس میں کرنل پائیک کا آفس تھا۔ اس کے سامنے پہنچ کر عمران نے کار کی رفتار آہستہ کی اور پھر اسے عمارت کے مین گیٹ کی طرف لے گیا۔ مین گیٹ سے باہر ایک مسلح محافظ موجود تھا۔ وہ بڑے غور سے کار کو دیکھ رہا تھا۔

"میرا نام لارڈ ہربرٹ ہے اور یہ میرے ساتھی وکیل جان سپنسر ہیں۔ ہمیں کرنل پائیک سے ملنا ہے" ...... عمران نے پھاٹک کے سامنے کار روک کر اس محافظ سے کہا جو کار کے قریب پہنچ چکا تھا۔

"یس سر۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں سر" ...... محافظ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور تیزی سے پھاٹک کی طرف مڑ گیا۔ اس نے پھاٹک کھول دیا تو عمران کار اندر لے گیا اور اس نے پورچ میں کار روک دی اور پھر وہ دونوں نیچے اترے ہی تھے کہ ایک اور مسلح محافظ تیزی سے ان کے قریب آ گیا۔

"آئیے۔ کرنل صاحب آپ کے منتظر ہیں" ...... اس محافظ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کو معلوم تھا کہ پہلے جب وہ پروفیسر کے روپ میں آیا تھا تو اسے ایک چھوٹی سی راہداری سے گزارا گیا تھا جس میں چیکنگ مشین نصب تھی اس وقت گو ان کے پاس اسلحہ نہ تھا اس لئے وہ اطمینان سے گزر گئے

تھے لیکن اب تو ان کے پاس خاصا اسلحہ تھا اس لئے عمران نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر انہیں دوبارہ اس راہداری کی طرف لے جایا گیا تو وہ اس محافظ کا خاتمہ کر دے گا لیکن اس کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے کہ محافظ راہداری والے دروازے کی طرف جانے کی بجائے براہ راست اندرونی دروازے کی طرف جا رہا تھا اور پھر وہ اس کے پیچھے چلتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے کے سامنے پہنچ گئے۔

"تشریف لے جائیں جناب۔ کرنل صاحب آپ کے منتظر ہیں"۔ محافظ نے دروازے کی سائیڈ میں رک کر قدرے دیوار کے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے صفدر تھا۔ بہرحال یہ وہ کمرہ نہ تھا جس میں پہلے انہوں نے کرنل پائیک سے ملاقات کی تھی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک بڑی سی میز کے پیچھے کرنل پائیک موجود تھا۔ عمران اور صفدر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر ان کی طرف بڑھا۔ اس کے چہرے پر استقبالیہ تاثرات تھے۔

"انکل آپ کو میری وجہ سے تکلیف ہو رہی ہے" ...... کرنل پائیک نے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کوئی بات نہیں کرنل پائیک" ...... عمران نے لارڈ ہربرٹ کے لہجے میں کہا اور پھر صفدر کا تعارف وکیل جان سپنسر کے

از کم تمہیں بروقت اطلاعات ملتی رہیں کیونکہ میرا سیکشن سرحدی چوکیوں کو کنٹرول کرتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اگر تارکی گئے ہیں تو وہ تارکی سے قبرص جائیں گے اور قبرص سے وہ سمندر کے راستے سے اسرائیل میں داخل ہوں گے۔ قبرص میں ایسے گروپس موجود ہیں جو انہیں سمندر کے راستے اسرائیل پہنچا سکتے ہیں"...... رابرٹ نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو اس کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔ قبرص میں ایک ایسا مخبر گروپ موجود ہے جو ایسے گروپس کی نقل و حرکت کو چیک کرتا رہتا ہے اور اعلیٰ سطح پر معلومات فروخت کرتا ہے۔ اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ تم اس سے رابطہ کر لو"...... رابرٹ نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ اب اپنے ساتھیوں سے چند باتیں ہو جائیں تاکہ میں انہیں ذہنی طور پر اس مشن پر کام کے لئے تیار کر لوں۔ تمہاری شرکت ضروری ہے تاکہ تم انہیں اس عمران کے بارے میں تفصیلات بتا سکو"...... کرنل پائیک نے اٹھتے ہوئے کہا تو رابرٹ بھی سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے آفس کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"عمران صاحب۔ اس بار کیا ہم تارکی سے قبرص اور قبرص سے سمندر کے راستے اسرائیل میں داخل ہوں گے"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت تارکی کے دارالحکومت میں واقع ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ انہیں پاکیشیا سے یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ ہوا تھا اور وہ اپنے اپنے کمروں میں غسل کر کے اور لباس بدل کر عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے تھے۔

"کیا ہم تارکی سے براہ راست اسرائیل میں داخل نہیں ہو سکتے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ تارکی سے ہم ساریا اور پھر ساریا سے اسرائیل میں داخل ہو سکتے ہیں لیکن ساریا اور اسرائیل کے درمیان دونوں ملکوں کی فوجیں موجود ہیں اور ان کے تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں اور تارکی سے یا ساریا سے براہ راست پروازیں بھی اسرائیل نہیں جاتیں کیونکہ ان دونوں کے سفارتی

تعلقات اسرائیل سے نہیں ہیں"...... صفدر نے جواب دیا۔

"تو کیا تم نے سفارتی پاسپورٹوں پر سفر کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مقصد یہ ہے کہ آپ تارکی سے براہ راست اسرائیل جانا چاہتے ہیں"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ میں نے کب کہا ہے۔ میں نے تو صرف پوچھا ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تم کیوں پتھر سے سر ٹکرا رہے ہو صفدر۔ اس نے پہلے بھی کچھ بتایا ہے جو اب بتائے گا"...... خاموش بیٹھی جولیا نے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہم نے بہرحال اسرائیل میں داخل ہونا ہے ہو جائیں گے۔ کس طرح ہوتے ہیں اس کی ذمہ داری عمران پر ہے ہم پر نہیں"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی تارکی آمد سے معلوم ہوتا ہے کہ عمران صاحب نے اس بار اسرائیل جانے کے لئے نیا روٹ سوچا ہے"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

"کون سا روٹ"...... صفدر نے پوچھا۔

"یہ درست ہے کہ تارکی سے براہ راست خشکی کے راستے اسرائیل میں داخل نہیں ہوا جا سکتا اس لئے لامحالہ پہلے ساریا جانا

گا اور یہ بھی درست ہے کہ ساریا اور اسرائیل کے درمیان سرحد پر دونوں ملکوں کی فوجیں موجود ہیں اس لئے معروف راستوں سے اسرائیل میں داخل نہیں ہوا جا سکتا لیکن ساریا سے اسرائیل میں داخل ہونے کا ایک ایسا راستہ موجود ہے جسے عبور کرنا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے اس لئے اس راستے پر سخت پکٹنگ نہیں ہے اور اس راستے سے بہرحال اسرائیل میں داخل ہوا جا سکتا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اچھا۔ ایسا بھی کوئی راستہ ہے۔ جلدی بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ نے عمران صاحب ہمارے یہاں اس کمرے میں آنے سے پہلے ہوٹل کے پبلک بوتھ سے کال کی ہے اور آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ میں اس وقت ٹوتھ پیسٹ خریدنے کے لئے اس پبلک بوتھ سے قریب سٹور پر موجود تھا اور میں نے صرف اتنا سنا ہے کہ آپ نے فون پر بات کرتے ہوئے جھیل ارل کا نام لیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جھیل ارل کے گرد انتہائی اونچے اور سیدھے پہاڑ ہیں اور درمیان میں انتہائی گہری جھیل ہے اس لئے اس راستے کو عبور کرنا بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے اور جھیل کے دونوں اطراف میں ساریا اور اسرائیل کی چیک پوسٹس بھی ہیں لیکن ان چیک پوسٹس کو کور کیا جا سکتا ہے۔ آپ کی جھیل ارل کے بارے میں بات سن کر مجھے اس راستے کا خیال آیا ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ واقعی عمران ہر بات سوچ سمجھ کر کرتا ہے"...... جولیا نے فوراً ہی کہا۔

"اب تو واقعی یہ اٹھانے والی بات سمجھ میں آ رہی ہے لیکن جس طرح کیپٹن شکیل نے وضاحت کی ہے اس طرح عمران بھی وضاحت کر دیتا تو ہم دوسرے انداز میں سوچتے ہی نہ"...... تنویر نے جواب دیا۔

"یہ اس کی عادت ہے کہ وہ کھل کر بات نہیں کرتا"...... جولیا نے جواب دیا۔

"پھر مس جولیا آپ نے کیا سوچا ہے انہیں اٹھانے کے سلسلے میں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"یہی ہو سکتا ہے کہ ہم ان کے قریب جا کر فائر کھول دیں اور کیا کریں"...... جولیا نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک تجویز ہے کہ ان کے پاس دو جیپیں ہیں۔ اگر ان میں سے ایک جیپ ہم حاصل کر لیں تو لامحالہ وہ دوسری جیپ میں ہمارا تعاقب کریں گے۔ جب دونوں جیپیں یہاں سے کچھ فاصلے پر پہنچ جائیں تو ہم ان کی جیپ کے ٹائر برسٹ کر دیں تو یقیناً لامحالہ وہ ہمیں پکڑ ہی نہ سکیں گے اور نہ ہی واپس جا سکیں گے۔ اس طرح وہ ہمارا تعاقب کرنے کے لئے سڑک پر سے گزرنے والی ٹریفک کا سہارا لیں گے اس طرح انہیں کافی دیر تک الجھایا جا سکتا ہے۔

اس دوران عمران اور صفدر اپنا کام کر لیں گے بعد میں ہم شہر کے قریب کہیں جیپ چھوڑ کر اسی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں گے جہاں سے ہم چلے تھے"...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے اپنی تجویز بیان کرتے ہوئے کہا۔

"ویری گڈ۔ یہ واقعی بہت اچھی تجویز ہے"...... جولیا اور تنویر دونوں نے ہی بیک وقت کیپٹن شکیل کی تجویز کی تائید کر دی۔

"تو پھر ہمیں یہاں سے براہ راست وہاں پہنچنے کی بجائے ذرا ہٹ کر چلنا پڑے گا"...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنا رخ موڑا اور پھر سامنے سڑک پر چلنے کی بجائے کھیتوں کے اندر سے ہوتے ہوئے کچھ دور پہنچ کر پھر سیدھا چلنے لگے اور پھر ابھی انہوں نے تھوڑا سا سفر طے کیا تھا کہ یکلخت انہیں رکنا پڑا کیونکہ سامنے ایک بڑی جیپ کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جیپ پر جی پی فائیو کا مخصوص نشان موجود تھا۔ یہ جیپ کھیتوں کے اندر کر کے کھڑی کی گئی تھی۔ شاید ان کا مقصد اسے سڑک سے گزرنے والوں سے چھپانا تھا۔

"ہمیں اس جیپ پر قبضہ کرنا ہے"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ تینوں پھیل کر اور جھکے جھکے انداز میں چلتے ہوئے جیپ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جیپ میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"اوہ۔ جیپ تو خالی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ سب وہاں سڑک پر مورچہ لگائے ہوئے

ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو تنویر۔ تم ڈرائیونگ سیٹ سنبھالو۔ ہم نے اب براہ راست سڑک پر جانا ہے اور پھر گھوم کر اڈے کی بجائے شہر کی طرف جانا ہے تاکہ وہ ہمارا پیچھا کر سکیں"...... جولیا نے کہا تو تنویر نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا اور کیپٹن شکیل عقبی سیٹ پر کھڑکیوں کے قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے۔ چابیاں اگنیشن میں ہی موجود تھیں۔ شاید اس لئے کہ جو بھی چاہے جیپ لے جا سکے کیونکہ ایک آدمی کے پاس اگر چابیاں ہوں تو پھر اس کے بغیر دوسرا کوئی جیپ لے جا سکتا تھا۔ تنویر نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر اسے ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا رخ موڑا اور ا تیزی سے سڑک کی طرف لے جانے لگا۔

"یہ کون ہے۔ کون ہے"...... اچانک سڑک کی طرف سے ایک مسلح آدمی دوڑ کر جیپ کی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے ہاتھوں مشین گن تھی۔

"اس کی مشین گن حاصل کرو"...... جولیا نے کہا اور اس ساتھ ہی تنویر نے نہ صرف جیپ کی رفتار بڑھا دی بلکہ وہ سیدھا اس آدمی کی طرف دوڑانے لگا۔ اس آدمی نے جب جیپ کو سیدھا طرف آتے ہوئے دیکھا تو اس نے پھرتی سے سائیڈ میں چھلانگ لگا ہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آوازوں سے فضا گونج اٹھی اور چھلانگ لگا

نیچے گرنے والا وہ آدمی پانی سے نکلی ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ تنویر نے پوری قوت سے بریک لگائے تو کیپٹن شکیل بجلی کی سی تیزی سے جیپ سے باہر نکلا اور اس نے اس آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین گن اٹھائی اور ایک بار پھر دوڑتا ہوا وہ جیپ میں سوار ہوا تو تنویر نے ایک جھٹکے سے جیپ آگے بڑھا دی۔ اب سڑک سامنے نظر آنے لگ گئی تھی۔ جیپ کھیتوں کی وجہ سے بری طرح اچھل رہی تھی لیکن سٹیئرنگ تنویر کے ہاتھ میں تھا اس لئے جیپ بہرحال تیز رفتاری سے دوڑی چلی جا رہی تھی کہ اچانک دائیں طرف سے مشین گن کا برسٹ جیپ پر مارا گیا اور جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں تیزی سے نیچے جھکے جبکہ تنویر بھی یکلخت نیچے کی طرف جھک گیا تھا البتہ گاڑی اسی طرح دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ البتہ جیپ کی باڈی پر گولیوں کی بارش سی ہو گئی تھی۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل کی مشین گن چلی اور اس بار جھاڑیوں میں سے ایک آدمی کی چیخ سنائی دی اور وہ اچھل کر سائیڈ میں رول ہوتا ہوا آگے کی طرف آیا۔ تنویر اب سیدھا ہو کر بیٹھ گیا تھا اور پھر دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکا کھا کر سڑک پر چڑھ گئی لیکن جیسے ہی جیپ سڑک پر پہنچی اچانک سامنے کے رخ سے ان پر بیک وقت دو مشین گنوں سے فائرنگ شروع ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی جیپ کی ونڈ سکرین کے پرخچے اڑ گئے۔ تنویر شعلوں کو نکلتے دیکھ کر نیچے ہو گیا تھا لیکن اس نے جیپ کا رخ نہ موڑا تھا اور جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی

ہوئی سڑک کراس کر کے سامنے جھاڑیوں میں گھستی چلی گئی۔ اس بار جولیا کا مشین پسٹل بول پڑا اور پھر بیک وقت دو چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے ایک بار پھر مشین گن کا برسٹ مارا گیا اور اس کے ساتھ ہی جیپ الٹتے الٹتے بچی کیونکہ جیپ کے سائیڈ ٹائر برسٹ ہو گئے تھے۔ یہ برسٹ شاید جیپ کے ٹائروں پر ہی کیا گیا تھا۔ شاید برسٹ مارنے والا جیپ کو روکنا چاہتا تھا اور اپنی اس حماقت کی وجہ سے وہ کیپٹن شکیل کی نظروں میں آ گیا تھا اور جب تک جیپ جھٹکا کھا کر رکتی کیپٹن شکیل کی مشین گن تڑتڑائی اور ماحول ایک بار پھر انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔

"نیچے کودو اور پھیل جاؤ"...... جولیا نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر تینوں نے جیپ سے نیچے چھلانگیں لگا دیں اور تیزی سے انہوں نے مختلف جھاڑیوں کی اوٹ لے لی لیکن جب کچھ دیر تک بظاہر کسی طرف سے حملہ نہ ہوا تو وہ تیزی سے اٹھ کر اور دور چلے گئے۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں اتنے ہی لوگ موجود تھے"...... اچانک جولیا نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر واقعی انہوں نے اردگرد کا پورا علاقہ چیک کر لیا۔ وہاں مسلح محافظوں کی لاشوں کے علاوہ زندہ انسان کوئی نہیں تھا۔ اب یہ اتفاق تھا کہ اس دوران سڑک سے کوئی گاڑی نہ گزری تھی یا پھر گاڑیوں میں موجود افراد نے جلتی ہوئی

آگ سے بچ کر نکل جانے میں ہی عافیت سمجھی تھی۔ بہرحال سڑک کی طرف سے نہ ہی کوئی مداخلت ہوئی تھی اور نہ ہی کوئی گاڑی آئی تھی۔

"ان میں کرنل ڈیوڈ اور دوسرا آدمی موجود نہیں ہیں"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"وہ یقیناً دوبارہ فارم کی طرف گئے ہوں گے کیونکہ کار نہ پہنچنے کی وجہ سے وہ چیک کرنے گئے ہوں گے اور وہاں اگر انہیں اصل لارڈ ہربرٹ مل گیا تو پھر عمران اور صفدر خطرے میں پڑ جائیں گے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن ان کے پاس دو جیپیں تھیں۔ دوسری جیپ کہاں گئی"...... جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل چونک پڑا۔

"ہاں۔ دو جیپیں تھیں۔ بہرحال اب ہم نے کیا کرنا ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"ہمیں واپس زرعی فارم جانا چاہئے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن اس جیپ کے تو ٹائر برسٹ ہو چکے ہیں اس لئے اب پیدل جانا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"میری مانو تو سڑک سے کوئی کار حاصل کرتے ہیں اور سیدھے اڈے پر پہنچ جاتے ہیں۔ ہمارے پاس اب اسلحہ کافی ہے۔ ان ہلاک ہونے والوں کی مشین گنیں بھی مل سکتی ہیں۔ ہم مشن مکمل کریں تاکہ اس خواہ مخواہ کی دردسری سے تو نجات ملے"...... تنویر نے کہا۔

"لیکن وہاں عمران اور صفدر نجانے کیا کر رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جو بھی کر رہے ہوں۔ انہیں کرنے دیں۔ اب مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو سکتا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ بجائے زرعی فارم جانے کے ہمیں اڈے پر جانا چاہئے پھر جیسے بھی حالات ہوں وہاں ہم کام کریں گے"...... یکلخت جولیا نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو کیپٹن شکیل نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم اسلحہ اکٹھا کرو کیپٹن شکیل۔ میں اور تنویر جا کر کوئی گاڑی روکتے ہیں"...... جولیا نے کہا اور کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں ایک لاش کے ساتھ ہی اس کی مشین گن پڑی ہوئی تھی جبکہ تنویر اور جولیا سڑک کی طرف بڑھ گئے۔

جب سے عمران کو احساس ہوا تھا کہ اس کا جسم اور ہاتھ کرسی سے چپک گئے ہیں تو وہ بظاہر تو میز کی سائیڈ میں ریوالونگ کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل پائیک سے باتوں میں مصروف تھا لیکن اس کی تیز نظریں ساتھ ساتھ ہی اس چیز کا جائزہ لے رہی تھیں جس کی مدد سے وہ اس سچوئیشن کو تبدیل کر سکے لیکن بظاہر ایسی کوئی چیز اسے نظر نہ آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی دونوں ٹانگیں حرکت کر سکتی ہیں کیونکہ یہ کرسی کے پایوں کے ساتھ نہیں چپکی ہوئی تھیں لیکن ظاہر ہے ان کی رینج اتنی نہ تھی کہ وہ کرنل پائیک تک پہنچ سکتیں جبکہ ساتھ والی کرسی پر صفدر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے اپنے طور پر کرنل پائیک سے طویل گفتگو کرنے کی کوشش کی تاکہ اس دوران وہ کچھ سوچ سکے لیکن کرنل پائیک اب اسے مزید کوئی مہلت دینے کے لئے تیار نہ تھا اور پھر کرنل

پائیک نے مشین پسٹل بھی نکال لیا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ دوسرے لمحے گولی چلا دے گا لیکن عمران کو اس نازک لمحے میں بھی بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی کہ اس نے اسی لمحے صفدر کی دونوں ٹانگوں کو حرکت میں آتے دیکھا اور دوسرے لمحے مشین پسٹل چلنے کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا لیکن یہ چیخیں کرنل پائیک کے حلق سے نکل رہی تھیں۔ صفدر نے دونوں ٹانگوں کی مدد سے آفس ٹیبل کو ایک زوردار جھٹکے سے اس پر الٹ دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ وہ میز اچھل کر اس پر جا گری اور چونکہ وہ خود ریوالونگ کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس لئے میز اور کرسی کے درمیان وہ اس طرح پھنس گیا تھا کہ وہ اپنے جسم کو حرکت دینے کے قابل بھی نہ رہا تھا اور اس اچانک افتاد پر اس کے حلق سے پے در پے چیخیں نکلنے لگی تھیں۔ اس کے مشین پسٹل سے نکلنے والی گولیاں چھت سے ٹکرائی تھیں اور اس کے ساتھ ہی صفدر یکلخت بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور اس نے ایک ہی ہاتھ سے نہ صرف میز کو واپس اپنی جگہ پر کیا بلکہ دوسرے ہاتھ کی مدد سے اس نے کرسی میں پھنسے ہوئے کرنل پائیک کی کنپٹی پر زوردار مکہ جڑ دیا لیکن کرنل پائیک جو اس انداز میں کرسی میں پھنسا ہوا تھا کہ اس کا ایک بازو ٹیڑھا ہو کر مڑ گیا تھا اور سر بھی سائیڈ میں ہو گیا تھا میز ہٹتے ہی اور مکہ کھاتے ہی بجائے بے ہوش ہونے کے وہ اس طرح اچھلا جیسے اچانک کوئی سپرنگ کھل جاتا ہے لیکن اسی لمحے صفدر نے ایک بار پھر میز کو

الٹ دیا اور کرنل پائیک میز سے ٹکرا کر کرسی کی پشت سے جا ٹکرایا۔ اسی لمحے عمران کو محسوس ہوا کہ کرسی نے اس کے جسم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اسی لمحے صفدر نے میز کو ہٹایا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ حرکت کرتا عمران کرنل پائیک پر جھپٹ پڑا۔ کرنل پائیک کے حلق سے یکلخت گھٹی گھٹی سی آوازیں نکلیں۔ وہ کرسی پر پڑا اس طرح ہاتھ پیر مار رہا تھا جیسے جانکنی کے عالم میں ہو اور پھر اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران کے دونوں ہاتھ اس کے گلے پر جمے ہوئے تھے۔

"ہلاک ہو گیا ہے یا بے ہوش ہوا ہے"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فی الحال بے ہوش ہے۔ ویسے تم نے واقعی حیرت انگیز ایکشن کیا ہے میرا خیال تھا کہ میز بے حد بھاری ہو گی لیکن تم نے اسے اس طرح اچھال دیا جیسے وہ ہلکی پھلکی سی ہو"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے میز کی ساخت پر غور کیا تھا۔ اس کی کرسی کی طرف دونوں پائے زمین میں گڑے ہوئے تھے جبکہ عقبی دونوں پائے فرش کے اوپر تھے۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ اسے کس انداز میں الٹایا جا سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے جیسے ہی دونوں پیروں سے جھٹکا دیا میز اس طرف الٹی اور آگے والے دونوں پائے فکسڈ ہونے کی وجہ سے وہ کرسی کے ساتھ پھنس گئی اور کرنل پائیک بھی اسے دھکیل نہ سکا اور پھنس

گیا اور اگلے دونوں پائے اس لئے فکسڈ تھے کہ فرش سے تاریں اوپر جا رہی تھیں اور میز الٹنے کی وجہ سے میرے والی کرسی کا تار کھنچ گیا اور میں آزاد ہو گیا لیکن آپ نے اس کا گلا کیوں دبایا۔ کیا کوئی خاص وجہ تھی"...... صفدر نے وضاحت کرتے کرتے سوال کر دیا۔

"ہاں۔ میں نے تمہارے مکے کا حشر دیکھ لیا تھا۔ یہ تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے ضرب اس پر اثر نہیں کر سکتی جو عام لوگوں پر کرتی ہے اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ میں باقاعدہ اس سے کشتی لڑتا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کا کیا کرنا ہے"...... صفدر نے پوچھا۔

"میں باہر موجود افراد کو ٹھکانے لگالوں تم اس دوران اس کی میز کی درازوں کی تلاشی لے لو۔ لیکن خیال رکھنا یہ کسی بھی وقت ہوش میں آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا اور پھر دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ باہر برآمدے میں وہی مسلح آدمی موجود تھا جو عمران اور صفدر کو اس کمرے تک پہنچا گیا تھا۔

"یس سر"...... اس آدمی نے آہٹ سن کر تیزی سے مڑتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارے علاوہ اور کتنے آدمی ہیں"...... عمران نے اس کے قریب پہنچ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"تین سر ایک گیٹ کے باہر اور دو سامنے آفس میں جناب"۔ اس

آدمی نے جواب دیا لیکن اسی لمحے عمران اچانک اس پر جھپٹ پڑا اور چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد ہلکی سی کٹک کی آواز ابھری اور اس آدمی کا جسم عمران کے بازوؤں میں جھول گیا۔ عمران نے اسے آہستہ سے ایک سائیڈ پر اندھیرے میں کر کے لٹا دیا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باقی تینوں افراد کو بھی اسی طرح گردن توڑ کر ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ صرف پھاٹک سے باہر موجود محافظ کو اندر بلانے کے لئے اسے کرنل پائیک کا لہجہ اختیار کرنا پڑا تھا جبکہ باقی دو افراد تو دفتر میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے اور عمران جیسے ہی اچانک اندر داخل ہوا وہ دونوں حیرت بھرے انداز میں نہ صرف اٹھ کھڑے ہوئے بلکہ انہوں نے اسے لارڈ ہربرٹ سمجھ کر اسے مؤدبانہ انداز میں سلام بھی کیا لیکن دوسرے لمحے ایک آدمی کنپٹی پر مکہ کھا کر دور جا گرا جبکہ دوسرا سینے پر ضرب کھا کر کرسی سمیت نیچے گرا اور پھر عمران کی پے در پے لاتوں نے انہیں چیخنے کا بھی موقع نہ دیا اور وہ دونوں بے ہوش ہو گئے اور پھر عمران نے ان کی گردنیں توڑ دیں۔ ان تینوں سے فارغ ہو کر عمران واپس اس کمرے میں آیا جہاں صفدر اور کرنل پائیک موجود تھے۔ صفدر نے کہیں سے رسی تلاش کر کے کرنل پائیک کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے تھے لیکن وہ بدستور بے ہوش تھا۔

"باہر موجود افراد تو ختم ہو گئے ہیں۔ تمہیں کچھ ملا میز کی درازوں سے"...... عمران نے کہا۔

"کچھ نہیں ہے"...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ خواہ مخواہ غریب آدمی کے گھر گھس آئے ہیں میرا تو خیال تھا کہ بھاری رقم مل جائے گی چلو دو تین روز گزارہ ہو جائے گا"۔ عمران نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا اور صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے کہ اسے بھی ختم کر دیں اور اڈے کی طرف روانہ ہو جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"ابھی اسے ختم نہیں کرنا اس سے ہسپتال کی اندرونی صورت حال معلوم کرنی ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ خواہ مخواہ اس معاملے میں نہ الجھیں جو بھی صورت حال ہو گی خود ہی سامنے آجائے گی"...... صفدر نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے لیکن میرے ذہن میں ایک اور مسئلہ بھی ہے۔ کرنل ڈیوڈ اصل لارڈ ہربرٹ کو برآمد کر چکا ہے اس کا مطلب ہے کہ یا تو ہمارے ساتھی اس کے ہتھے چڑھ چکے ہیں یا پھر وہ انہیں الجھا نہیں سکے اور واپس چلے گئے ہیں۔ بہرحال جو کچھ بھی ہوا وہ بعد میں دیکھیں گے لیکن اگر اب ہم دونوں اڈے میں گھس گئے اور پیچھے کرنل ڈیوڈ کی کال آ گئی اور یہاں سے کسی نے کال اٹنڈ نہ کی تو پھر لامحالہ ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا جائے گا اور ہم بری طرح پھنس جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اس بارے میں آپ کے ذہن میں کیا حل ہے"۔ صفدر نے کہا۔

"فی الحال تو کوئی حل سمجھ میں نہیں آ رہا"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... عمران نے کرنل پائیک کے لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ عمران اور اس کے ساتھی تمہارے پاس پہنچے ہوں گے۔ ان کا کیا کیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں نے ان دونوں کو بے ہوش کر دیا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"بے ہوش کر دیا ہے۔ کیوں۔ انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دو"۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ عمران میرے انکل کے میک اپ میں آیا ہے اور فرسٹ چیک پوسٹ والوں کو بھی اس بات کا علم ہے اور میں نہیں چاہتا کہ صدر صاحب کو یہ معلوم ہو کہ عمران میرے انکل کے روپ میں مجھ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ اسے اسی بے ہوشی کے عالم میں کار میں اس طرح بٹھا کر باہر لے جاؤں جیسے وہ ٹھیک ٹھاک ہو اور پھر باہر لے جا کر اسے گولی مار دوں"...... عمران نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو میں آجاتا ہوں تمہارے پاس۔ میں انہیں لے جاؤں گا اور پھر گولیوں سے اڑا دوں گا"...... عمران کی توقع کے عین مطابق کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ یہ ٹھیک ہے۔ ویری گڈ۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے لیکن ان کے ساتھیوں کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ فرار ہو جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ بہرحال ان کا کوئی مسئلہ نہیں ہے وہ اس قدر اہم نہیں ہیں اصل اہمیت اس عمران کی ہے اور کرنل پائیک یہ تو بہرحال تم سمجھتے ہی ہو کہ اگر میں تمہیں لارڈ ہربرٹ کے بارے میں اطلاع نہ دیتا تو تم عمران کے ہتھے چڑھ جاتے۔ بہرحال اب بھی تمہارے لئے کام کرنے کے لئے تیار ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے گھما پھرا کر بات کرتے ہوئے کہا تو عمران اس کی بات کا مقصد سمجھ گیا کہ وہ کریڈٹ خود لینا چاہتا ہے۔

"تم فکر نہ کرو کرنل ڈیوڈ۔ اس کا کریڈٹ تمہیں ملے گا"۔ عمران نے فوراً ہی جواب دیا۔

"اوہ شکریہ۔ تم واقعی عظیم آدمی ہو۔ بہرحال تم فکر مت کرو۔ میں جلد ہی اس احسان کا بدلہ اتار دوں گا۔ پھر میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

"اب بات بن گئی ہے۔ مجھے کرنل ڈیوڈ کی طرف سے ہی خطرہ تھا۔ اب وہ یہاں پہنچ جائے گا تو پھر اسے بے ہوش کر کے یہیں ڈال

دیں گے اور پھر اطمینان سے مشن مکمل کر کے نکل جائیں گے۔" عمران نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کو تو آپ ہر بار یہ کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں کہ اس جیسا احمق آدمی دوبارہ سامنے نہیں آئے گا لیکن یہ کرنل پائیک تو خاصا ذہین آدمی ہے۔ اس کا تو خاتمہ کر دیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس بار میں نے کرنل ڈیوڈ کے بھی خاتمے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہ شخص اب ہمارے کام کرنے کے انداز سے خاصا واقف ہو گیا ہے اس لئے اب معاملات اس کی وجہ سے ہمارے حق میں نہیں جاتے۔ اسے آنے دو۔ پھر ان دونوں کا اکٹھے ہی کریا کرم ہو جائے گا"۔ عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل ڈیوڈ کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اس کمرے میں لارڈ ہربرٹ بھی موجود تھا۔ اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔

کرنل ڈیوڈ راسٹر کے ہمراہ مین روڈ پر پکٹنگ کئے ہوئے تھا لیکن جب کچھ دیر گزر گئی اور لارڈ ہربرٹ کی کار مین روڈ پر نہ آئی تو راسٹر نے ہی واپس زرعی فارم جانے کی تجویز پیش کی اور کرنل ڈیوڈ تو پہلے ہی اپنی فطرت کے مطابق بے چین ہو رہا تھا وہ فوراً تیار ہو گیا اور راسٹر نے چار مسلح افراد کو وہاں چھوڑا اور ایک جیپ لے کر وہ ایک محافظ اور کرنل ڈیوڈ کو ساتھ لے کر لمبا چکر کاٹ کر زرعی فارم عقبی سائیڈ پر جا پہنچا لیکن اس نے جیپ فارم سے کافی فاصلے پر روک دی تھی اور پھر وہ تینوں جیپ سے اتر کر بڑے محتاط انداز میں پیدل ہی فارم کی طرف بڑھنے لگے۔ فارم کی عقبی طرف باغ تھا جس

گرد چار دیواری تھی لیکن یہ چار دیواری زیادہ اونچی نہ تھی اس لئے راسٹر نے کرنل ڈیوڈ کو وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور خود وہ بڑے محتاط انداز میں دیوار پھلانگ کر باغ میں گیا اور پھر فارم کی اصل دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ لیکن دوسری طرف خاموشی طاری تھی۔ اس انداز کی خاموشی کہ جیسے فارم کی عمارت خالی پڑی ہوئی ہو۔ راسٹر چند لمحے دیوار کے ساتھ کھڑا سن گن لیتا رہا۔ گو وہاں ایک دروازہ بھی تھا لیکن دروازہ فارم کی طرف سے بند تھا۔ چنانچہ وہ دیوار پھلانگ کر فارم میں داخل ہوا اور پھر اسے معلوم ہو گیا کہ فارم خالی پڑا ہے لیکن فارم کی تلاشی کے دوران تہہ خانہ تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر تہہ خانے سے زندہ لارڈ ہربرٹ اور فارم کے چوکیدار کی لاش دستیاب ہو گئی تو اس نے کرنل ڈیوڈ کو اطلاع دی اور کرنل ڈیوڈ ایک مسلح محافظ کے ساتھ فارم میں آیا۔ لارڈ ہربرٹ بے ہوش تھا۔ اسے ہوش میں لایا گیا تو اس نے بتایا کہ اس کے سامنے ایک آدمی نے اس کا روپ دھارا تھا۔ وہ اس کے لہجے میں اور اس کی آواز میں بات کر رہا تھا۔ اس پر کرنل ڈیوڈ سمجھ گیا کہ واقعی پہلی بار جو لارڈ ہربرٹ ملا تھا وہ دراصل عمران تھا اور پھر یہ بات بھی لارڈ ہربرٹ نے ہی اسے بتائی کہ اس آدمی نے اس کے سامنے کرنل پائیک سے بات کی تھی اور اس کے پاس پہنچنے کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ کرنل ڈیوڈ نے فوری طور پر کرنل پائیک سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کیا اور اس نے کرنل پائیک کو اصل صورت حال بتا دی جس پر

کرنل پائیک نے اسے تسلی دی کہ عمران اور اس کا ساتھی زندہ واپس نہ جا سکیں گے۔ چونکہ عمران کے ساتھی بھی غائب ہو چکے تھے اس لئے اب یہاں رکنے کا کوئی جواز باقی نہ رہا تھا اور لارڈ ہربرٹ کی کار بھی چونکہ عمران لے گیا تھا اس لئے لارڈ ہربرٹ کو بھی اس کی رہائش گاہ پر پہنچانے کا مسئلہ تھا۔ چنانچہ راسٹر انہیں وہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا تاکہ دوسری جیپ اور محافظوں کو واپس بلا لائے اور اس وقت کرنل ڈیوڈ اس لئے بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہا تھا کہ راسٹر کو گئے ہوئے بھی کافی دیر ہو گئی تھی اور ابھی وہ واپس نہ آیا تھا جبکہ وہ کرنل پائیک سے بھی نتائج معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن اس لئے خاموش تھا کہ اسے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے قابو آنے والے نہیں ہیں بہرحال اس میں وقت لگے گا اور وہ درمیان میں کال کر کے کرنل پائیک کے لئے کوئی مسئلہ کھڑا نہ کرنا چاہتا تھا لیکن اسے راسٹر پر بھی بے حد غصہ آ رہا تھا کہ وہ اس طرح غائب ہو گیا تھا جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

"مجھے کب تک اس طرح بیٹھنا پڑے گا کرنل ڈیوڈ"...... اچانک لارڈ ہربرٹ نے کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ ویسے یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ اگر تم یہاں موجود نہ ہوتے تو یہ شیطان نہ تمہارا روپ دھار سکتا اور نہ تمہارے روپ میں اڈے تک پہنچ سکتا"...... کرنل ڈیوڈ نے لارڈ ہربرٹ کی وجہ سے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے میں تلخی موجود تھی۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو گا۔ میں تو ہر ہفتے باقاعدگی سے یہاں آتا رہتا ہوں"...... لارڈ ہربرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا اچانک باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔ چند لمحوں بعد راسٹر اندر داخل ہوا اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔

"تم اتنی دیر کہاں رہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارا ملازم ہوں اور یہاں کھڑا تمہارا انتظار کرتا رہوں۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے راسٹر کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس پر چڑھائی کر دی۔

"جناب۔ مجھے پیدل جانا اور پیدل ہی واپس آنا پڑا اور میں پیدل چلنے کے معاملے میں ہمیشہ بڑا کمزور واقع ہوا ہوں۔ بچپن میں دادا جان مجھے اپنے ساتھ باغ کی سیر کے لئے لے جاتے تھے اور میں اپنے دادا جان سے بھی آہستہ چلتا تھا۔ جس پر دادا جان بالکل آپ کی طرح ناراض ہو جاتے تھے اور مجھے واپسی پر ٹافیاں بھی نہ لے کر دیتے تھے"...... راسٹر نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو لارڈ ہربرٹ اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"یہ کیا راگ الاپنا شروع کر دیا ہے تم نے نانسنس۔ یہ وقت ہے دادا جان کی باتیں کرنے کا۔ پیدل کیوں گئے تھے جیپ تو یہاں موجود تھی جس پر ہم آئے تھے"...... کرنل ڈیوڈ نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ وہاں پہنچے ہوئے ہوں اور جیپ کی آواز سن کر غائب نہ ہو جائیں اس لئے میں پیدل وہاں گیا تھا"...... راسٹر نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیا۔

"پھر۔ آگے بھی تو بولو۔ پھر کیا ہوا۔ وہاں کی جیپ کہاں گئی۔ کیا زمین میں غائب ہو گئی تھی یا آسمان پر اڑ گئی تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اس کے ٹائر برسٹ ہو چکے تھے جناب اس لئے وہ چلنے کے قابل ہی نہ رہی تھی۔ اس لئے مجھے مجبوراً پیدل ہی واپس آنا پڑا"...... راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں پھیلتی چلی گئی۔

"ٹائر برسٹ ہو چکے تھے۔ کیا مطلب۔ کس نے کئے تھے۔ کس طرح ہوئے تھے۔ پوری بات بتاؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہاں کوئی آدمی زندہ موجود ہی نہ تھا جو بتاتا"...... راسٹر نے اسی طرح سادہ سے لہجے میں جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ ایک بار پھر غصے کی شدت سے بگڑ سا گیا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا بکواس ہے۔ کھل کر بات کیوں نہیں کرتے۔ کون ادھر ہلاک ہوا۔ کیا کہہ رہے ہو"...... کرنل ڈیوڈ کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"ہمارے ساتھی جناب۔ وہ سب لاشوں کی صورت میں وہاں پڑے تھے اور وہاں پولیس بھی پہنچ گئی تھی اب تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا

ہے کہ عمران کے ساتھی یہاں سے پیدل گئے اور انہوں نے جیپ پر قبضہ کیا۔ وہاں موجود دونوں افراد کو ہلاک کیا پھر سڑک کی دوسری طرف نکل گئے اور وہاں بھی موجود دونوں آدمیوں کو ہلاک کیا اس دوران ہمارے آدمیوں نے جیپ کے ٹائر برسٹ کر دیئے لیکن وہ نکل گئے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"نکل گئے۔ کہاں۔ کس طرح"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب یہی بتایا گیا ہے کہ وہ اڈے کی طرف گئے ہیں۔ انہوں نے سڑک پر سے گزرنے والی ایک کار روکی۔ اس کار میں سوار تین افراد کو کار سے نکال کر ہلاک کر دیا اور کار لے اڑے۔ ایک آدمی زخمی تھا اس نے پولیس والوں کو یہی بیان دیا ہے اور بیان دینے کے بعد وہ مر گیا"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ عمران کے پیچھے اڈے کی طرف گئے ہیں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ ہمیں فوراً ان کے پیچھے چلنا چاہئے۔ آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔

"جناب۔ پہلے کرنل پائیک سے تو بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں ہلاک کر چکا ہو"...... راسٹر نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اب بات کرنا ضروری ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف لپکا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے کرنل پائیک کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا بات ہے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"وہ عمران اور اس کے ساتھی تمہارے پاس پہنچے ہوں گے۔ ان کا کیا کیا"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا کیونکہ کرنل پائیک اس طرح اطمینان بھرے انداز میں بول رہا تھا جیسے کسی قسم کے کوئی ہنگامی حالات ہی نہ ہوں اور اسی بات پر کرنل ڈیوڈ کو غصہ آ رہا تھا۔

"میں نے ان دونوں کو بے ہوش کر دیا ہے"...... کرنل پائیک نے اسی طرح اطمینان بھرے انداز میں کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا اور پھر اس نے انہیں فوراً ہلاک کرنے کا کہا تو جواب میں کرنل پائیک نے بتایا کہ وہ لارڈ ہربرٹ کی وجہ سے ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ جس پر مزید بات چیت کے بعد بہرحال یہ طے ہو گیا کہ کرنل ڈیوڈ خود وہاں پہنچے اور وہاں سے عمران اور اس کے ساتھی کو لے آئے اور انہیں ہلاک کرے اور کرنل ڈیوڈ نے فوراً وعدہ کر لیا۔ اس کا چہرہ مسرت سے چمک رہا تھا۔

"آؤ راسٹر آؤ۔ میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ کر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اور میرا کیا ہو گا"...... لارڈ ہربرٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اب پیدل جانا پڑے گا۔ سوری"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے میزائل اڈے کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر ایسی مسرت تھی جسے الفاظ میں بیان نہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن راسٹر کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے مگر وہ خاموش تھا اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔

سیاہ رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جس سڑک سے میزائل اڈے کی طرف جانے والی سڑک نکلتی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا بلکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا یہ کار انہوں نے سڑک پر سے حاصل کی تھی اور کار میں موجود تین افراد کو تنویر اور کیپٹن شکیل نے ہلاک کر دیا تھا تاکہ وہ کسی کو کچھ نہ بتا سکیں ورنہ پولیس ان کے پیچھے آسکتی تھی اور پھر عقبی سیٹ پر بیٹھنے کی تجویز بھی تنویر نے خود ہی پیش کی تھی تاکہ وہ آسانی سے فائرنگ کر سکے اور پھر تنویر کی بجائے ڈرائیونگ سیٹ اس بار کیپٹن شکیل نے سنبھال لی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گئے جہاں سڑک میزائل اڈے کو نکلتی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ وہاں باقاعدہ چیک پوسٹ بنی ہوئی تھی۔

"کار روکنا نہیں۔ نکلے چلو"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا تو

کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چیک پوسٹ کے سامنے لگا ہوا راڈ نیچے تھا اور راستہ بند تھا۔ سائیڈ پر دو مسلح محافظ موجود تھے۔ کار جیسے ہی تیز رفتاری سے مڑی ان دونوں نے ہاتھ اٹھا کر انہیں رکنے کا اشارہ کیا لیکن کیپٹن شکیل نے کار کی رفتار اور تیز کر دی اور اسی لمحے عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تنویر نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی وہ دونوں محافظ چیختے ہوئے نیچے گرے اور کار سڑک کے درمیان موجود لکڑی کے راڈ کو توڑتی ہوئی آگے نکل گئی۔

"کار روک لو کیپٹن۔ ہمیں یہاں موجود ہر شخص کو ختم کرنا ہوگا ورنہ یہ لوگ آگے اطلاع دے دیں گے"...... جولیا نے چیخ کر کہا تو کیپٹن شکیل نے بریک دبا دیئے اور کار ایک طویل چیخ مار کر سڑک پر رک گئی۔ کار رکتے ہی تنویر اور جولیا دونوں بیک وقت نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے واپس چوکی کی طرف بڑھ گئے جبکہ کیپٹن شکیل نے تیزی سے کار کو بیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اسے دور سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور پھر وہ دونوں دوڑ کر واپس آتے ہوئے دکھائی دیئے تو کیپٹن شکیل نے کار روک دی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کار میں بیٹھ گئے تو اس نے کار آگے بڑھا دی۔

"دو آدمی تھے جن میں ایک فون کرنے ہی والا تھا کہ ہم پہنچ گئے"...... جولیا نے کہا تو کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب عمران کہاں ملے گا"...... تنویر نے کہا۔

"مجھے کرنل پائیک والی عمارت کا علم ہے"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اب تک اڈے کے اندر پہنچ گئے ہوں"۔ جولیا نے کہا۔

"پہلے اس عمارت کو چیک کر لیں گے پھر اڈے کی طرف چل پڑیں گے لیکن وہاں نفری کافی ہے اس لئے اس طرح کا ایکشن نہ ہو سکے گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"جس طرح کا بھی ہو گا۔ کر لیں گے"...... تنویر نے جواب دیا اور جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ کار تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

"چیک پوسٹ سڑک پر ہے اس لئے کہیں لاش دیکھ کر کوئی اڈے میں اطلاع نہ کر دے"۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے فون کی تار توڑ دی ہے"...... جولیا نے جواب دیا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑا سا آگے جانے کے بعد وہ عمارت نظر آنے لگ گئی اور کیپٹن شکیل نے کار اس کے پھاٹک کی طرف موڑ دی۔ پھاٹک بند تھا اور باہر کوئی محافظ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"باہر محافظ تو موجود رہتا تھا لیکن اب نہیں ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ عمران نے قبضہ کر لیا ہو گا"۔ جولیا نے کہا۔

"ہمیں محتاط رہنا ہو گا۔ ورنہ عمران صاحب ہمیں اپنا دشمن بھی سمجھ سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے کیپٹن شکیل نے کار پھاٹک کے سامنے روک دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں نیچے اتر آئے۔

"عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے گیٹ کی سائیڈ میں ہو کر زور سے آواز دیتے ہوئے کہا لیکن جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے پھاٹک کو دھکیلا تو پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ سانپ کی طرح اندر رینگا اور پھر سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا اس کے پیچھے جولیا اور تنویر بھی اندر آ گئے۔ عمارت میں خاموشی طاری تھی۔ ایک طرف کمرہ تھا جس میں روشنی موجود تھی۔ تنویر بجلی کی سی تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے جیسے ہی سامنے کمرے میں جھانکا تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ کمرے میں تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"اوہ۔ اندر تین لاشیں پڑی ہوئی ہیں"...... تنویر نے واپس آ کر کہا اور پھر وہ تینوں محتاط انداز میں دوڑتے ہوئے برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ انہیں اندر سے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو وہ تینوں تیزی سے سائیڈ کی دیواروں سے لگ گئے۔ پھر راہداری میں قدموں کی آواز سنائی دی لیکن آنے والے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بے حد محتاط انداز میں آ رہا ہے۔

"پرنس"...... اچانک جولیا نے آہستہ سے کہا۔

"ارے ارے۔ کیا مطلب۔ کیا اب بات یہاں تک پہنچ گئی ہے۔

کہ میرے کانوں میں خود بخود جولیا کی آواز آنے لگ گئی ہے"۔ اچانک راہداری سے عمران کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا تو بے اختیار مسکرا دی لیکن اس کے ساتھ کھڑے ہوئے تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"عمران صاحب۔ میں کیپٹن شکیل ہوں۔ جولیا اور تنویر بھی میرے ساتھ ہیں"...... راہداری کی دوسری طرف کھڑے کیپٹن شکیل نے اونچی آواز میں کہا اور پھر تیزی سے سامنے آگیا۔

"اوہ۔ میں خواہ مخواہ ہی خوش ہو رہا تھا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے جولیا اور تنویر بھی سامنے آگئے۔

"تم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ میں سمجھی تھی کہ اب تک مشن مکمل بھی ہو چکا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"مشن مکمل کرنے کی تو نجانے کتنے عرصے سے کوشش کر رہا ہوں لیکن جب بھی مشن مکمل ہونے کے قریب آتا ہے رقیب رو سفید کی شکل مبارک بھی ساتھ ہی نظر آجاتی ہے اور مشن بے چارہ منہ دیکھتا رہ جاتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ وقت ہے بکواس کرنے کا۔ صفدر کہاں ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا غصہ حقیقی تھا۔ شاید اسے اس وقت عمران کا یہ راگ الاپنا پسند نہ آیا تھا۔

"کرنل پائیک کے ساتھ بیٹھا خطبہ نکاح یاد کر رہا ہے تاکہ دلہن کے مع دو گواہوں کے پہنچتے ہی وہ اپنا مشن مکمل کر سکے"...... عمران

نے جواب دیا ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

"کرنل پائیک زندہ ہے۔ کہاں ہے"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ادھر کمرے میں ہے۔ کمرہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے بارات کا شور وہاں تک نہیں پہنچ سکا۔ یہ تو مجھے اچانک خیال آیا کہ باہر بھی دیکھ لیا جائے۔ آؤ"...... عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب اس کمرے میں داخل ہوئے تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"آپ لوگ یہاں پہنچ گئے۔ کیسے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا نے تفصیل بتا دی۔

"لیکن اس کرنل پائیک کو زندہ کیوں رکھا ہوا ہے"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"چند لمحے پہلے کرنل ڈیوڈ کی کال آئی ہے وہ اسے وصول کرنے آ رہا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کرنل ڈیوڈ آ رہا ہے یہاں۔ اوہ۔ پھر"...... جولیا نے کہا۔

"اسی وجہ سے تو ہم یہاں موجود ہیں تاکہ وہ آجائے تو اسے بھی کرنل پائیک کے ساتھ یہاں چوکیداری کے لئے بٹھا کر ہم آگے چلیں۔ لیکن پہلے یہ تو بتاؤ کہ تم سڑک کے آغاز میں موجود چیک پوسٹ سے کیسے نکل آئے"...... عمران نے کہا تو تنویر نے اسے ساری صورت حال بتا دی تو عمران کے چہرے پر یکلخت تشویش کے

تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اب فوری طور پر مشن مکمل نہیں ہو سکتا۔ وہ چیک پوسٹ کی حالت دیکھتے ہی اڈے کو ریڈ الرٹ کر دے گا"۔ عمران نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن میں نے فون کی تار توڑ دی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ ٹرانسمیٹر کال کر دے گا۔ چلو ہمیں اب فوری یہاں سے نکلنا ہو گا کسی دوسرے راستے سے۔ اس سے پہلے کہ اس سارے علاقے کو فوج گھیر لے اور ہم چوہوں کی طرح مارے جائیں"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن"...... جولیا نے کہا۔

"جلدی کرو صفدر۔ تم کرنل پائیک کو اٹھا لو۔ اسے ہم نے ساتھ لے جانا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اس کی کیا ضرورت ہے۔ گولی مار دو اسے"...... تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی اس سے بہت کچھ معلوم کرنا ہے۔ جلدی کرو۔ اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ چیک پوسٹ تک پہنچے ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا اور پھر واقعی وہ انتہائی تیز رفتاری سے حرکت میں آ گئے۔

جیپ انتہائی تیز رفتاری سے میزائل اڈے کی طرف دوڑتی چلی جا ی تھی۔

"باس۔ وہ کار جو عمران کے ساتھیوں نے چھینی ہے وہ بھی اسی ف گئی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ، ہم سے پہلے کرنل پائیک تک جائیں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے راسٹر نے کہا۔

"کرنل پائیک شیرخوار نہیں ہے۔ وہ ریڈ اتھارٹی کا چیف ہے"۔ نل ڈیوڈ نے کہا اور راسٹر خاموش ہو گیا لیکن پھر جیسے ہی جیپ ائل اڈے پر جانے والی سڑک پر گھومی کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل کیونکہ راڈ ٹوٹا ہوا تھا اور محافظوں کی لاشیں بھی پڑی دکھائی دے ی تھیں۔

"اوہ۔ اوہ۔ جیپ روکو"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ئے کہا اور ڈرائیور نے بریک لگا دیئے۔ جیپ رکتے ہی کرنل ڈیوڈ،

کہا۔

"اوہ نہیں۔ یہ کیسے ہوا۔ کس نے کیا ہے۔ یہ چیک پوسٹ تو جناب کرنل پائیک کے حکم پر عارضی طور پر قائم کی گئی تھی۔ اوور"۔ کمانڈر جوہن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کرنل پائیک کو میں نے ٹرانسمیٹر پر کال کیا ہے لیکن وہاں سے کوئی بھی کال اٹنڈ نہیں کر رہا۔ اب میں وہاں آ رہا ہوں۔ آپ کے اڈے میں تو کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں ہوئی۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نو سر۔ یہاں تو حالات نارمل ہیں۔ اوور"...... کمانڈر جوہن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ بہرحال پھر بھی ریڈ الرٹ رہیں۔ یہ ساری کارروائی پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہے۔ میں ان کا تعاقب کرتا ہوا یہاں پہنچا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر ٹرانسمیٹر آف کر کے وہ تیزی سے جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ ایک بار پھر ان کی جیپ تیزی سے سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی اور پھر انہیں دور سے وہ عمارت نظر آنا شروع ہو گئی جہاں سے کرنل پائیک نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ وہاں لائٹیں جل رہی تھیں۔

"یہ لوگ اندر ہوں گے۔ ہمیں محتاط رہنا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ڈرائیور جیپ یہاں سائیڈ پر کر کے روک دو ہو سکتا ہے کہ وہ نگرانی کر رہے ہوں"...... راسٹر نے ڈرائیو سے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔

"تم عقبی طرف جاؤ۔ محافظ ساتھ لے لینا میں یہاں رہوں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے مختصر سا جواب دیا اور پھر وہ محافظ سمیت نیچے اترا اور ایک لمبا چکر کاٹ کر وہ اس عمارت کی عقبی طرف پہنچ گیا۔ عقبی طرف ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور عمارت کے اندر خاموشی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ عمارت خالی ہے"...... راسٹر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا اور پھر وہ انتہائی محتاط انداز میں اندر داخل ہوا۔ محافظ بھی مشین گن لئے اس کے پیچھے تھا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے پوری عمارت کو چیک کر لیا۔ عمارت میں واقعی کوئی زندہ انسان موجود نہ تھا البتہ تین لاشیں ایک آفس میں موجود تھیں۔ لارڈ ہربرٹ کی مرسڈیز کار بھی موجود تھی لیکن کرنل پائیک کی نہ ہی لاش تھی اور نہ خود وہ وہاں موجود تھا۔

"جا کر باس کو بلا لاؤ"...... راسٹر نے پھاٹک کھولتے ہوئے محافظ سے کہا تو محافظ تیز تیز قدم اٹھاتا پھاٹک سے باہر نکل گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کرنل پائیک کو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔ لیکن کیوں۔ وہ اس سے کیا فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں"۔ راسٹر

راسٹر اور مسلح محافظ تینوں ہی اچھل کر جیپ سے نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے چیک پوسٹ کی طرف بڑھ گئے اور چند لمحوں بعد انہوں نے صورت حال دیکھ لی۔ چیک پوسٹ پر موجود چار افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور فون کی تار ٹوٹی ہوئی صاف نظر آ رہی تھی۔

"یہ عمران کے ساتھیوں کا کام ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے اس کا بٹن پریس کر دیا۔ فریکونسی پہلے ہی کرنل پائیک کی اس پر ایڈجسٹ تھی اس لئے اس نے اسے صرف آن کیا تھا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن دوسری طرف سے کال اٹنڈ ہی نہ کی جا رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ وہاں کرنل پائیک کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا گیا ہے جو یہاں ہوا ہے"...... قریب موجود راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"چلو ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے جیپ کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ کو اڈے کی مخصوص فریکونسی تو معلوم ہو گی"۔ اچانک راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ تیزی سے مڑا۔

"ہاں کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں

کہا۔

"ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں پہنچیں تو وہ اڈے میں پہنچ جائیں اور جب ہم وہاں سے اڈے پر پہنچیں تو وہ مشن مکمل کر کے یہاں پہنچ جائیں اور جب ہم یہاں پہنچیں تو وہ مشن مکمل کر کے پاکیشیا پہنچ چکے ہوں"...... راسٹر نے بڑی تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"مختصر بات نہیں کر سکتے تم۔ چھوٹی سی بات کو طوطا مینا کی کہانی بنا لیتے ہو نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ایک بار پھر جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو۔ ہیلو چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"۔ کرنل ڈیوڈ نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ ریڈ میزائل پراجیکٹ فرسٹ چیک پوسٹ۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کون بول رہے ہو۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیک پوسٹ کمانڈر جوہن بول رہا ہوں۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کمانڈر جوہن میں اس وقت مین روڈ پر بنائی گئی پہلی چیک پوسٹ سے بول رہا ہوں۔ اس چیک پوسٹ پر موجود چاروں محافظوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ٹیلی فون کی تار توڑ دی گئی ہے۔ کیا آپ کو اطلاع مل چکی ہے۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے

نے بڑبڑاتے [illegible] ابھر آئی تھیں۔ تھوڑ [illegible] کرنل ڈیوڈ [illegible] تیز رہا ہے [illegible]

[illegible] کرنل پا [illegible] ملی ہے یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے جیپ سے نیچے اترتے [illegible] سے پوچھا۔

"کرنل پائیک صاحب بھی غائب ہیں اور پاکیشیائی ایجنٹ بھی۔ یہاں صرف کرنل پائیک کے تین آدمیوں کی لاشیں اکٹھی ایک وقت میں پڑی ہوئی ہیں۔ باقی پوری عمارت خالی ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ کرنل پائیک نے حماقت کی کہ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے ہوش کر دیا۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ لیکن یہ کہاں گئے لارڈ ہربرٹ کی کار تو یہاں موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سر میرے خیال میں کرنل پائیک کی یہاں کوئی جیپ موجود ہو گی جو وہ لے اڑے ہیں لیکن کہاں جا سکتے ہیں۔ اگر یہ واپس جاتے تو لامحالہ ہمیں نظر آ جاتے اور اڈے کی طرف یہ گئے نہیں۔ پھر یہ کہاں گئے"...... راسٹر نے کہا۔

"کہیں نہ کہیں تو بہرحال گئے ہیں۔ اب آسمان پر تو نہیں اڑ گئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"عقبی دروازہ کھلا ہوا تھا جبکہ یہ پھاٹک اندر سے بند تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل پائیک کی جیپ موجود نہ تھی ورنہ لامحالہ پھاٹک اندر سے بند نہ ہوتا"...... راسٹر نے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ خود اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر وہ یقیناً پیدل گئے ہوں گے۔ ہمیں ان کے پیچھے جانا چاہئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ ہاں سر۔ ان کے پاس وہ کار موجود ہے جو انہوں نے سڑک پر سے چھینی تھی"...... راسٹر نے چونک کر کہا۔

"لیکن وہ کار ہمیں نظر آنی چاہئے تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"وہ اس کار میں عقبی میدان سے ہوتے ہوئے سڑک پر جا نکلے ہوں گے۔ ہمیں اب شہر میں اس کار کو فوری تلاش کرنا ہو گا تب ہی وہ ہمیں مل سکیں گے"...... راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور تیزی سے اس پر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ کالنگ۔ اوور"...... کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے بار بار کال دینا شروع کر دی۔

"یس۔ مارٹن بول رہا ہوں ہیڈ کوارٹر سے۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ نے راسٹر سے پوچھ کر کار کا رنگ اور ماڈل بتا دیا کیونکہ رجسٹریشن کا کسی کو علم نہ تھا۔ کار میں موجود زخمی آدمی جو بعد میں ہلاک ہو گیا تھا وہ صرف رنگ اور

ماڈل ہی بتا سکا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے رنگ اور ماڈل بتا کر مارٹن کو حکم دیا کہ وہ پورے شہر میں اس کار کی تلاش کرائے اور جہاں بھی نظر آئے اس کی نگرانی کی جائے اور اسے فوری طور پر اطلاع دی جائے اور اس کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ واپس چلیں۔ ارے ہاں۔ ایک منٹ"۔ کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا اور پھر تیزی سے عمارت کی اندرونی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اچانک کسی بات کا خیال آ گیا ہو۔ راسٹر اس کے پیچھے تھا۔ ایک کمرے میں فون موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف جی پی فائیو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کراؤ انہیں انتہائی اہم اطلاع دینی ہے"... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... تھوڑی دیر بعد صدر صاحب کی مخصوص بھاری اور باوقار آواز سنائی دی۔

"سر میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ سر آپ کو یہ اہم اطلاع دینی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے کرنل پائیک کو اغوا کر لیا ہے"۔

کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیسے۔ تفصیل بتائیں"...... صدر صاحب نے چونک کر اور انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے لارڈ ہربرٹ کے فارم سے لے کر یہاں اڈے کے اندر کرنل پائیک کے اس دفتر تک پہنچنے تک کے تمام حالات بتا دیئے اور پھر یہاں کی صورت حال بھی بتا دی۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کرنل پائیک ان کے مقابل ناکام رہا ہے"...... صدر نے کہا۔

"جناب کرنل پائیک کا واسطہ پہلی بار ان سے پڑا ہے اور میں نے محسوس کیا ہے کہ کرنل پائیک انہیں عام ایجنٹوں کے انداز میں ٹریٹ کرتے رہے ہیں حالانکہ میں نے کئی بار انہیں کہا بھی تھا کہ وہ ان کے معاملے میں پوری طرح الرٹ رہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن کرنل پائیک کے اغوا سے ان کا کیا مقصد ہو گا"۔ صدر نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"کرنل پائیک سے وہ اڈے کے اندرونی حالات معلوم کرنا چاہتے ہوں گے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کرنل پائیک کے میک اپ میں اندر داخل ہو جائیں۔ ہمیں اس کا بھی سدباب کرنا ہو گا"۔ صدر نے کہا۔

"جناب میں نے اڈے کی چیک پوسٹ کے کمانڈر جوہن سے بات کی تھی۔اس نے بتایا تھا کہ وہاں اڈے میں کوئی نہیں آیا۔میں نے انہیں ریڈ الرٹ کر دیا ہے لیکن جناب اس وقت مجھے کرنل پائیک کے اغوا کا علم نہ تھا اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں اس بارے میں تاکید کر دوں"...... کرنل ڈیوڈ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل پائیک کے اغوا کے بعد اب ریڈ اتھارٹی تنظیم تو ایک لحاظ سے ختم ہو گئی اس لئے اب یہ کیس میں تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ تم نے کرنل پائیک کو بھی ان سے برآمد کرانا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے اور اڈے کو بھی بچانا ہے"...... کرنل ڈیوڈ کی توقع کے عین مطابق صدر صاحب نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

"یس سر۔آپ بے فکر رہیں سر۔اس بار وہ بچ کر نہ جا سکیں گے سر"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔میں میزائل اڈے پر آرڈر دے دیتا ہوں کہ اب اڈے کی بیرونی حفاظت کا انتظام ریڈ اتھارٹی کی بجائے جی پی فائیو کے سپرد کر دیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"ہونہہ۔ریڈ اتھارٹی۔نانسنس۔جی پی فائیو سے مقابلہ کرتے

تھے۔نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ راسٹر خاموشی سے اس کے پیچھے تھا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک تجویز پیش کروں جناب"۔ باہر آکر راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسی تجویز"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

"میں اڈے کی اصل پہلی چیک پوسٹ پر رہ کر خیال رکھوں جبکہ آپ شہر میں انہیں تلاش کرائیں۔ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کہیں قریب ہی چھپے ہوئے ہوں اور ہمارے واپس جاتے ہی اڈے پر چڑھ دوڑیں"...... راسٹر نے کہا۔

"تم اکیلے وہاں کیا کرو گے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"حملے کی صورت میں وہاں محافظوں کی کمان کروں گا جناب"۔ راسٹر نے جواب دیا۔

"اوکے۔آؤ میرے ساتھ میں کمانڈر سے بات کرتا ہوں"۔کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ اندر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور راسٹر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے اندر کی طرف چل پڑا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کرنل پائیک کے آفس سے باہر نکلا اور پھر وہ وہاں سے کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے اندر پہنچ کر رک گئے۔ ان کے پاس وہ کار موجود تھی جو تنویر وغیرہ نے حاصل کی تھی۔ لارڈ ہربرٹ کی کار وہ اس عمارت میں ہی چھوڑ آئے تھے اور کرنل پائیک کی وہاں کوئی جیپ سرے سے موجود ہی نہ تھی البتہ عمران نے کار پھاٹک سے باہر نکال کر پھاٹک کو اندر سے بند کرا دیا تھا اور پھر پھاٹک بند کرنے والا عقبی دروازے سے باہر آیا تھا اور پھر وہ سب کار میں پھنس پھنسا کر جھنڈ تک پہنچ گئے تھے۔

"تنویر اور صفدر تم واپس جاؤ اور دور سے اس عمارت کی نگرانی کرو کہ اگر وہاں کوئی آئے تو تمہاری نظروں سے نہ بچ سکے اور کیپٹن شکیل تم اور جولیا اس جھنڈ کے باہر جھاڑیوں میں بیٹھ کر یہاں کی نگرانی کرو۔ میں اس دوران کرنل پائیک سے ضروری معلومات

حاصل کر لوں"...... عمران نے جھنڈ میں پہنچتے ہی ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تمہارا ارادہ بدل گیا ہے واپس جانے کا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اب مشن کے بارے میں کچھ نہ کچھ کر کے واپس جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر جب وہ سب باہر چلے گئے تو عمران نے بے ہوش کرنل پائیک کو جس کے دونوں ہاتھ اس کے عقب میں بندھے ہوئے تھے الٹا کر کے اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی کو اچھی طرح چیک کیا۔ پھر اس نے اس کے ناخنوں کو چیک کیا۔ وہ سب کچھ اس لئے کر رہا تھا کہ کرنل پائیک بہرحال انتہائی تجربہ کار ایجنٹ تھا اس لئے عمران نہ چاہتا تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت کر گزرے جس سے اس کے ساتھیوں کی جانیں خطرے میں پڑ جائیں۔ جب اس کی پوری طرح تسلی ہو گئی تو اس نے اسے کار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا اور پھر اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی کرنل پائیک کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ کرنل پائیک کے اتنی جلدی ہوش میں آنے سے وہ سمجھ گیا تھا کہ کرنل پائیک ویسے ہی ہوش میں آنے والا تھا کیونکہ اسے بے ہوش ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی اور کرنل پائیک جسمانی لحاظ سے خاصا توانا اور

مضبوط آدمی تھا۔ چند لمحوں بعد کرنل پائیک نے آنکھیں کھول دیں۔

"کرنل پائیک مجھے یقین ہے کہ تم کوئی ایسی حرکت نہ کرو گے جس سے مجبوراً مجھے تمہارا فوری خاتمہ کرنا پڑ جائے حالانکہ تم نے مجھے ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن میں تم جیسے ایجنٹ کو اس انداز میں ہلاک نہیں کرنا چاہتا"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"میں کہاں ہوں"...... کرنل پائیک نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنے اڈے سے کچھ فاصلے پر ہو"...... عمران نے جواب دیا تو کرنل پائیک نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتے ہو"...... کرنل پائیک نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پوچھا۔

"میں اپنا مشن مکمل کرنا چاہتا ہوں اور بس"...... عمران نے دو ٹوک الفاظ میں کہا۔

"سوری عمران۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ تمہیں ریڈ میزائل اڈے کے اندرونی انتظامات کا علم ہی نہیں ہے اور سچی بات یہ ہے کہ تفصیل کا مجھے بھی علم نہیں ہے لیکن بہرحال تم کسی صورت اندر داخل نہیں ہو سکتے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تم تو داخل ہو سکتے ہو۔ تم تو ریڈ اتھارٹی ہولڈر ہو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ میں بھی زیادہ سے زیادہ چیک پوسٹ تک ہی جا سکتا ہوں۔ اس سے آگے نہیں کیونکہ اس کے بعد صرف وہ لوگ جا سکتے ہیں جن کے بارے میں مکمل تفصیلات مین کمپیوٹر میں فیڈ ہیں"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"کرنل پائیک۔ اگر تم یہ نہیں چاہتے کہ میں اسرائیل کا اہم ترین اڈا مکمل طور پر تباہ کر دوں تو تمہیں مجھے اس ہسپتال میں داخل ہونے کا کوئی طریقہ بتانا ہو گا ورنہ دوسری صورت میں پھر یہ اڈا اس سرزمین پر باقی نہیں رہے گا"...... عمران نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"سوری عمران۔ میں ایسا کوئی راستہ یا طریقہ نہیں جانتا۔ تم مجھے ہلاک کر سکتے ہو کر دو لیکن یہ حقیقت ہے کہ واقعی ایسا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر ہے بھی تو کم از کم میرے علم میں نہیں ہے"۔ کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ درست کہہ رہا ہے۔

"چیک پوسٹ کے بعد باقی حصہ تو ظاہر ہے خاردار تاروں سے ہی کور کیا گیا ہو گا۔ جس طرح عقبی طرف انتظامات ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ بالکل ایسی ہی صورت حال ہے لیکن وہاں چپے چپے کی انتہائی باریک بینی سے مسلسل چیکنگ کی جاتی ہے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی

اچانک باہر سے کسی کی چیخ سنائی دی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ چیخ جولیا کی ہو اور وہ انتہائی کربناک انداز میں چیخی ہو۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا جھنڈ سے باہر آگیا۔ اسی لمحے ایک اور چیخ سنائی دی۔ یہ چیخ کافی فاصلے پر سنائی دی تھی لیکن یہ چیخ جولیا کی نہیں تھی۔ عمران تیزی سے اس طرف کو دوڑتا چلا گیا۔ کچھ خاصی دور درختوں کا ایک جھنڈ تھا۔ ابھی وہ اس جھنڈ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اس نے جھنڈ میں سے کیپٹن شکیل اور جولیا کو باہر آتے دیکھا۔ کیپٹن شکیل نے کاندھے پر کسی کو اٹھایا ہوا تھا۔

"یہ کون ہے اور جولیا کیوں چیخی تھی"...... عمران نے رک کر پوچھا۔

"اس نے اچانک ہم پر فائر کر دیا تھا۔ یہ ایک جھاڑی میں چھپا ہوا تھا۔ میں اس لئے چیخ کر گری کہ یہ دوسرا فائر نہ کر دے۔ پہلے فائر سے تو میں بچ گئی تھی لیکن بہرحال میں نشانے پر تھی۔ پھر ہم نے اسے کور کر لیا"...... جولیا نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلایا ہی تھا کہ دور سے اسے کار کے اسٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی اور عمران کے ساتھ ساتھ جولیا اور کیپٹن شکیل بھی بے اختیار چونک پڑے اور دوسرے لمحے انہوں نے کار کو آندھی اور طوفان کی طرح جھنڈ سے نکل کر ایک سائیڈ پر دوڑتے ہوئے دیکھا۔ اس کا رخ اس طرف تھا جدھر اڈا تھا۔ فاصلہ اتنا زیادہ تھا کہ وہ اس پر فائر نہ کر سکتے تھے اور ظاہر ہے اس کے پیچھے بھاگنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔

"یہ کون لے گیا کار"...... کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل پائیک۔ حالانکہ اس کے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے لیکن بہرحال وہ سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اس کی گردن توڑ دو اور پھینک کر آؤ۔ جلدی کرو"...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل نے کاندھے پر لدے ہوئے آدمی کو نیچے پٹخا اور پھر جھک کر اس کی گردن توڑ دی۔

"تم اسے وہاں اکیلا چھوڑ کر کیوں آئے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"تمہاری کربناک چیخ سن کر میں آگیا۔ ویسے میرا خیال تھا کہ وہ بندھا ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کر سکے گا۔ بہرحال آؤ۔ اب ہمیں تنویر اور صفدر کو بھی بلانا ہے اور مشن بھی مکمل کرنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مشن کیسے مکمل ہوگا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"کیپٹن شکیل دوڑتے ہوئے جاؤ اور صفدر اور تنویر کو بلا کر اس طرف آجاؤ جدھر یہ کار گئی ہے۔ میں اور جولیا ادھر جا رہے ہیں۔ جلدی کرو"...... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ اس آدمی کی ادھر موجودگی کا مطلب ہے کہ اسے کرنل پائیک کو کسی کے داخل ہونے کا خدشہ تھا"۔ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ جولیا خاموشی سے اس کے ساتھ چلتی ہوئی

آگے بڑھ گئی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک جگہ رک گئے کیونکہ اب انہیں سامنے پہاڑیاں نظر آنے لگ گئی تھیں۔ خاردار تاروں سے پہاڑیوں کو کور کیا گیا تھا اور ہر جگہ سرچ لائٹیں لگی ہوئی تھیں او تقریباً بیس بیس فٹ کے فاصلے پر باقاعدہ اونچی چوکیاں بنی ہوئی تھیں لیکن یہ چوکیاں تاروں کی اندرونی طرف تھیں اور چوکیوں پر چار پانچ افراد بھی موجود تھے اور باقاعدہ دو کمرے بنے ہوئے تھے۔ بیرونی طرف باقاعدہ انتہائی طاقتور اور وسیع رینج کی میزائل گنیں بھی نصب تھیں۔ ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن بھی نظر آ رہی تھی۔

" خاصا سخت انتظام ہے "...... جولیا نے ایک درخت کی اوٹ لیتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اس کے باوجود ہم نے اندر جانا ہے "...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے عقب سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں مڑ گئے۔ آنے والے ان کے ساتھی تھے۔

" احتیاط سے "...... عمران نے کہا تو وہ سب احتیاط سے جھاڑیوں اور درختوں کی اوٹ لے کر آگے بڑھنے لگے۔

" ان حالات میں عمران صاحب ہم کس طرح اندر جائیں گے " صفدر نے درخت کی اوٹ لے کر عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔

" تم لوگوں کے پاس اسلحہ تو موجود ہے ناں "...... عمران نے پوچھا۔

" ہاں۔ اسلحہ تو ہے لیکن "...... صفدر نے کہا۔

" میں نے جو اندازہ لگایا ہے اس کے تحت یہاں سے چیک پوسٹ دو فرلانگ کے فاصلے پر ہے اور کرنل پائیک بہر حال وہیں گیا ہوگا اور جس ہسپتال میں پاکیشیائی سائنس دان موجود ہے وہ چیک پوسٹ کے قریب موجود ہے اس لئے اگر ہم نے یہاں سے حملے کا آغاز کیا تو ہم دو فرلانگ کا فاصلہ طے نہ کر سکیں گے کیونکہ اڈے کی پوری حفاظتی فورس ہمارے مقابل آجائے گی اس لئے اگر ہم اپنا مشن اس ہسپتال کے سامنے سے شروع کریں تو پھر کامیابی کی امید رکھی جا سکتی ہے "...... عمران نے کہا۔

" لیکن ہماری واپسی کا کیا ہوگا عمران صاحب "...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

" ہاں۔ یہ سوچنا بھی ضروری ہے "...... عمران نے کہا۔

" کوئی ضروری نہیں ہے۔ پہلے مشن مکمل کرو پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا "...... تنویر نے کہا۔

" تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ اب تک ہم خواہ مخواہ ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے ہیں۔ ہمیں بہر حال اپنا مشن پہلے مکمل کرنا چاہئے ورنہ وقت گزر جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ یہودی ڈاکٹر سر توڑ کوششیں کر رہے ہوں گے کہ وہ جلد از جلد اس سائنس دان کی یادداشت بحال کر لیں "...... جولیا نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

" اوہ ہاں۔ واقعی یہ خیال میرے ذہن میں نہ آیا تھا۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ پھر یہ طے ہو گیا کہ ہم نے ہر حالت میں مشن

مکمل کرنا ہے۔ باقی باتیں بعد میں بھی سوچی جا سکتی ہیں" ۔ عمران نے کہا تو سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"ٹھیک ہے پھر ہمیں پہلے واپس جانا ہو گا اور پھر گھوم کر اس چیک پوسٹ کی طرف جانا ہو گا کیونکہ ادھر سے ہماری نقل و حرکت کسی بھی وقت مارک ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ واپس پلٹ پڑا۔ باقی ساتھی بھی واپس پلٹے اور پھر جب وہ اس عمارت کے قریب پہنچے جہاں سے وہ کرنل پائیک کو لے کر نکلے تھے تو وہ سب بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ دور سے انہوں نے دو آدمیوں کو عمارت کے عقبی دروازے سے اندر جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"جی پی فائیو۔ ایک آدمی کے جسم پر مخصوص یونیفارم موجود ہے" ۔ عمران نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ہمارے پیچھے یہاں تک پہنچے ہیں۔ پھر تو انہیں سڑک والی چیک پوسٹ کی تباہی کا علم ہو گیا ہو گا" ۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ہی ہے اور لازماً کرنل ڈیوڈ نے اس چیک پوسٹ کی حالت دیکھ کر اڈے والوں کو اطلاع کر دی ہو گی" ۔ عمران نے جواب دیا۔

"نہ بھی کی ہو تب بھی اب تک کرنل پائیک بہرحال وہاں پہنچ

پکا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"عمران صاحب اب اس چیک پوسٹ پر اندھا حملہ خودکشی ہی ابت ہو گا۔ ہمیں کسی اور طرف سے حملہ کرنا چاہئے"...... اچانک لیپٹن شکیل نے کہا۔

"کس طرف سے"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"دراصل اب تک ہم مسلسل یہی سوچتے چلے آ رہے ہیں کہ ونکہ ہسپتال چیک پوسٹ کے قریب ہے اس لئے چیک پوسٹ کی لرف سے حملہ کیا جانا فائدہ مند رہے گا لیکن میرا خیال ہے کہ موجودہ ورت حال میں وہ ہر لحاظ سے الرٹ ہوں گے اور ہمارا پہنچنا تو ایک لرف وہاں سے ہم ایک قدم بھی آگے نہ جا سکیں گے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے کہ ہم خاموشی سے واپس چلے جائیں" ۔ تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تنویر یہ انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ہم نے اپنی جانیں بھی بچانی ہیں ور مشن بھی مکمل کرنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ سائنس دان کو ہلاک رنے کے چکر میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی اپنی جانوں سے اتھ دھو بیٹھے"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر ہونٹ بھینچ ر خاموش ہو گیا۔

"کیپٹن شکیل تمہارے ذہن میں کوئی آئیڈیا ہو تو بتاؤ۔ موجودہ الات میں تو میرے ذہن کی بیٹریاں ہی ختم ہو گئی ہیں" ۔ عمران

نے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کو کوئی تجویز بتانا تو سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"چلو تم چراغ نہ دکھاؤ سرچ لائٹ دکھا دو۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری سرچ لائٹ بیچارے سورج کو گہنا دے گی"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے کہ ان کی ساری توجہ سامنے کی طرف ہی ہو گی اگر ہم عقبی طرف سے کسی طرح اندر داخل ہو جائیں تو زیادہ آسانی سے مشن مکمل کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن عقبی طرف سے ایک تو ہمیں پورا اڈا کراس کر کے ادھر آنا پڑے گا اور دوسرا وہاں بھی تو ایسے ہی انتظامات ہیں۔ اوہ اوہ۔ ایک منٹ۔ اوہ میرے ذہن کی بیٹریاں چارج ہونا شروع ہو گئی ہیں۔ اوہ۔ گڈ شو"...... عمران نے بات کرتے کرتے بے اختیار چونک کر کہا۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"ایک آئیڈیا ذہن میں آیا ہے۔ ہم اب تک یہی سوچتے آرہے ہیں کہ کرنل پائیک کے روپ میں کوئی اندر داخل ہو لیکن اس کے قدوقامت کا ہمارا کوئی ساتھی نہیں ہے لیکن صفدر آسانی سے کرنل ڈیوڈ کا روپ دھار سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن کرنل پائیک کی موجودگی میں کرنل ڈیوڈ کو کون اندر جانے دے گا"...... صفدر نے کہا۔

"میرا ذاتی خیال ہے کہ کرنل پائیک جس انداز میں وہاں پہنچا ہو گا اس کے بعد ریڈ اتھارٹی سے اڈے کا چارج لے لیا جائے گا اور جی پی فائیو کو چارج دے دیا جائے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو کرنل ڈیوڈ اس عمارت میں موجود ہے۔ کیوں نہ ہمیں اس پر ہاتھ ڈال دیا جائے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے آؤ"...... عمران نے کہا اور پھر وہ زمین پر بیٹھ کر اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ انہیں چونکہ خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے عقبی دروازے سے کوئی باہر آ سکتا ہے اور اس جھنڈ اور عمارت کے درمیان اور کوئی اوٹ ہی نہ تھی سوائے جھاڑیوں کے اس لئے انہیں بے حد محتاط ہو کر اور آہستگی سے آگے بڑھنا پڑ رہا تھا۔ بہرحال تھوڑی دیر بعد وہ عمارت کے قریب پہنچ گئے اور پھر عمران کے اشارے پر اس کے ساتھی عمارت کی سائیڈوں میں چلے گئے جبکہ عمران جولیا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہوا لیکن اسی لمحے اس نے پھاٹک کی طرف سے جیپ کے سٹارٹ ہو کر جانے کی آواز سنی تو وہ احتیاطاً جھک کر تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جولیا اس کے پیچھے تھی اور پھر انہوں نے دیکھا کہ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اس میں سے صفدر اندر آرہا تھا۔

"کرنل ڈیوڈ کی جیپ اڈے کی طرف گئی ہے۔ میں نے کرنل ڈیوڈ کو اندر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے"...... صفدر نے قریب آکر کہا۔

"انہیں عقبی طرف کا جائزہ لینا چاہئے تھا"...... عمران نے کہا۔

"ان کے اڈے کی طرف جانے کا مطلب ہے کہ عمران صاحب کی بات درست ہے۔ کرنل پائیک کی جگہ جی پی فائیو کو ذمہ داری سونپ دی گئی ہو گی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن وہاں کرنل پائیک تو موجود ہو گا۔ ہو سکتا ہے کہ کرنل ڈیوڈ اس سے ملنے گیا ہو"...... جولیا نے کہا۔

"بہرحال چند لمحوں کا فرق پڑ گیا ہے ورنہ ہم کرنل ڈیوڈ کو چھاپ لینے میں کامیاب ہو جاتے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"بس اس مشن میں یہی بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ کیا کیا جائے اور کیا نہ کیا جائے۔ کوئی راستہ ہی نہیں مل رہا"...... عمران نے جواب دیا۔

"شاید یہ پہلا کیس ہے عمران صاحب کہ جس میں آپ جیسے شخص کو بھی کوئی لائن آف ایکشن نہیں مل رہی"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اور شاید اس کی وجہ یہ بھی ہو کہ اس بار ہم صرف ایک آدمی کو اور وہ بھی جو اپنی یادداشت کھو چکا ہے، کو ہلاک کرنے کے

مشن پر آئے ہوئے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے ملک اور قوم سے غداری کی ہے لیکن شاید قدرت کو کچھ اور منظور ہے"...... عمران نے کہا۔

"نجانے کیا بات ہے کہ شروع سے ہی مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ اس مشن میں تم ذہنی طور پر پوری طرح حاضر نہیں ہو اور بس اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مارتے پھر رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ مجھے خود بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے"...... عمران نے بھی جولیا کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اس مشن میں تمہاری طبعی شگفتگی اور حس مزاح بھی مفقود ہو چکی ہے۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ تم اصل عمران ہی نہیں ہو"...... جولیا جب بات کرنے پر آئی تو پھر اس نے کھل کر وہ سب کچھ کہہ دیا جو اس کے ذہن میں آیا تھا۔

"تو پھر کیا تمہیں یہ عمران پسند ہے یا وہ پہلے والا"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ اس میں پسند ناپسند کا سوال کہاں سے آگیا"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

"یہ اس طرح تم سے اعتراف کرانا چاہتا ہے"...... تنویر فوراً بول پڑا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم کھل کر جواب نہ دینا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ تم تنویر کے کان میں کہہ دو۔ تنویر کا چہرہ دیکھ کر میں جواب سمجھ

جاؤں گا"...... عمران نے کہا تو ایک بار پھر سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" ٹھیک ہے۔ بس تمہارا یہی موڈ مجھے پسند ہے"...... جولیا نے بڑے محتاط انداز میں کہا تو سب اس کی اس احتیاط پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

" عمران صاحب اب یہاں رکنے کا کیا فائدہ"...... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

" کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک بہرحال واپس آئیں گے"۔ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

" اوہ۔ پھر تو ہمیں محتاط رہنا چاہیئے"...... سب نے بیک زبان ہو کر کہا۔

" زیادہ احتیاط کا تو یہ نتیجہ ہے کہ اب جولیا کھل کر بات ہی نہیں کر پا رہی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اسی طرح ہلکی پھلکی گفتگو ہوتی رہی کہ اچانک دور سے جیپ کے آنے کی آواز سنائی دی۔ سڑک کچھ آگے جا کر دائیں ہاتھ گھوم جاتی تھی اس لئے موڑ کی دوسری طرف سے آنے والی گاڑی اس وقت تک انہیں نظر نہ آتی تھی جب تک وہ موڑ گھوم کر سامنے نہ آ جائے لیکن اس کی آواز انہیں دور سے سنائی دے رہی تھی اس لئے وہ سب سنبھل گئے اور پھر ایک بڑی جیپ انہیں موڑ پر گھوم کر تیزی سے آتی دکھائی دی۔ اس جیپ کو دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ جی پی فائیو کی جیپ ہے۔ اس

کا مطلب ہے کہ کرنل ڈیوڈ واپس آ رہا ہے۔ ان کا خیال تھا کہ جیپ اس عمارت کی طرف ہی آئے گی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے کہ جیپ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ وہ اس عمارت کی طرف مڑی ہی نہ تھی۔

" اس کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ ہم میزائل اڈے کی حدود سے باہر جا چکے ہیں"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

" ٹھیک ہے۔ آؤ اب چیک پوسٹ پر چلیں۔ اب وہاں اس قدر سخت انتظامات نہیں ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

" مطلب ہے کہ ڈائریکٹ ایکشن"...... تنویر نے چونک کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں۔ فل ڈائریکٹ ایکشن ...... عمران نے جواب دیا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب عمران کے ساتھ ہی اڈے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ اور راسٹر کی جیپ جیسے ہی اڈے کی فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچی تو ڈرائیور نے جیپ روکی اور کرنل ڈیوڈ، راسٹر اور ان کا مسلح محافظ تینوں ہی تیزی سے نیچے اترے۔ اسی لمحے چیک پوسٹ کا عملہ ان کے قریب آ گیا اور دوسرے لمحے چیک پوسٹ کے عملے نے باقاعدہ کرنل ڈیوڈ کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا تو کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر فاخرانہ تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں اطلاع مل گئی ہے کہ اب اڈے کی حفاظت ریڈ اتھارٹی کی بجائے جی پی فائیو کو دے دی گئی ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے فاخرانہ لہجے میں ان کے آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ لیکن ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک بھی یہاں موجود ہیں۔ وہ آپ سے تھوڑی دیر پہلے ہی تشریف لائے ہیں"...... آفیسر نے

جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ اور راسٹر دونوں ہی حیرت کی شدت سے اچھل پڑے۔

"کرنل پائیک اور یہاں۔ اوہ۔ کہاں ہیں وہ"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ اندر ہیں جناب"...... آفیسر نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ اور راسٹر اس کے ساتھ چلتے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جس کی طرف آفیسر نے اشارہ کیا تھا لیکن جب کرنل ڈیوڈ اور راسٹر کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے کرنل پائیک کو ایک کرسی پر نیم دراز دیکھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور یوں لگتا تھا جیسے وہ سو رہا ہو لیکن ان کے کمرے میں داخل ہونے کی آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں اور پھر کرنل ڈیوڈ کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی اور وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"خوش آمدید کرنل ڈیوڈ"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"یہ سب کیا ہو گیا ہے کرنل پائیک۔ تم یہاں ہو جبکہ تمہارے ساتھیوں کو انہوں نے ہلاک کر دیا ہے"...... رسمی جملوں کے بعد کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"میں ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچا ہوں۔ بس یوں سمجھو کہ قدرت کو شاید ابھی میری زندگی منظور تھی۔ بہرحال مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ ریڈ اتھارٹی کی بجائے اڈے کی ذمہ داری صدر

مملکت نے اب جی پی فائیو کو سونپ دی ہے۔ میری طرف سے مبارک باد قبول کرو"...... کرنل پائنیک نے کہا۔

"یہ کوئی مسئلہ نہیں کرنل پائنیک۔ عظیم اسرائیل کے لئے ہم سب کام کر رہے ہیں لیکن مجھے تفصیل بتاؤ کہ کیا ہوا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم وہاں کیسے پہنچے"...... کرنل پائنیک نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے لارڈ ہربرٹ کی دریافت کے بعد اس عمارت تک پہنچنے تک کی تفصیل بتا دی جو کرنل پائنیک کا ہیڈ کوارٹر تھا۔

"تمہاری کال کے بعد میں نے ان دونوں کو قابو کر لیا تھا اور مجھ میں انہیں گولی مارنے ہی والا تھا کہ انہوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر سچوئیشن بدل دی اور مجھے بے ہوش کر دیا۔ پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں عمارت کے عقب میں کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے جھنڈ میں موجود تھا۔ میرے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے اور مجھے کار سے پشت لگا کر بٹھایا گیا تھا اور لارڈ ہربرٹ کے میک اپ میں عمران مجھ سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ وہ مجھ سے اڈے کی اندرونی تفصیلات پوچھنا چاہتا تھا لیکن ظاہر ہے میں نے صاف انکار کر دیا۔ میرے ہاتھ عقب میں بندھے ہوئے تھے۔ میں نے اس دوران کوشش کی کہ کسی طرح میرے ہاتھ کھل جائیں لیکن میں ناکام رہا۔ اسی دوران اچانک سے کسی عورت کے کربناک انداز میں چیخنے کی آواز سنائی دی

عمران تیزی سے دوڑتا ہوا جھنڈ سے باہر نکل گیا اور مجھے موقع مل گیا۔ میں نے اپنے دونوں ہاتھ سر پر سے موڑ کر سامنے کئے اور پھر دانتوں کی مدد سے میں نے گرہ کھول لی۔ کار میں چابیاں موجود تھیں اس لئے میں کار لے کر وہاں سے نکلا اور سیدھا اس طرف آگیا کیونکہ ایک تو یہ فاصلہ کم تھا دوسرے میرے آدمی سائیڈوں پر موجود تھے جن کی مدد سے میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو گھیر سکتا تھا۔ لیکن میں نے یہاں پہنچ کر اس آدمی سے رابطہ کرنے کی کوشش کی جو اس سائیڈ پر تھا لیکن اس سے رابطہ ہی نہ ہو سکا اور پھر اس سے پہلے کہ میں مزید کوئی کوشش کرتا مجھے اطلاع ملی کہ صدر مملکت نے اڈے کی حفاظت ریڈ اتھارٹی سے لے کر جی پی فائیو کو سونپ دی ہے اس لئے میں خاموش ہو گیا"...... کرنل پائنیک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ابھی تک اڈے کی حدود میں ہی موجود ہیں۔ پھر تو انہیں گھیرا جا سکتا ہے"۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے راسٹر نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا کرنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں ہو گا۔ وہ سنبھلے ہوئے ہیں۔ ان کے مشن میں یہاں حملہ کرنا ہے اور جب وہ یہاں آئیں گے تو ان سے آسانی سے نمٹا جا سکتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی راسٹر کی تجویز رد کرتے ہوئے کہا اور راسٹر ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"تم نے صدر صاحب کو رپورٹ دی ہے"...... کرنل ڈیوڈ دوبارہ کرنل پائیک سے مخاطب ہو گیا۔

"ہاں۔ میں نے بات کی ہے لیکن صدر صاحب نے مجھے واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ پہلے میں ریڈ اتھارٹی کو صحیح معنوں میں منظم کروں پھر کام کروں"...... کرنل پائیک نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ شاید اس کے ذہن میں یہ خدشہ موجود تھا کہ کرنل پائیک کے زندہ ہونے کی رپورٹ ملنے پر صدر صاحب اپنے پہلے والا حکم نہ بحال کر دیں لیکن کرنل پائیک کے جواب نے اس کا یہ خدشہ دور کر دیا تھا۔

"اوکے۔ پھر مجھے اجازت۔ میں یہاں کے انتظامات وغیرہ چیک کر لوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور کرنل ڈیوڈ اور راسٹر دونوں باہر آگئے۔

"میں وہ ہسپتال دیکھنا چاہتا ہوں جہاں پاکیشیائی سائنس دان موجود ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کمانڈر جوہن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری سر۔ صدر صاحب کی خصوصی ہدایت ہے کہ آپ اور آپ کا عملہ صرف سیکنڈ چیک پوسٹ تک ہی کارروائی کرنے کا مجاز ہو گا۔ آپ سیکنڈ چیک پوسٹ سے آگے نہیں جا سکتے اور نہ ہی کرنل پائیک صاحب جا سکتے ہیں حالانکہ پہلے کرنل پائیک صاحب ہسپتال تک آ جا سکتے تھے"۔ کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب چونکہ اڈے کی حفاظت کی ذمہ دار

میری ہے اس لئے میں اپنے نائب راسٹر کو یہاں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ تم نے اس کا حکم ماننا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... کمانڈر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"راسٹر تم یہیں رہو گے اور سنو میں کسی قسم کی غفلت برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ سمجھے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اچھی عادت ہے جناب"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں کرنل پائیک کے ساتھ جا رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے گھورتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں کرنل پائیک موجود تھا۔ ابھی وہ دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ کرنل پائیک خود ہی کمرے سے باہر آگیا۔

"کرنل پائیک اگر آپ واپس جانا چاہتے ہیں تو میرے ساتھ چلیے"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"آپ واپس جا رہے ہیں"...... کرنل پائیک نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں اپنے نائب راسٹر کو یہاں چھوڑے جا رہا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے آئیے"...... کرنل پائیک نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے ساتھ اس کی جیپ میں آکر بیٹھ گیا۔

"چلو واپس" ...... کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور سے کہا۔ وہ دونوں عقبی سیٹ پر بیٹھے تھے اور پھر ڈرائیور نے جیپ واپس موڑ دی۔

"آپ کیا واقعی اب ریڈ اتھارٹی کو منظم کریں گے" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ مجھے اس سلسلے میں کافی کام کرنا پڑے گا" ...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اس عمارت کے سامنے سے گزرتی چلی گئی جس میں کرنل پائیک نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ کرنل پائیک نے ایک لمحے کے لئے غور سے اس عمارت کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس انداز میں سرہلایا جیسے وہ اس کے طویل سانس لینے کی وجہ سمجھ گیا ہو لیکن وہ خاموش رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ سڑک پر بنائی گئی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ وہاں پولیس آفیسرز اور پولیس کی جیپیں موجود تھیں۔

"کرنل آپ مجھے یہیں ڈراپ کر دیں۔ میں نے پولیس آفیسرز سے فرسٹ چیک پوسٹ کے بارے میں بات کرنی ہے کیونکہ بہرحال یہ میرے حکم پر قائم کی گئی تھی اس لئے اس کے نتائج کی ذمہ داری بھی مجھ پر ہی ہے" ...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم مناسب سمجھو" ...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر ڈرائیور کو جیپ روکنے کا کہا۔ جیپ رکتے ہی کرنل پائیک، کرنل

ڈیوڈ کا شکریہ ادا کر کے جیپ سے اتر آیا اور دوسرے لمحے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گئی۔ پولیس آفیسرز نے کرنل پائیک کو دیکھتے ہی سیلوٹ کئے۔

"لاشیں کہاں ہیں" ...... کرنل پائیک نے ایک آفیسر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ ہسپتال بھجوا دی گئی ہیں جناب" ...... آفیسر نے جواب دیا۔

"تمہارے پاس یا تمہاری جیپ میں ٹرانسمیٹر موجود ہے" ۔ کرنل پائیک نے پوچھا۔

"یس سر۔ جیپ میں موجود ہے" ...... آفیسر نے جواب دیا۔

"جا کر لے آؤ" ...... کرنل پائیک نے کہا تو پولیس آفیسر تیزی سے مڑا اور باہر موجود جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر موجود تھا۔

"آپ باہر ٹھہریں" ...... کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ...... پولیس آفیسر نے جواب دیا اور باہر چلا گیا تو کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈ اتھارٹی چیف کالنگ۔ اوور" ...... کرنل پائیک بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ تھری ایکس اٹنڈنگ یو۔ اوور" ...... چند لمحوں بعد

دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"تھری ایکس۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو اس عمارت میں دیکھا ہے جسے میں نے ہیڈکوارٹر بنایا ہوا تھا۔ میں ان کی موجودہ پوزیشن چیک کرنا چاہتا ہوں۔ تم بی ایم ایکس آن کر کے اسے اس عمارت پر فکسڈ کرو اور پھر اسے وسیع رینج میں اوپن کر کے مجھے رپورٹ دو لیکن فوراً اور جلدی۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میری ذاتی فریکونسی پر کال کرنا۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس پر اپنی ذاتی فریکونسی ایڈجسٹ کر دی اور پھر تین چار منٹ بعد اس پر کال آنا شروع ہو گئی اور کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"تھری ایکس کالنگ۔ اوور"...... تھری ایکس کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ایک عورت اور چار مرد اسی چیک پوسٹ کی طرف آ رہے ہیں۔ وہ اس وقت چیک پوسٹ سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

"کیا تم انہیں ہٹ کر سکتے ہو۔ اس طرح کہ چیک پوسٹ والوں کو بھی اس کا علم نہ ہو سکے۔ اوور"...... کرنل پائیک نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو ایسا کرو اور پھر مجھے دوبارہ رپورٹ دو۔ اوور اینڈ آل"۔ کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی جوش کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آتے ہوئے عمارت میں ایک آدمی کا سایہ سا دیکھا تھا اور اسے دیکھ کر ہی اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا تھا کیونکہ یہ اس کی عادت تھی کہ جب اسے کوئی خاص چیز نظر آتی جس کا وہ فوری اظہار نہ کر سکتا ہو یا نہ کرنا چاہتا ہو تو وہ ہمیشہ اسی طرح طویل سانس لے کر اپنے آپ کو نارمل کر لیتا تھا اور کرنل ڈیوڈ نے اس کے اس طرح طویل سانس لینے پر جس طرح سر ہلایا تھا وہ اسے بھی سمجھ گیا تھا لیکن وہ خاموش رہا تھا کیونکہ اتنی بات وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ یقیناً عمران اور اس کے ساتھی ہوں گے اور اس کے ذہن میں فوراً ہی انہیں کور کرنے کی ترکیب آ گئی تھی اور اسی ترکیب پر عمل کرنے کے لئے وہ یہاں چیک پوسٹ پر اتر گیا تھا۔ تھری ایکس اس کا خاص آدمی تھا جسے اس نے سب سے بلند چیک پوسٹ پر پہنچا دیا تھا۔ اس کے پاس ایک ایسی مخصوص مشین تھی جس کی مدد سے وہ انتہائی وسیع رینج میں نہ صرف چیکنگ کر سکتا تھا بلکہ اس رینج کے اندر کمپیوٹر کی مدد سے ٹارگٹ پر وہ نظر نہ آنے والی بے ہوش کر دینے والی انتہائی زود اثر ریز بھی فائر کر سکتا تھا اور اس نے اسے اسی بات کا حکم دیا تھا۔ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس ریز کی مدد سے بے ہوش ہو جائیں گے اور پھر وہ انہیں خاموشی سے اٹھا کر اپنے ہیڈکوارٹر لے

جائے گا اور اس کے بعد وہ صدر صاحب سے بات کرے گا کیونکہ صدر صاحب نے اس سے جس انداز میں بات کی تھی اس سے اسے بہت تکلیف پہنچی تھی اور وہ صدر کو بتانا چاہتا تھا کہ ریڈ اتھارٹی قائم کر کے انہوں نے حماقت نہیں کی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد کال آنا شروع ہو گئی تو کرنل پائیک نے چونک کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ تھری ایکس کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی تھری ایکس کی پرجوش آواز سنائی دی اور اس کا لہجہ سن کر کرنل پائیک سمجھ گیا کہ تھری ایکس نے مطلوبہ کام کامیابی سے سرانجام دے لیا ہے۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"سر۔ یہ لوگ ہٹ ہو گئے ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اڈے میں سے کسی کو ان کے بارے میں معلوم تو نہیں ہوا۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نو سر۔ میں اتفاق سے اس وقت یہاں اکیلا ہوں اور وہ لوگ اس اڈے سے دور تھے۔ اوور"...... تھری ایکس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کا محل وقوع بتاؤ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا تو دوسری طرف سے محل وقوع بتا دیا گیا۔

"او کے۔ جب تک میں اطلاع نہ دوں تم نے زبان بند رکھ

ہے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر اس پر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"مارشل اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارشل تمہارے پاس کتنے آدمی اور کتنی جیپیں ہیں۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے پوچھا۔

"دو جیپیں ہیں سر اور مجھ سمیت چھ آدمی ہیں۔ اوور"...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا گیا۔

"تم ایک آدمی سمیت دونوں جیپیں لے کر جس قدر تیز رفتاری ممکن ہو سکے سڑک والی فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچ جاؤ۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے میں وہاں موجود ہوں۔ باقی آدمیوں کو وہیں چھوڑ دینا۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پائیک نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اس کی فریکوئنسی نارمل کی اور پھر وہ قدم بڑھاتا کمرے سے باہر آگیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر پولیس آفیسر کو دیا اور پھر انہیں واپس جانے کا کہہ دیا۔

"آپ یہیں رہیں گے سر۔ آپ کے پاس سواری بھی نہیں"۔

پولیس آفیسر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے اپنے آدمی کو کال کیا ہے۔ وہ یہاں پہنچ رہا ہے۔ ابھی میں نے ایک اہم مشن مکمل کرنا ہے"...... کرنل پائنیک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر سیلوٹ کر کے وہ سب جیپوں میں سوار ہو کر واپس چلے گئے۔

راسٹر فرسٹ چیک پوسٹ کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کرنل ڈیوڈ کے جانے کے بعد اپنے مطلب کے دو سپاہیوں کو ڈیوٹی سے فارغ کر کے چیک پوسٹ کی دونوں سائیڈوں پر ذرا ہٹ کر ڈیوٹی پر لگا دیا تھا اور انہیں چیک پوسٹ سے خصوصی زیرو دن کے ٹرانسمیٹر بھی مہیا کر دیئے تھے تاکہ کسی قسم کی کوئی بھی مشکوک نقل و حرکت دیکھتے ہی وہ اسے اطلاع دے سکیں۔ راسٹر کو یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اتنی آسانی سے واپس جانے والے نہیں ہیں اس لئے اس نے کرنل ڈیوڈ کو کہا تھا کہ وہ اسے چیک پوسٹ پر چھوڑ جائے اور پھر یہاں پہنچ کر جب اس نے کرنل پائنیک کی رپورٹ سنی تو اس کا یقین اور زیادہ واضح ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی یہیں موجود ہیں اور کسی بھی لمحے اڈے پر کسی بھی انداز میں حملہ کر سکتے ہیں اور اسی لئے اس نے پیشگی احتیاط کے طور پر ان دونوں افراد

کو دونوں سائیڈوں پر بھجوا دیا تھا۔ اس وقت چونکہ اندھیرا چھا رہا تھا اس لئے اسے خدشہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی اچانک اگر چیک پوسٹ پر حملہ آور ہو گئے تو انہیں اپنے بچاؤ کا بھی موقع نہ مل سکے گا۔ ان دونوں آدمیوں کو بھجوا کر وہ اب اطمینان سے کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا اور پھر اچانک سامنے میز پر رکھے ہوئے زیرو ون ٹرانسمیٹر سے جب کال آنا شروع ہوئی تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کا مطلب تھا کہ اس کے آدمیوں میں سے کسی نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو چیک کر لیا ہے۔ اس نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ اے تھری کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی اور راسٹر سمجھ گیا کہ یہ آدمی اس سائیڈ سے بات کر رہا ہے جس سائیڈ پر وہ عمارت تھی جس میں کرنل پائیک نے ہیڈ کوارٹر بنایا تھا کیونکہ اس نے انہیں بھجواتے ہوئے ان کے کوڈ خود طے کئے تھے۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ چیک پوسٹ والوں کو ساتھ ہی اطلاع مل جائے۔

"یس۔ اے ون اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر انتہائی حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ مجھ سے کافی فاصلے پر دو جیپیں آ کر رکیں۔ وہاں اونچی اونچی جھاڑیاں ہیں۔ ان جیپوں میں سے کرنل پائیک اور دو اور آدمی باہر آئے اور انہوں نے جھاڑیوں میں

بے حس و حرکت پڑے ہوئے پانچ افراد کو اٹھا کر جیپوں میں ڈالا اور پھر جیپیں واپس چلی گئیں۔ ان جیپوں پر ریڈ اتھارٹی کے نشانات موجود ہیں جناب۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اور تم یہ سب کچھ تماشے کے طور پر دیکھتے رہ گئے۔ احمق۔ تمہیں مجھے فوری اطلاع کرنی چاہئے تھی۔ اوور"...... راسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر انہوں نے اس قدر تیزی سے کام کیا کہ جب تک میں سنبھلتا وہ کام مکمل کر کے واپس بھی جا رہے تھے۔ اوور"...... اے تھری نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا جنہیں اٹھایا گیا ہے ان میں کوئی عورت بھی تھی۔ اوور" راسٹر نے پوچھا۔

"یس سر۔ ایک عورت اور چار مرد تھے جناب۔ وہ جھاڑیوں میں ہی پڑے ہوئے تھے۔ یا تو وہ لاشیں تھیں یا پھر وہ بے ہوش تھے۔ اوور"...... اے تھری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اوور اینڈ آل"...... راسٹر نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اس پر تیزی سے ایک اور فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ راسٹر کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن کر کے راسٹر نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ رابرٹ اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"تمہارے یونٹ میں کتنے آدمی موجود ہیں رابرٹ۔ اوور"۔ راسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"چھ آدمی سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ریڈ اتھارٹی کا ہیڈ کوارٹر دیکھا ہوا ہے تم نے۔ اوور"...... راسٹر نے پوچھا۔

"یس سر۔ ہماری کالونی میں ہی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیا تم جی پی فائیو کی عزت کی خاطر ریڈ اتھارٹی کے خلاف کام کر سکتے ہو۔ اوور"...... راسٹر نے کہا۔

"ریڈ اتھارٹی کے خلاف۔ اوہ نہیں سر۔ وہ تو سرکاری ادارہ ہے اور پھر ریڈ اتھارٹی ہے سر۔ اور ویسے بھی کرنل صاحب نے ہمیں خصوصی طور پر ہدایت کی ہوئی ہے کہ ہم ریڈ اتھارٹی کے کسی معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ اوور"...... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس ہیڈ کوارٹر کی نگرانی تو کر سکتے ہو یا نہیں۔ اوور"۔ راسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر لیکن اس کے لئے بھی ہمیں کرنل صاحب سے خصوصی اجازت لینا ہو گی۔ اوور"...... رابرٹ نے جواب دیا تو راسٹر نے بے

اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"میں نمبر ٹو ہوں۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے۔ اوور"...... راسٹر نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ معلوم ہے سر۔ لیکن کرنل صاحب کے خصوصی احکامات کی تعمیل ہم پر فرض ہے سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ تم تیار رہو میں کرنل صاحب سے بات کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"...... راسٹر نے کہا اور ایک بار پھر اس نے فریکونسی تبدیل کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ راسٹر کالنگ۔ اوور"...... نئی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس۔ جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل صاحب موجود ہیں ہیڈ کوارٹر میں۔ اوور"...... راسٹر نے پوچھا۔

"نہیں سر۔ وہ تو اس وقت آفیسرز کلب میں ہوں گے سر۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"آفیسرز کلب کا فون نمبر بتاؤ۔ ٹرانسمیٹر تو ظاہر ہے ان کے پاس نہیں ہو گا۔ اوور"...... راسٹر نے کہا۔

"یس سر۔ وہ ٹرانسمیٹر ساتھ نہیں رکھتے البتہ فون نمبر میں بتا دیتا

ہوں سر۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا گیا اور راسٹر نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر سامنے ہی میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"آفیسرز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں راسٹر بول رہا ہوں جی پی فائیو کا سیکنڈ کمانڈر۔ کرنل ڈیوڈ یہاں موجود ہوں گے ان سے ایمرجنسی بات کرنی ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے میں معلوم کراتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس لڑکی کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر کیا آپ لائن پر ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس"...... راسٹر نے کہا۔

"کرنل صاحب کا حکم ہے کہ ابھی وہ اہم گفتگو میں مصروف ہیں آپ دس منٹ بعد فون کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ۔ اس احمق کی انہی حرکتوں کی وجہ سے معاملات بگڑ جاتے ہیں"...... راسٹر نے انتہائی غصیلے لہجے میں رسیور کریڈل پر پٹختے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک

جیپ میں سوار تیزی سے اڈے کی بیرونی سڑک پر چلا جا رہا تھا۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ خود ہی آفیسرز کلب پہنچ کر کرنل ڈیوڈ سے بات کرے کیونکہ اب اسے احساس ہو گیا تھا کہ کرنل ڈیوڈ ہو سکتا ہے مزید دو گھنٹے فارغ نہ ہو اور اسے یہ معلوم تھا کہ رابرٹ کی طرح باقی آدمیوں نے بھی کرنل ڈیوڈ کے خصوصی حکم کے بغیر ریڈ اتھارٹی کے خلاف کوئی کام نہیں کرنا۔

"ڈرائیور جس قدر تیز جیپ چلا سکتے ہو چلاؤ۔ یہ انتہائی ایمرجنسی معاملہ ہے"...... راسٹر نے باوردی ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور جیپ کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز کر دی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کے تیز سفر کے بعد وہ آفیسرز کلب کے مین گیٹ پر پہنچ گیا۔

"ٹھیک ہے شکریہ۔ تم اب جیپ واپس لے جا سکتے ہو"۔ راسٹر نے کہا اور جیپ سے اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ آفیسرز کلب میں داخل ہو گیا اور پھر اسے معلوم ہو گیا کہ کرنل ڈیوڈ ایک علیحدہ کمرے میں موجود ہے۔ وہ اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کرنل ڈیوڈ اس وقت وہاں اکیلا بیٹھا شراب پینے اور ٹی وی پر ایک جنگی فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ راسٹر کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے چونک کر اسے دیکھا۔

"کیا ہوا۔ تم نے فون کیا تھا۔ میں اس وقت اسسٹنٹ سیکرٹری دفاع سے ضروری بات چیت کر رہا تھا۔ پھر تمہاری کال نہیں آئی اور

تم وہاں چیک پوسٹ سے یہاں کیوں آگئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ شاید میں فون پر اپنی بات کی وضاحت نہ کر سکوں اس لئے خود حاضر ہو گیا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کرسی پر بیٹھ جاؤں"...... راسٹر نے کہا۔

"بیٹھو۔ کیا بات ہے لیکن پہلے یہ سن لو کہ میں اس وقت آرام کے موڈ میں ہوں اس لئے کوئی فضول بات سننا پسند نہیں کروں گا"۔ کرنل ڈیوڈ کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

"یس سر۔ میں سمجھتا ہوں سر"...... راسٹر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بولو۔ کیا بات ہے جس کے لئے تم اس طرح احمقوں کی طرح منہ اٹھائے یہاں بھاگتے چلے آئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل پائیک نے پاکیشیائی ایجنٹوں کو کور کر لیا ہے"۔ راسٹر نے جواب دیا تو کرنل ڈیوڈ پہلے تو چند لمحے حیرت بھرے انداز میں سامنے بیٹھے ہوئے راسٹر کو گھورتا رہا پھر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کرنل پائیک تو آپ کے ساتھ گئے تھے۔ آپ نے انہیں کہاں ڈراپ کیا تھا"...... راسٹر نے کہا۔

"وہ سڑک پر بنی ہوئی چیک پوسٹ پر ڈراپ ہو گیا تھا۔ وہاں پولیس موجود تھی۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"سر۔ عمران اور اس کے ساتھی میزائل اڈے کے قریب ہی موجود تھے اور اسی خدشے کے پیش نظر میں وہاں رک گیا تھا لیکن میں نے دو آدمیوں کو چیک پوسٹ سے ہٹ کر دونوں سائیڈوں پر بجوا دیا تھا"...... راسٹر نے کہا اور پھر اس نے اسے تھری سے ملنے والی رپورٹ لفظ بہ لفظ دوہرا دی۔

"تمہارا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی جھاڑیوں میں مردہ یا بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور کرنل پائیک ریڈ اتھارٹی کی دو جیپیں لے کر وہاں پہنچا اور انہیں اٹھا کر واپس چلا گیا۔ یہی مطلب ہے ناں تمہارا"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ وہ انہیں لے گیا ہے اور اب وہ یقیناً صدر مملکت کو اطلاع دے کر کریڈٹ خود لے لے گا اس طرح جی پی فائیو کو کوئی کریڈٹ نہیں ملے گا اس لئے اگر جی پی فائیو کریڈٹ لینا چاہتی ہے تو اب ان ایجنٹوں کو کرنل پائیک سے حاصل کرنا ہو گا۔ میں نے ایکشن گروپ کے رابرٹ کو حکم دیا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس کا کہنا ہے کہ جب تک کرنل صاحب مجھے خصوصی حکم نہ دیں وہ کوئی مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان کے ہیڈ کوارٹر کی نگرانی کر سکتا ہے اس لئے مجبوراً مجھے آپ کو کال کرنا پڑا لیکن جب آپ نے بھی کال اٹنڈ نہ کی تو مجھے خود یہاں آنا پڑا"...... راسٹر نے تفصیل سے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن تمہارا وہ آدمی یقیناً نشے میں ہو گا نانسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی خود بخود بے ہوش ہو جائیں یا ہلاک ہو جائیں اور کرنل پائیک کو نہ صرف ان کے بے ہوش ہونے یا ہلاک ہونے کی اطلاع مل جائے اور وہ اپنے سیکشن کی جیپیں لے کر ٹھیک اس جگہ پہنچ جائے اور انہیں اٹھا کر لے جائے۔ تم بتاؤ یہ سب کیسے ممکن ہے۔ کیا تم نے مجھے بھی اپنی طرح احمق سمجھ رکھا ہے"۔ کرنل ڈیوڈ نے پھنکارتے ہوئے کہا۔

"اس نے یقیناً کوئی نہ کوئی چکر چلایا ہو گا جناب۔ یہ تفصیل بعد میں بھی معلوم کی جا سکتی ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"لیکن اگر تمہاری رپورٹ درست ہے تو وہ اب تک صدر مملکت کو اطلاع دے چکا ہو گا۔ ایسی صورت میں اب ہم کیا کریں گے اور دوسری بات یہ کہ اگر ہم نے ان کے خلاف زبردستی کوئی کارروائی کی تب بھی اس کی اطلاع صدر صاحب کو بہرحال مل جائے گی پھر اس کارگزاری کا کیا فائدہ ہو گا۔ بولو"...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جناب جس طرح پہلے یہ لوگ کرنل پائیک کے ہاتھ سے نکل گئے تھے اس طرح اب بھی ایسا ہو سکتا ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بہرحال آپ کی گرفت سے نہیں نکل سکتے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"یہ بات تو تم نے درست کہی ہے لیکن اب کیا کیا جائے۔ مجھے سوچنے دو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار خاصے نرم لہجے میں کہا۔

"آپ ان سے فون پر بات کر لیں۔ کم از کم انہیں یہ تو معلوم ہو جائے کہ ہم بھی غافل نہیں ہیں۔ پھر آپ صدر صاحب کو اس انداز کی رپورٹ بھی دے سکتے ہیں کہ انہیں جی پی فائیو نے کور کیا تھا لیکن کرنل پائیک صاحب انہیں لے گئے"...... راسٹر نے ایک تجویز پیش کرتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ پھر اس کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی بجائی تو دوسرے لمحے ایک ویٹر تیزی سے اندر آیا اور کرنل ڈیوڈ کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"فون پیس لے آؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... ویٹر نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کے ہاتھ سے فون پیس لیا تو ویٹر مڑ کر واپس چلا گیا۔

"میں پہلے یہ معلوم کر لوں کہ کیا کرنل پائیک نے صدر صاحب سے بات کی ہے یا نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو راسٹر بے اختیار چونک پڑا کیونکہ یہ آواز اس صورت میں اس قدر تیز

سنائی دے سکتی تھی جب لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا جائے اور اس آواز کو سنتے ہی راسٹر سمجھ گیا کہ کرنل ڈیوڈ نے بغیر اس کے کہے خود ہی لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا ہے۔ شاید وہ دوسری طرف سے ملنے والا جواب راسٹر کو بھی سنوانا چاہتا تھا۔

"یس۔ مارتھر بول رہا ہوں فون ایکس چینج سے"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سوری۔ رانگ نمبر۔ میں نے تو منی ایکس چینجر سے بات کرنی تھی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"کس منی ایکس چینجر سے جناب۔ میں اس سے بات کرا دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"شکریہ۔ وہ اس وقت آفیسرز کلب میں بیٹھا ہے۔ بہرحال میں خود ہی کال کر لوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فون آف کر کے اس نے میز پر رکھ دیا۔

"مارتھر جی پی فائیو کا خاص آدمی ہے۔ اب وہ یہاں خود ہی کال کرے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور راسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون پیس کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں مارتھر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد مارتھر کی آواز سنائی دی۔

"کیا فون محفوظ ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ریڈ اتھارٹی کے چیف کرنل پائیک نے گذشتہ ایک دو گھنٹوں کے دوران صدر صاحب سے فون پر یا ٹرانسمیٹر پر کوئی بات تو نہیں کی"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"نو سر۔ میں پانچ گھنٹوں سے ڈیوٹی پر ہوں۔ ایسی کوئی کال نہیں ہوئی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فون آف کر کے اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ کرنل پائیک سے بات کراؤ"...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سر وہ تو ہیڈ کوارٹر میں ان دنوں موجود نہیں ہوتے۔ وہ میزائل اڈے پر ڈیوٹی دے رہے ہیں"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لیکن وہاں سے تو انہیں فارغ کر دیا گیا ہے اور وہ میرے ساتھ فرسٹ چیک پوسٹ پر آئے تھے۔ کیا ابھی تک ان کی ہیڈ کوارٹر واپسی نہیں ہوئی"...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں سر۔ ابھی تک نہ وہ دوبارہ یہاں آئے ہیں اور نہ ہی ان کی

طرف سے کوئی اطلاع ملی ہے"...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا ہو۔ وہاں کا نمبر کیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب۔ جب سے وہ زیڈ اتھارٹی کے چیف بنے ہیں انہوں نے اپنا فلیٹ چھوڑ دیا ہے۔ وہ اب مستقل طور پر ہیڈ کوارٹر میں ہی رہتے ہیں۔ یہاں ان کا علیحدہ پورشن ہے۔ اگر وہ آتے تو مجھے معلوم ہوتا سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ اگر وہ آئے تو اسے کہہ دینا کہ کرنل ڈیوڈ نے فون کیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور فون آف کر دیا۔

"اب بتاؤ۔ کیا کہتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے سامنے بیٹھے ہوئے راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ وہ انہیں اپنے کسی خفیہ پوائنٹ پر لے گیا ہو گا"...... راسٹر نے کہا۔

"کیوں۔ کیا اس نے ان کا اچار ڈالنا ہے۔ نانسنس۔ تمہارے آدمی کی رپورٹ ہی غلط ہے اور تم منہ اٹھائے یہاں دوڑے چلے آئے۔ جاؤ واپس اور اپنی ڈیوٹی دو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے کہا اور اٹھ کر اس نے کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"سنو"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا تو راسٹر مڑ کر رک گیا۔

"میں ابھی یہیں موجود ہوں۔ ڈیوٹی پر پہنچ کر مجھے یہیں رپورٹ دینا تاکہ مجھے معلوم ہو کہ تم ڈیوٹی پر پہنچ گئے ہو۔ اس طرح مجھے اطمینان رہے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... راسٹر نے کہا اور ایک بار پھر مڑ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس کمرے سے نکل کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب مسلسل سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی اس کے آدمی کی اطلاع غلط تھی لیکن اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ ایسا نہیں ہے۔ بہرحال پھر اس نے کاندھے اچکائے اور ایک خالی ٹیکسی کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ اس کے پاس سواری نہیں تھی اس لئے اس نے سوچا کہ پہلے وہ ہیڈ کوارٹر جائے اور وہاں سے جیپ لے کر واپس میزائل اڈے پر پہنچے لیکن جب اس نے ٹیکسی ڈرائیور کو جی پی فائیو ہیڈ کوارٹر چلنے کا کہا تو ڈرائیور نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر یکلخت سہم جانے کے تاثرات ابھر آئے۔

"فکر مت کرو۔ تمہیں کرایہ ملے گا"...... راسٹر نے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"شکریہ سر۔ شاید آپ جی پی فائیو میں نئے آئے ہیں"...... ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ہاں کیوں"...... راسٹر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"اس لئے کہ آپ جی پی فائیو سے متعلق ہونے کے باوجود کرایہ دینے کی بات کر رہے ہیں ورنہ جی پی فائیو میں ایسا کوئی رواج نہیں ہے۔ وہ تو ٹیکسی کو ہی اپنی ملکیت سمجھتے ہیں"...... ڈرائیور نے کہا تو راسٹر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی تو راسٹر نے نہ صرف اسے کرایہ دیا بلکہ ساتھ ہی بھاری ٹپ بھی دے دی۔ ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور راسٹر مسکراتا ہوا ہیڈ کوارٹر کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت تیزی سے چیک پوسٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اب رات کا اندھیرا بڑھ گیا تھا لیکن اس کے باوجود وہ آگے بڑھنے میں انتہائی احتیاط سے کام لے رہے تھے کیونکہ انہیں خطرہ تھا کہ اونچی مچانوں پر بنائی گئی چیک پوسٹوں سے انہیں چیک نہ کر لیا جائے اور پھر چیک پوسٹ سے تقریباً دو سو گز کے فاصلے پر عمران نے اچانک اپنے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کیا تو وہ سب رک گئے۔ عمران بڑے غور سے ایک طرف دیکھ رہا تھا۔

"کیا کوئی خاص بات ہے عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں چیک کیا جا رہا ہے"...... عمران نے آہستہ سے کہا تو سب چونک پڑے۔

"کس طرح"...... اس بار جولیا نے کہا۔

"میں نے سامنے کافی فاصلے پر چیکنگ ریز کو آن ہوتے دیکھا ہے۔

یہ وسیع رینج میں چیکنگ کرنے والی ریز ہوتی ہیں جنہیں ایک مرکز سے چاروں طرف فضا میں پھیلا دیا جاتا ہے۔ یہ ریز تو نظر نہیں آتیں لیکن جب یہ آن ہوتی ہیں تو ایک لمحے کے لئے ہلکا سا نارنجی رنگ کا شعلہ نظر آتا ہے جس کی شکل موم بتی کے شعلے جیسی ہوتی ہے اور یہ اس کی خاص نشانی ہے اور میرا خیال ہے کہ میں نے ایسا شعلہ دیکھا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کرتے رہیں چیکنگ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... تنویر نے کہا۔

"صفدر تمہارے پاس بے ہوشی سے روکنے والی گیس کی بوتل ہو گی وہ نکالو۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں بے ہوش کر دیا جائے گا"۔ عمران نے کہا۔

"وہ کس طرح۔ کیا بے ہوش کر دینے والی ریز بھی اس طرح وسیع علاقے میں پھیل سکتی ہیں۔ اس طرح تو ان کے اپنے آدمی بھی بے ہوش ہو جائیں گے"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"سائنس اب بہت آگے جا چکی ہے جولیا اور یہ اسرائیل ہے۔ یہاں کے سائنس دان تو اس معاملے میں جنونی ہیں لیکن وسیع رینج میں بے ہوش کر دینے والی گیس کو پھیلا کر اپنے ٹارگٹ پر اسے اکٹھا کر کے فائر کرنے کی ٹیکنالوجی تو ایکریمیا کافی عرصہ پہلے ایجاد کر چکا ہے۔ گو یہ صرف جنگی ہتھیار ہے اس طرح دشمن کے اہم فوجی اڈوں میں موجود افراد کو ناکارہ کیا جاتا ہے لیکن ایکریمیا ہی تو اسرائیل کا اصل سرپرست ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ اس

دوران صفدر نے جیب سے ایک بوتل نکالی جو پیکڈ تھی۔

"اسے سونگھ لو۔ اس طرح ہم کم از کم ایک گھنٹے تک بے ہوش ہونے سے بچ جائیں گے اور جو کچھ ہونا ہو گا بہرحال ایک گھنٹے میں ہی ہو جائے گا ورنہ میں سمجھوں گا کہ میرا خیال غلط ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر بوتل کھول کر باری باری سب نے گیس سونگھ لی۔ آخر میں صفدر نے اسے سونگھا اور پھر اسے بند کر کے اس نے بوتل جیب میں ڈال لی۔ اب عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"اب آگے بڑھیں یا یہیں رک کر انتظار کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ دیر ٹھہر جاؤ۔ شاید کوئی ردعمل سامنے آ جائے۔ اگر ہمیں واقعی چیک کیا جا رہا ہے تو پھر لامحالہ اس کی اطلاع نہ صرف چیک پوسٹ پر پہنچ جائے گی بلکہ ہمیں ہلاک کرنے کی بھی کارروائی شروع ہو جائے گی"...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ وہ سب اونچی اونچی جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپے ہوئے تھے کہ اچانک عمران کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ اس نے اپنا سر جھٹکا اور اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ وہ سب ہی اس کی طرح اپنے سروں کو جھٹک رہے تھے۔ عمران نے اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن اس کی کوشش رائیگاں گئی اور اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن یکلخت تاریک ہو گیا لیکن پھر جس طرح اندھیرے میں اچانک موم

بتی جلائی جائے تو ہلکی ہلکی روشنی ہر طرف پھیل جاتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی پھیل گئی اور اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہوا کہ وہ کسی حرکت کرنے والی چیز میں موجود ہے۔ پہلے تو اسے خیال آیا کہ شاید وہ کسی کشتی میں سوار ہے لیکن پھر جیسے ہی اس کا ذہن نارمل ہوا وہ سمجھ گیا کہ یہ جیپ ہے اور جیپ کے فرش پر پڑا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی صفدر اور تنویر بھی موجود تھے لیکن جولیا اور کیپٹن شکیل موجود نہیں تھے۔ عمران نے لیٹے لیٹے چہرے کا رخ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بدلا اور بے اختیار چونک پڑا کیونکہ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ کے ساتھ کرنل پائیک بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سائلنسر لگا مشین پسٹل موجود تھا اور پسٹل کا رخ عقبی طرف کو ہی تھا البتہ کرنل پائیک کا چہرہ سامنے کی طرف مڑا ہوا تھا اور پھر اس نے دوبارہ چہرہ پیچھے کی طرف موڑا تو عمران نے آنکھیں بند کیں۔ اب وہ ساری صورت حال سمجھ گیا تھا۔ کرنل پائیک نے سرچنگ ریز کی مدد سے انہیں نہ صرف چیک کیا تھا بلکہ انہیں بے ہوش بھی کر دیا تھا۔ گو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے بے ہوشی کو روکنے والی خصوصی گیس سونگھ رکھی تھی لیکن اس کے باوجود ان کے بے ہوش ہو جانے کا یہی مطلب لیا جا سکتا تھا کہ یہ ریز عمران کی توقع سے کہیں زیادہ طاقتور تھیں البتہ بے ہوشی سے روکنے والی گیس سونگھنے کا یہ فائدہ ضرور ہو گیا تھا کہ عمران جلد ہی ہوش میں آ گیا تھا اور چونکہ اس کے دوسرے ساتھی ویسے ہی بے ہوش

پڑے ہوئے تھے اس لئے عمران نے اس سے یہی نتیجہ نکالا کہ بے ہوشی کو روکنے والی گیس کی وجہ سے ریز سے ہونے والی بے ہوشی کی طاقت کافی کم ہو گی اور پھر اس کی مخصوص ذہنی ورزشوں کی وجہ سے اس کے ذہن نے اثرات کم پڑتے ہی رد عمل شروع کر دیا اس طرح اسے ہوش آ گیا لیکن اب وہ یہ سوچ رہا تھا کہ کرنل پائیک نے انہیں ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے ہوش کیوں کیا اور بے ہوش کر دینے کے بعد وہ انہیں اس طرح جیپ میں ڈال کر کہاں لے جا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسے جولیا اور کیپٹن شکیل کا خیال آ گیا۔ وہ اس جیپ میں موجود نہ تھے۔ اس کے دو مطلب ہی ہو سکتے تھے کہ یا تو انہیں دوسری جیپ میں رکھا گیا ہے یا پھر ہلاک کر دیا گیا ہے لیکن دوسرا آئیڈیا بہرحال اسے درست محسوس نہ ہو رہا تھا کیونکہ یہ موجودہ حالات پر ایڈجسٹ نہ ہوتا تھا کیونکہ صرف جولیا اور کیپٹن شکیل کو ہلاک کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی اس لئے وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو گیا کہ یہاں جگہ تنگ ہونے کی وجہ سے انہیں دوسری جیپ میں رکھا گیا ہو گا لیکن انہیں اس طرح بے ہوش کر کے کہیں لے جانے کی بات اسے سمجھ نہ آ رہی تھی لیکن پھر اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا اور وہ اس کی وجہ بھی سمجھ گیا کیونکہ کرنل پائیک کار میں سوار ہو کر چیک پوسٹ کی طرف گیا تھا اور بعد میں کرنل ڈیوڈ بھی ادھر ہی گیا تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ کرنل پائیک سے گیس واپس لے کر کرنل ڈیوڈ کو دے دیا گیا ہو لیکن

کرنل ڈیوڈ کی جیپ بھی اس نے واپس جاتے دیکھی تھی اس لئے اس کا خیال تھا کہ کرنل پائیک وہیں چیک پوسٹ پر ہی رہ گیا ہوگا اور پھر جیسے ہی اسے ان کے بارے میں بتایا گیا ہوگا وہ کرنل ڈیوڈ کے مقابل خود کریڈٹ لینے کے لئے انہیں وہاں سے اٹھا لایا ہوگا۔ چونکہ اکثر ایسا ہوتا رہتا تھا اس لئے اسے اپنا یہ خیال درست معلوم ہو رہا تھا۔ بہرحال اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس کا فوری طور پر حرکت میں آنا درست نہیں ہے کیونکہ اس کی فوری ہلاکت کا کوئی خدشہ نہ تھا اور پھر جولیا اور کیپٹن شکیل کے بارے میں بھی واضح نہ تھا اور اس کے علاوہ اس کے سارے ساتھی بھی بے ہوش تھے اس لئے وہ خاموش پڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک جھٹکے سے رک گئی اور اس کے ساتھ ہی کرنل پائیک جیپ سے نیچے اتر گیا تو عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹی سی پٹری اس نے اپنی مٹھی میں پکڑ لی اور پھر بے حس و حرکت ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اسے باہر نکالا گیا اور پھر کسی کے کاندھے پر لدا ہوا وہ ایک عمارت میں داخل ہوا اور پھر اسے ایک کمرے میں جا کر ایک کرسی پر بٹھا دیا گیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم کو راڈز میں جکڑ دیا گیا لیکن عمران مطمئن تھا کہ اس کی مٹھی میں وہ پٹری موجود ہے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھیوں کو بھی کرسیوں پر بٹھا کر راڈز میں جکڑ دیا گیا۔ کمرے میں اس وقت چار افراد موجود تھے البتہ کرنل پائیک موجود نہیں تھا۔ وہ چاروں افراد دروازے کے ساتھ دیواروں سے لگے

کھڑے تھے۔ عمران کن انکھیوں سے مسلسل صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا۔ پھر تھوڑی دیر بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل پائیک اندر داخل ہوا۔

"چیک کر لیا ہے۔ راڈز وغیرہ درست ہیں اور یہ بھی چیک کر لیا ہے کہ ان کے جسموں پر راڈز ڈھیلے تو نہیں ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس چیف۔ اس عورت کے جسم کے گرد راڈز ڈھیلے تھے میں نے انہیں زیرو نمبر پر ٹائٹ کر دیا ہے"...... ایک آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کی تلاشی لی ہے"...... کرنل پائیک نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نو سر"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"پہلے ان کی تلاشی لو۔ تمام سامان نکال لو یہ سب سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ان کے لباسوں میں لامحالہ خفیہ جیبیں بھی ہوں گی سب چیک کرو"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس چیف"...... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر ان سب نے مل کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی بڑے ماہرانہ انداز میں تلاشی لینا شروع کر دی۔ گو راڈز کی وجہ سے انہیں تلاشی لینے میں دقت ہو رہی تھی لیکن بہرحال وہ تربیت یافتہ لوگ تھے اس لئے تھوڑی دیر بعد وہاں میز پر عمران اور

اس کے ساتھیوں کا سارا سامان اکٹھا ہو گیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ اڈے کو ہی اڑانے والے تھے۔ وری بیڈ۔ اس قدر خوفناک اور جدید بم"...... کرنل پائیک نے سامان دیکھ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران دل ہی دل میں بے اختیار ہنس پڑا۔

"انہیں ہوش میں لے آؤ۔ جب تک صدر صاحب میٹنگ سے فارغ ہوں میں ان سے دو باتیں کر لوں"...... کرنل پائیک نے کہا تو ایک آدمی نے جیب سے ایک لمبی گردن والی شیشی نکالی اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عمران کی ناک سے شیشی لگائی لیکن عمران نے سانس روک لیا۔ چند لمحوں بعد وہ عمران کے ساتھی کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے اس طرح آنکھیں کھول دیں جیسے اسے اب ہوش آیا ہو۔ وہ دراصل کرنل پائیک کو یہ تاثر نہ دینا چاہتا تھا کہ اسے راستے میں ہی ہوش آگیا تھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ کرنل پائیک تم"...... عمران نے سامنے بیٹھے ہوئے کرنل پائیک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اور اس وقت تم میزائل اڈے سے بہت دور میرے ایک خاص پوائنٹ پر ہو اور دیکھو تمہارا اور تمہارے سارے ساتھیوں کا سامان یہاں میز پر موجود ہے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو تم سے خود ملنے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ چلو اچھا ہوا

ملاقات ہو گئی"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا کوئی نئی بات کرو گے اب"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"نئی تو نہیں البتہ جس طرح تم نے اپنے ہاتھ کھولے اور کار لے اڑے مجھے تمہاری یہ کوشش دلی طور پر بے حد پسند آئی ہے لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ تم نے ہمیں بے ہوش کیسے کیا اور پھر یہاں کیوں لے آئے"...... عمران نے کہا تو جواب میں کرنل پائیک نے وہی تفصیل بتا دی جو اس سے پہلے عمران نے اپنے ساتھیوں کو بتائی تھی۔

"صدر صاحب نے میری ناکامی کی وجہ سے کیس ریڈ اتھارٹی سے لے کر جی پی فائیو کو دے دیا تھا اس لئے میں تمہیں وہاں ہلاک کرنے کی بجائے یہاں لے آیا ہوں۔ صدر صاحب ایک میٹنگ میں مصروف ہیں۔ اب میں صدر صاحب کو بتاؤں گا کہ کرنل پائیک کیا نہیں کر سکتا"...... کرنل پائیک نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"کرنل ڈیوڈ کو اس ساری واردات کا علم نہیں ہو سکا"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں۔ اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ اس کا نمبر ٹو راسٹر وہاں موجود ہو گا اور وہ اب بھی چیک پوسٹ کی حفاظت کر رہے ہوں

گے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"تم مجھے بتاتے میں اپنی اور اپنے ساتھیوں کی گرفتاری رضاکارانہ طور پر دے دیتا تاکہ تم صدر کے سامنے اپنی انا کا جھنڈا بلند کر لیتے۔ تم نے خواہ مخواہ اتنی تکلیف کی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوری عمران۔ میں نے پہلے بھی تمہیں بتایا تھا کہ میں اسرائیل کے مفاد کے خلاف کام نہیں کر سکتا اس لئے چاہے تم جو مرضی آئے کہو بہرحال تمہیں ہلاک تو ہونا ہی پڑے گا"...... کرنل پائیک نے سرد لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا جو تم سمجھے ہو۔ موت زندگی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے میں نے کبھی اس کی پرواہ نہیں کی البتہ میں تم سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم چیک پوسٹ پر حملہ کر دیتے اور ہمارا سامان تم دیکھ ہی چکے ہو تو تم بتاؤ کیا ہم کامیاب ہو سکتے تھے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ البتہ تم چیک پوسٹ اور وہاں موجود افراد کو ختم کر دیتے لیکن مین راستہ پھر بھی نہ کھلتا کیونکہ اسے صرف اندر سے کھولا جا سکتا ہے اور اس کے کھلنے کے باقاعدہ اوقات مقرر ہیں صبح ... بجے اور شام چھ بجے تاکہ جو لوگ اڈے میں نہیں رہتے وہ واپس ... سکیں۔ گو ان کی تعداد تھوڑی ہے اور انہیں بھی وہاں سے ... خصوصی بس لے جاتی ہے اور انہیں بھی سپر کمپیوٹر سے چیک ...

اندر جانا اور پھر باہر آنا پڑتا ہے۔ بہرحال ان دو اوقات کے علاوہ راستہ کھلتا ہی نہیں چاہے تم اس پر ہائیڈروجن بم ہی کیوں نہ مار دو"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"تمہاری اس حالت کو دیکھنے کے باوجود مجھے افسوس ہے کرنل پائیک کہ تم غلط بات کر رہے ہو۔ اب ہم سے تمہیں کیا خطرہ ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیسی غلط بات"...... کرنل پائیک نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اس اسلحہ سے وہ راستہ اڑ سکتا ہے بلکہ راستہ ہی کیا پورا اڈا بھی اڑایا جا سکتا ہے اس کے باوجود تم غلط بات کر رہے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"نجانے تم نے کس طرح محسوس کر لیا کہ میں غلط کہہ رہا ہوں لیکن تمہاری بات بہرحال درست ہے۔ شاید میں تمہاری تعریفیں ... پڑھ کر تم سے ذہنی طور پر مرعوب ہو چکا ہوں۔ بہرحال ٹھیک ہے اس اسلحہ کو اگر استعمال کیا جائے تو راستہ کھل سکتا ہے لیکن اس کے باوجود تم ہسپتال تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ ہسپتال جانے کے لئے باہر سے ایک اور راستہ کھلتا ہے جو واقعی ہائیڈروجن بم سے بھی نہیں کھولا جا سکتا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے کرنل پائیک۔ تم مسلسل غلط باتیں کر

رہے ہو۔ کیا واقعی تمہیں یقین ہے کہ اگر تم نے درست بات بتا دی تو ہم ہسپتال پہنچ جانے میں کامیاب ہو جائیں گے"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"اب میں نے کون سی غلط بات کی ہے"...... کرنل پائیک کا لہجہ اس بار درشت تھا۔

"ہسپتال کی کیا اہمیت ہے کہ اس اس کے لئے علیحدہ ایسا راستہ بنایا جائے بلکہ ہسپتال تو ایسی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہر شخص کے آسانی سے پہنچنے کا سوچا جاتا ہے"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم واقعی بے حد ذہین ہو۔ ٹھیک ہے دراصل اصل بات میں بتانا نہیں چاہتا تھا لیکن اب چونکہ تم نے ہلاک ہی ہو جانا ہے اس لئے بتا دوں کہ واقعی ہسپتال کا مین دروازہ قریب ہی ہے اور جو ایک بار اندر داخل ہو جائے وہ آسانی سے جا سکتا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ہسپتال کا دروازہ جہاں موجود ہے وہاں سامنے خاردار تار ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ریڈ بلاکس کی دیوار ہے۔ یہ دیوار کافی دور تک چلی جاتی ہے پھر خاردار تاریں آتی ہیں"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اس دیوار کے اوپر کوئی چیک پوسٹ نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ ہو ہی نہیں سکتی اور نہ اس کی ضرورت ہے البتہ جہاں سے خاردار تاریں شروع ہوتی ہیں وہاں ایئر چیک پوسٹ موجود ہے"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھنے لگا۔

"میں صدر صاحب سے بات کر لوں۔ وہ اب تک میٹنگ سے فارغ ہو چکے ہوں گے"...... عمران کے مزید کچھ بولنے سے پہلے ہی کرنل پائیک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ۔ صرف ایک منٹ"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک جو مڑ رہا تھا دوبارہ سیدھا ہو گیا۔

"کیا بات ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ایک منٹ کے لئے بیٹھ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ تم صدر صاحب کے سامنے دوسری بار ناکام ہو جاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دوسری بار۔ کیا مطلب"...... کرنل پائیک نے چونک کر کہا۔

"تم بیٹھو گے تو بتاؤں گا"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک اس انداز میں دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا جیسے وہ عمران کی بات نہ سمجھ سکا ہو اور بے خیالی کے انداز میں بیٹھ گیا ہو۔

"ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہ مٹھی کھول دی جس میں پتری موجود تھی۔ پتری اس کے ہاتھ سے نکل کر جیسے ہی فرش پر گری اچانک ہلکا سا دھماکہ ہوا۔

"یہ۔ یہ کیا ہوا"...... کرنل پائیک نے تیزی سے اچھلتے ہوئے

کہا لیکن دوسرے لمحے وہ چکرا کر ایک دھماکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ کمرے میں موجود باقی چاروں افراد بھی لہرا کر نیچے گرے اور ساکت ہو گئے۔ عمران جس نے پتری کا ایک کونہ انگلی سے دبا کر اسے ہاتھ سے چھوڑ دیا تھا اس نے اپنا سانس روک لیا تھا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو ان سب کی گردنیں ایک بار پھر ڈھلک چکی تھیں حالانکہ وہ اس دوران ہوش میں آ چکے تھے۔ عمران سانس روکے بیٹھا رہا۔ چند لمحوں بعد اچانک ایک اور خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کی کرسی اڑ کر عمران سمیت کئی فٹ دور فرش پر جا گری لیکن کرسی کے اڑتے ہی راڈز غائب ہو چکے تھے اور عمران فضا میں ہی اچھل کر نہ صرف کرسی سے علیحدہ ہو گیا تھا بلکہ اب وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا تھا۔ البتہ اب وہ سانس لے رہا تھا۔ کمرہ چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ دھماکے کی آواز باہر نہ گئی ہو گی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس نے میز پر پڑا ہوا ایک سائلنسر لگا مشین پسٹل اٹھایا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا لیکن تھوڑی دیر بعد جب وہ واپس اس کمرے میں آیا تو وہ چیک کر چکا تھا کہ اس عمارت میں کرنل پائیک اور ان چاروں کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہ تھا البتہ ایک جیپ باہر موجود تھی جبکہ دوسری جیپ واپس جا چکی تھی۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے سب سے پہلے سوئچ بورڈ پر جا کر بٹن پریس کئے تو اس کے ساتھیوں کے جسموں کے گرد راڈز غائب ہو گئے۔ اس کے

بعد عمران نے اس آدمی کی جیب سے وہ شیشی نکالی جس کی مدد سے اس نے اپنے طور پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہوش دلایا تھا اور چند لمحوں بعد اس کے ساتھی ہوش میں آ گئے۔

"یہ سب کیا ہو گیا ہے" ...... سب نے ہی ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"پہلے اس کرنل پائیک کو اٹھا کر کرسی پر جکڑ دو۔ میں اس دوران سٹور کا چکر لگا لوں۔ وہاں میں نے ایک ایسی چیز دیکھی ہے جس سے اس انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ کی زبان آسانی سے کھلوائی جا سکتی ہے" ...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ایک بار پھر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے کمرے میں داخل ہوا جسے سٹور کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔ اس سٹور میں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے ایک سائیڈ پر پڑا ہوا کاغذ اٹھا لیا۔ پھر اس نے ایک خالی پیٹی کی سائیڈ میں گرے ہوئے بھورے رنگ کے پاؤڈر کو اس کاغذ پر ڈال لیا۔ پھر اس نے اسے بند کر کے جیب میں ڈال لیا۔ یہ پاؤڈر آر ایکس ڈائنامیٹس میں استعمال کیا جاتا تھا۔ شاید یہاں آر ایکس ڈائنامیٹس لائے گئے تھے جن میں سے کوئی لیک ہو گیا جس کی وجہ سے پاؤڈر پیٹی میں رہ گیا ہو گیا۔ عمران سٹور روم سے نکل کر واپس اس کمرے میں آ گیا جہاں کرنل پائیک اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

"اس کے ساتھیوں کو اٹھا کر باہر لے جاؤ اور ختم کر دو" ۔ عمران

نے کہا تو سوائے جولیا کے باقی ساتھی اس کی ہدایت پر عمل کرنے میں مصروف ہوگئے۔

"جولیا تم کرنل پائیک کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے جیب سے بوتل نکال کر جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ وہ بوتل تھی جو عمران نے کرنل پائیک کے ایک ساتھی کی جیب سے نکالی تھی اور اس کی مدد سے اس کے ساتھیوں کو ہوش دلایا گیا تھا۔ جولیا نے بوتل کا ڈھکنا ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے کرسی پر موجود کرنل پائیک کی ناک سے بوتل لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اسے بند کر کے واپس آکر کرسی پر بیٹھ گئی۔ چند لمحوں بعد کرنل پائیک نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

"تم۔ تم واقعی جادوگر ہو۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس طرح رہا ہو جاتے ہو"...... چند لمحوں بعد کرنل پائیک نے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس میں جادوگری کا کوئی کمال نہیں ہے کرنل پائیک۔ کچھ پیش بندیاں کام دے جاتی ہیں اور کچھ خوش قسمتی کام دکھاتی ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"تمہارا سامان تو میں نے نکلوا لیا تھا پھر تم نے کیا کیا"۔ کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران نے اسے بتایا کہ انہوں نے چیکنگ ریز چیک کر لی تھیں اس لئے بے ہوشی کو روکنے والی گیس سونگھ لی تھی لیکن بے ہوش کر دینے والی ریز طاقتور تھیں

اس لئے وہ بے ہوش ہوگئے۔

"لیکن مجھے جیپ کے سفر کے دوران ہی ہوش آگیا تھا اور پھر جب تمہارے آدمیوں نے مجھے جیپ سے نیچے اتارا تو میں نے اپنی جیب سے ایکسپو ہنڈرڈ پتری نکال کر اپنی مٹھی میں دبا لی اور ظاہر ہے اب تمہارے آدمی اتنے تربیت یافتہ بھی نہیں ہیں کہ مٹھیاں بھی کھول کر دیکھیں۔ چنانچہ وہ پتری میری مٹھی میں رہی اور اس کی کارکردگی تم جانتے ہو کہ اس سے بے ہوش کر دینے والی انتہائی طاقتور ریز بھی نکلتی ہیں جو سانس کے ساتھ اندر جا کر عمل کرتی ہیں اور اس میں اتنا طاقتور بم بھی ہوتا ہے جو بہرحال ایک کرسی کے پایوں کو فرش سے اکھاڑ سکتا ہے۔ چنانچہ میں نے اسے اپنی کرسی کے ایک پائے کے ساتھ فرش پر پھینک دیا اور خود سانس روک لی اس طرح میرے علاوہ تم سب بے ہوش ہو گئے پھر دھماکہ ہوا اور کرسی اڑ گئی اس طرح اس کا راڈز سسٹم آف ہو گیا اور میں آزاد ہو گیا۔ بس اتنی سی بات تھی جسے تم جادوگری کہہ رہے ہو۔ البتہ اصل جادوگری کا تماشہ اب تم دیکھو گے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے وضاحت کی۔

"کیسا تماشہ"...... کرنل پائیک نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ہو تم نے تشدد کے خلاف اپنے اعصابی نظام کو مفلوج کر دینے کے باقاعدہ کورس کئے ہوئے ہوں گے اس لئے تم پر کسی قسم کا تشدد بیکار ہو گا۔ اعصابی طور پر بھی تم ظاہر ہے اتنے مضبوط ہو گے کہ تم پر ہر قسم کی

دھمکیاں بھی بے اثر ثابت ہوں گی اور جس سطح پر تم ہو اس سطح پر کچھ بتانے کی بجائے موت قبول کر لینا باعث فخر سمجھا جاتا ہے اس لئے اب جو کچھ میں پوچھوں گا تم نہیں بتاؤ گے اور پھر ظاہر ہے مجھے تم سے اصل معلومات حاصل کرنے کے لئے شعبدہ بازی کا تماشہ دکھانا پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو کچھ میں بتا سکتا ہوں ضرور بتاؤں گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"مجھے اڈے سے ہسپتال میں داخل ہونے کا کوئی آسان سا راستہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دوستانہ انداز میں بیٹھا گپ شپ لگا رہا ہو۔

"وہاں پہنچ کر بیمار ہو جاؤ خود بخود ہسپتال پہنچا دیئے جاؤ گے"۔ کرنل پائیک نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ ویری گڈ۔ رئیلی ویری گڈ۔ بہترین آئیڈیا۔ ویری گڈ۔ لیکن وہاں کوئی جانے بھی تو دے"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ تمہارا اپنا مسئلہ ہے۔ تم نے مجھ سے ترکیب پوچھی تھی وہ میں نے بتا دی"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ تو اب اڈے کے اندر آجا سکتا ہو گا"...... عمران نے کہا تو کرنل پائیک ایک بار پھر مسکرا دیا۔

"جو کچھ تم سوچ رہے ہو شاید اسرائیل کے صدر کو پہلے ہی اس کی توقع تھی اس لئے کرنل ڈیوڈ کو دوسری چیک پوسٹ تک محدود کر دیا گیا ہے"...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہسپتال کی ایمبولینس کس راستے سے باہر آتی ہے"۔ اچانک عمران نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"اس ہسپتال میں کوئی ایمبولینس ہے ہی نہیں۔ یہ ہسپتال اڈے کے افسروں کے لئے بنایا گیا ہے یا صرف ان لوگوں کے لئے جو اڈے میں مستقل طور پر رہتے ہیں"...... کرنل پائیک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم تو سچ بولے جا رہے ہو اس لئے اب میں کیا تماشہ دکھاؤں۔ ٹھیک ہے تم نے چونکہ میرے ساتھیوں اور میرے ساتھ نرم سلوک کیا ہے اس لئے میں بھی تمہارے ساتھ نرم سلوک کر رہا ہوں۔ تم اس وقت تک یہیں اس طرح بندھے رہو گے جب تک تمہارا کوئی آدمی یہاں آکر تمہیں کھول نہیں دیتا البتہ یہ بتا دوں کہ تمہارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے انہیں آوازیں دینے کی ضرورت نہیں ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل پائیک کوئی جواب دیتا عمران جو بات کرتے ہوئے اس کے قریب پہنچ چکا تھا، کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کرنل پائیک کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکل گئی لیکن دوسری ضرب پر اس کی گردن ڈھلک

گئی۔

"اسے زندہ کیوں چھوڑ رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ اس کی زندگی ہمارے کام آجائے۔ ویسے بھی اس نے اس مشن کی تکمیل کے لئے ہم سے تعاون کیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا تعاون"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ دوسری چیک پوسٹ تک جا سکتا ہے اور وہاں جا کر اگر کرنل ڈیوڈ پر اچانک دل کا دورہ پڑ جائے تو لامحالہ اسے فوری ہسپتال لے جایا جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ واقعی یہ آئیڈیا کام دے سکتا ہے۔ گڈ شو۔ لیکن وہاں کرنل ڈیوڈ کے آدمی بھی تو ہوں گے"...... جولیا نے اس کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ کی موجودگی میں کرنل ڈیوڈ کے آدمی زیرو ہو جاتے ہیں۔ ان کی فکر مت کرو۔ آؤ"...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھ گیا۔

راسٹر جی پی فائیو کے ہیڈ کوارٹر میں اس آفس میں موجود تھا جو اس سے پہلے میجر کیری کے لئے مخصوص تھا۔ چونکہ نمبر ٹو بننے کے بعد اسے مسلسل حرکت میں رہنا پڑا تھا اس لئے وہ اب تک اس آفس میں نہ بیٹھ سکا تھا۔ اب اس آفس میں بیٹھتے ہوئے اسے انتہائی مسرت محسوس ہو رہی تھی کیونکہ یہ کمرہ اس کے نقطہ نظر سے انتہائی شاندار انداز میں سجا ہوا تھا حالانکہ کرنل ڈیوڈ کا اپنا آفس سادہ انداز کا تھا۔ شاید میجر کیری نے اسے اپنے ذوق کے مطابق ڈیکوریٹ کرایا تھا اور کمرے کو دیکھ کر راسٹر، میجر کیری کی خوش ذوقی کو دل ہی دل میں داد دے رہا تھا۔ ایک طرف ریک میں انتہائی قیمتی شراب کی بوتلیں موجود تھیں جن میں راسٹر کی پسندیدہ وائٹ ہارس بھی موجود تھی۔ اب چونکہ راسٹر کے نقطہ نظر سے اڈے پر واپس جانا صرف رسمی کارروائی تھی اس لئے اس نے یہاں کچھ دیر بیٹھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

اس نے ریک سے اپنی پسندیدہ شراب کی بوتل اٹھائی اور پھر گلاس میں انڈیل کر آہستہ آہستہ اسے سپ کرنے لگا۔ اسے یقین تھا کہ اس کے آدمی کی دی ہوئی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی اس لئے کرنل پائیک بہرحال عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کر کے لے گیا ہے اور لازماً وہ انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچا دے گا اس طرح کریڈٹ ریڈ اتھارٹی کو مل جائے گا۔ گو اس نے اپنے طور پر یہ کوشش کی تھی کہ کسی طرح کریڈٹ جی پی فائیو کو مل جائے لیکن اس کی کوئی کوشش کارگر نہ ہوئی تھی اس لئے اب وہ خاموش ہو گیا تھا۔ البتہ شراب پینے کے ساتھ ساتھ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ صبح کو جب کرنل ڈیوڈ کو اطلاع ملے گی کہ ریڈ اتھارٹی نے معرکہ مار لیا ہے تو پھر کرنل ڈیوڈ کو اندازہ ہو گا کہ راسٹر درست کہہ رہا تھا۔ وہ بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی ہاتھ میں ایک کاپی اور پنسل اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں راسٹر کو سلام کیا۔ راسٹر اسے دیکھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ خوبصورت لڑکی جوڈی ہے جو میجر کیری کی سٹینو ہے۔ میجر کیری نے اس کا باقاعدہ انتخاب کیا تھا۔

"تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو جوڈی۔ آفس ٹائم تو ختم ہو چکا ہے"...... راسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے سر۔ میجر کیری کی ہلاکت کے بعد آپ کے نمبر ٹو تعینات ہونے کی خبر مجھے مل گئی تھی اور پھر ابھی مجھے میرے فلیٹ پر

بتایا گیا ہے کہ آپ پہلی بار آفس میں آئے ہیں تو فوراً یہاں پہنچ گئی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ آپ کو میری ضرورت پڑ جائے"...... جوڈی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ تمہاری فرض شناسی قابل داد ہے جوڈی لیکن میں تو یہاں بس ویسے ہی بیٹھ گیا تھا۔ کام تو کوئی نہیں ہے"...... راسٹر نے میز کی نچلی دراز سے ایک اور گلاس نکال کر اس میں شراب انڈیلتے ہوئے کہا اور پھر اس نے یہ گلاس جوڈی کی طرف بڑھا دیا۔

"سر اس آفر کا شکریہ۔ لیکن ڈیوٹی کے دوران میں شراب کیسے پی سکتی ہوں"...... جوڈی نے کہا۔

"اوہ۔ اس وقت آفس ٹائم نہیں ہے اور میں اپنے ماتحتوں کو ماتحت نہیں بلکہ دوست سمجھتا ہوں اس لئے تم شراب پی سکتی ہو"۔ راسٹر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ فطری طور پر حسن پرست آدمی تھا اور جوڈی ہر لحاظ سے حسن کے معیار پر پورا اترتی تھی۔

"بے حد شکریہ سر"...... جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا اور شراب کا گلاس اٹھا لیا۔

"سر نہیں راسٹر۔ یہ سر وغیرہ آفس ٹائم میں"...... راسٹر اور زیادہ بے تکلف ہو گیا۔

"اچھا۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر اپنے نمبر ٹو بننے پر میری طرف سے دعوت قبول کرو راسٹر۔ کیا خیال ہے"...... جوڈی نے راسٹر سے بھی زیادہ بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"کس قسم کی دعوت"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ڈنر کی دعوت۔ جس ہوٹل میں تم چاہو"...... جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن ابھی نہیں بعد میں کسی وقت۔ کرنل ڈیوڈ کے بارے میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ ایسے معاملات میں بے حد سخت ہیں ایسا نہ ہو کہ انہیں اطلاع مل جائے اور صبح نہ میں نمبر ٹو رہوں اور نہ تم سٹینو"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ کرنل ڈیوڈ آفس ٹائم کے بعد ذاتی زندگی میں تو مداخلت نہ کرتے ہوں گے"...... جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے۔ اوکے پھر تمہاری دعوت منظور۔ بولو کون سا ہوٹل تمہیں پسند ہے"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس ہوٹل"...... جوڈی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ پھر ایسا ہے کہ تم اپنے فلیٹ پر پہنچ کر وہاں سے ہوٹل پرنس پہنچو۔ میں یہاں سے سیٹیں بک کرا لیتا ہوں۔ تمہیں کاؤنٹر پر اطلاع مل جائے گی تم پہنچ کر مجھے اطلاع دینا تو میں پہنچ جاؤں گا اس طرح دفتر والوں کو معلوم ہی نہ ہو سکے گا"۔ راسٹر نے کہا۔

"اوکے"...... جوڈی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی مڑ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ راسٹر نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا۔ اس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر کے اسے

ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ ہوٹل پرنس اس کا بھی پسندیدہ ہوٹل تھا اور وہ اکثر وہاں آتا جاتا رہتا تھا۔

"ہوٹل پرنس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"مینجر سے بات کراؤ۔ میں راسٹر بول رہا ہوں جی پی فائیو سے"۔ راسٹر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ سائمن بول رہا ہوں۔ مینجر پرنس ہوٹل"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی اور راسٹر چونک پڑا کیونکہ سائمن اس کا اچھا دوست تھا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ سائمن پرنس ہوٹل کا مینجر بن گیا ہے کیونکہ اس سے پہلے وہ ہوٹل البرٹو کا مینجر تھا۔

"سائمن تم۔ راسٹر بول رہا ہوں۔ تم کب سے پرنس ہوٹل کے مینجر بن گئے ہو"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ میں تو جی پی فائیو کا نام سن کر ہی گھبرا گیا تھا۔ کیا تم نے جی پی فائیو جائن کر لی ہے۔ ویسے مجھے بھی ایک ہفتہ ہوا ہے پرنس ہوٹل جائن کئے ہوئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں میں نے بھی ایک دو روز ہوئے جی پی فائیو جائن کر لی ہے اور یہ بھی سن لو کہ اب میں جی پی فائیو کا نمبر ٹو ہوں۔ کرنل ڈیوڈ کا نائب"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو مبارک ہو۔ بڑی ترقی کر لی ہے ایک دو روز میں ہی"...... سائمن نے کہا۔

"ہاں شکریہ۔ اچھا سنو۔ ڈائننگ ہال کی دو اچھی سی سیٹیں میرے لئے بک کر دو۔ میری ایک دوست لڑکی جوڈی نے میرے نمبر ٹو بننے کی خوشی میں میری دعوت کی ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ بے فکر رہو وہ سیٹیں دوں گا جسے ہم نے ہنی مون سیٹوں کا نام دے رکھا ہے تاکہ نیا شادی شدہ جوڑا اطمینان سے ڈنر کر سکے"...... دوسری طرف سے سائمن نے ہنستے ہوئے کہا تو راسٹر بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"مجھے بھی ان سیٹوں کا نمبر بتا دو اور کاؤنٹر پر بھی کہہ دو کہ جب جوڈی آکر کاؤنٹر پر میرا نام لے کر پوچھے تو اسے سیٹوں تک پہنچا دیا جائے"...... راسٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بے فکر رہو۔ اس کا شایان شان استقبال کیا جائے گا۔ ایک منٹ ہولڈ کرو۔ میں بتاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور راسٹر بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد سائمن کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"راسٹر کیا تم لائن پر ہو"...... سائمن نے کہا۔

"ہاں"...... راسٹر نے کہا۔

"ٹیبل نمبر اٹھارہ نوٹ کر لو۔ مجھے امید ہے کہ تمہیں یہ سیٹیں پسند آئیں گی اور یہ بھی سن لو کہ تمہارے نمبر ٹو بننے کی خوشی میں

تمام چارجز بھی فری۔ یہ میری طرف سے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ سائمن۔ کاؤنٹر پر کہلوا دینا"...... راسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کہلوا دیا ہے بے فکر رہو"...... دوسری طرف سے سائمن نے کہا تو راسٹر نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے جوڈی کی کال کا انتظار تھا اور پھر کافی دیر بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو راسٹر نے مسکراتے ہوئے رسیور اٹھا لیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ جوڈی کا فون ہو گا۔

"ہیلو"...... راسٹر نے کہا۔

"جوڈی بول رہی ہوں راسٹر۔ ڈائننگ ہال کی ٹیبل نمبر اٹھارہ کیا شاندار سیٹیں ہیں۔ یقین کرو سیٹیں دیکھ کر دل خوش ہو گیا ہے۔ اب جلدی سے آجاؤ"...... جوڈی کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"شکریہ۔ ابھی آرہا ہوں"...... راسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور آفس کے عقب میں موجود ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ اب تیار ہو کر جانا چاہتا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ ڈریسنگ روم سے واپس آیا تو وہ پہلے کی نسبت تازہ دم اور فریش دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ یکلخت میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"اوہ۔ بڑی بے چین ہو رہی ہے جوڈی"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا اور واپس مڑ کر اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... راسٹر نے کہا۔

"سر۔ انتھونی بول رہا ہوں ریڈ میزائل اڈے سے۔ مارتھر آپ سے فوری بات کرنا چاہتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مارتھر لیکن اسے کیسے معلوم ہوا کہ میں ہیڈکوارٹر میں موجود ہوں"...... راسٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ اس نے مجھے فون کر کے آپ کے بارے میں پوچھا تو میں نے بتایا کہ آپ ہیڈکوارٹر میں موجود ہیں تو اس نے آپ سے بات کرانے کے لئے کہا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ٹھیک ہے کراؤ بات"...... راسٹر نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں مارتھر بول رہا ہوں سر"...... چند لمحوں بعد مارتھر کی آواز سنائی دی۔ یہ وہی آدمی تھا جسے اس نے سائیڈ چیکنگ پر تعینات کیا تھا اور اس کا کوڈ اے تھری تھا اور اس نے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے کرنل پائیک کے ذریعے اغوا کی اطلاع دی تھی۔ راسٹر نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے جی پی فائیو میں ٹرانسفر کر دے گا اور پھر مارتھر کا نام سن کر ہی اس نے کال سننے کی حامی بھر لی تھی ورنہ اس موقع پر شاید وہ کال سننا بھی گوارہ نہ کرتا۔

"کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے اس وقت"...... راسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب کرنل ڈیوڈ صاحب اپنے دو ساتھیوں سمیت یہاں تشریف لائے تھے سرپرائز راؤنڈ پر لیکن دوسری چیک پوسٹ پر پہنچنے کے بعد ان پر اچانک دل کا دورہ پڑ گیا۔ انہیں فوری طور پر ہسپتال

پہنچایا گیا ہے۔ انُ کے ساتھی بھی انہیں سنبھال کر ساتھ گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کرنل ڈیوڈ وہاں۔ نہیں وہ تو آفیسرز کلب میں تھے یہ کیسے ممکن ہے"...... راسٹر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا کہے اور کیا نہ کہے۔ خبر ہی ایسی تھی کہ اس نے اس کا ذہن ہی ماؤف کر دیا تھا۔

"جناب۔ وہ ریڈ اتھارٹی کی جیپ میں آئے تھے اور عام لباس میں تھے"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر کے ذہن میں جیسے ایٹم بم پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری سیڈ۔ وہ نقلی کرنل ڈیوڈ ہے۔ مجرم ہیں وہ۔ اوہ۔ اوہ۔ اس طرح وہ ہسپتال پہنچ گئے۔ انہیں روکو میں آ رہا ہوں۔ روکو انہیں"...... راسٹر نے ہذیانی انداز میں حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"مگر جناب میں کیا کر سکتا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو راسٹر نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا ذہن ماؤف ہو رہا تھا لیکن وہ دوڑا چلا جا رہا تھا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت جیپ میں سوار میزائل اڈے کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ جیپ کرنل پائیک کی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر صفدر کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر عمران، جولیا اور کیپٹن شکیل کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب جیپ ریڈ اتھارٹی کی ہے اور پھر میں یونیفارم میں بھی نہیں ہوں"...... اچانک صفدر نے کہا۔

"سرپرائز راؤنڈ میں ایسی باتیں کوئی نہیں دیکھتا۔ بس تم نے اداکاری کرنی ہے اور تمہاری اداکاری پر ہی مشن کی کامیابی کا انحصار ہے"...... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر بعد جیپ ایک سڑک پر مڑ گئی جس کے آخر میں ریڈ میزائل اڈا تھا۔

"میں اور کیپٹن شکیل صفدر کے ساتھ ہسپتال جائیں گے۔ کیپٹن شکیل تمہارے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی صفدر کے پاس ورنہ کمپیوٹر چیک کر لے گا"...... عمران نے کہا۔

"مجھے آپ کی ہدایات یاد ہیں لیکن عمران صاحب اندر کام کیسے ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ میری جیب میں ایسا اسلحہ موجود ہے جو کمپیوٹر بھی نہ چیک کر سکے گا اور کام بھی ہو جائے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسا کون سا اسلحہ ہے"...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

"وہیں موقع پر ہی بتاؤں گا"...... ابھی تم بس اپنی اداکاری پر توجہ دو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر اور میں نے کیا کرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ تم نے جیپ میں بیٹھے رہنا ہے اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو تم دونوں نے سنبھالنا ہے۔ تمہارے پاس ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"تم اپنا کام کرو۔ ہم اپنا کام کر لیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"پھر تو دل کا اصل دورہ مجھے پڑے گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ یہ کیا بدشگونی کی باتیں کر رہے ہو"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر اور تم پیچھے رہ جاؤ گے اور تم کہہ رہی ہو کہ ہم اپنا کام کر لیں گے البتہ ایک آسرا بہرحال ہے کہ خطبہ نکاح پڑھنے والے کو میں ساتھ لے جا رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم سے خدا سمجھے۔ کہاں کی بات کہاں لے جاتے ہو"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ یہ سوچ لیجئے کہ اگر اداکاری کے باوجود انہوں نے ہسپتال کا گیٹ نہ کھولا تو پھر کیا ہو گا کیونکہ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ نفسیات کو مدنظر رکھ کر اگر کام کیا جائے تو ننانوے فیصد کام ہو جاتا ہے۔ جب جی پی فائیو کے چیف پر دل کا دورہ پڑے گا تو پھر وہ ساری احتیاطیں بھول جائیں گے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ پھر دوسروں پر دل کا دورہ پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جیپ فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ صفدر جیپ سے نیچے اترا تو اس کے ساتھ ہی کیپٹن شکیل اور عمران بھی اتر کر صفدر کے پیچھے چل پڑے۔ اس کے ساتھ ہی وہاں موجود محافظوں نے کرنل ڈیوڈ کو سیلوٹ کیا۔ صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اندر آفس میں دو آفیسر موجود تھے۔

"میں سرپرائز راؤنڈ پر آیا ہوں۔ کیا ہو رہا ہے۔ سب او کے ہے

ناں"...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہی کرنل ڈیوڈ کے لہجے اور انداز میں کہا۔ عمران نے اسے اس کی خاصی پریکٹس کرا دی تھی۔

"یس سر۔ سب او کے ہے سر"...... آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ سمجھے"...... صفدر نے کہا۔

"یس سر۔ آفیسر نے جواب دیا اور صفدر ادھر ادھر دیکھتا ہوا مڑا اور آفس سے باہر آ گیا۔

"جناب۔ آپ کے نائب راسٹر صاحب تو چلے گئے ہیں"۔ اچانک ایک آفیسر نے کہا۔

"ہاں۔ مجھے معلوم ہے"...... صفدر نے جواب دیا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈرائیور سیکنڈ چیک پوسٹ پر چلو"...... صفدر نے جیپ کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا تاکہ وہاں موجود محافظ بھی سن لیں اور پھر وہ کرنل ڈیوڈ کے انداز میں جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ راڈ ہٹا دیا گیا اور تنویر نے جیپ آگے بڑھا دی۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے اسے کرنل ڈیوڈ کے لہجے کے بارے میں مزید ہدایات دینی شروع کر دیں۔

"جب میں اشارہ کروں تم تم نے دل کے دورے کی اداکاری کرنی ہے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سیکنڈ چیک پوسٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں بھی ان کا

استقبال کیا گیا اور وہاں راسٹر کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ چلا گیا ہے۔ صفدر ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اور عمران اس دوران ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ صفدر اور ان پر کسی کو ایسا شک نہیں پڑا جو خطرناک ہو تو اس نے صفدر کو اشارہ کر دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میرے دل میں درد ہو رہا ہے۔ اوہ۔ اوہ"۔ اچانک صفدر نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ کرنل صاحب پر دل کا دورہ پڑ گیا ہے۔ اوہ ویری سیڈ۔ اوہ اب کیا ہو گا۔ آفیسر کچھ کرو"...... عمران نے یکلخت آگے بڑھ کر صفدر کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ صفدر کے چہرے پر پسینہ آ گیا تھا اور اس کا چہرہ ایسے بگڑ گیا تھا جیسے اسے شدید تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔ عمران اور کیپٹن شکیل نے اسے کرسی پر بٹھا دیا تھا اور عمران نے جلدی سے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر مالش کرنا شروع کر دی تھی لیکن صفدر کی حالت لمحہ بہ لمحہ بگڑتی جا رہی تھی۔ آفیسر نے بوکھلائے ہوئے انداز میں سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس نے کسی کو کرنل ڈیوڈ کی حالت بتانی شروع کر دی۔

"اوہ اچھا۔ میں گیٹ کھلواتا ہوں۔ تم انہیں ہسپتال لے چلو۔ جلدی کرو"...... آفیسر کا گھبرایا ہوا لہجہ سن کر دوسری طرف سے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا گیا۔

"انہیں لے آئیے جناب۔ ہسپتال میں لے آئیے۔ اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو گیا"...... آفیسر نے رسیور رکھ کر کہا تو عمران نے جلدی سے اسے

پکڑ کر اٹھایا۔ وہ اس انداز میں کام کر رہا تھا جیسے اس کی حالت صفدر سے بھی زیادہ خراب ہو۔ کیپٹن شکیل نے بھی دوسری طرف سے صفدر کو سنبھال لیا تھا اور پھر وہ صفدر کو پکڑے اور کسی نہ کسی طرح گھسیٹتے ہوئے ادھر لے آئے جہاں گیٹ تھا۔ چند لمحوں بعد گیٹ خود بخود کھل گیا۔

"آئیے جناب۔ یہاں سٹریچر بھی نہیں ہے۔ انہیں اٹھائیے۔ پلیز۔ ان کی حالت تو بے حد خراب ہے"...... اندر سے ایک آدمی نے باہر آتے ہوئے کہا تو عمران نے صفدر کو اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر اس آدمی کی رہنمائی میں وہ دوڑتے ہوئے اندر راہداری سے گزرتے چلے گئے۔ راہداری کی چھت پر بلب یکے بعد دیگرے جلتے اور بجھتے رہے لیکن عمران اور کیپٹن شکیل دونوں تیزی سے آگے ہی بڑھتے چلے گئے وہ آدمی ان کے آگے آگے دوڑ رہا تھا اور پھر وہ ایک کھلی جگہ پر پہنچ گئے وہ آدمی سائیڈ میں مڑا تو عمران اور کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے سائیڈ میں مڑ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ اس ہسپتال میں جہاں تک پہنچنے کی کوئی سبیل کسی کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی وہاں شاید پہلے ہی اطلاع پہنچ چکی تھی اس لئے دو ڈاکٹروں نے آگے بڑھ کر انہیں ایک کمرے میں چلنے کا کہا اور عمران صفدر کو اٹھائے جس کے ہاتھ پیر مسلسل لٹک رہے تھے کمرے میں داخل ہوا۔

"اسے یہاں لٹا دو۔ جلدی کرو"...... ایک ڈاکٹر نے کہا تو عمران

نے صفدر کو میز پر لٹایا اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ کیپٹن شکیل بھی ان کے پیچھے اندر آگیا۔

" تم باہر جاؤ"...... ایک ڈاکٹر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر آگیا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ آدمی جس کی رہنمائی میں وہ آئے تھے وہ باہر ہی موجود تھا۔

" ٹھیک ہے۔ آپ کا شکریہ"...... عمران نے اس سے کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا مڑا اور واپس چلا گیا۔ عمران تیزی سے سائیڈ پر موجود آفس کی طرف بڑھ گیا جہاں ایک آدمی بیٹھا کمپیوٹر پر کوئی کام کر رہا تھا۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کیا تو اس آدمی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا لیکن عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھ کر اس کی شہ رگ کو انگوٹھے کی مدد سے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

" بولو وہ پاکیشیائی سائنس دان کس کمرے میں ہے۔ جلدی بولو ورنہ"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اور پھر انگوٹھے کا دباؤ ذرا سا ہلکا کر دیا۔

" سس۔ سپیشل روم میں"...... اس نے ایسے لہجے میں کہا جیسے لاشعوری طور پر بول رہا ہو۔

" کہاں ہے یہ سپیشل روم اور وہاں کا راستہ کہاں ہے"۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا انگوٹھا ابھی تک اس کی شہ رگ پر ہی تھا۔ وہ آدمی چونکہ فیلڈ کا آدمی نہیں تھا اس لئے وہ بدحواس سا بن

کر بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس نے راستہ بھی بتا دیا اور کمرے کی تفصیل بھی اور دوسرے لمحے عمران نے ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس کے منہ سے کراہ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ عمران نے گھسیٹ کر اسے کرسی سے ہٹایا اور ایک سائیڈ پر موجود ایک صوفے کے عقب میں ڈال دیا اور پھر وہ دروازہ کھول کر باہر آگیا۔ کیپٹن شکیل باہر بے چینی کے انداز میں ٹہل رہا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صفدر باہر آگیا۔ اس نے کرنل ڈیوڈ کا ماسک میک اپ اتار دیا تھا۔

" اوہ۔ ڈاکٹروں کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

" وہ ختم ہو گئے ہیں۔ انہوں نے چیک کر لیا تھا کہ میں اداکاری کر رہا ہوں"...... صفدر نے کہا۔

" اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ سائنسدان کہاں ہے"...... عمران نے کہا اور پھر وہ تینوں دوڑتے ہوئے راہداری کے آخر میں ایک اور بڑے سے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں دو آدمی موجود تھے اور عمران کی آنکھیں یہ دیکھ کر چمک اٹھیں کہ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔

" تم۔ تم کون ہو"...... ان دونوں نے چونکتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے عمران اور کیپٹن شکیل ان پر اس طرح جھپٹ پڑے جیسے بھوکے بھیڑیئے اپنے شکار پر جھپٹتے ہیں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے ان کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔ دیوار کے عقب میں ایک

دروازہ تھا۔

" مشین گنیں سنبھال لو"...... عمران نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ کھول کر دوسری طرف موجود ایک چھوٹی سی راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل اس کے پیچھے تھے۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ عمران نے لات مار کر دروازہ کھولا تو وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچ گیا جہاں ایک ادھیڑ عمر پاکیشیائی بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔

" تم۔ تم کون ہو"...... اس نے انہیں اس انداز میں اندر داخل ہوتے دیکھ کر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" تم ہی غدار پاکیشیائی سائنسدان ہو"...... عمران نے اس سے مخاطب ہو کر انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

" م۔ میں۔ مجھے نہیں معلوم"...... اس نے جواب دیا تو عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور دوسرے لمحے وہ پاکیشیائی چیختا ہوا اچھل کر بیڈ سے نیچے گرا تو عمران کی لات بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے گھومی اور کمرہ اس آدمی کی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے اس کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ مشین گنوں کی تیز تڑتڑاہٹ کے ساتھ ساتھ انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ اچانک آنے والے دو افراد تھے اور انہوں نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دیا تھا۔ نشانہ عمران ہی تھا۔ لیکن عمران نے دروازہ کھلنے کی آواز سنتے ہی اچانک سائیڈ پر چھلانگ لگا دی تھی اور یہی وجہ

تھی کہ وہ ان گولیوں کی زد میں آنے سے بال بال بچ گیا تھا لیکن فرش پر پڑا ہوا پاکیشیائی سائنس دان براہ راست ان گولیوں کی زد میں آ گیا تھا۔ ادھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی فائر کھول دیا تھا اور وہ دونوں بھی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ عمران نے جھپٹ کر ان میں سے ایک کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن اٹھائی اور دوسرے لمحے اس نے اس کا رخ فرش پر پڑے تڑپتے ہوئے پاکیشیائی سائنس دان کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔

" یہ غدار ہے ملک و قوم کا غدار اس نے چودہ کروڑ پاکیشیائیوں کو یہودیوں کے ہاتھ بیچنے کا سودا کیا ہے۔ یہ انسان نہیں ہے۔ یہ انتہائی قابل نفرت مکروہ کیڑا ہے"۔ عمران مسلسل فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ چیخ بھی رہا تھا حالانکہ وہ سائنسدان کب کا ساکت ہو چکا تھا۔ البتہ عمران کی فائرنگ سے اس کا جسم چھلنی بنتا جا رہا تھا۔

" عمران صاحب۔ باہر سے بہت سی آوازیں آ رہی ہیں"۔ اچانک صفدر نے عمران کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا اور عمران اس طرح اچھلا جیسے اچانک بے ہوشی سے ہوش میں آیا ہو۔

" ختم ہو گیا۔ یہ مکروہ اور قابل نفرت غدار"...... عمران نے سائنسدان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" ہاں۔ اور اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو ہم دشمنوں کے اڈے میں ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں دوڑتے ہوئے

آگے بڑھے ہی تھے کہ اچانک راہداری کے دوسرے سرے سے کوئی چیز اچھل کر راہداری میں گری۔

" سائیڈوں میں ہو جاؤ اور دروازے کی طرف دوڑو"...... عمران نے چیز کو اچھل کر اپنی طرف آتے دیکھ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کیپسول نما چیز فرش سے ٹکراتی عمران اور اس کے ساتھیوں نے سانس روک کر اس طرح یکلخت چھلانگیں لگا دیں جیسے ورلڈ گیمز میں لانگ جمپ کا ریکارڈ توڑنا چاہتے ہوں اور اس کے ساتھ ہی ان کے عقب میں انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس دھماکے کے ساتھ ہی یوں محسوس ہوا جیسے راہداری میں خوفناک زلزلہ آگیا ہو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسم بھی بری طرح لڑکھڑائے لیکن چونکہ وہ نفسیاتی طور پر پہلے ہی اس دھماکے کے لئے تیار تھے اس لئے انہوں نے فوراً ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا اور دوسرے لمحے وہ ایک اور جمپ لگا کر راہداری کے دروازے کے پاس جا کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرہ انتہائی خوفناک فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ کمرے میں چار مسلح افراد موجود تھے اور وہ سب راہداری کی طرف اس طرح متوجہ تھے جیسے انہیں یقین ہو گیا ہو کہ اس دھماکے کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے پرخچے اڑ گئے ہوں گے اس لئے جیسے ہی عمران اور اس کے ساتھی اچانک لرزتی ہوئی راہداری سے باہر آئے تو وہ پوری طرح سنبھل ہی نہ سکے تھے اور پھر عمران اور اس کے ساتھی ایسے ہی ہر قسم کے حالات کا مقابلہ

کرنے کے لئے تیار تھے اس لئے پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں کمرے میں موجود چاروں افراد فائرنگ کا شکار ہو کر نیچے گر گئے اور عمران اور اس کے ساتھی کمرے میں رکے بغیر دوڑتے ہوئے اس کمرے سے نکل کر بیرونی راہداری میں پہنچے اور ایک بار پھر راہداری تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ سامنے سے دوڑ کر آنے والے تین مسلح افراد عمران اور اس کے ساتھیوں کی فائرنگ کا شکار ہو گئے تھے لیکن پھر ابھی عمران اور اس کے ساتھی راہداری کے آخر میں پہنچ کر باہر نکلے ہی تھے کہ اچانک انہیں اچھل کر دیواروں کے ساتھ ہونا پڑا کیونکہ اس طرف سے مشین گن کا برسٹ اندر مارا گیا تھا۔ اب عمران اور اس کے دونوں ساتھی بری طرح پھنس گئے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچانک ایک خوفناک میزائل اندر فائر ہوا اور اس کے ساتھ ہی انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں ہزاروں لاکھوں برچھیاں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کے کانوں میں صفدر اور کیپٹن شکیل کی چیخوں کی آوازیں گونجیں اور اس کے بعد اس کا ذہن خوفناک تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ بہرحال آخری احساس جو اس کے ذہن میں ابھرا تھا یہی تھا کہ وہ، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں کی موت آخرکار یہودیوں کے ہاتھوں ہی لکھی گئی تھی اور شاید اسی احساس نے موت سے پہلے اسے شدید ترین رنج پہنچایا تھا لیکن اس کے بعد وہ ہر قسم کے دنیاوی رنج و غم سے آزاد ہو گیا۔

کرنل پائیک نے آنکھیں کھولیں تو اس کے ذہن میں وہ سب کچھ کسی فلم کی طرح ظاہر ہونے لگا۔ جب عمران اور اس کے ساتھیوں نے اچانک نہ صرف اپنے آپ کو چھڑا لیا تھا بلکہ انہوں نے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی کرسی پر جکڑ دیا تھا اور پھر عمران نے اس سے پوچھ گچھ کی تھی اور آخر میں عمران نے اس کی کنپٹی پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کر دیا تھا اور اس کے بعد اب کرنل پائیک کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی تھی اور اس کی آنکھیں کھلی تھیں۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا تو اس نے دیکھا کہ وہ اسی طرح کرسی پر راڈز میں جکڑا ہوا بیٹھا ہے اور کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ باہر سے بھی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ اس کرسی کے راڈز کا مکینکل سسٹم سامنے دروازے کے ساتھ لگے ہوئے سوئچ پینل پر ہے اور جب تک

وہاں سے بٹن پریس نہیں کیا جائے گا اس وقت تک اس کرسی کے راڈز نہیں کھلیں گے لیکن اسے یہ بھی احساس تھا کہ اگر اس نے اپنے آپ کو چھڑانے کی کوشش نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ وہ یہیں اس طرح راڈز میں جکڑے جکڑے بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر ہلاک ہو جائے لیکن اسے کوئی ایسی ترکیب سمجھ نہ آ رہی تھی جس سے وہ اپنے آپ کو آزاد کرا سکے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال بجلی کے کوندے کی طرح لپکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کی کلائی میں واچ ٹرانسمیٹر موجود تھا۔ اگر وہ کسی طرح اس واچ ٹرانسمیٹر کو آن کر لے تو وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دے سکتا ہے اور پھر وہاں سے کوئی آ کر اسے ان راڈز سے نجات دلا سکتا ہے لیکن واچ ٹرانسمیٹر بہرحال اپنے آپ تو آن نہ ہو سکتا تھا۔ وہ سوچتا رہا لیکن کوئی ترکیب اسے سمجھ نہ آ رہی تھی اور پھر اس نے کوشش کرنے کا فیصلہ کر لیا کیونکہ بہرحال اس طرح بیٹھے رہنے سے بھی تو اس کا مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا۔ اس نے اپنا وہ بازو جس میں گھڑی موجود تھی کو حرکت دینے کی کوشش شروع کر دی۔ سانس کو اندر کھینچ کر اس نے اپنے جسم کو سکیڑا تو اس کے بازو نے حرکت کرنی شروع کر دی اور پھر وہ دوسرے ہاتھ پر جھکنے لگا۔ گو راڈز اس کی پسلیوں میں بری طرح چبھنے لگے لیکن اس وقت چونکہ مسئلہ موت وزندگی کا تھا اس لئے یہ معمولی سی تکلیف اسے سرے سے تکلیف ہی محسوس نہ ہو رہی تھی اور پھر کافی دیر کی مسلسل جدوجہد کے بعد

آخر کار وہ اپنا وہ بازو راڈز کے اوپر کھینچ کر باہر نکالنے میں کامیاب ہو گیا لیکن ظاہر ہے ایک بازو کے آزاد ہو جانے سے وہ واچ ٹرانسمیٹر آن نہ کر سکتا تھا۔ اس نے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن دانتوں سے کھینچنے کی کوشش کی لیکن باوجود کوشش کے جب وہ کامیاب نہ ہو سکا بلکہ اسے خطرہ پیدا ہو گیا کہ اس طرح کہیں واچ ٹرانسمیٹر ہی خراب نہ ہو جائے تو اس نے پہلے کی طرح دوسرے بازو کو بھی آزاد کرانے کی جدوجہد شروع کر دی اور پھر تقریباً نصف گھنٹے کی مسلسل اور جان لیوا جدوجہد کے بعد آخر کار وہ دوسرا بازو بھی آزاد کر لینے میں کامیاب ہو گیا تو اس کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کی لہریں دوڑنے لگ گئیں۔ اس نے جلدی سے واچ ٹرانسمیٹر کا بٹن مخصوص حد تک کھینچ کر اسے گھمایا تو ڈائل پر سوئیاں تیزی سے حرکت کرنے لگیں۔ پھر جیسے ہی دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں گھڑی کے درمیان ایک سرخ رنگ کا نقطہ تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ اس نقطے کے جلنے بجھنے کا مطلب تھا کہ ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم ہو گیا ہے۔

"ہیلو ہیلو۔ کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"...... اس نے گھڑی سے منہ لگا کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ہیڈ کوارٹر انچارج رابن اٹنڈنگ یو سر۔ اوور"۔ چند لمحوں بعد ہیڈ کوارٹر میں نائٹ شفٹ کے انچارج رابن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رابن۔ میں ایسٹر کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی بلاک میں راڈز

میں جکڑا ہوا ہوں۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے مارشل اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور مجھے جکڑ کر وہ فرار ہو گئے ہیں۔ فوراً جونی کو جیپ سمیت یہاں بھیج دو۔ اوور"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ سر۔ یہ سب کیسے ہو گیا سر۔ اوور"...... رابن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"حیرت بعد میں ظاہر کرنا۔ جونی کو بھیجو۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ اوور اینڈ آل"...... کرنل پائیک نے کہا اور ونڈ بٹن کو پریس کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد اسے باہر سے قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھلا اور جونی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو مسلح محافظ بھی تھے۔

"اوہ باس۔ یہ سب کیسے ہو گیا"...... جونی نے کرنل پائیک کو اس حال میں دیکھ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے سوئچ بورڈ پر بٹن پریس کرو تاکہ میں اس کرسی سے نجات حاصل کر سکوں"...... کرنل پائیک نے کہا تو جونی نے جلدی سے مڑ کر سوئچ بورڈ پر موجود بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز کرسی میں غائب ہو گئے تو کرنل پائیک بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔

"آؤ میرے ساتھ۔ ہم نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو گھیرنا ہے"۔

کرنل پائیک نے تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی کے ایک اور کمرے میں پہنچ گیا۔ اس نے کمرے میں موجود ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر تیزی سے اس پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکونسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر بار بار اپنے نام کی کال دینا شروع کر دی لیکن جب کافی دیر تک کال دینے کے باوجود دوسری طرف سے کال اٹنڈ نہ کی گئی تو کرنل پائیک کے چہرے پر شدید الجھن اور پریشانی کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ایک بار پھر فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

"ہیلو ہیلو۔ ریڈ اتھارٹی چیف کرنل پائیک کالنگ۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے ایک بار پھر کال دینا شروع کر دی۔

"یس۔ آر ایم پی مین کنٹرول۔ اوور"...... یکلخت رابطہ قائم ہو گیا تھا اور ریڈ میزائل پراجیکٹ کو کوڈ میں آر ایم پی کہا جاتا تھا کہ مین کنٹرول نے کال کا جواب دینا شروع کر دیا تھا۔ پہلے کرنل پائیک نے چیک پوسٹ کے کمانڈر کو کال کی تھی کیونکہ اسے یقین تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہر حالت میں فوری طور پر ریڈ میزائل اڈے پر ہی ریڈ کریں گے۔

"چیک پوسٹ کال کا جواب نہیں دے رہی۔ اوور"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"سر یہاں ہنگامی حالات پیدا ہو چکے ہیں۔ مجرم کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھیوں کے روپ میں پراجیکٹ کے خصوصی ہسپتال میں داخل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے ڈاکٹروں کو ہلاک کر دیا ہے اور اب وہاں فائرنگ ہو رہی ہے۔ ان مجرموں کو ہلاک کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پائیک بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اوور"...... کرنل پائیک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری سر یہاں فائرنگ تیز ہو گئی ہے اور سیکشن خطرے میں ہے۔ اوور اینڈ آل"...... دوسری طرف سے یکلخت تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل پائیک نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ویری بیڈ۔ وہاں حالات انتہائی خراب ہیں۔ چلو جونی جس قدر جلد ممکن ہو سکے ہم نے ریڈ میزائل اڈے پر پہنچنا ہے۔ جلدی کرو"...... کرنل پائیک نے اپنی طبیعت کے برخلاف انتہائی تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ بیرونی طرف دوڑ پڑا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ واقعی تیز رفتاری کے نئے ریکارڈ قائم کرتی ہوئی ریڈ میزائل اڈے کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جونی خود ڈرائیونگ کر رہا تھا جبکہ کرنل پائیک سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور دونوں مسلح آدمی عقبی سیٹوں پر تھے۔ کرنل پائیک کے ہونٹ بھنچے ہوئے تھے اور چہرے پر شدید

الجھن اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس سڑک پر پہنچ گئے جہاں سے ریڈ میزائل اڈے کو سڑک جاتی تھی اور جونی نے جیپ کی رفتار اور بڑھا دی لیکن کرنل پائیک کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے جیپ دوڑنے کی بجائے رینگ رہی ہو لیکن رفتار بتانے والی سوئی کو دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹوں کو مزید بھینچ لیا۔ تھوڑی دیر بعد ہی جیپ اس موڑ پر پہنچ گئی جہاں سے سڑک ریڈ میزائل اڈے کو مڑتی تھی اور پھر ابھی وہ تھوڑا ہی آگے گئے ہوں گے کہ دور سے ایک انتہائی تیز رفتار جیپ انہیں اپنی طرف آتی دکھائی دی۔

"یہ۔ یہ تو ہماری جیپ ہے سر"...... جونی نے کہا۔

"اوہ۔ اس پر فائر کھول دو۔ اس میں یقیناً مجرم ہیں۔ کھولو فائر۔ اڑا دو اسے"...... کرنل پائیک نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے عقب میں بیٹھے ہوئے دونوں مسلح محافظوں نے آدھے جسم عقبی دروازے سے باہر نکالے اور سامنے آنے والی جیپ پر فائر کھول دیا لیکن سامنے سے آنے والی جیپ یکلخت انتہائی تیزی سے سائیڈ پر گھومی اور اس کے ساتھ ہی اس میں سے فائرنگ شروع ہو گئی اور کرنل پائیک کی سائیڈ والا آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے جا گرا جبکہ دوسری سائیڈ والا آدمی سامنے سے آنے والی جیپ کے سائیڈ پر ہو جانے کی وجہ سے اب اس پر فائر نہ کھول سکتا تھا۔ اب دونوں جیپوں میں فاصلہ پہلے سے کافی کم ہو گیا تھا اور پھر اس سے پہلے کرنل پائیک کچھ سنبھلتا اچانک ان کی جیپ پر ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور اس

کے ساتھ ہی ان کی جیپ یکلخت ہوا میں اٹھتی چلی گئی اور پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور کرنل پائیک کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ فضا میں ہاتھ پیر مارتا ہوا نیچے گر رہا ہو اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کا جسم زمین سے ٹکرانے ہی لگا تھا کہ اس نے اپنے جسم کو انتہائی حیرت انگیز انداز میں موڑا اور پھر وہ قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر آگے کی طرف دوڑتا چلا گیا لیکن دوسرے لمحے اس کا پیر کسی چیز میں الجھا اور وہ اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

دوسری چیک پوسٹ کے کمانڈر کے آفس میں تنویر موجود تھا جبکہ جولیا اس راستے کے قریب موجود تھی جس راستے سے عمران اور اس کے ساتھی اندر گئے تھے۔ تنویر اس لئے آفس میں موجود تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر اندر گڑبڑ ہوئی تو لامحالہ کال اس آفس کے فون پر ہی آئے گی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اندر گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن ابھی تک حالات پر سکون تھے۔

"سر آپ اس قدر بے چین کیوں ہیں"...... اچانک کمانڈر نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ نجانے کس حال میں ہوں گے"...... تنویر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ وہ اب یقیناً بہتر ہوں گے۔ ہسپتال میں انتہائی قابل ڈاکٹر موجود ہیں انہوں نے یقیناً انہیں سنبھال لیا ہو گا"۔

کمانڈر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک ایک مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"یہ سب مجرم ہیں اصل نہیں ہیں۔ یہ مجرم ہیں مجھے جناب راسٹر نے بتا دیا ہے"...... اس آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا رخ ایک جھٹکے سے تنویر کی طرف کیا ہی تھا کہ تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے گولیاں اگل دیں اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ کمانڈر نے انتہائی تیزی سے سائیڈ ہولسٹر سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن تنویر بھلا اب اسے کہاں اتنی مہلت دینے والا تھا اس لئے دوسرے لمحے کمانڈر بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا"...... باہر سے چیختی ہوئی آوازیں سنائی دیں تو تنویر نے یکلخت اندر آنے والے آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن جھپٹی اور دوسرے لمحے اس نے مشین گن سمیت باہر چھلانگ لگا دی اور پھر باہر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ کمرے کی طرف دوڑ کر آنے والے باہر کے چار محافظ گولیوں کا شکار ہو کر نیچے گرے۔ اسی لمحے کمرے کی دوسری سائیڈ پر بھی فائرنگ کی آوازیں گونج اٹھیں اور پھر جولیا دوڑتی ہوئی ادھر آئی۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل موجود تھا۔

"کیا ہوا ہے"...... جولیا نے چیخ کر تنویر سے پوچھا۔

"کوئی زندہ تو نہیں ہے۔ سب کو ہلاک کر دو۔ ہمیں ٹریس کر لیا گیا تھا۔ میں یہاں فون پر موجود ہوں۔ سب کو ہلاک کر دو"۔ تنویر نے چیخ کر کہا اور جولیا اثبات میں سر ہلاتی ہوئی واپس دوڑ پڑی۔ اسی لمحے کمرے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی اور تنویر نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"کون بول رہا ہے"...... دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔

"کمانڈر جوہن۔ کیا بات ہے"...... تنویر نے اسی طرح چیختے ہوئے پوچھا کیونکہ اس نے کمانڈر جوہن کو اس انداز میں بات کرتے ہوئے دیکھا تھا۔

"کرنل ڈیوڈ فراڈ تھا۔ اس کے ساتھیوں نے ڈاکٹروں کو ہلاک کر دیا ہے۔ وہ ہسپتال میں موجود ہیں اور انہیں گھیرا جا رہا ہے۔ ہم انہیں ختم کر دیں گے۔ باہر کا راستہ بند کر دیا گیا ہے اگر ان کے اور ساتھی باہر موجود ہوں تو انہیں ہلاک کر دو"۔ دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو تنویر نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔

"جولیا۔ جولیا"...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کھڑی اپنی جیپ کی طرف دوڑ پڑا۔

"کیا ہوا تنویر۔ کیا ہوا"...... ایک طرف سے جولیا نے دوڑ کر

اس کی طرف آتے ہوئے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھی اندر پھنس گئے ہیں۔ ہم نے اب اندر جانا ہے۔ راستہ بند کر دیا گیا ہے اب ہمیں ایس وی میگا بم استعمال کرنے ہوں گے۔ تیار ہو جاؤ"...... تنویر نے اچھل کر جیپ میں چڑھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ جیپ کے آخری حصے میں پڑے ہوئے سیاہ رنگ کے تھیلے کو گھسیٹ کر باہر لے آیا اور پھر اس نے اس کی زپ کھولی اور اس میں سے انتہائی طاقتور بم نکال نکال کر اپنی جیبوں میں ڈالنے شروع کر دیئے۔

"جولیا تم جیپ لے کر جاؤ اور فرسٹ چیک پوسٹ پر موجود ہر شخص کو ختم کر دو تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ عقب سے ہمیں ڈھیر کر لیں"۔ تنویر نے سب سے آخر میں تھیلے میں سے ایک چھوٹی سی لیکن انتہائی طاقتور میزائل گن نکالتے ہوئے کہا۔

"تم اکیلے اندر جاؤ گے"...... جولیا نے کہا۔

"جولیا۔ یہ وقت سوچنے کا نہیں ہے"...... تنویر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جدھر سے راستہ کھلتا تھا اور جس راستے سے عمران اور اس کے ساتھی اندر گئے تھے۔ راستے کے ساتھ ہی دو مسلح افراد ہلاک ہوئے پڑے تھے۔ یہ کام جولیا کا تھا۔ تنویر نے میزائل گن کا رخ راستے کی طرف کیا اور پھر اس نے مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ گن میں سے سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے میزائل نکل کر اس بند راستے سے ٹکرائے اور اس کے

ساتھ ہی انتہائی خوفناک اور کان پھاڑ دھماکے ہونے شروع ہو گئے۔ تیسرے میزائل نے اس راستے کے پرخچے اڑا دیئے۔ اب وہاں ایک راہداری نظر آ رہی تھی۔ تنویر نے میزائل گن کا رخ چھت کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور چھت میں سے جیسے چھوٹے چھوٹے پرزوں اور سریوں کی بارش سی ہونے لگی۔ تنویر تیزی سے راہداری میں داخل ہوا اور پھر بے تحاشا انداز میں دوڑتا ہوا اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری آخر میں بھی اسی طرح بند تھی جس طرح شروع میں بند تھی لیکن تنویر کی میزائل گن نے اس کے بھی پرخچے اڑا دیئے لیکن جیسے ہی یہ راستہ کھلا دوسری طرف سے خوفناک فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ تنویر بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا تو اس نے اپنے آپ کو ایک کھلی جگہ پر پایا۔ ایک طرف بڑا سا دروازہ تھا جو شاید اڈے کا مین گیٹ تھا لیکن یہ مین گیٹ بند تھا۔ شاید وہ اس لئے بند کر دیا گیا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اصل اڈے میں داخل نہ ہو جائیں۔ اس گیٹ کے اوپر ایک طاقچہ سا بنا ہوا تھا جس میں ایک ریوالونگ ہیوی مشین گن نصب تھی۔ تنویر نے ایک نظر اس گن کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے سائیڈ میں چھلانگ لگا دی اور اس کی اس چھلانگ نے ہی اس کی زندگی بچا لی لیکن تنویر نے چھلانگ لگاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ میں موجود میزائل گن کا رخ اس ہیوی مشین گن کی طرف کیا جو اب اس کی طرف گھوم رہی تھی اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے

دو خوفناک دھماکے ہوئے اور مشین گن کے پرخچے اڑ گئے۔ اسی لمحے بائیں ہاتھ پر کچھ فاصلے پر فائرنگ کی آواز سنائی دی تو تنویر دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا۔

"تم مارو اندر بم"...... اچانک ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی تنویر مڑا تو اس نے ایک کھلے حصے کی سائیڈ میں چار آدمیوں کو موجود دیکھا۔ ان میں ایک خالی ہاتھ تھا جبکہ باقی تینوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور وہ تینوں ہی اندر کی طرف مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ اسی لمحے اس خالی ہاتھ والے آدمی کا بازو گھوما اور اندر بم کا خوفناک دھماکہ سنائی دیا۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو تنویر نے یکلخت میزائل گن فائر کر دی اور وہاں موجود افراد جو شاید اسی لئے نہ مڑے تھے کہ وہ تنویر کو اپنا ہی آدمی سمجھے تھے اڑتے ہوئے اندر جا گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ تنویر نے چھلانگ لگائی اور اندر داخل ہوا تو اس نے عمران اور کیپٹن شکیل کو فرش پر ساکت پڑے ہوئے دیکھا جبکہ صفدر اس طرح ہرا رہا تھا جیسے وہ کسی بھی لمحے گرنے والا ہو۔

"صفدر میں تنویر ہوں"...... تنویر نے چیخ کر کہا تو صفدر اس طرح اچھلا جیسے اس کے جسم میں لاکھوں وولٹیج کا کرنٹ دوڑ گیا ہو۔

"اوہ۔ اوہ عمران صاحب اور کیپٹن شکیل ہٹ ہو گئے ہیں۔ میں بھی زخمی ہوں"...... صفدر نے ہوش میں آتے ہی کہا۔

"انہیں اٹھا کر باہر چلو۔ جلدی کرو"...... تنویر نے چیخ کر کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر عمران کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر لاد لیا جبکہ صفدر نے جو خاصا زخمی تھا تنویر کی آواز سنتے ہی اور موجودہ سچوئیشن کا احساس کرتے ہی اپنے آپ کو حیرت انگیز طور پر سنبھال لیا تھا کیپٹن شکیل کو اٹھایا اور پھر وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس اس راستے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چند لمحوں بعد وہ اس راہداری سے گزر کر جب دوسری طرف پہنچے تو اسی لمحے جولیا جو جیپ لے کر ابھی وہاں واپس پہنچی ہی تھی تیزی سے جیپ دوڑاتی ہوئی ان کے قریب پہنچ کر رک گئی۔

"کیا ہوا انہیں"۔ جولیا نے جیپ روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"زخمی ہیں"...... تنویر نے جواب دیا اور پھر عمران اور کیپٹن شکیل کو جیپ میں سوار کیا گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ جولیا اور صفدر عقبی سیٹوں پر سوار ہو گئے اور تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کا رخ موڑا اور دوسرے لمحے جیپ آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتی ہوئی واپس فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف دوڑتی چلی گئی جبکہ صفدر آنکھیں بند کئے بیٹھا ہوا تھا۔

"فرسٹ چیک پوسٹ کا کیا ہوا"...... تنویر نے پوچھا۔

"میں نے وہاں سب کو ختم کر دیا ہے۔ میں انہیں ختم کر کے ہی واپس آ رہی تھی"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جیپ فرسٹ چیک پوسٹ

کے قریب سے گزری تو وہاں واقعی ہر طرف لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ جولیا، عمران اور کیپٹن شکیل کو ہوش میں لانے کی کوششوں میں مصروف تھی اور صفدر بھی کسی نہ کسی طرح اس کا ہاتھ بٹا رہا تھا کیونکہ اب کسی محفوظ جگہ پر پہنچنا انتہائی ضروری تھا اور عمران ہی انہیں پتہ بتا سکتا تھا کہ وہ اب کہاں جائیں لیکن عمران اور کیپٹن شکیل دونوں شدید زخمی تھے۔

"یہ۔ یہ تو انتہائی زخمی ہیں۔ ان کی حالت تو لحہ بہ لحہ خراب ہوتی جا رہی ہے اور تم بھی زخمی ہو صفدر۔ اب کیا کریں"۔ جولیا نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"ہمیں فوراً کسی ہسپتال پہنچنا چاہئے"...... صفدر نے کہا۔

"جولیا ایک جیپ آ رہی ہے۔ مشین گن پکڑلو ہو سکتا ہے کہ ہم پر حملہ ہو"...... تنویر نے کہا تو جولیا نے سائیڈ میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھا لی اور پھر اچھل کر وہ فرنٹ سیٹ پر پہنچ گئی۔ اسی لمحے سامنے سے انتہائی تیز رفتاری سے آتی ہوئی جیپ سے شعلے لپکے اور تنویر نے بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی جیپ کا رخ موڑ دیا۔ اس طرح وہ فائرنگ سے بچ گئے لیکن اسی لمحے جولیا کی مشین گن تڑتڑائی اور ایک آدمی جو سامنے والی جیپ کی سائیڈ میں لٹکا ہوا تھا اچھل کر نیچے گرا۔ جولیا نے فائرنگ جاری رکھی اور سامنے والی جیپ کے ڈرائیور نے بھی تنویر کے انداز میں انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی جیپ کا رخ بدلنا چاہا لیکن دوسرے لمحے جولیا کی گولیاں اس کی جیپ پر لگیں اور جیپ

قلابازی کھاتی ہوئی دوسری طرف لڑھکتی چلی گئی۔اس میں سے ایک آدمی اس طرح ہوا میں اچھلا جیسے اس نے اندر سے باقاعدہ چھلانگ لگائی ہو۔جولیا نے اس پر فائر کرنا چاہا لیکن اس کی یہ فائرنگ بے سود رہی کیونکہ اینگل بدل گیا تھا اور پھر ان کی جیپ دوڑتی ہوئی اس جیپ کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتی چلی گئی۔جولیا نے اب اپنا رخ پھیر لیا تاکہ عقب سے فائرنگ کو روک سکے لیکن دوسرے لمحے وہ سیدھی ہو گئی کیونکہ وہ جیپ قلابازیاں کھاتی ہوئی نجانے کہاں جا گری تھی اور پیچھے سے کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا اور جولیا تیزی سے واپس عقبی سیٹ پر پہنچ گئی۔

"ہسپتال لے چلو۔انہیں ہسپتال لے چلو۔یہ مر رہے ہیں اور صفدر بھی بے ہوش ہو گیا ہے"...... عقبی سیٹ پر پہنچتے ہی جولیا نے اچانک ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"فکر مت کرو۔میں لے جاؤں گا۔مجھے ایک ہسپتال کا علم ہے جو فلسطینیوں کا ہے اور یہاں سے قریب ہی ہے"...... تنویر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مین روڈ پر پہنچ کر جیپ کو دائیں ہاتھ پر موڑ دیا۔اس طرف سے سڑک تل ابیب سے باہر جاتی تھی اور پھر کچھ دور آگے جانے کے بعد اس نے جیپ کو ایک بار پھر دائیں ہاتھ پر جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔یہ چھوٹی اور تنگ سی سڑک تھی۔

"جلدی کرو تنویر عمران اور کیپٹن شکیل دونوں کی حالت بے حد خراب ہو چکی ہے"...... جولیا نے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر

دیا۔تھوڑی دیر بعد جیپ ایک زرعی فارم کے گیٹ پر جا کر ایک جھٹکے سے رک گئی تو تنویر نے نیچے چھلانگ لگائی اور پھر اس نے زرعی فارم کے پھاٹک کو دونوں ہاتھوں سے پاگلوں کے سے انداز میں تھپتھپانا شروع کر دیا۔دوسرے لمحے ایک مقامی عرب نوجوان چھوٹی کھڑکی کھول کر باہر آگیا۔اس کے چہرے پر حیرت تھی۔

"میرا اور میرے ساتھیوں کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ابو سلیمان سے کہو کہ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے دو ساتھی شدید زخمی ہیں۔انہیں اگر فوری طبی امداد نہ مل سکی تو وہ ختم بھی ہو سکتے ہیں"۔تنویر نے اسے دونوں بازوؤں سے پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

"مم۔مگر۔یہ جیپ تو ریڈ اتھارٹی کی ہے اور آپ"...... اس نوجوان نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"لعنت بھیجو جیپ پر۔جلدی کرو۔میری بات کراؤ ابو سلیمان سے"...... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔آئیے میرے ساتھ"...... اس نوجوان نے کہا اور تنویر اس کے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔فارم خالی پڑا ہوا تھا لیکن ابھی وہ دوڑتے ہوئے عمارت کے قریب پہنچے ہی تھے کہ ایک ادھیڑ عمر عرب کوٹھڑی سے باہر آگیا۔

"ابو سلیمان۔میں پرنس آف ڈھمپ کا ساتھی ہوں اور میرا نام تنویر ہے۔ہم ریڈ میزائل اڈے کے پراجیکٹ سے آ رہے ہیں۔پرنس اور اس کے دو ساتھی شدید زخمی ہیں جلدی کرو انہیں فوری طور پر

طبی امداد نہ ملی تو"...... تنویر نے اس ادھیڑ عمر کو دیکھتے ہی چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ اوہ۔ کہاں ہیں پرنس"...... آنے والے نے اچھلتے ہوئے کہا۔

"باہر جیپ میں ہیں۔ ان کی حالت بے حد خراب ہے"...... تنویر نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"جیپ ریڈ اتھارٹی کی ہے سردار"...... تنویر کے ساتھ کھڑے ہوئے نوجوان نے کہا۔

"جلدی کرو عاصم پہلے زخمیوں کو اندر پہنچانا ہے پھر تم جیپ لے جانا اور اسے کہیں دور چھوڑ آنا اور آئیے جناب ہم زخمیوں کو لے چلیں۔ یہاں نیچے ہی ہسپتال ہے"...... ابو سلیمان نے پھاٹک کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد تنویر نے ایک بار پھر عمران کو جبکہ ابو سلیمان نے کیپٹن شکیل کو اٹھایا اور ابو سلیمان کے ساتھ ہی باہر آنے والے عاصم نے بے ہوش اور زخمی صفدر کو اٹھا لیا اور جولیا ان کے ساتھ دوڑتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔ ابو سلیمان ان کی رہنمائی کرتا ہوا اس فارم کی عقبی طرف ایک سٹور نما کمرے میں پہنچ گیا جہاں زرعی مشینیں ٹوٹی پھوٹی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے ایک جگہ پیر مارا تو قریب ہی ایک دوسری جگہ سے فرش پھٹ گیا اور سیڑھیاں نیچے جاتی ہوئی دکھائی دیں۔

"آئیے جلدی کیجئے"...... ابو سلیمان نے کہا اور پھر وہ سیڑھیاں

اترتے ہوئے ایک راہداری میں پہنچ گئے۔ راہداری کے اختتام پر وہ ایک چھوٹے سے ہسپتال میں پہنچ گئے۔ وہاں چار ڈاکٹر موجود تھے جو ابو سلیمان کے کہنے پر عمران، کیپٹن شکیل اور صفدر کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے۔

"یہ انتہائی اہم لوگ ہیں اس لئے انہیں ہر قیمت پر بچانا ہے ڈاکٹرز"...... ابو سلیمان نے چیختے ہوئے کہا۔

"اللہ فضل کرے گا۔ آپ بے فکر رہیں"...... ایک بوڑھے ڈاکٹر نے کہا۔

"آپ یہیں رہیں اور بے فکر رہیں۔ یہ فلسطین کے سب سے قابل اور تجربہ کار ڈاکٹر ہیں اور یہاں ہر قسم کے انتظامات ہیں۔ اللہ فضل کرے گا۔ میں باہر جا رہا ہوں تاکہ اگر آپ کے پیچھے کوئی آئے تو میں انہیں سنبھال لوں اور عاصم جیپ کو کہیں اور چھوڑ آئے"۔ ابو سلیمان نے کہا تو جولیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا واپس اس راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا اور تنویر نے انتہائی بے چینی کے عالم میں اس برآمدے میں ٹہلنا شروع کر دیا۔ ان کے چہروں پر شدید پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے اور پھر جولیا نے بے اختیار ہاتھ اٹھا دیئے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا سا بہہ نکلا۔ تنویر خاموش کھڑا تھا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بھی دل ہی دل میں عمران اور ساتھیوں کے بچ جانے کی دعائیں مانگ رہا ہے۔ وقت گزرتا چلا جا رہا تھا لیکن آپریشن تھیٹر کا

دروازہ بند تھا۔ ابو سلیمان بھی واپس نہ آیا تھا اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ان دونوں کی پریشانی بڑھتی چلی جا رہی تھی اور پھر نجانے کتنی دیر گزر گئی تو دروازہ اچانک کھلا اور وہی بوڑھا ڈاکٹر باہر آگیا۔

"کیا ہوا ڈاکٹر"...... ان دونوں نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اللہ تعالیٰ فضل کرے گا انشاء اللہ۔ گھبرائیں نہیں اب ان کی حالت پہلے سے کافی بہتر ہے۔ یہ بم کا شکار ہو گئے تھے اور خون بھی کافی مقدار میں بہہ گیا تھا لیکن پھر بھی آپ وقت پر پہنچ گئے ہیں۔ آپریشن ہو گیا ہے لیکن جب تک یہ ہوش میں نہ آ جائیں اس وقت تک کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ بہرحال انہیں فوری طور پر بڑے ہسپتال میں بھجوانا ہو گا تاکہ ان کی مناسب ٹریٹمنٹ ہو سکے۔ میں ابو سلیمان صاحب سے بات کرتا ہوں"...... ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آگیا۔

"ایمبولینس ہیلی کاپٹر آ رہا ہے۔ آپ بھی ساتھ جائیں گے"۔ ڈاکٹر نے کہا اور تیزی سے دوبارہ آپریشن روم کی طرف بڑھ گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ حالات زیادہ خراب ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فضل کرے گا"...... تنویر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا جبکہ جولیا کی آنکھیں بند تھیں اور اس کے دونوں ہاتھ ایک بار پھر دعا کے لئے بلند ہو چکے تھے۔

کرنل ڈیوڈ آفیسرز کلب سے اپنی رہائش گاہ پہنچا ہی تھا کہ یکلخت فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی ناگواری کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ہیلو کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں کہا۔

"ہیڈ کوارٹر سے انتھونی بول رہا ہوں باس۔ میں نے پہلے آفیسرز کلب فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ آپ چلے گئے ہیں لیکن رہائش گاہ پر فون اٹنڈ نہ کیا جا رہا تھا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہاں۔ آفیسرز کلب سے اٹھ کر میں ایک دوست کے پاس چلا گیا تھا لیکن ہوا کیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب کیپٹن راسٹر یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تھے کہ انہیں ریڈ میزائل اڈے سے کسی آدمی نے فون پر کال کیا۔ اس کے بعد وہ

دوڑتے ہوئے اپنے دفتر سے باہر آئے اور انہوں نے بتایا کہ پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے میک اپ میں اڈے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور وہ وہیں جا رہے ہیں۔ آپ کو اطلاع کر دوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"میرے روپ میں اڈے میں داخل ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب"۔ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب مجھے تو کیپٹن راسٹر صاحب نے جو کچھ بتایا ہے وہ میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ وہ بے حد پریشان بھی تھے اور جلدی میں بھی۔ وہ جیپ کے ساتھ دو آدمی بھی ساتھ لے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے میں اس سے خود بات کرتا ہوں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سائیڈ پر موجود ایک الماری کھولی اور اس میں سے ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھا اور پھر تیزی سے اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے اسے آن کیا اور کال دینا شروع کر دی لیکن کافی دیر تک کوشش کے باوجود دوسری طرف سے کال رسیو نہ کی جا رہی تھی اور کرنل ڈیوڈ مسلسل کال دے رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل ڈیوڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"راسٹر بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے راسٹر کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"میں تمہیں ٹرانسمیٹر کال کر رہا تھا لیکن تم کال اٹنڈ نہیں کر رہے تھے۔ کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب میرے پاس ٹرانسمیٹر ہی نہیں ہے۔ یہاں صرف فون لگا ہوا ہے میں نے پہلے ہیڈ کوارٹر کال کی تو مجھے بتایا گیا کہ آپ رہائش گاہ پر پہنچ چکے ہیں اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ یہ تم نے کیا کہا ہے انتھونی سے کہ پاکیشیائی ایجنٹ میرے روپ میں اڈے میں داخل ہوئے ہیں۔ یہ کیا بکواس ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ وہ لوگ اپنا مشن مکمل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ صدر مملکت اور پرائم منسٹر صاحب یہاں پہنچنے والے ہیں اس لئے آپ بھی آ جائیں"...... دوسری طرف سے راسٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ مشن مکمل کر لیا ہے انہوں نے۔ کیا مطلب۔ وہ اندر کیسے پہنچ سکتے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے راسٹر کی بات پر سرے سے یقین ہی نہ آ رہا ہو۔

"یس سر۔ میں آپ سے ملنے کے بعد آفیسرز کلب سے اپنے ہیڈ کوارٹر چلا گیا تھا۔یہاں ایک آدمی موجود تھا جس نے مجھے اطلاع دی کہ آپ وہاں ریڈ اتھارٹی والوں کی جیپ میں اور سادہ لباس میں پہنچے ہیں۔آپ کے ساتھ دو آدمی بھی ہیں۔ وہاں آپ کو دل کا دورہ پڑا۔آپ کی جان بچانے کے لئے اڈے کے کمانڈر نے راستہ کھول دیا اور آپ کو ہسپتال پہنچایا گیا۔آپ کے ساتھی بھی ساتھ ہی اندر پہنچ گئے جبکہ آپ کے دو ساتھی باہر رہ گئے جن میں ایک عورت بھی ہے تو میں سمجھ گیا کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔چنانچہ میں نے اس آدمی سے کہا کہ وہ کمانڈر کو مطلع کرے اور انہیں زندہ واپس نہ جانے دے۔اس کے بعد میں ہیڈ کوارٹر سے دو مسلح آدمی ساتھ لے کر جیپ میں سوار ہو کر وہاں پہنچا۔اڈے والی سڑک کے راستے میں مجھے ریڈ اتھارٹی کی ایک جیپ الٹی پڑی ہوئی ملی جس میں موجود تین افراد ہلاک ہو چکے ہیں البتہ کرنل پائیک جیپ سے ہٹ کر زمین پر بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔میں نے انہیں اٹھایا اور اپنی جیپ میں ڈالا اور پھر میں آگے بڑھ گیا۔راستے میں کرنل پائیک کو ہوش میں لایا گیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ اپنے آدمیوں سمیت اطلاع ملنے پر کہ اڈے میں پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے روپ میں داخل ہو گئے ہیں، آ رہے تھے کہ انہیں اڈے کی طرف سے ریڈ اتھارٹی کی ایک جیپ آتی دکھائی دی۔ان کے آدمیوں نے اس جیپ پر فائر کھول دیا لیکن انہوں نے جوابی فائرنگ کی اور پھر کرنل پائیک کی جیپ الٹ گئی اور کرنل

صاحب جو کہ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے جیپ الٹنے کی وجہ سے باہر نکل کر گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ہم جب فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچے تو وہاں ہر طرف لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور یہی حال دوسری چیک پوسٹ کا تھا۔وہاں بے دریغ فائرنگ کی گئی تھی اور ہر آدمی کو ہلاک کر دیا گیا۔تین افراد اندر گئے تھے۔انہوں نے اندر تباہی مچا دی اور پاکیشیائی سائنسدان کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور وہاں تین ڈاکٹروں کی لاشیں بھی ملی ہیں۔وہاں مسلح محافظوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا۔مین مشین گن بھی میزائلوں سے اڑا دی گئی۔ان کے آدمی بھی شدید زخمی ہوئے لیکن وہ لوگ ریڈ اتھارٹی کی جیپ میں نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔کرنل پائیک نے وہیں سے صدر صاحب کو رپورٹ دی تو صدر صاحب نے کیس دوبارہ کرنل پائیک صاحب کو ٹرانسفر کر دیا اور انہیں حکم دیا گیا کہ وہ ہر قیمت پر پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کریں۔چنانچہ کرنل پائیک صاحب اڈے کی ایک جیپ لے کر فوراً وہاں سے چلے گئے ہیں اور اب صدر صاحب اور وزیراعظم صاحب یہاں پہنچنے والے ہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے"...... راسٹر نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔اوہ۔ویری سیڈ۔ویری سیڈ۔تو وہ شیطان کامیاب ہو گئے۔ویری سیڈ"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب آپ یہاں پہنچ جائیں تو میں یہاں سے نکل کر انہیں تلاش کر سکتا ہوں۔اب بھی وقت ہے کہ اگر جی پی فائیو انہیں تلاش

کرنے میں کامیاب ہو جائے تو آپ کا نام دوبارہ اونچا ہو سکتا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں۔ تم فوراً واپس ہیڈ کوارٹر پہنچو اور ان کو ہر صورت میں زندہ یا مردہ گرفتار کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر پٹخ کر وہ دوڑتا ہوا ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ لباس تبدیل کر کے اڈے پر جا سکے جہاں صدر اور وزیراعظم پہنچ رہے تھے۔

کرنل پائیک اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر مایوسی اور پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اپنا مشن مکمل کر کے غائب ہوئے آج تیسرا روز تھا اور ان تین دنوں میں پورے تل ابیب کی انتہائی سختی سے ناکہ بندی کی گئی۔ ریڈ اتھارٹی کے تحت پولیس، انٹیلی جنس اور فوج نے پورے تل ابیب کی ایسی تمام جگہوں کی بھرپور تلاشی لی جہاں ان کی موجودگی کا معمولی سا شبہ بھی ہو سکتا تھا۔ تمام ہسپتال چیک کر لئے گئے لیکن یہ لوگ اس طرح غائب ہو گئے تھے جیسے ان کا سرے سے وجود ہی نہ ہو۔ صدر اور وزیراعظم کی طرف سے اس پر اس قدر شدید دباؤ تھا کہ کرنل پائیک کو یوں محسوس ہو رہا تھا کہ اگر فوری طور پر وہ ان لوگوں کو دستیاب نہ کر سکا تو شاید اس کا کورٹ مارشل کر کے اسے موت کی سزا دے دی جائے۔ جی پی فائیو اپنے طور پر انہیں

تلاش کر رہی تھی لیکن ابھی تک ان کو بھی کامیابی نہ ہوئی تھی۔ کرنل پائیک سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیا وہ استعفیٰ دے کر واپس ایکریمیا چلا جائے یا پھر خودکشی کر لے۔ اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا۔ بطور ریڈ اتھارٹی چیف وہ اپنے پہلے مشن میں ہی بری طرح ناکام رہا تھا اور اب اسے بار بار اس بات پر افسوس ہو رہا تھا کہ اس نے انہیں آخر کیوں زندہ رکھا۔ وہ اگر انہیں وہیں اڈے کے باہر ہی ہلاک کر دیتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا لیکن اب سوائے کف افسوس ملنے کے وہ کیا کر سکتا تھا۔ اسی لمحے اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔ ٹرانسمیٹر کال آنے کا مطلب تھا کہ کوئی انتہائی خاص کال ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ڈگلس کالنگ۔ اوور"...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو کرنل پائیک چونک پڑا کیونکہ ڈگلس بھی ریڈ اتھارٹی کا ممبر تھا اور وہ بھی پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں لگا ہوا تھا۔

"یس کرنل پائیک اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"سر۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا گیا ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ۔ اوور"...... کرنل پائیک نے اپنی

عادت کے خلاف انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ ایجنٹ فلسطینیوں کے ایک خفیہ ہسپتال میں ہیں۔ اس خفیہ ہسپتال کے متعلق صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ یہ تل ابیب کے شمال مشرقی علاقے میں واقع ہے لیکن ابھی تک اس کا صحیح محل وقوع معلوم نہیں ہو سکا لیکن ہم جلدی ہی اسے ٹریس کر لیں گے۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل پائیک کے چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ اوور"۔ کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ ہم نے خصوصی طور پر جی پی فائیو میں اپنے مخبر رکھوائے تھے۔ ان میں سے ایک مخبر کا نام جونی ہے۔ جونی جی پی فائیو کے نمبر ٹو جناب راسٹر کا خاص آدمی ہے۔ اس جونی نے مجھے اطلاع دی ہے۔ اگر آپ چاہیں تو اس کی تفصیل براہ راست جونی سے بھی معلوم کر سکتے ہیں۔ وہ اس وقت اپنے فلیٹ میں موجود ہے۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جونی کا فون نمبر بھی بتا دیا گیا۔

"ٹھیک ہے میں اس سے خود بات کرتا ہوں۔ اوور اینڈ آل"۔ کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر جلدی سے ساتھ پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ جونی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک فرام دس اینڈ"...... کرنل پائیک نے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ڈگلس نے مجھے ابھی ایک اہم اطلاع دی ہے۔ کیا وہ اطلاع درست ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ یہ سو فیصد درست ہے"...... جونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل بتاؤ"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جناب راسٹر ریڈ میزائل اڈے سے واپسی پر ان ایجنٹوں کو تلاش کرتے رہے لیکن وہ انہیں تلاش نہ کر سکے لیکن پھر انہیں ایک آدمی نے بتایا کہ اس نے ریڈ اتھارٹی کی ایک جیپ کو ابو سلیمان کے فارم کے سامنے کھڑے ہوتے دیکھا تھا۔ اس میں سے تین زخمیوں کو اتارا گیا جبکہ ایک عورت ٹھیک انداز میں اتری اور پھر وہ سب اندر چلے گئے۔ کچھ دیر بعد جیپ آگے چلی گئی اور آگے سٹانڑا کی طرف اسے گھومتے ہوئے دیکھا ہے۔ جس پر جناب راسٹر سٹانڑا کی طرف گئے تو انہوں نے ریڈ اتھارٹی کی ایک جیپ سٹانڑا کے قدیم کھنڈرات میں ایک جگہ کھڑی دیکھی۔ جیپ پر فائرنگ کی گئی تھی اس لئے جیپ کا ڈھانچہ بری طرح تڑمڑ سا گیا تھا اور قابل شناخت نہ

رہی تھی لیکن اس آدمی کی رپورٹ پر انہوں نے ابو سلیمان کے فارم پر چھاپہ مارا لیکن وہاں کچھ بھی نہ ملا۔ عام سا فارم تھا اور ابو سلیمان اسرائیل کا خاص آدمی نکلا جس کے پاس حکومت اسرائیل کے تعریفی سرٹیفکیٹ تھے لیکن جناب راسٹر نے ایک جگہ خون کے دھبے دیکھے تھے جس کے بعد انہوں نے ابو سلیمان پر اپنے مخصوص انداز میں تشدد کیا تو ابو سلیمان نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ اس کا تعلق فلسطینیوں کی خفیہ تنظیم ایگلز سے ہے اور وہ اس کا سینئر عہدیدار ہے اور پاکیشیائی ایجنٹ یہاں آئے تھے۔ ان میں سے تین شدید زخمی تھے۔ یہاں فارم کے نیچے ایک انتہائی جدید ہسپتال موجود ہے جسے صرف ہنگامی حالات میں استعمال کیا جاتا ہے ورنہ وہ بند رہتا ہے۔ اس نے بتایا کہ اتفاق سے اس وقت جب پاکیشیائی ایجنٹ یہاں پہنچے تو ہسپتال میں ایک اہم ترین فلسطینی لیڈر کا علاج کیا جا رہا تھا اس لئے یہاں ڈاکٹرز اور دوسرا عملہ موجود تھا۔ ان شدید زخمی پاکیشیائی ایجنٹوں میں سے جن میں ایک ان کا لیڈر پرنس آف ڈھمپ عرف علی عمران تھا، کا یہاں فوری علاج کیا گیا لیکن وہ اس قدر شدید زخمی تھا کہ اسے فوری طور پر کسی بڑے ہسپتال میں پہنچانا ضروری تھا۔ چنانچہ محکمہ صحت کے ایک ہیلی کاپٹر پر ان زخمی ایجنٹوں کو بڑے ہسپتال لے جایا گیا۔ اس ہسپتال کو فلسطینی ریڈ سرکل ہسپتال کہتے ہیں لیکن باوجود شدید تشدد کے وہ اس ہسپتال کا محل وقوع نہ بتا سکا اور شدید تشدد کی وجہ سے وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد جناب راسٹر

نے محکمہ صحت کے ایمبولینس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو چیک کرنا شروع کر دیا اور آخرکار وہ اس پائلٹ کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کا نام ہاشم ہے اور پھر اس ہاشم نے زبان کھولی تو اس نے بتایا کہ وہ ابو سلیمان کے فارم سے تین شدید زخمیوں اور دو صحت مند افراد جن میں ایک عورت بھی شامل تھی ریڈ سرکل ہسپتال لے گیا۔ اس نے بتایا کہ ریڈ سرکل ہسپتال تل ابیب کے شمال مشرقی علاقے میں واقع ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا اس کے مطابق ہیلی کاپٹر محکمہ صحت کے جنرل ہسپتال پائیڈو میں لے جا کر اس نے اتارا تھا جہاں سے ایک ایمبولینس کے ذریعے ان زخمیوں کو خفیہ ہسپتال میں لے جایا گیا۔ وہ ہاشم اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ جناب راسٹر نے اس پر تشدد کی انتہا کر دی لیکن وہ مزید کچھ نہیں بتا سکا اور ہلاک ہو گیا۔ اب جناب راسٹر اس ایمبولینس اور اس کے ڈرائیور کو تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس خفیہ ریڈ سرکل ہسپتال کو تلاش کر رہے ہیں"...... جونی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"موجودہ پوزیشن کیا ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"میں نے عرض کیا ہے کہ فی الحال نہ ہی اس ہسپتال کا پتہ چل سکا ہے اور نہ ہی اس ایمبولینس اور اس کے ڈرائیور کا"...... جونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اگر راسٹر اس ہسپتال کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جائے تو تم نے فوری طور پر اطلاع دینی ہے۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہیں

انتہائی گرانقدر انعام دیا جائے گا اور اب بھی جو تم نے اطلاعات دی ہیں ان کا انعام ڈبل ملے گا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب"...... دوسری طرف سے جونی کی مسرت بھری آواز سنائی دی اور کرنل پائیک نے کریڈل دبا کر رابطہ ختم کر دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"کاسٹیوم کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کلارک سے بات کرنی ہے"...... کرنل پائیک بول رہا ہوں۔

"یس سر۔ ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ کلارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں کلارک"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کیجئے سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا فلسطینیوں سے خاصا گہرا تعلق ہے کیا تمہیں معلوم ہے کہ ان کا ریڈ سرکل نامی ہسپتال کہاں واقع ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"نام تو میں نے سنا ہوا ہے لیکن اس کے محل وقوع کا علم نہیں ہے کیونکہ اسے انتہائی خفیہ رکھا جاتا ہے"...... کلارک نے جواب دیا۔

"سنو کلارک۔ منہ سے جو رقم تم مانگو گے وہ تمہیں مل جائے گی لیکن مجھے فوری طور پر اس ہسپتال کا محل وقوع چاہئے۔ بولو کیا کہتے ہو"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جناب آپ نے اب منہ مانگی رقم کی بات کی ہے تو میں کوشش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ میں جلد از جلد اسے ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا"...... کلارک نے کہا۔

"مجھے فوری معلومات چاہئیں۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔ وہ اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اسے محل وقوع کا علم ہے لیکن وہ معاوضہ بڑھانے کی خاطر ایسی بات کر رہا ہے۔

"جناب کیا ایک لاکھ ڈالر مل سکتے ہیں"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

"ہاں۔ ایک نہیں بلکہ ڈیڑھ لاکھ ڈالر۔ بشرطیکہ معلومات درست اور حتمی ہوں"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ آپ اپنا آدمی ڈیڑھ لاکھ کی رقم سمیت بھیج دیجئے اسی لفافے میں پتہ آپ تک پہنچ جائے گا لیکن جناب اس بات کا خیال رکھیں کہ میرا نام کبھی بھی سامنے نہیں آنا چاہئے ورنہ میں تو کیا میرا

پورا خاندان تباہ کر دیا جائے گا"...... کلارک نے کہا۔

"تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو کلارک۔ اس لئے بے فکر رہو۔ رقم تمہیں ابھی مل جائے گی لیکن محل وقوع مجھے فون پر بتا دو"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ کلارک اس پوری دنیا میں صرف آپ پر ہی اعتماد کرتا ہے اس لئے سن لیں کہ ریڈ سرکل ہسپتال دراصل تل ابیب کے شمال مشرقی علاقے میں واقع برفیا ہسپتال کا ہی دوسرا نام ہے۔ یہ ہسپتال بظاہر تو اسرائیلیوں کا مشہور ہسپتال ہے لیکن اس کے اندر فلسطینیوں کا بھی خفیہ طور پر علاج ہوتا ہے"۔ کلارک نے کہا۔

"کیا فلسطینیوں کے لئے وہاں کوئی خاص وارڈز ہیں"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"نہیں جناب۔ علیحدہ وارڈز نہیں رکھے گئے۔ انہیں ویسے ہی رکھا جاتا ہے جیسے عام مریض ہوں"...... کلارک نے جواب دیا۔

"اس ہسپتال کا انچارج کون ہے"...... کرنل پائیک نے پوچھا۔

"ڈاکٹر البرٹ اس ہسپتال کے انچارج ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ اسرائیل کے بڑے مشہور اور بڑے ڈاکٹر ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ انہیں بھی معلوم نہیں ہے کہ یہاں فلسطینیوں کا بھی علاج ہوتا ہے۔ اس کام کے لئے وہاں ایک ڈاکٹر جیمسن ہیں۔ فلسطینیوں کا

سارا کام خفیہ طور پر وہی کرتے ہیں"...... کلارک نے جواب دیا۔

"مسٹر کلارک۔ تین پاکیشیائی ایجنٹ زخمی حالت میں وہاں پہنچائے گئے ہیں۔ ویسے وہ کسی بھی میک اپ میں ہو سکتے ہیں۔ اسرائیلی میک اپ میں بھی اور ایکریمی میک اپ میں بھی۔ ان کے ساتھ ایک عورت اور ایک مرد بھی ہے۔ میں انہیں ہر قیمت پر ٹریس کرنا چاہتا ہوں اگر تم ان کے بارے میں حتمی رپورٹ دے سکو تو ڈیڑھ لاکھ ڈالر مزید تمہیں مل سکتے ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ زخمی سیاحوں کے روپ میں ہوں گے"...... کلارک نے کہا۔

"ہاں ظاہر ہے"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آدھے گھنٹے کے اندر انہیں ٹریس کر لوں گا۔ آپ آفس میں ہی ہیں یا کسی اور جگہ سے کال کر رہے ہیں"۔ کلارک نے کہا۔

"آفس میں"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے نصف گھنٹے کی مہلت دے دیں پھر میں آپ کو فون کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے میں تمہاری کال کا منتظر ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام اٹھایا اور اس کے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے اس کے اپنے آفس انچارج

کی آواز سنائی دی۔

"کاسٹیوم کلب کے کلارک کو تین لاکھ ڈالر کا چیک فوراً بھجوا دو اور رسید منگوا لینا"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یہ رقم کس مد میں جمع کرنی ہے جناب"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"معلومات خریدنے کی مد میں"...... کرنل پائیک نے جواب دیا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل پائیک نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر ناامیدی اور مایوسی کی بجائے امید اور کامیابی کی جھلک نمایاں ہو گئی تھی۔

ہسپتال کے ایک کمرے میں دو بیڈز موجود تھے جن میں سے ایک پر عمران اور دوسرے پر کیپٹن شکیل لیٹا ہوا تھا۔ ان کے جسموں پر سرخ رنگ کے کمبل پڑے ہوئے تھے۔ ان کے جسموں کو بیڈز سے کلپ کر دیا گیا تھا۔ ان کے ساتھ ہی کرسیوں پر جولیا، صفدر، اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ صفدر زیادہ زخمی نہ تھا اس لئے زرعی فارم کے نیچے والے ہسپتال میں ہی اس کی بینڈیج کر کے اسے اوکے قرار دے دیا گیا تھا۔ عمران اور کیپٹن شکیل دونوں ہوش میں تھے اور ڈاکٹروں نے ان کی حالت کو اب خطرے سے باہر قرار دے دیا تھا۔

"اس بار تو اللہ تعالیٰ نے خاص رحمت کی ہے ورنہ جس طرح بم کے ٹکڑوں نے میرے جسم کو چھیدا تھا مجھے یقین تھا کہ میری موت اسرائیل میں ہی لکھی جا چکی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس اب ایسی بات مت کرو۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے اور بس"...... جولیا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"جب تک تمہاری حالت خطرے سے باہر قرار نہیں دی گئی اس وقت تک تو میں انتہائی خلوص سے تمہارے بچ جانے کی دعائیں مانگتا رہا ہوں لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ تم واقعی کسی ڈھیٹ مٹی سے بنائے گئے ہو کہ ہر بار بچ نکلتے ہو"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس خلوص و محبت کا بے حد شکریہ۔ اصل میں مٹی اتنی ڈھیٹ نہیں ہے جتنا رقیب ہے اس لئے مجبوری ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم ڈھیٹ نہیں ہو۔ میں ڈھیٹ ہوں"۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تم اپنے آپ کو میرا رقیب سمجھتے ہو تو پھر ایسا ہی ہے حالانکہ میں تمہیں رقیب نہیں سمجھتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنویر اور جولیا دونوں عمران کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات تھے جبکہ صفدر صرف مسکرا رہا تھا۔

"کیا مطلب۔ خود ہی مجھے الٹے سیدھے القابات دیتے رہتے ہو اور اب خود ہی کہہ رہے ہو کہ مجھے ایسا نہیں سمجھتے"...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو تمہیں انتہائی پرخلوص اور صاف گو آدمی سمجھتا ہوں"۔
عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

"اس کے باوجود مجھے ڈھیٹ کہہ رہے ہو"...... تنویر نے کہا۔

"ڈھٹائی علیحدہ صفت ہے۔ خلوص اور راست گوئی علیحدہ صفات ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ تم نے کیا فلسفیوں جیسی گفتگو شروع کر دی ہے۔ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے اور اب ہم نے یہاں سے نکلنا ہے۔ کرنل ڈیوڈ اور کرنل پائیک لامحالہ ہماری تلاش میں ہوں گے اس لئے اب ہمیں اس بارے میں سوچنا چاہئے"...... جولیا نے ان کی گفتگو میں مداخلت کرتے ہوئے کہا تو عمران سمیت سب کے چہروں پر سنجیدگی طاری ہو گئی کیونکہ وہ بھی جانتے تھے کہ اس وقت وہ بارود کے ڈھیر پر موجود ہیں اور ایک معمولی سی چنگاری بھی اس ڈھیر کو آتش فشاں بنا سکتی ہے۔

"میں خود بھی اس سلسلے میں کافی سوچتا رہا ہوں اور میں نے ڈاکٹروں سے بھی اس بارے میں ڈسکس کی ہے لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ ایک ہفتے تک اگر ہم نے ذرا سی بھی حرکت کی تو میری زندگی کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث بن سکتی ہے اور یہی حالت کیپٹن شکیل کی ہے اس لئے ایک ہفتہ تو بہرحال ہم نے اسی حالت میں گزارنا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ یہ عام سا ہسپتال ہے اور کسی

بھی وقت ہمیں یہاں ٹریس کیا جا سکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ ہسپتال تو واقعی عام سا ہے لیکن میری ابو اسحاق سے بات ہوئی ہے جو ریڈ ایگلز کے ایک گروپ کا چیف ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ہم ہسپتال کے ایک مخصوص حصے میں ہیں اور ہمارے اس حصے کی حفاظت ریڈ ایگلز کر رہی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک دروازہ کھلا اور ایک ڈاکٹر اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس تھا۔

"پرنس آپ کی کال ہے"...... ڈاکٹر نے فون پیس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ جس تیزی سے آیا تھا اسی تیزی سے واپس چلا گیا۔

"ہیلو"...... عمران نے ڈاکٹر کے باہر جانے کے بعد فون پیس کا پہلے لاؤڈر والا بٹن پریس کرنے کے بعد اسے آن کرتے ہوئے کہا۔

"ٹونی بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور پھر عمران یہ آواز سنتے ہی پہچان گیا کہ بولنے والا ابو اسحاق ہے۔

"پرنس بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"پرنس۔ ابو اسحاق بول رہا ہوں۔ ابو سلیمان جس کے فارم سے آپ کو یہاں لایا گیا تھا وہ جی پی فائیو کے ہاتھ لگ گیا ہے اور جب تک ہمیں اطلاع ملتی وہ لاش میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس کے بعد ہمیں

اطلاع ملی ہے کہ جو ہیلی کاپٹر آپ کو وہاں سے یہاں لایا تھا اس کے پائلٹ ہاشم کو بھی جی پی فائیو نے پکڑ لیا ہے اور وہ بھی ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ ساری کارروائی کرنل ڈیوڈ کے نئے نمبر ٹو راسٹر کی ہے۔ وہ انتہائی خطرناک حد تک تیز رفتاری سے کام کر رہا ہے لیکن ہم مطمئن تھے کہ یہ لوگ کچھ بھی کر لیں آپ تک نہیں پہنچ سکتے کیونکہ نہ ہی ابو سلیمان اور نہ ہی پائلٹ ہاشم کو اس ہسپتال کے محل وقوع کا علم تھا لیکن ابھی ابھی مجھے ایک انتہائی تشویش آمیز اطلاع ملی ہے کہ جی پی فائیو کے راسٹر کو ہسپتال میں دیکھا گیا ہے۔ وہ بظاہر کسی مریض سے ملنے آیا تھا لیکن اس کا انداز بتا رہا تھا کہ اسے اس ہسپتال کے بارے میں کسی نے کوئی اہم اطلاع دی ہے اس لئے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہاں سے شفٹ کر دیا جائے لیکن میں نے ڈاکٹر سے بات کی ہے۔ ان کی حتمی رائے ہے کہ اگر ایک ہفتہ سے قبل آپ کو یہاں سے شفٹ کیا گیا تو آپ کی جان کو حقیقی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے"...... ابو اسحاق نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم ہمیں یہاں سے کس انداز میں اور کہاں شفٹ کرنا چاہتے تھے"...... عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"ظاہر ہے آپ کی موجودہ حالت کے پیش نظر آپ کو ایمبولینس کے ذریعے ہی شفٹ کیا جا سکتا ہے اور میں نے سوچا تھا کہ آپ کو تل

ایب سے نکال کر کسی مضافاتی ہسپتال میں پہنچایا جائے کیونکہ ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو دونوں آپ کو بہرحال تل ایب میں ہی تلاش کر رہے ہیں اور تل ایب میں ہی تلاش کرتے رہیں گے"...... ابو اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم ہمیں فوری طور پر اسرائیل سے باہر نہیں نکال سکتے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ نہیں پرنس۔ پورے اسرائیل کی انتہائی سخت ناکہ بندی کر دی گئی ہے۔ باہر جانے والوں کی انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے حتیٰ کہ سمگلروں تک کو چیک کیا جا رہا ہے اور پھر آپ کی جو حالت ہے اس کے پیش نظر تو ایسا سوچا بھی نہیں جا سکتا"...... ابو اسحاق نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ مجھے فوری طور پر کوئی بندوبست کرنا پڑے گا"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیسا بندوبست پرنس۔ اگر کوئی بندوبست ہو سکتا ہے تو آپ کھل کر بتائیں میں کیا میری پوری تنظیم آپ کی خاطر جانیں تک دے سکتی ہے"...... ابو اسحاق نے جواب دیا۔

"اس خلوص کا بے حد شکریہ ابو اسحاق۔ لیکن ہمیں بہرحال جلد از جلد اسرائیل سے نکلنا ہے۔ میں ایک ہفتے تک انتظار نہیں کر سکتا کیونکہ ہمارا ہر لمحہ ہمیں موت کی طرف ہی دھکیل رہا ہے۔ جی پی فائیو اور ریڈ اتھارٹی کسی بھی وقت ہمارا کھوج لگا سکتی ہے اور آپ کے

بقول یہ راسٹر اس ہسپتال تک پہنچ چکا ہے اس لئے اب ہمارا یہاں رہنا انتہائی خطرناک ہو گیا ہے۔ ایک کام کرو کہ ہمیں فوراً اس ہسپتال سے نکال کر کسی خفیہ اڈے میں شفٹ کرا دو تا کہ ہم فوری طور پر محفوظ ہو جائیں۔ اس کے بعد میں کچھ سوچوں گا"...... عمران نے کہا۔

"لیکن پرنس۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"ڈاکٹروں کی بات چھوڑیں۔ میں بہرحال اس بیڈ پر پڑے پڑے بے بسی سے گولیوں کا شکار نہیں بننا چاہتا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انتظامات کرتا ہوں۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے کے اندر اندر آپ کو یہاں سے شفٹ کر دیا جائے گا"...... اس بار ابو اسحاق نے حتمی لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا۔

"تیاری کر لو۔ ہمیں جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

جی پی فائیو کی جیپ انتہائی تیز رفتاری سے برفیا روڈ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ جیپ کی عقبی سیٹ پر دو مسلح آدمی موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر شدید بے چینی اور اضطراب کے آثار نمایاں تھے۔ وہ راسٹر کی ہنگامی کال پر برفیا روڈ جا رہا تھا۔ راسٹر نے اسے ہیڈ کوارٹر کال کر کے بتایا تھا کہ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے اور یہ لوگ برفیا روڈ پر واقع مشہور برفیا ہسپتال میں موجود ہیں۔ راسٹر نے اسے بتایا کہ اس نے اس خدشے کے پیش نظر کہ اگر وہاں مسلح افراد کو تعینات کیا گیا تو انہیں شک پڑ جائے گا اور یہ لوگ غائب ہو جائیں گے وہاں مسلح افراد تعینات نہیں کئے البتہ اس نے وہ وارڈ چیک کر لیا ہے جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں اور وہ خود اس وارڈ کی نگرانی کر رہا ہے۔ راسٹر کی طرف سے کال ملتے ہی کرنل ڈیوڈ

جیپ میں سوار ہو کر برفیا روڈ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے چہرے پر بے چینی اور اضطراب کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس کے پہنچنے تک راسٹر کی کسی حماقت یا جلد بازی کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی پھر غائب نہ ہو جائیں۔ چونکہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی کرنل ڈیوڈ کا روپ دھار کر ریڈ میزائل اڈے میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے پاکیشیائی سائنس دان کو ہلاک کیا تھا اس لئے وہ صدر اور وزیراعظم کی نظروں میں اپنے آپ کو چور محسوس کر رہا تھا اس لئے اس نے حتمی فیصلہ کر لیا تھا کہ اب چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے ہی دم لے گا۔

"اور تیز چلاؤ جیپ۔ یہ جیپ چلا رہے ہو یا بیل گاڑی"۔ کرنل ڈیوڈ نے یکلخت ساتھ بیٹھے ہوئے ڈرائیور سے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور جیپ کی رفتار یکلخت انتہائی تیز کر دی۔ یہ جھٹکا اس قدر زوردار تھا کہ کرنل ڈیوڈ کا سر ونڈ سکرین سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"نانسنس۔ یہ کیا طریقہ ہے جیپ چلانے کا۔ احمق۔ کیا تم چاہتے ہو کہ ہم وہاں تک پہنچ ہی نہ سکیں۔ احتیاط سے چلاؤ ورنہ گولی مار دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور

جیپ کی رفتار آہستہ کر دی۔ وہ چونکہ کرنل ڈیوڈ کا مزاج شناس تھا اس لئے اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے ذرا سی بھی بات کی تو پھر واقعی اسے گولی بھی ماری جا سکتی ہے اس لئے سوائے یس سر کہنے کے اور حکم کی تعمیل کے اس نے کچھ نہ کیا تھا۔ اب یہ دوسری بات تھی کہ کرنل ڈیوڈ کو یہ خیال ہی نہ تھا کہ ابھی چند لمحے پہلے اس نے خود ہی ڈرائیور کو تیز چلانے کا کہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ برفیا روڈ پر پہنچ گئی۔ برفیا روڈ پر واقع برفیا ہسپتال ایکڑوں میں پھیلا ہوا تھا۔ یہ اسرائیل کا سب سے مشہور اور بڑا پرائیویٹ ہسپتال تھا۔ کرنل ڈیوڈ کے کہنے پر ڈرائیور نے جیپ ہسپتال کے مین گیٹ کے سامنے لے جا کر روک دی لیکن اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ نیچے اترتا یونیفارم میں ملبوس دو افراد دوڑتے ہوئے جیپ کے قریب پہنچ گئے۔

"جیپ ہٹائیں جناب وی وی آئی پی ایمرجنسی ایمبولینس کا راستہ رکتا ہے۔ جلدی کریں پلیز ورنہ کسی کی ڈیتھ ہو جائے گی"۔ انہوں نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ پارکنگ میں لے چلو جیپ ڈرائیور۔ یہاں کیوں روک دی ہے تم نے"...... کرنل ڈیوڈ الٹا ڈرائیور پر برہم ہو گیا تو ڈرائیور نے جلدی سے جیپ بیک کی اور پھر اسے موڑ کر وہ پارکنگ کی طرف لے جانے لگا۔ اسی لمحے ایک بڑی سی ایمبولینس جس پر وی وی آئی پی کے موٹے موٹے حروف لکھے ہوئے تھے سائرن بجاتی ہوئی ہسپتال سے نکلی اور گولی کی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھ کر سڑک پر پہنچی

اور پھر تیزی سے مڑ گئی۔ کرنل ڈیوڈ اس ایمبولینس کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

" یہ وی وی آئی پی کون ہو سکتا ہے۔ کیا صدر یا وزیر اعظم"۔ کرنل ڈیوڈ کے ذہن میں خیال آیا لیکن دوسرے لمحے جیپ پارکنگ میں رک گئی تو کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا اور اس کے ساتھ ہی جیپ کے عقبی دروازے سے دونوں مسلح افراد بھی نیچے اتر آئے او کرنل ڈیوڈ تیز تیز قدم اٹھاتا ہسپتال کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

" سپیشل سرجری وارڈ کس طرف ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایک باوردی ملازم سے پوچھا۔

" سر دائیں طرف چلے جائیں اور آگے بڑھتے رہیں۔ سب سے آخ میں سپیشل سرجری وارڈ ہے"...... اس ملازم نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے آگے بڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سپیشل سرجری وارڈ کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ اسی لمحے ایک طرف سے راسٹر تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلیوٹ کیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

" کہاں ہیں وہ شیطان۔ کیا تم نے انہیں دیکھا ہے یا ویسے کسی کے کہنے پر دوڑے چلے آئے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے سلام جواب دیتے ہوئے راسٹر سے پوچھا۔

" سر میں انہیں دیکھ چکا ہوں۔ وہ ایک بڑے اور علیحدہ کمرے

موجود ہیں۔ آئیے جناب"...... راسٹر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" کیا پوزیشن ہے ان کی"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" دو افراد شدید زخمی ہیں۔ ان کے جسموں کو بیڈز سے کلپ کر دیا گیا ہے جبکہ ایک عورت اور دو مرد ٹھیک ہیں۔ وہ بھی اسی کمرے میں موجود ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ان کے پاس کوئی اسلحہ بھی نہیں ہے"...... راسٹر نے جواب دیا۔

" تمہیں کیسے یقین ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا تو راسٹر نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی کہ اس نے کس طرح ابو سلیمان پر تشدد کر کے یہاں کا پتہ معلوم کیا اور پھر کس طرح محکمہ صحت کے ہیلی کاپٹر ایمبولینس پائلٹ ہاشم کا پتہ چلایا اور اس نے کیا بتایا اور پھر وہ کس طرح اس ہسپتال تک پہنچا اور پھر یہاں اس نے ایک ملازم کو بھاری رقم دے کر اس سے معلومات حاصل کیں اور پھر وہ پیرا میڈیکل سٹاف کے ایک رکن کی حیثیت سے ماسٹر میک اپ کر کے اس کمرے میں گیا اور وہاں ان کا جائزہ لے کر اپنی تسلی کر لی۔

" وہ عمران زخمی ہے یا اس کا کوئی ساتھی"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

" ایک زخمی کا قدوقامت عمران جیسا ہے"...... راسٹر نے جواب

دیا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"میں نے بے ہوش کر دینے والی زود اثر گیس کا بندوبست کر لیا ہے"...... راسٹر نے کہا۔

"نہیں۔ اب میں کوئی رسک نہیں لے سکتا۔ ان پر فوری اور براہ راست فائرنگ کی جائے گی بعد میں ان کی لاشیں چیک کر لی جائیں گی"...... کرنل ڈیوڈ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور راسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس وارڈ کی ایک راہداری سے گزرتے ہوئے ایک کمرے کے دروازے کے قریب جا کر رک گئے۔

"اس کمرے میں موجود ہیں وہ لوگ"...... راسٹر نے کہا۔

"سنو۔ دروازہ کھلتے ہی تم اندر جاؤ گے اور جو نظر آئے اسے گولیوں سے اڑا دو"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے پیچھے آنے والے دونوں مسلح محافظوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... انہوں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"سر اگر آپ اجازت دیں تو میں خود اندر جا کر ان پر فائرنگ کروں"...... راسٹر نے کہا۔

"ہاں۔ تم بھی جا سکتے ہو لیکن محتاط رہنا۔ انہیں کسی قسم کی مہلت دینے کی ضرورت نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اسے بھی اجازت دیتے ہوئے کہا لیکن اپنی عادت کے مطابق اس نے خود

اندر جانے کی بات نہ کی۔

"سر آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"...... اچانک ایک ڈاکٹر نے ان کے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم سے مطلب۔ تم مجھے نہیں جانتے میں کرنل ڈیوڈ ہوں جی پی فائیو کا سربراہ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں جانتا ہوں سر آپ کو اس لئے تو پوچھ رہا ہوں سر۔ میں اس شعبے کا انچارج ہوں سر۔ میرا نام ڈاکٹر کرافورڈ ہے سر"۔ ادھیڑ عمر ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کمرے میں دشمن ایجنٹ ہیں۔ ہم نے ان پر ریڈ کرنا ہے۔ جاؤ راسٹر جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو راسٹر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور اچھل کر اندر چلا گیا۔ اس کے پیچھے دونوں مسلح افراد بھی اندر چلے گئے۔ ڈاکٹر کرافورڈ نے شاید کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا تھا لیکن پھر خاموش ہو گیا۔

"سر۔ یہ کمرہ خالی ہے"...... اچانک راسٹر نے باہر آتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کہاں گئے وہ لوگ"...... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی حیرت اور غصے سے ملے جلے لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہی بات تو میں بتانا چاہتا تھا کہ یہ کمرہ تو خالی ہو چکا ہے۔ مریض جا چکے ہیں"...... ڈاکٹر کرافورڈ نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے بے

اختیار اس کا گریبان پکڑ لیا۔

"کہاں گئے ہیں۔ تم مجرم ہو۔ دشمنوں کے ایجنٹ ہو۔ بتاؤ کہاں گئے ہیں وہ"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"وہ جناب۔ وی وی آئی پی مریض تھے۔ انہیں صدر صاحب نے اپنے خصوصی ہسپتال میں منگوا لیا ہے۔ انہوں نے وی وی آئی پی ایمبولینس بھجوائی تھی سر"...... ڈاکٹر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اس کا گریبان چھوڑ دیا۔

"صدر نے منگوا لیا ہے۔ وی وی آئی پی مریض۔ اوہ۔ تو جب میں ہسپتال میں پہنچا تو اس وقت وی وی آئی پی ایمبولینس جا رہی تھی لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں یہ غلط ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے یکلخت پاگلوں کے سے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں۔ صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری صاحب خود آئے تھے جناب انہیں لینے۔ وہ ان کے ساتھ گئے ہیں آپ میرے ساتھ آفس چلیں وہاں ان کی وصولی کی رسید موجود ہے"۔ ڈاکٹر کرافورڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ دھوکہ۔ فریب۔ اوہ۔ وہ نکل گئے۔ راسٹر فوراً اس ایمبولینس کو ٹریس کرو۔ جلدی کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"لیکن سر۔ اس شعبے کے سامنے تو میں خود رہا ہوں۔ یہاں تو کوئی وی وی آئی پی ایمبولینس نہیں آئی"...... راسٹر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ملٹری سیکرٹری صاحب کے حکم پر انہیں عقبی راستے سے نکال کر مین گیٹ پر پہنچایا گیا جہاں ایمبولینس موجود تھی۔ انہوں نے کہا کہ باہر دشمن ایجنٹ موجود ہیں۔ ان سے وی وی آئی پی مریضوں کو خطرہ ہے"...... ڈاکٹر کرافورڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ واقعی دھوکہ ہوا ہے۔ کہاں ہے تمہارا آفس۔ جلدی بتاؤ۔ میں ابھی معلوم کرتا ہوں کہ یہ لوگ کہاں گئے ہیں"۔ کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"آئیے"...... ڈاکٹر کرافورڈ نے کہا اور پھر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے ایک سائیڈ پر بنے ہوئے ڈاکٹر کے آفس میں پہنچ گئے۔ کرنل ڈیوڈ نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں چیف آف جی پی فائیو۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ سے بات کرائیں۔ فوراً ابھی اسی وقت"...... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو کرنل جانسن ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"۔

چند لمحوں بعد ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرنل جانسن میں کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ برفیا ہسپتال سے یہاں پاکیشیائی ایجنٹ چھپے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں ٹریس کیا اور جب ہم یہاں ان پر ریڈ کرنے پہنچے تو یہاں ڈاکٹر کرافورڈ نے بتایا ہے کہ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ خود یہاں آئے، وہ اپنے ساتھ وی وی آئی پی ایمبولینس لے کر آئے اور انہوں نے ان کو وصول کیا اور یہ کہہ کر وہ انہیں ایمبولینس میں ڈال کر لے گئے کہ انہیں صدر صاحب کے خصوصی ہسپتال پہنچانا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں تو آج صبح سے پریذیڈنٹ ہاؤس سے باہر ہی نہیں گیا اور وی وی آئی پی ایمبولینس تو یہاں ویسے ہی موجود ہے۔ کہاں ہے ڈاکٹر کرافورڈ میری ان سے بات کرائیں"۔ جانسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور ساتھ کھڑے ڈاکٹر کرافورڈ کی طرف بڑھا دیا لیکن وہ وہاں ٹھہرا نہیں کیونکہ اسے یہ تو کنفرم ہو گیا تھا کہ یہ سب چکر چلایا گیا ہے۔ چنانچہ وہ تیزی سے مڑا اور اپنے آفس سے باہر آ گیا۔ راسٹر پہلے ہی باہر جا چکا تھا۔ کرنل ڈیوڈ جب ہسپتال سے باہر نکل کر اپنی جیپ میں پہنچا تو ڈرائیور نے اسے بتایا کہ راسٹر صاحب کہہ گئے ہیں کہ وہ اس ایمبولینس کو تلاش کرنے جا رہے ہیں۔

"اب وہ کہاں ہاتھ آئیں گے۔ نانسنس۔ باہر کھڑا اونگھتا رہا اور

وہ نکل گئے۔ نانسنس۔ نجانے کون ان جیسے احمقوں کو بھرتی کرتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیپ میں بیٹھ گیا۔

"سر کہاں جانا ہے"...... ڈرائیور نے اپنی سیٹ پر بیٹھے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جہنم میں اور کہاں جانا ہے۔ نانسنس۔ ہیڈ کوارٹر چلو"۔ کرنل ڈیوڈ نے غصے سے بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے اپنی عادت کے مطابق کہا اور تیزی سے جیپ موڑ دی۔

کرنل پائیک اپنے آفس میں بیٹھا انتہائی بے چینی سے کاسٹیوم کلب کے کلارک کے فون کا منتظر تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کلارک دولت کی خاطر لامحالہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لے گا۔ اس کا مخبری کا نیٹ ورک انتہائی وسیع اور منظم تھا۔ کلارک کے بارے میں کرنل پائیک اس وقت سے جانتا تھا جب وہ ایکریمیا میں تھا۔ ایکریمیا کی ٹاپ ایجنسیاں بھی اسرائیل میں کسی بھی کارروائی سے پیشتر کلارک سے ہی رابطہ کرتی تھیں اور کلارک کی دی ہوئی معلومات ہمیشہ درست اور حتمی پائی جاتی تھیں اس لئے کرنل پائیک کو جب اس کے آدمی ڈگلس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں یہ اطلاع دی کہ وہ تل ابیب کے شمال مشرقی علاقے کے کسی خفیہ ہسپتال میں موجود ہیں تو کرنل پائیک نے فوری طور پر کلارک سے رابطہ کیا اور کلارک نے نہ صرف برفیا ہسپتال کے

بارے میں تفصیلات بتا دیں بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ راسٹر کو بھی وہاں دیکھا گیا ہے اور اس وقت کرنل پائیک کی بے چینی کا اصل سبب بھی راسٹر کی وہاں موجودگی تھا۔ راسٹر نے اس کیس کے درمیان جس قدر ذہانت بھری کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا اس نے کرنل پائیک جیسے آدمی کو بھی بے حد متاثر کیا تھا اور وہ سوچ رہا تھا کہ ایسا آدمی کرنل ڈیوڈ جیسے جذباتی آدمی کے تحت کام کر کے ضائع ہو رہا ہے اس لئے اس نے راسٹر کو ریڈ اتھارٹی میں شامل کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن وہ اس مشن کے اختتام کا منتظر تھا۔ کلارک نے اسے بتایا تھا کہ نصف گھنٹے بعد وہ خود اس کے آفس میں فون کر کے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں حتمی رپورٹ دے گا کہ وہ اس وقت کہاں اور کس روپ میں ہیں۔ پھر نصف گھنٹے سے بھی زیادہ وقت گزر گیا لیکن کلارک کی کال نہ آئی تو کرنل پائیک کی بے چینی مزید بڑھ گئی۔ اس نے کئی بار سوچا کہ وہ خود کلارک کو کال کرے لیکن پھر وہ یہ سوچ کر خاموش ہو گیا کہ کلارک کو جیسے ہی معلومات ملیں گی وہ فوراً کال کرے گا اور یقیناً اس کی کال اس لئے نہیں آ رہی کہ ابھی اسے مکمل معلومات نہ مل سکی ہوں گی اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے کے شدید انتظار کے بعد آخرکار فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل پائیک نے جھپٹ کر رسیور اٹھالیا۔

"یس۔ کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"کلارک بول رہا ہوں کرنل پائیک۔ پہلے تو میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے طے شدہ معاوضہ فوراً بھجوا دیا اور اس کے ساتھ ہی معذرت خواہ ہوں کہ معلومات حاصل کرنے میں نصف گھنٹے سے زیادہ وقت لگ گیا ہے"...... کلارک نے کہا۔

"یہ باتیں چھوڑو کلارک۔ مجھے اصل بات بتاؤ"...... کرنل پائیک نے پہلے سے بھی زیادہ بے چین لہجے میں کہا۔

"کرنل پائیک پاکیشیائی ایجنٹ برفیا ہسپتال سے بھی پراسرار طور پر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجھے دیر بھی اسی لئے لگ گئی ہے کہ صورت حال واضح نہ ہو رہی تھی۔ اب حتمی طور پر معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں نے انتہائی پراسرار کھیل کھیلا ہے۔ وہ ہسپتال کے سپیشل سرجری شعبے میں تھے اور وہاں انہیں داخل بھی ڈیفنس سیکرٹری کی طرف سے کرایا گیا تھا پھر اچانک صدر صاحب کے ملٹری سیکرٹری پریذیڈنٹ ہاؤس کی مخصوص وی وی آئی پی ایمبولینس لے کر پہنچ گئے اور ان دو مریضوں اور ان کے تین ساتھیوں کو کسی عقبی راستے سے اس ایمبولینس تک پہنچایا گیا اور پھر ایمبولینس چلی گئی۔ ملٹری سیکرٹری بھی ساتھ چلے گئے جس وقت ایمبولینس وہاں سے روانہ ہوئی اسی وقت جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کی جیپ بھی وہاں پہنچی۔ کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو راسٹر سپیشل سرجری شعبے کے باہر خود موجود رہا لیکن اسے بھی یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ لوگ کب چلے گئے ہیں اور کس طرح چلے گئے ہیں۔ میرے آدمیوں نے راسٹر کی وہاں

موجودگی کی وجہ سے یہ سمجھا کہ یہ لوگ ابھی وہیں موجود ہیں اس لئے انہوں نے مجھے اطلاع دی اور کمرہ نمبر بتا دیا لیکن میں حتمی معلومات کا عادی ہوں اس لئے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ کسی نہ کسی طرح خود اس کمرے میں جا کر ان لوگوں کو چیک کریں اور حتمی معلومات دیں۔ اس پر میرے آدمی اس بارے میں انتظامات کر رہے تھے کہ اچانک کرنل ڈیوڈ وہاں پہنچا اور پھر یہ بات سامنے آ گئی کہ کمرہ خالی ہے اور وہ لوگ وی وی آئی پی بن کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کلارک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا واقعی ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ وہاں خود پہنچا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"نہیں۔ آخری اطلاعات کے مطابق کرنل ڈیوڈ نے انچارج ڈاکٹر کے آفس سے ملٹری سیکرٹری کرنل جانسن کو فون کیا تو معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہوا۔ ملٹری سیکرٹری صاحب ہسپتال آئے ہی نہیں اور وی وی آئی پی ایمبولینس بھی پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہے"۔ کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ پھر اس ایمبولینس کا سراغ لگایا جانا ضروری ہے"۔ کرنل پائیک نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"آپ کلارک سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ ایسے موقع پر وہ خاموش ہو جائے گا"...... کلارک نے کہا تو کرنل پائیک بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نے سراغ لگا لیا ہے کہ کہاں پہنچے ہیں یہ لوگ"...... کرنل پائیک نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"کرنل پائیک۔ میں کاروباری آدمی ہوں اس لئے تین لاکھ ڈالر آپ اگر مزید ادا کریں تو میں بتا سکتا ہوں ورنہ راسٹر اور جی پی فائیو انہیں پورے تل ابیب میں تلاش کرتے پھر رہے ہیں اور شاید اسی طرح تلاش کرتے رہ جائیں گے لیکن مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ کہاں گئے اور اس وقت کہاں موجود ہیں"...... کلارک نے کہا۔

"مل جائیں گے تین لاکھ ڈالر۔ وعدہ رہا"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے میں کہا۔

"شکریہ۔ کرنل پائیک۔ تو پھر سن لیں کہ یہ وی وی آئی پی ایمبولینس اس وقت راسٹوفر کمرشل پلازہ میں موجود ہے۔ اس میں سوار افراد کو ایک عام سی ایمبولینس کے ذریعے وہاں سے نکالا گیا ہے لیکن کہاں لے جایا گیا ہے اس کا پتہ نہیں چل سکا۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ اس سارے کھیل میں راسٹوفر کمرشل پلازہ میں ایک کاروباری فرم آصف کارپوریشن کا مینجر ابن راشد ملوث ہے۔ یہ ابن راشد فلسطینی ہے اور فلسطینی تنظیم ریڈ ایگلز کا ایک بڑا عہدیدار ہے"۔ کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب یہ کہ اب یہ ایجنٹ راسٹوفر کمرشل پلازہ میں موجود نہیں ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"جی ہاں۔ البتہ ایمبولینس وہاں موجود ہے اب اگر آپ ابن راشد کو کسی طرح گھیر لیں تو اس سے درست معلومات مل سکتی ہیں۔ میرے آدمی اس سے براہ راست نہیں ٹکرا سکتے کیونکہ اس طرح فلسطینیوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ میں ان کی مخبری کر رہا ہوں اور پھر آپ جانتے ہیں کہ میرا کیا حشر ہو گا"...... کلارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ابن راشد کہاں مل سکتا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"اس کی رہائش گاہ نیشنل کالونی میں ہے۔ کوٹھی نمبر ایک سو اٹھارہ اے بلاک۔ وہاں وہ اپنی بیوی اور ایک بیٹی کے ہمراہ رہتا ہے۔ بظاہر اس کا ریکارڈ بے داغ ہے اور یہ کام وہ خالصتاً کاروباری انداز میں کرتا ہے۔ اس کے تعلقات بھی اعلیٰ حکام کے ساتھ ہیں کیونکہ اس کی کمپنی سرکاری طور پر اسلحے کا کاروبار کرتی ہے"۔ کلارک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس سے خود ہی سب کچھ اگلوا لوں گا اور تمہاری رقم بھی تمہیں مل جائے گی۔ گڈ بائی"...... کرنل پائیک نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس سر۔ ڈگلس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد اس کے خاص آدمی ڈگلس کی آواز سنائی دی۔

"کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے تیز لہجے

میں کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

"نیشنل کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو اٹھارہ اے، بلاک میں آصف کارپوریشن کا جنرل مینجر ابن راشد کی رہائش ہے۔ فوراً معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ کیا وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ میں موجود ہے یا نہیں لیکن یہ سن لو کہ اسے کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے"۔ کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر۔ میں کاروباری فرم کی طرف سے فون کر کے معلوم کرتا ہوں"...... ڈگلس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آفس میں موجود ہوں۔ مجھے فوراً اطلاع دو اور سنو اگر وہ رہائش گاہ میں موجود ہو تو فوراً اپنے دو آدمی وہاں نگرانی کے لئے بھجوا دو تاکہ میرے وہاں پہنچنے تک اگر وہ نکل جائے تو اس کی نگرانی کی جا سکے"...... کرنل پائیک نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل پائیک نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس کرنل پائیک بول رہا ہوں"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"ڈگلس بول رہا ہوں سر۔ ابن راشد ابھی چند منٹ پہلے کوٹھی پہنچا ہے۔ میں نے فون کیا تو مجھے بتایا گیا کہ وہ گھر پر نہیں ہے اور نہ

ہی معلوم ہے کہ اس وقت وہ کہاں ہے جس پر میں نے وہاں سے قریب موجود اپنے دو آدمیوں کو جو ابن راشد کو ذاتی طور پر جانتے تھے وہاں بھجوا دیا۔ انہوں نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ ابن راشد نیلے رنگ کی کار میں اپنی کوٹھی میں داخل ہوا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور خود ہی کار ڈرائیو کر کے آیا ہے"...... ڈگلس نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ مجھے باہر مل لیں"...... کرنل پائیک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے اس کے آفس انچارج کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کار تیار کراؤ اور کیپٹن ہیرالڈ کو کہو کہ وہ پورچ میں پہنچ جائے۔ اس نے میرے ساتھ جانا ہے"...... کرنل پائیک نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل پائیک نے رسیور رکھا اور پھر چند لمحوں بعد وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

عمران اور اس کے ساتھی اس وقت ریڈ ایگلز کے ایک خفیہ اڈے میں موجود تھے۔ ابو اسحاق نے واقعی انتہائی ذہانت سے پر پلان کے تحت انہیں برفیا ہسپتال سے نکالا تھا۔ وہ خود پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری کے روپ میں وی وی آئی پی ایمبولینس سمیت وہاں پہنچا تھا اور پھر اس کے حکم پر انہیں ایک خفیہ راستے سے سٹریچر پر ڈال کر ہسپتال کے مین گیٹ پر پہنچا دیا گیا جہاں وہ وی وی آئی پی ایمبولینس میں سوار ہو کر ایک کاروباری پلازہ میں پہنچے اور پھر وہاں سے ابو اسحاق کے نائب ابن راشد نے ان کا چارج سنبھال لیا اور انہیں ایک عام سی ایمبولینس کے ذریعے وہاں سے نکالا گیا اور تل ابیب کے نواحی علاقے مشروم لے جایا گیا جہاں ایک ویران علاقے میں ایمبولینس روکی گئی اور پھر وہاں سے ریڈ ایگلز کے خاص آدمیوں نے سٹریچر اٹھائے اور پیدل انہیں اس خفیہ اڈے پر پہنچایا گیا جہاں

ابو اسحاق پہلے سے موجود تھا جس نے انہیں بتایا کہ وہ بال بال بچے ہیں کیونکہ کرنل ڈیوڈ چند لمحوں بعد ہسپتال کے اس کمرے تک پہنچ گیا تھا جہاں وہ موجود تھے۔ اگر انہیں دیر ہو جاتی تو وہ اب تک ان کی گولیوں کا شکار ہو چکے ہوتے۔

"پرنس۔ اب آپ یہاں ہر طرح سے محفوظ ہیں اس لئے آپ یہاں دو ہفتے مکمل آرام کریں گے۔ ڈاکٹر یہاں آ کر آپ کو چیک کرتے رہیں گے۔ جب آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائیں گے تو پھر آپ کو اسرائیل سے نکلنے کے انتظامات کئے جائیں گے"...... ابو اسحاق نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم نے یہ بات بتا کر کرنل ڈیوڈ اس کمرے تک پہنچ گیا تھا، مجھے فکر مند کر دیا ہے ابو اسحاق۔ کرنل ڈیوڈ اس قدر ذہین نہیں ہے کہ اس طرح وہ وہاں تک پہنچ سکے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی اس راسٹر کی ہے۔ وہ خاصا ذہین اور فعال آدمی ہے اور دوسری بات یہ کہ ریڈ اتھارٹی اور کرنل پائیک کے بارے میں بھی مجھے تازہ ترین معلومات ملنی چاہئیں کہ وہ اس اڈے سے کس طرح رہا ہوا اور اب تک اس نے کیا کیا کارروائی کی ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ مجھے خود بھی اس بات پر بے حد حیرت ہوئی ہے۔ بہرحال میں معلوم کر لوں گا"...... ابو اسحاق نے کہا اور پھر وہ عمران سے اجازت لے کر واپس چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ہم ان دونوں ایجنسیوں کے خاتمے کے لئے کام کریں کیونکہ اگر ہم اس طرح چھپتے رہے تو ایک نہ ایک روز یہ لوگ ہمیں ڈھونڈ نکالیں گے"۔ صفدر نے کہا۔

"میں خود یہی سوچ رہا ہوں کہ جی پی فائیو کے راسٹر اور ریڈ اتھارٹی کے کرنل پائیک دونوں کو اس انداز میں الجھایا جائے کہ ہمیں دو ہفتے مل جائیں"...... عمران نے کہا۔

"الجھانے کا کیا مطلب۔ اس کرنل پائیک کو تم نے خود چھوڑ دیا ہے ورنہ ایک گولی اس کا خاتمہ کر دیتی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال تھا کہ وہ اس طرح بندھا ہوا وہاں رہے گا اور ہم مشن مکمل کر کے پھر اس کی مدد سے اسرائیل سے نکل جائیں گے۔ ریڈ اتھارٹی کا مطلب یہی ہے کہ اسرائیل کی سب سے بااختیار اتھارٹی اور وہ لامحالہ اپنی تنظیم کو ٹوٹنے سے بچانے کے لئے اور اپنی جان کو محفوظ رکھنے کے لئے خاموشی سے ہمیں اسرائیل سے باہر نکال دیتا لیکن وہاں حالات اس قسم کے ہو گئے کہ اس پلاننگ پر عمل نہ ہو سکا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ کا مطلب ہے کہ آپ سارا بوجھ کرنل ڈیوڈ اور جی پی فائیو پر ڈال کر ریڈ اتھارٹی اور کرنل پائیک کو صاف بچانا چاہتے تھے تاکہ اس طرح کرنل پائیک اپنی عزت بچانے کی خاطر ہمیں اسرائیل

سے باہر نکالنے پر مجبور ہو جاتا"...... صفدر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ اسرائیل سے واپسی ہمیشہ ہمارے لئے مسئلہ بن جاتی ہے اس لئے میں اس کی پلاننگ ہمیشہ پہلے کرتا ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جب تک تم کسی بات کی وضاحت نہیں کرتے تو مجھے یوں محسوس ہوتا کہ تم دنیا کے احمق ترین انسان ہو۔ لیکن جب تم کسی بات کی وضاحت کرتے ہو تو پھر مجھے محسوس ہوتا ہے کہ احمق ہم ہیں تم دنیا کے عقلمند ترین انسان ہو"...... تنویر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آخر کیا بات ہے۔ مجھے بیک وقت احمق اور عقلمند انسان کا خطاب مل رہا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جب تک تم نے وضاحت نہیں کی میں سمجھتا تھا کہ تم نے کرنل پائیک کو زندہ چھوڑ کر انتہائی حماقت کی ہے لیکن اب جب تم نے وضاحت کی ہے تو اب مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ میں احمق اور تم عقلمند ہو۔ اتنی دور کی بات اتنا پہلے سوچ لیتے ہو"...... تنویر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا اور سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔

"مطلب ہے کہ تم اپنے آپ کو احمق اور مجھے عقلمند کہہ کر اپنا سکوپ بنانا چاہتے ہو اور میرا سکوپ ہمیشہ کے لئے ختم کرانا چاہتے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"...... تنویر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بزرگ لوگ یہی کہتے ہیں کہ عورتیں احمق کو زیادہ پسند کرتی ہیں۔ کیوں جولیا۔ تمہارا کیا خیال ہے"...... عمران نے بات کرتے کرتے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"عورتوں کو بنے بنائے احمق پسند نہیں ہوتے۔ انہیں وہی احمق پسند ہوتے ہیں جو ان کے ہاتھوں احمق بنے ہوں"...... جولیا نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا اور پھر اسی طرح کی باتوں میں نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ اچانک ایک آدمی اندر داخل ہوا۔

"جناب ابو اسحاق صاحب کی کال ہے پرنس"...... اس آدمی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈلیس فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فون پیس پکڑا اور پھر اس کے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور پھر اسے آن کر دیا۔

"ہیلو پرنس سپیکنگ"...... عمران نے کہا۔

"ابو اسحاق بول رہا ہوں پرنس۔ ریڈ اتھارٹی کے چیف کرنل پائیک کو ابن راشد کی رہائش گاہ کے پاس دیکھا گیا ہے اور ابن راشد اپنی رہائش گاہ میں مردہ حالت میں ملا ہے۔ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے۔ اس کی بیوی، بیٹی اور دو ملازم بے ہوش پڑے ملے

ہیں"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"یہ ابن راشد وہی ہیں جو وی وی آئی پی ایمبولینس سے نکال کر ہمیں اس اڈے تک پہنچایا تھا"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ وہی ابن راشد ہے۔ گو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ ابن راشد نے زبان نہ کھولی ہو گی لیکن اس کے باوجود میں آپ کے بارے میں مزید کوئی رسک نہیں لے سکتا اس لئے آپ لوگ تیار ہو جائیں۔ آپ کو ایک بار پھر یہاں سے نکلنا ہو گا اور اس بار یہ سارا کام میں خود ذاتی طور پر کروں گا"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"اب اس کی ضرورت نہیں ہے ابو اسحاق۔ اب میں نے فیصلہ کر لیا کہ کہ بجائے اس طرح چھپتے پھرنے کے ہم ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح پرنس۔ آپ زخمی ہیں اور یہ لوگ پوری فوج کو اس اڈے پر چڑھا دیں گے تو ہمارا یہ اڈا ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"ہاں۔ تمہاری یہ بات درست ہے۔ واقعی تمہارا یہ اڈا محفوظ رہنا چاہئے۔ تم کس نمبر پر ہو میں ابھی تھوڑی دیر بعد تمہیں کال کرتا ہوں"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیئے گئے۔

"اوکے۔ میری کال کا انتظار کرنا"...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس

کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ماسٹر کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر سے بات کراؤ۔ میں لارڈ بول رہا ہوں"...... عمران نے آواز اور لہجہ بدل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"لارڈ۔ کون لارڈ"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تمہارا ماسٹر سمجھ جائے گا۔ تم بات کراؤ"...... عمران نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو ماسٹر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"لارڈ آف یونیورسل بول رہا ہوں ماسٹر"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔

"کیا۔ کیا۔ دوبارہ اپنا نام بتائیں"...... یکلخت دوسری طرف سے بولنے والا پھٹ پڑا۔

"لارڈ آف یونیورسل۔ ویسے اگر تمہیں یہ نام پسند ہے تو بے شک تم رکھ لو۔ میں تو ظاہر ہے ماسٹر نہیں بن سکتا البتہ سٹوڈنٹ ضرور بن جاؤں گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ لارڈ۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ اوہ گاڈ۔ کیا واقعی

تم لارڈ بول رہے ہو یا میرے کان بج رہے ہیں"...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"تل ابیب سے بول رہا ہوں اور حقیقت میں بول رہا ہوں لیکن کچھ لوگ نہیں چاہتے کہ میں بول سکوں۔ تمہارا کیا خیال ہے"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ لارڈ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ماسٹر کی زندگی میں کوئی ایسا سوچ بھی سکے۔ کہاں ہو تم۔ مجھے بتاؤ پھر میں دیکھوں گا کہ کون تمہیں بولنے سے روک سکتا ہے"...... ماسٹر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"سوچ لو۔ ایسا نہ ہو کہ ریڈ اتھارٹی کو دیکھتے ہی تم خود بھی بولنا چھوڑ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ تم ماسٹر کو کیا سمجھتے ہو لارڈ۔ ماسٹر خود ریڈ اتھارٹی ہے۔ تم مجھے اپنی جگہ بتاؤ ایک بار۔ پھر دیکھو میں کیا کرتا ہوں"...... ماسٹر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تم کوئی ایسی جگہ بتا دو جہاں ہم دو ہفتوں تک ریڈ اتھارٹی سے بچ کر گزار سکیں۔ ہم وہاں پہنچ جائیں گے پھر مزید بات ہو گی لیکن یہ خیال رکھنا کہ اس جگہ کے بارے میں سوائے تمہاری ذات کے اور کسی کو اس کا علم نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

"تم لوگ کتنی تعداد میں ہو لارڈ"...... ماسٹر نے پوچھا۔

"میں اور میرا ایک ساتھی شدید زخمی ہیں جبکہ ہمارے ساتھ تین

اور افراد ہیں۔ ہم اس وقت ریڈ ایگلز کے ایک خفیہ اڈے پر ہیں لیکن مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ ریڈ اتھارٹی نے اس اڈے کا سراغ لگا لیا ہے۔ شاید ریڈ ایگلز میں کوئی مخبر موجود ہے اس لئے اس بار میں نے ریڈ ایگلز کی بجائے ماسٹر کو آزمانے کا فیصلہ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ پھر یقیناً یہ ساری معلومات اس کلارک نے ریڈ اتھارٹی کو دی ہوں گی۔ بہرحال تم ایسا کرو کہ ساحل سمندر پر سیون سکائی نام کے ایک ہوٹل کے عقبی طرف پہنچ جاؤ وہاں ایک آدمی تمہارا منتظر ہو گا اس آدمی کا نام کارس ہے تم نے اسے لارڈ آف یونیورسل کا حوالہ دینا ہے اس کے بعد وہ تمہیں اس جگہ پہنچا دے گا جس کا علم کسی کو بھی نہیں ہے"...... ماسٹر نے کہا۔

"اس آدمی کو تو علم ہو گا جو ہمیں وہاں پہنچائے گا"...... عمران نے کہا۔

"وہ میرا خاص آدمی ہے اس کی فکر مت کرو"...... ماسٹر نے کہا۔

"اوکے شکریہ۔ ہم جلد ہی وہاں پہنچ جائیں گے۔ گڈ بائی"۔ عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر ابو اسحاق کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ابو اسحاق کی آواز سنائی دی۔

"پرنس بول رہا ہوں ابو اسحاق"...... عمران نے کہا۔

"یس پرنس۔ پھر کیا پروگرام ہے"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"ساحل سمندر پر سیون سکائی نامی ایک ہوٹل ہے۔ ہم نے وہاں پہنچنا ہے تم صرف اتنا کرو کہ اپنے آدمیوں سے ہمیں ایک سٹیشن ویگن دلوا دو۔ یہ سٹیشن ویگن تمہیں واپس مل جائے گی"...... عمران نے کہا۔

"لیکن تم اور تمہارا ساتھی شدید زخمی ہیں۔ ایمبولینس کے بغیر تم حرکت کیسے کر سکو گے"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت پورے تل ابیب میں سب سے زیادہ ایمبولینسوں کی ہی چیکنگ کی جا رہی ہے۔ اب کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ہم سٹیشن ویگن استعمال کر سکتے ہیں اور ہمارے جانے کے بعد تم یہ اڈا بند کر دینا۔ ایسا نہ ہو کہ ہمیں یہاں نہ پا کر وہ تمہارے آدمیوں سے انتقام لینا شروع کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"اس کی فکر مت کرو۔ مجھے صرف تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی فکر ہے۔ اڈا تو اس طرح کلوز کر دیا جائے گا کہ وہ لاکھ سر مارتے رہیں اڈے کو ٹریس ہی نہ کر سکیں گے لیکن تم نے یہ پروگرام کیا بنایا ہے"...... ابو اسحاق نے پوچھا۔

"کسی کلارک کو جانتے ہو"...... عمران نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کر دیا۔

"کلارک۔ کون کلارک۔ کیا کاسٹیوم کلب والا کلارک"۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"کاسٹیوم کلب والا کلارک کیا کام کرتا ہے"...... عمران نے

پوچھا۔

"اعلیٰ پیمانے پر مخبری کا دھندہ کرتا ہے لیکن تم نے اس کا نام کیوں لیا ہے"...... ابو اسحاق نے حیران ہو کر کہا۔

"پھر وہی ہو گا۔ اس نے تمہارے اور ہمارے بارے میں ریڈ اتھارٹی کو مخبری کی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"تمہیں کیسے پتہ چلا ہے"...... ابو اسحاق نے کہا۔

"اس بات کو چھوڑو ابو اسحاق۔ تم بعد میں اپنے طور پر پتہ کرا لینا۔ فی الحال ہمیں ایک سٹیشن ویگن دلوا دو"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی انتظام ہو جاتا ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون آف کر دیا۔

راسٹر جیپ دوڑاتا ہوا تل ابیب کی ایک معروف شاہراہ پر آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ وہ اس وقت جیپ میں اکیلا تھا۔ جب سے عمران اور اس کے ساتھی برفیا ہسپتال سے وی وی آئی پی ایمبولینس کے ذریعے غائب ہوئے تھے راسٹر اکیلا ہی انہیں تلاش کرنے میں مصروف تھا۔ اس نے ایک لحاظ سے پورا تل ابیب چھان مارا تھا لیکن اسے نہ ہی کہیں وہ وی وی آئی پی ایمبولینس نظر آئی تھی اور نہ ہی کسی نے اس کے متعلق کچھ بتایا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ہے لیکن راسٹر نے ہمت نہ ہاری تھی۔ اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس انداز میں غائب ہو جانے کو اپنے لئے چیلنج بنا لیا تھا کیونکہ یہ لوگ اس وقت غائب ہوئے تھے جب وہ خود ان کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس وقت وہ جیپ دوڑاتا تل ابیب کے سب سے بدنام کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کلب کا نام ریڈ کاکس کلب تھا۔ اس کا مالک ایک حبشی نژاد یہودی تھا جس کا نام

شانگ تھا۔ شانگ تل ابیب کی زیر زمین دنیا کا سب سے بدنام آدمی سمجھا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ اسرائیل میں ہونے والے ہر بڑے جرم کے پیچھے شانگ موجود ہوتا ہے۔ وہ ہر قسم کی سمگلنگ میں ملوث تھا اور اس کے پاس پیشہ ور قاتلوں کا ایک بڑا گروہ بھی تھا اور غنڈوں اور بدمعاشوں کے ایک جتھے کا بھی وہ سردار تھا۔ اس کے آدمی سفاکی اور ظلم میں انتہائی بدنام تھے۔ یہی وجہ تھی کہ زیر زمین دنیا میں شانگ اور اس کے مرکزی کلب ریڈ کاکس کا نام دہشت کا نشان بن چکا تھا۔ ریڈ کاکس دراصل تل ابیب کا سب سے بڑا جوا خانہ تھا اور حیرت انگیز بات یہ تھی کہ ریڈ کاکس کلب میں تل ابیب کے انتہائی معزز افراد کروڑوں کا جوا کھیلتے تھے اور شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ ریڈ کاکس کلب میں نہ ہی کوئی بے ایمانی ہوتی تھی اور نہ ہی کسی کو بے ایمانی کرنے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہاں ہر قسم کا دنگا فساد بھی سختی سے ممنوع تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہاں لوگ اپنے آپ کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھتے تھے۔ شانگ کے آدمی جو کچھ بھی کرتے تھے ریڈ کاکس سے باہر کرتے تھے۔ ریڈ کاکس میں بڑے سے بڑا ہتھ چھٹ اور بڑے سے بڑا بدمعاش بھی بھیگی بلی بنا نظر آتا تھا کیونکہ وہاں کسی سے کوئی رعایت نہ کی جاتی تھی اور پلک جھپکنے میں گولیاں نہ صرف اس آدمی کے سینے سے پار ہو جاتی تھیں بلکہ اس آدمی کی لاش بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غائب ہو جاتی تھی۔ چونکہ ریڈ کاکس میں جوا کھیلنے کا حکومت سے باقاعدہ لائسنس لیا گیا تھا اور وہاں

سے حکومت یا پولیس کو آج تک کسی قسم کی کوئی شکایت نہ ملی تھی اس لئے ریڈ کاکس میں پولیس سرے سے داخل ہی نہ ہوتی تھی اور ویسے بھی پولیس کے اعلیٰ حکام کے ساتھ شانگ کے تعلقات بے حد گہرے اور وسیع تھے اس لئے پولیس اس کی کارروائیوں کی طرف سے آنکھیں بند کئے رکھتی تھی۔ راسٹر کے بھی شانگ سے خاصے پرانے تعلقات تھے اور راسٹر جب سرحدی ایجنسی میں تھا تو اس نے کئی بار شانگ کی سمگلنگ پارٹیوں کو چھوٹ دی تھی اس لئے شانگ اس کی کافی عزت کرتا تھا لیکن راسٹر اور شانگ کی ملاقات بے حد کم ہوتی تھی کیونکہ دونوں کا دائرہ کار قطعی مختلف تھا۔ اس بار راسٹر جب عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے میں بری طرح ناکام ہو گیا تو اس نے اس بارے میں شانگ سے مدد لینے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شانگ اگر چاہے تو وہ پاتال میں سے بھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو کھینچ کر لا سکتا ہے۔ اس کے آدمیوں کا جال ہر جگہ پھیلا ہوا تھا حتیٰ کہ فلسطینی تنظیموں میں بھی اس کے آدمی شامل تھے۔ یہ اور بات تھی کہ شانگ کبھی سیاست میں نہ آیا تھا۔ اس کا فیلڈ صرف اور صرف جرائم ہی تھا اس لئے اس کے آدمی بھی صرف جرائم کی حد تک ہی محدود رہتے تھے اور شاید یہی وجہ تھی کہ کسی تنظیم نے بھی آج تک شانگ یا اس کے آدمیوں کے خلاف کوئی برملا کارروائی نہیں کی تھی۔ ریڈ کاکس کلب تل ابیب کے جنوبی علاقے میں واقع تھا۔ یہ ایک ایکڑ رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ اس کی

عمارت چار منزلہ تھی۔ یہ پہلے ایک کافی بڑا اور مشہور ہوٹل تھا لیکن پھر شانگ نے اسے خرید لیا اور یہاں کلب اور جواخانہ قائم کر لیا۔ شانگ خود بھی اس کلب کے عقبی حصے میں علیحدہ بنی ہوئی رہائش گاہ میں رہتا تھا۔ راسٹر کی جیپ تھوڑی دیر بعد ریڈ کاکس کلب کے کمپاؤنڈ میں مڑی اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھتی چلی گئی جہاں جدید اور نئے ماڈل کی بڑی بڑی کاروں کا سیلاب سا آیا ہوا تھا۔ یہ ان لوگوں کی کاریں تھیں جو ریڈ کاکس میں بھاری جوا کھیلنے اور منشیات وغیرہ کے استعمال کے سلسلے میں آئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں انسانی عیاشی کا ہر وہ سامان بھی میسر تھا جن کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ ریڈ کاکس ہر لحاظ سے محفوظ سمجھا جاتا تھا اس لئے یہاں ہر وہ عیاشی ہوتی تھی جس کے بارے میں ریڈ کاکس سے باہر کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ راسٹر نے اپنی جیپ ایک سائیڈ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا مین ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چونکہ یہاں کسی کار کے چوری ہونے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے یہاں پارکنگ ٹکٹیں یا ٹوکن وغیرہ کا بھی کوئی تصور نہ تھا بلکہ یہاں تو لوگ اپنی گاڑی کو لاک کرنا بھی فضول ہی سمجھتے تھے۔ راسٹر مین گیٹ میں داخل ہو کر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ایک طرف بنے ہوئے بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں چار خوبصورت اور نوجوان مقامی لڑکیاں موجود تھیں۔ یہ کاؤنٹر صرف پیغامات وصول کرنے اور یہاں موجود لوگوں تک ان کے پیغامات پہنچانے تک ہی محدود تھا یا پھر جو

لوگ باہر کسی کو فون کرنا چاہتے تھے وہ اس کاؤنٹر کا رخ کرتے تھے اس لئے اس کاؤنٹر پر رش نہ تھا۔ کاؤنٹر کے پیچھے موجود لڑکیاں فون سامنے رکھے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھیں۔ ہال میں ہر طبقے کی عورتیں اور مرد موجود تھے اور منشیات کھلے عام استعمال کی جا رہی تھی۔ راسٹر جب کاؤنٹر پر پہنچا تو ایک لڑکی نے حیرت بھرے انداز میں اسے دیکھا۔

"یس۔ کیا پرابلم ہے آپ کو"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں راسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی ایک پرابلم ہو تو بتاؤں۔ سب سے بڑا پرابلم یہ ہے کہ میرا نام راسٹر ہے۔ دوسرا پرابلم یہ ہے کہ میں نے شانگ سے ملنا ہے اور تیسرا اور بڑا اور انتہائی خطرناک پرابلم یہ ہے کہ شانگ میرا دوست ہے"...... راسٹر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

"چیف شانگ آپ کا کیا سب کا دوست ہے لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ جو بھی اس کا دوست ہو وہ اس سے ضرور ملے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو ظاہر ہے نہیں ملنا چاہے گا لیکن پرابلم یہ ہے کہ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں"...... راسٹر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سوری مسٹر راسٹر۔ چیف شانگ سے ملاقات ناممکن ہے۔ آپ تشریف لے جا سکتے ہیں اور یہ بھی سن لیں کہ اگر آپ نے مزید اصرار

کیا تو پھر چیف شانگ کی بجائے آپ کی ملاقات موت کے فرشتے سے ہی ہو سکتی ہے"...... لڑکی نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

"دیکھو لڑکی۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم خوبصورت بھی ہو اور جوان بھی اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ تم یہاں ریڈ کاکس میں موجود ہو لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم شانگ کے دوست راسٹر کو اس طرح موت کے فرشتے کی آمد کی دھمکیاں دینا شروع کر دو۔ اگر تم میں شانگ سے بات کرنے کا حوصلہ نہیں ہے تو کسی اور آدمی سے میری بات کرا دو"...... راسٹر نے اس بار قدرے سرد لہجے میں کہا تو لڑکی نے ایک طرف کھڑے نوجوان کو اشارے سے بلایا۔

"یس مس"۔ اس نوجوان نے قریب آکر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ان صاحب کو اسسٹنٹ مینجر راسکو سے ملوا دو۔ وہ خود ہی انہیں ڈیل کر لیں گے"۔ لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئیے جناب"...... نوجوان نے راسٹر سے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر وہ سائیڈ کی راہداری کی طرف مڑ گیا۔

"اس عنایت کا بے حد شکریہ۔ ویسے تمہارا نام کیا ہے تاکہ میں شانگ سے تمہاری تعریف کر سکوں اور اگر تم قبول کرو تو تمہیں شام کو کسی اچھے سے ہوٹل میں ڈنر بھی کرا سکوں"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام لزا ہے"...... لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا تو راسٹر تھینک یو کہہ کر اس راہداری کی طرف مڑ گیا لیکن اب اس لڑکی سے

بات کرنے کے بعد اسے خیال آرہا تھا کہ اس کی سٹینو جوڈی جس کے لئے اس نے ہوٹل میں ڈنر کے لئے سیٹیں بک کرائی تھیں اور اس نے خود بھی وہاں جانا تھا کہ اچانک اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کی ریڈ میزائل اڈے میں داخل ہونے کی اطلاع ملی تھی ظاہر ہے جوڈی اس سے سخت ناراض ہو گی لیکن راسٹر جانتا تھا کہ جوڈی کو جب ان حالات کا علم ہوا ہو گا تو اسے اس کی مجبوریاں سمجھ میں آگئی ہوں گی اس لئے وہ ناراض نہیں ہو گی۔ یہ سب کچھ سوچتا ہوا وہ راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا جس کے باہر ایک مشین گن سے مسلح آدمی کھڑا تھا۔ اس کی رہنمائی کرنے والا نوجوان دروازے کے قریب جا کر رک گیا تھا اور اس مسلح آدمی سے بات کرنے لگا۔

"آپ یہاں ٹھہریں۔ میں باس سے بات کرتا ہوں کہ وہ آپ سے ملاقات کرنا بھی چاہتے ہیں یا نہیں"...... اس مسلح آدمی نے راسٹر کے قریب پہنچنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"باس سے تمہارا مطلب شانگ ہے یا کوئی اور"...... راسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"باس سے میرا مطلب اسسٹنٹ مینجر راسکو ہے"...... اس مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ دروازہ کھول کر تیزی سے اندر داخل ہوا تو راسٹر بھی اس کے پیچھے قدم بڑھاتا ہوا اندر داخل ہو گیا جبکہ اس کی رہنمائی کرنے والا نوجوان پہلے ہی واپس جا چکا تھا۔

"باس"...... مسلح آدمی نے اندر داخل ہو کر ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ تو یہ تم ہو راسکو"...... راسٹر نے اندر داخل ہوتے ہوئے اس نوجوان کو دیکھتے ہی چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ راسکو کو اچھی طرح جانتا تھا۔ راسکو سرحدی ایجنسی میں اس کا ماتحت رہا تھا پھر اس نے سروس چھوڑ دی تھی اور اب اتنے عرصے بعد راسٹر نے اسے اس روپ میں دیکھا تھا۔

"آپ جناب۔ آپ اور یہاں"...... راسکو نے اٹھ کر تیزی سے سائیڈ سے نکلتے ہوئے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا تو مسلح آدمی جو شاید راسٹر کے اس طرح بغیر اجازت اندر آنے پر غصے سے اسے کچھ کہنا چاہتا تھا یکلخت تیزی سے پلٹا اور پھر اسی تیزی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ ظاہر ہے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اب معاملات کچھ اور ہو چکے ہیں۔

"مجھے تمہیں یہاں دیکھ کر حیرت ہو رہی ہے راسکو۔ کب سے ہو یہاں"...... راسٹر نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے دو سال ہو گئے ہیں یہاں کام کرتے ہوئے جناب۔ آیئے تشریف رکھیں۔ آپ یہاں کیسے آگئے"...... راسکو نے کہا۔

"شانگ میرا گہرا دوست ہے اور مجھے شانگ سے ملنا ہے ابھی اور اسی وقت"...... راسٹر نے ایک صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بات کرتا ہوں"...... راسکو نے کہا اور جلدی سے میز پر

پڑے ہوئے ایک انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"سر۔ میں راسکو بول رہا ہوں اپنے آفس سے۔ جناب راسٹر یہاں آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں سرحدی ایجنسی کے"۔ راسکو نے آخر میں راسٹر کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"میں اب جی پی فائیو کا سیکنڈ چیف ہوں"...... راسٹر نے راسکو کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وہ جناب اب جی پی فائیو کے سیکنڈ چیف ہیں جناب"۔ راسکو نے کہا۔

"یس سر"...... راسکو نے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد رسیور راسٹر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"لیجئے آپ خود باس سے بات کر لیجئے"...... راسکو نے کہا۔

"ہیلو۔ میں راسٹر بول رہا ہوں"...... راسٹر نے رسیور لے کر اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"راسٹر تم اور یہاں ریڈ کاکس میں۔ خیریت۔ مجھے پہلے فون کر دیا ہوتا"...... دوسری طرف سے شانگ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"اب بھی فون ہی کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ کیا تمہارے پاس ملاقات کے لئے وقت ہے یا مجھے سال دو سال انتظار کرنا پڑے گا"۔ راسٹر نے کہا۔

"تمہارے لئے تو ہر وقت حاضر ہوں راسٹر۔ رسیور راسکو کو دو"۔

دوسری طرف سے شانگ نے ہنستے ہوئے کہا تو راسٹر نے رسیور راسکو کو دے دیا۔

"یس سر"...... راسکو نے کہا اور پھر وہ دوسری طرف سے بات سنتا رہا۔

"یس سر"...... راسکو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آیئے جناب۔ میرے ساتھ آیئے"...... راسکو نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ راسٹر صوفے سے اٹھ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کلب کے نیچے تہہ خانے میں بنے ہوئے ایک انتہائی وسیع آفس میں پہنچ گیا۔ آفس کو انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ وہاں ادھیڑ عمر لیکن سخت چہرے والا شانگ موجود تھا۔ اس نے بڑے دوستانہ انداز میں راسٹر کا استقبال کیا۔ راسکو اسے آفس تک پہنچا کر واپس جا چکا تھا۔

"بیٹھو راسٹر اور مجھے بتاؤ کہ میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں"۔ رسمی فقروں کی ادائیگی کے بعد شانگ نے پوچھا۔

"مجھے ایک عورت اور چار مردوں کی تلاش ہے جن میں سے دو مرد شدید زخمی ہیں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں اور ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے"...... راسٹر نے کہا تو شانگ بے اختیار چونک پڑا۔

"پاکیشیائی اور یہاں تل ابیب میں"...... شانگ نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے اصل حلیوں میں ہوں"۔ راسٹر نے جواب دیا۔

"لیکن ان کے بارے میں مزید تفصیلات کیا ہیں ورنہ اس طرح ایک عورت اور چار مردوں کو تل ابیب میں کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے"۔ شانگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو راسٹر نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے کرنل ڈیوڈ کے میک اپ میں ریڈ میزائل اڈے میں داخل ہونے سے لے کر ابو سلیمان کے فارم اور پھر برفیا ہسپتال پہنچنے اور وہاں سے غائب ہونے کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ان کی پشت پر یہاں کوئی مقامی تنظیم ہے"۔ شانگ نے کہا۔

"ہاں۔ ایگلز ان کی پشت پر ہے"...... راسٹر نے جواب دیا تو شانگ بے اختیار چونک پڑا۔

"تم انہیں تلاش کر کے کیا کرنا چاہتے ہو"...... شانگ نے پوچھا۔

"انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہوں اور کیا میں نے ان کا اچار ڈالنا ہے"۔ راسٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارا یہ کام میں کر دوں تو کیسا رہے گا"...... شانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ تم براہ راست سامنے مت آؤ۔ یہ حکومتوں کا معاملہ ہے اسے سرکاری ایجنسیوں تک ہی محدود رہنے دو ورنہ ہو سکتا ہے کہ تم

اور تمہارے آدمی کسی بڑی مشکل میں پھنس جائیں"...... راسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم ماسٹر کو جانتے ہو"...... شانگ نے کہا۔

"ماسٹر۔ کون ماسٹر"...... راسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"ماسٹر کلب کا ماسٹر"...... شانگ نے کہا۔

"کلب کا نام تو سنا ہوا ہے لیکن تم کیوں پوچھ رہے ہو"۔ راسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ایک منٹ۔ میں کنفرم کر لوں پھر بات کرتا ہوں"۔ شانگ نے کہا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے اس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر کلب کے ماسٹر سے میری بات کراؤ"...... شانگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"کچھ بتاؤ تو سہی کہ کیا معاملہ ہے۔ کون ہے یہ ماسٹر اور اس کا ان ایجنٹوں سے کیا تعلق ہے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے"...... راسٹر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"چند لمحے صبر کرو ابھی سب کچھ سامنے آ جائے گا"۔ شانگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو پھر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دو تاکہ میں یہ بات چیت سن سکوں"...... راسٹر نے کہا اور اسی لمحے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو

شانگ نے رسیور اٹھانے کے ساتھ ساتھ دوسرے ہاتھ سے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"یس"...... شانگ نے کہا۔

"ماسٹر لائن پر ہیں جناب۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو ماسٹر۔ میں شانگ بول رہا ہوں"...... شانگ نے کہا۔

"کیا بات ہے شانگ۔ آج کیسے ماسٹر یاد آ گیا تمہیں"۔ دوسری طرف سے ایک بے تکلفانہ سی آواز سنائی دی اور راسٹر سمجھ گیا کہ ان دونوں کے درمیان خاصی بے تکلفی ہے۔

"ماسٹر تمہارا تعلق ایسے لوگوں سے رہتا ہے جو غیر ملکی ایجنٹوں کی یہاں مدد کرتے ہیں۔ مجھے چند غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں معلوم کرنا ہے۔ کیا تم میرا یہ کام کر سکتے ہو"...... شانگ نے کہا۔

"غیر ملکی ایجنٹ۔ کیا مطلب۔ یہ تم کس چکر میں پڑ گئے ہو"۔ ماسٹر نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے ایک دوست نے فرمائش کی ہے اور میں اس کی فرمائش پوری کرنا چاہتا ہوں"...... شانگ نے کہا۔

"کیا تفصیل ہے ان ایجنٹوں کے متعلق"...... ماسٹر نے پوچھا۔

"یہ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ایک گروپ ہے اور یہ پاکیشیائی ہیں لیکن انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو شدید زخمی ہیں۔ یہ برفیا ہسپتال سے فرار ہوئے

ہیں"...... شانگ نے کہا۔

"اور کچھ۔اب اتنی سی تفصیل سے تو معلوم نہیں کیا جا سکتا"۔ ماسٹر نے کہا۔

"بس مجھے اتنا ہی معلوم ہے"...... شانگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اپنے آدمیوں کو کہہ دیتا ہوں جیسے ہی مجھے کوئی اطلاع ملی میں تمہیں بتا دوں گا"...... ماسٹر نے جواب دیا۔

"بے حد شکریہ"...... شانگ نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

"تمہاری مسکراہٹ بتا رہی ہے شانگ کہ معاملہ دراصل کچھ اور ہے"...... راسٹر نے کہا تو شانگ بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہاں۔اب میں کنفرم ہو گیا ہوں۔سنو راسٹر تمہارے مطلوبہ آدمی اصل میں ماسٹر کی پناہ میں ہیں۔ماسٹر کا ایک خاص آدمی کارس ہے وہ میرا بھی آدمی ہے مجھے اس سے انتہائی ضروری کام تھا۔میں نے اس سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے بتایا کہ وہ بندرگاہ پر ہوٹل سیون سکائی جا رہا ہے۔وہاں اس نے ماسٹر کے چند آدمیوں کو ایک خفیہ پناہ گاہ میں پہنچانا ہے۔وہاں سے فارغ ہو کر وہ میرا کام کرے گا۔میرے تفصیل پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اسے خود تفصیل کا علم نہیں ہے بس اتنا معلوم ہے کہ ان میں ایک کا نام لارڈ آف یونیورسل ہے اور یہ گروپ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے جن میں سے دو افراد زخمی ہیں۔بہرحال چونکہ مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہ تھی

اس لئے میں نے مزید کوئی بات نہ کی لیکن اب جب تم نے یہی نشانیاں بتائیں تو مجھے سب کچھ یاد آگیا اس لئے میں نے ماسٹر کو کال کیا تو ماسٹر نے جس انداز میں جواب دیا ہے اس سے میں کنفرم ہو گیا ہوں اور دوسری بات یہ کہ اب جبکہ تم ان کا خاتمہ کرو گے تو ماسٹر مجھے کوئی شکایت نہ کر سکے گا اس لئے میں نے تم سے کہا تھا کہ اگر تم چاہو تو تمہارا یہ کام میرے آدمی کر دیں"...... شانگ نے کہا۔

"لیکن یہ لوگ اس وقت کہاں ہیں"...... راسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے"...... شانگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور ساتھ ہی فون پیس کے نیچے لگا ہوا بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کارس جہاں بھی ہو اسے تلاش کر کے میری بات کراؤ لیکن اس بات چیت کا علم ماسٹر کو نہیں ہونا چاہئے"...... شانگ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور شانگ نے رسیور رکھ دیا۔

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ کہاں ہیں"...... شانگ نے کہا اور راسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

،، کرنل پائیک کی کار جیسے ہی کنگز کالونی میں داخل ہوئی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ کچھ فاصلے پر جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کی جیپ سڑک کی سائیڈ پر موجود تھی اور کرنل ڈیوڈ جیپ کے ساتھ کھڑا ایک کوٹھی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کرنل پائیک نے اپنی جیپ اس کے قریب لے جا کر روک دی تو کرنل ڈیوڈ نے چونک کر جیپ کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کرنل پائیک جیپ سے نیچے اتر آیا۔

"تم یہاں۔ خیریت"...... کرنل پائیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہی بات میں تم سے پوچھنے والا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"سامنے کوٹھی نمبر بارہ میں عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ راسٹر اپنے آدمیوں کے ساتھ انہیں بے ہوش کرنے کے لئے گیا

ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ میں بھی انہی کے لئے یہاں آیا ہوں۔ مجھے بھی اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کنگز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں موجود ہیں"...... کرنل پائیک نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی دور سے راسٹر تیزی سے دوڑتا ہوا ان کی طرف آیا لیکن وہاں کرنل پائیک کو دیکھ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ ویسے اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں کرنل پائیک کو سلام کیا۔

"راسٹر تم بہت اچھے جا رہے ہو۔ مجھے اطلاعات ملتی رہتی ہیں۔ ہاں سناؤ کیا ہوا"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب مجھے یقین ہے کہ کرنل ڈیوڈ صاحب نے آپ کو بتا دیا ہو گا کہ ہم یہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے شکار کے لئے آئے ہیں"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل ڈیوڈ سے بھی پہلے مجھے اطلاع مل چکی تھی اور میں بھی اسی لئے یہاں آیا ہوں۔ یہاں آ کر کرنل ڈیوڈ نے بتایا ہے۔ بہرحال تم بتاؤ کہ کیا کیا ہے تم نے"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ لوگ اندر بے ہوش پڑے ہیں۔ میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ اب اگر آپ حکم دیں تو میں انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں گولیوں سے اڑا دوں"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم نے چیک کر لیا ہے کہ وہ شیطان واقعی بے بس ہو چکے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"یس سر۔ میں خود اندر جا کر چیکنگ کر آیا ہوں"...... راسٹر نے جواب دیا۔

"او کے۔ آؤ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیاں ماروں گا۔ انہوں نے میرے روپ میں اسرائیل کے خلاف کام کر کے اپنی موت کو مقدر بنا لیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"آیئے کرنل پائیک صاحب۔ آپ آ جائیے"...... راسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں چلو"...... کرنل پائیک نے کہا اور پھر وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"آپ کو کیسے اطلاع ملی کہ یہ لوگ یہاں موجود ہیں"...... راسٹر نے پوچھا تو کرنل پائیک بے اختیار مسکرا دیا۔

"برفیا ہسپتال سے یہ نکل کر جہاں پہنچے تھے وہاں سے ریڈ ایگلز کا ایک آدمی ابن راشد ایک خصوصی اڈے پر انہیں لے گیا اور ابن راشد پر تشدد کر کے میں نے اس اڈے کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں اور پھر میں نے اس اڈے پر ریڈ کیا لیکن وہ اڈا خالی پڑا تھا لیکن وہاں قریب ہی ایک آدمی جھاڑیوں کی اوٹ میں چھپا ہوا نظر آ گیا۔ میں نے اسے پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کی تو آخرکار اس نے زبان

کھول دی۔ اس نے بتایا کہ انہیں سٹیشن ویگن میں ڈال کر بندرگاہ پر ہوٹل سیون سکائی ہوٹل کے عقب میں پہنچایا گیا ہے اور پھر ہم نے اس سٹیشن ویگن کو پکڑ لیا لیکن وہ خالی تھی۔ اس کے ڈرائیور نے آخرکار بتایا کہ ان لوگوں کو کنگز کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ میں پہنچایا گیا ہے اور یہ کام ماسٹر کلب کے مالک ماسٹر کے حکم پر کیا گیا ہے۔ چنانچہ میں اس کوٹھی کا جائزہ لینے اکیلا یہاں آیا تھا تاکہ پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد یہاں ریڈ کیا جائے لیکن یہاں کرنل ڈیوڈ اور آپ لوگ پہلے سے موجود تھے"...... کرنل پائیک نے کوٹھی کے پھاٹک تک پہنچتے پہنچتے مختصر طور پر بتا دیا۔

"بہت خوب جناب۔ آپ کی ذہانت اور کام کرنے کا انداز واقعی بے مثال ہے"...... راسٹر نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ پھاٹک پر کھڑا ان کا انتظار کر رہا تھا اور پھر وہ عمارت کے اندر ایک بڑے سے کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئے اچانک سائیڈ کی کھڑکی سے کوئی چیز ان کے قدموں میں گری اور پھر ایک دھماکہ ہوا اور کرنل پائیک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن کو کسی نے انتہائی تیز رفتاری سے گھومتے ہوئے پنکھے کے ساتھ باندھ دیا ہو۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں کرنل ڈیوڈ اور راسٹر کی عجیب سی آوازیں پڑیں اور پھر سب کچھ جیسے تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی چمکتی ہے اسی طرح کرنل پائیک کے تاریک ذہن میں بھی روشنی نمودار ہوئی اور پھر یہ روشنی آہستہ آہستہ پھیلتی چلی گئی۔ کرنل

پائیک کو ہوش آیا تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ اس کا جسم ایک کرسی پر نائیلون کی باریک رسیوں سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے نظریں گھمائیں تو ساتھ ہی دو کرسیوں پر راسڑ اور کرنل ڈیوڈ بھی اسی طرح بندھے ہوئے بیٹھے تھے اور ان کے جسموں میں بھی حرکت کے تاثرات موجود تھے۔ حرکت کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ بھی ہوش میں آ رہے ہیں۔ کرنل پائیک نے گردن گھمائی اور ادھر ادھر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک نیچی چھت کے تہہ خانے میں موجود ہے۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں ٹک ٹک کی آوازیں پڑیں تو اس نے چونک کر اس طرف دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ کرسیوں سے کچھ فاصلے پر ایک انتہائی طاقتور ٹائم بم رکھا ہوا تھا اور اسی میں سے ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ اور راسڑ دونوں نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

" یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں۔ یہ۔ یہ کیا مطلب "...... کرنل ڈیوڈ کی انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

" ہم بندھے ہوئے ہیں کرنل ڈیوڈ اور سامنے ایک خوفناک ٹائم بم پڑا ہوا ہے جس میں سے ٹک ٹک کی آوازیں سنائی دے رہی ہیں۔ نجانے اس پر کتنا وقت ایڈجسٹ کیا گیا ہے "...... کرنل پائیک نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ خوف کی

شدت سے بگڑتا چلا گیا۔

" اوہ اوہ۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے جلدی کرو انتہائی جلدی "۔ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

" لیکن کس طرح۔ کرسیوں کے پائے تو فرش میں جکڑے ہوئے ہیں اور ہمارے جسم بندھے ہوئے ہیں "...... کرنل پائیک نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک اس تہہ خانے کا دروازہ کھلا اور ایک مقامی نوجوان اندر داخل ہوا۔

" تم۔ تم کون ہو اور یہ ہمیں کس نے باندھا ہے۔ ہمیں کھولو جلدی کرو اور یہ ٹائم بم کس نے رکھا ہے "...... کرنل ڈیوڈ نے اس نوجوان کو اندر آتے دیکھ کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

" کرنل ڈیوڈ۔ تم جی پی فائیو کے چیف ہو اور تمہارے بارے میں کہا جاتا ہے کہ تم فلسطینیوں پر انتہائی بے رحمانہ انداز میں تشدد کرنے کے عادی ہو اور تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ٹارچنگ روم میں فلسطینیوں پر ایسے ایسے ہولناک قسم کے ظلم توڑے جاتے ہیں کہ شاید دشمنوں پر بھی ایسے ایسے ظلم نہ توڑے جائیں اور اب اپنی موت کو سامنے دیکھ کر تم خوف سے پاگل ہو رہے ہو۔ حوصلہ کرو اور بہادروں کی طرح موت کا مقابلہ کرو "...... اس نوجوان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے "...... اس بار کرنل پائیک نے

کہا۔

" میرا نام ابو سلام ہے کرنل پائیک اور میرا تعلق ایک خفیہ فلسطینی تنظیم سے ہے۔ تم لوگوں نے جس کوٹھی پر ریڈ کیا تھا وہاں ہمارے مہمان پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو زخمی موجود تھے۔ جی پی فائیو کے سیکنڈ چیف راسٹر نے شانگ کی مدد سے اس کوٹھی کا سراغ لگایا تھا لیکن شانگ نے حماقت کی کہ اس نے ماسٹر کلب کے ماسٹر کو کال کر کے اس سے بات کی جس پر ماسٹر سمجھ گیا کہ اس کے آدمی کارس نے شانگ کو تفصیل بتا دی ہے کیونکہ ماسٹر کو یہ معلوم تھا کہ کارس شانگ کے لئے کام کرتا ہے اور پھر تمہارے فون کے بعد ماسٹر نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ راسٹر شانگ کے پاس ریڈ کاکس کلب میں موجود ہے لیکن ماسٹر نے فوری طور پر کارروائی کی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو ایک خفیہ راستے سے نکال کر دوسری جگہ پہنچا دیا اور ان کی جگہ یہاں ان کے روپ میں اپنے آدمی پہنچا دیئے جنہیں بے ہوش کر کے چیک کیا گیا۔ ہم چاہتے تو تم سب کو کوٹھی سے باہر ہی گولیوں سے اڑا دیتے کیونکہ تم لوگ ہمارے سامنے ہی وہاں پہنچے تھے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پرنس نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا اور پھر ان کی تجویز کے مطابق تمہیں بے ہوش کیا گیا۔ اس کے بعد تم تینوں کے علاوہ باقی تمہارے سب افراد کو ہلاک کر دیا گیا اور تمہیں وہاں سے نکال کر اس جگہ پہنچا دیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ تم تینوں کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا

کر طویل عرصے تک بے ہوش رکھا گیا۔ تمہیں اب ایک ہفتے بعد ہوش میں لایا گیا ہے۔ اس دوران پاکیشیائی ایجنٹ اسرائیل سے نکل کر قبرص پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور اب ان کی کال آئی ہے کہ تم تینوں کو ہوش میں لا کر سب کچھ بتا دیا جائے تاکہ مرنے سے پہلے تمہیں معلوم ہو جائے کہ تمہاری موت کس وجہ سے اور کن ہاتھوں میں ہوئی ہے۔ ہم چاہتے تو تمہیں گولیوں سے اڑا دیتے لیکن ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ تمہاری موت آسان نہیں ہونی چاہئے اس لئے یہ انتہائی طاقتور بم یہاں رکھ دیا گیا ہے اور اس پر ایک گھنٹے کا وقت لگا دیا گیا ہے جس میں سے دس منٹ گزر چکے ہیں۔ اب پچاس منٹ بعد یہ بم پھٹ جائے گا اور اس کے بعد کیا ہو گا یہ تم بہرحال بہتر جانتے ہو۔ تمہیں اس انداز میں باندھا گیا ہے کہ تم کسی صورت بھی یہاں سے نکل نہیں سکتے۔ یہ عمارت ایک ویران علاقے میں ہے اور خالی ہے اور اب تمہیں سب کچھ بتا کر میں بھی یہاں سے جا رہا ہوں اس لئے ہمیشہ کے لئے الوداع"۔ اس نوجوان نے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔

" ٹھہرو۔ ٹھہرو"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا لیکن نوجوان سنی ان سنی کرتے ہوئے تیزی سے باہر گیا اور اس کے ساتھ ہی دروازہ بند ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ کا چہرہ موت کے خوف سے زرد پڑ گیا تھا۔ راسٹر اور کرنل پائیک دونوں کے چہروں پر بے پناہ سنجیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب ان کے زندہ بچ جانے

کا کوئی چانس باقی نہیں رہا کیونکہ رسیوں کو وہ چیک کر چکے تھے۔ نائیلون کی باریک رسیاں اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ وہ انہیں کسی صورت نہ کھول سکتے تھے اور نہ کسی طرح کاٹ سکتے تھے اور ٹک ٹک کی آوازوں کے ساتھ ہی لمحہ بہ لمحہ یقینی موت ان کی طرف بڑھی چلی آ رہی تھی۔

قبرص کے ایک پرائیویٹ ہسپتال کے ایک بڑے کمرے میں عمران اور کیپٹن شکیل بیڈز پر لیٹے ہوئے تھے جبکہ ان کے باقی ساتھی ان کے ساتھ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ گزرا تھا۔ وہ ایک بحری سمگلر کے انتہائی تیز رفتار اسٹیمر پر اسرائیل سے نکل کر قبرص پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے اور اس ساری کارروائی کا انتظام ماسٹر نے کیا تھا۔ یہاں ہسپتال میں ڈاکٹروں نے ان کا چیک اپ کیا تھا اور ان کے زخموں کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ابھی انہیں ایک ہفتہ تک یہاں آرام کرنا ہو گا اور ڈاکٹروں کی طرف سے یہ رپورٹ سن کر سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ گو اسٹیمر میں عمران اور کیپٹن شکیل کے لئے انتہائی آرام دہ بیڈز کا اہتمام کیا گیا تھا لیکن اس کے باوجود بہرحال بحری سفر کے دوران اسٹیمر کی انتہائی تیز

رفتاری کی وجہ سے ہچکولے تو انہیں مسلسل لگ ہی رہے تھے اور یہ ان ہچکولوں کا اثر تھا کہ عمران اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہروں پر انتہائی تکلیف کے اثرات ابھرتے رہے تھے۔ ان دونوں کو پورے سفر کے دوران یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کے جسموں کو کسی تیز دھار آرے سے جگہ جگہ سے کاٹا جا رہا ہو لیکن یہاں میڈیکل چیک اپ کے بعد جب انہیں بتایا گیا کہ ان کے زخم ٹھیک ہیں تو انہیں واقعی ایسے محسوس ہوا جیسے وہ پل صراط سے صحیح سلامت گزر آئے ہوں کیونکہ اگر ان کے زخموں کے ٹانکے ٹوٹ جاتے تو پھر ان کی حالت کو سنبھالنا تقریباً ناممکن ہو جاتا۔

"کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ آخر کس طرح ہر جگہ پہنچ جاتے تھے۔ پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"کرنل پائیک انتہائی ذہین اور تربیت یافتہ آدمی ہے اور کرنل ڈیوڈ کا نائب راسٹر بھی۔ اس لئے اس بار ہماری واپسی واقعی ایک مسئلہ بن کر رہ گئی تھی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تو بہرحال وہ تینوں ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے اب آئندہ تو ان سے سابقہ نہیں پڑے گا"...... جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اگر یہ تینوں ہلاک ہو جاتے تو ہم اس طرح اطمینان سے تل ابیب سے نہ نکل سکتے تھے"...... عمران نے کہا تو جولیا سمیت سارے ساتھی بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیا انہیں ہلاک نہیں کیا گیا۔ کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ماسٹر تو انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے منع کر دیا تھا"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن کیوں"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"تاکہ تنویر پر ثابت کر سکوں کہ میں احمق ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ تو تم ہو ہی"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ چلو عقلمندی کی وجہ سے سکوپ کو جو خطرہ لاحق ہو گیا تھا وہ تو دور ہوا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا تمہارے ذہن پر تو اثر نہیں ہو گیا"...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"ذہن ہو تو اس پر اثر بھی ہوتا ہے۔ کیوں تنویر"...... عمران نے کہا تو تنویر خلاف معمول بے اختیار ہنس پڑا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تمہارے پاس ذہن ہی نہیں ہے"۔ تنویر نے کہا۔

"یعنی سکوپ مکمل ہو گیا۔ اب بتاؤ جولیا کیا کہتی ہو"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

"مجھے احمق نہیں عقلمند پسند ہیں۔ سمجھے"...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر تنویر بے اختیار چونک پڑا۔ اسے

شاید اب سمجھ آئی تھی کہ عمران اپنے آپ کو احمق کہہ کر کس سکوپ کی بات کر رہا تھا۔

" اوہ۔ پھر تو مجھے وضاحت کرنی پڑے گی تب ہی تنویر مجھے عقلمندی کا سرٹیفکیٹ دے گا"...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

" ویسے عمران صاحب کیا واقعی انہیں زندہ رکھا گیا ہے یا آپ مذاق کر رہے ہیں"...... صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا۔ میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔ ماسٹر کے جس آدمی کارس نے ہمیں کوٹھی پر پہنچایا تھا وہ آدمی ایک اور گینگسٹر شانگ کا بھی خصوصی آدمی تھا اور یہ شانگ راسٹر کا دوست تھا۔ راسٹر نے ہماری تلاش کے لئے اس شانگ سے رابطہ کیا تو اس کارس کی وجہ سے شانگ کو معلوم ہو گیا کہ ہمیں اس کوٹھی میں پہنچایا گیا ہے پھر شانگ نے حماقت کی کہ اس نے ماسٹر سے بات کر لی تاکہ کارس کی بات کی کنفرمیشن ہو سکے۔ گو اس نے کھل کر بات نہ کی تھی لیکن ماسٹر بے حد ذہین آدمی ہے اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا پھر ماسٹر نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ شانگ کے پاس جی پی فائیو کا نمبر ٹو راسٹر موجود ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر ہمیں اس کوٹھی سے نکال کر ایک دوسری محفوظ جگہ پر پہنچا دیا اور ہمارے روپ میں اپنے آدمی وہاں پہنچا دیئے تاکہ انہیں شک نہ ہو اور انہیں قابو کیا جا سکے اور خود اس کوٹھی کی نگرانی شروع کر دی پھر جب اس نے ان کے کور کر

لئے جانے کی تفصیل بتائی تو میں نے اسے ان تینوں کو ہلاک کرنے سے منع کر دیا لیکن اسے کہا کہ انہیں بے ہوش کر کے کسی خفیہ اڈے پر پہنچا دیا جائے اور انہیں اس وقت تک بے ہوش رکھا جائے جب تک ہم اسرائیل سے باہر نکل نہیں جاتے۔ پہلے تو وہ تم لوگوں کی طرح میری بات سن کر حیران ہوا لیکن جب میں نے اسے اپنی بات واضح کر کے بتائی تو وہ بھی میری بات کا قائل ہو گیا اور پھر اس نے ایسا ہی کیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بحری سمگلر کے ذریعے ہمیں فوری طور پر اسرائیل سے نکال کر یہاں قبرص میں پہنچانے کے انتظامات بھی کر دیئے۔ اس طرح ہم بخیر و خوبی اسرائیل سے نکل آنے اور یہاں پہنچنے میں کامیاب ہو گئے"۔ عمران نے کہا۔

" لیکن اصل بات تو تم نے بتائی نہیں کہ انہیں ہلاک نہ کرنے اور بے ہوش کرنے کا کیا فائدہ تھا"...... جولیا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ عقلمند بننا ہی پڑے گا۔ بات یہ ہے کہ کرنل پائیک، راسٹر اور کرنل ڈیوڈ تینوں کو اگر ہلاک کر دیا جاتا تو لامحالہ ان کی لاشیں دستیاب ہو جاتیں اور اس کے بعد ریڈ اتھارٹی اور جی پی فائیو سمیت پورے ملک کی پولیس اور فوج ہمیں تلاش کرنے میں مصروف ہو جاتی اور لامحالہ ہمیں اسرائیل تو کیا تل ابیب سے بھی زندہ نہ نکلنے دیا جاتا جبکہ ان کی گمشدگی کی وجہ سے ان کی ساری توجہ انہیں تلاش کرنے کی طرف مبذول ہو گی اور اس طرح

ہمیں وہاں سے نکل آنے کا موقع مل گیا"...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ واقعی یہ انتہائی گہری بات ہے۔ گڈ شو"...... جولیا نے بے اختیار تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"اب بتاؤ کہ تمہیں عقلمند پسند ہے یا احمق"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"احمق"...... جولیا نے بے اختیار جواب دیا تو کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"مبارک ہو تنویر۔ قرعہ فال تمہارے نام نکل آیا ہے"۔ عمران نے کہا تو کمرہ ایک بار پھر زوردار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"عمران صاحب کیا ہمارے نکل آنے کے بعد ان تینوں کو چھوڑ دیا گیا ہو گا"...... صفدر نے کہا۔

"دیکھو۔ ابھی معلوم ہو جائے گا"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کارڈلیس فون پیس تھا۔

"آپ کی کال ہے لارڈ"...... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا اور فون پیس عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"شکریہ"...... عمران نے کہا۔ لارڈ کے نام سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ کال ماسٹر کی طرف سے ہو گی کیونکہ وہ عمران کو لارڈ آف یونیورسل کے کوڈ نام سے ہی جانتا تھا۔ نوجوان سر ہلاتا ہوا واپس چلا

گیا تو عمران نے فون پیس میں موجود لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے اسے آن کر دیا۔

"یس۔ لارڈ آف یونیورسل بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ماسٹر بول رہا ہوں لارڈ۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے"۔ دوسری طرف سے ماسٹر کی آواز سنائی دی۔

"اللہ تعالیٰ کی رحمت اور تمہاری پرخلوص کوششوں کے نتیجے میں میں اور میرا ساتھی دونوں ہی ٹھیک ہیں۔ تم سناؤ کیا رہا مہمانوں کا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کے حکم کے مطابق کارروائی مکمل کر لی ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا جبکہ عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا ہوا ہے۔ تفصیل سے بتاؤ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کے کہنے کے مطابق انہیں اس وقت تک بے ہوش رکھا گیا جب تک آپ کے قبرص صحیح سلامت پہنچ جانے کی اطلاع نہیں مل گئی۔ پھر انہیں ہوش میں لایا گیا اور ٹائم بم نما گھڑی ان کی کرسیوں کے سامنے رکھ دی گئی اور میرے آدمی نے جا کر انہیں بتا دیا کہ اس پر ایک گھنٹے کا وقت فکسڈ ہے اور دس منٹ گزر چکے ہیں اس کے بعد ان کی جو کیفیت ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے اپنے آپ کو چھڑوانے کی بے حد کوشش کی لیکن ایسا نہ ہو سکا اور پھر

وقت گزرنے سے پہلے کرنل ڈیوڈ تو دہشت کے مارے بے ہوش ہو گیا جبکہ راسٹر اور کرنل پائیک دونوں بے ہوش تو نہیں ہوئے البتہ نیم بے ہوشی کے قریب پہنچ گئے پھر دھماکہ ہوا تو وہ دونوں بھی بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد ہم نے انہیں وہاں سے اسی حالت میں اٹھایا اور لانگ فیلڈ نامی ویران زرعی فارم میں پہنچا دیا اور انہیں بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں۔ اب آپ جو حکم دیں ویسے ہی کر لیا جائے گا"...... ماسٹر نے کہا۔

"اس شانگ کا کیا ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"شانگ کو میرے آدمیوں نے ریڈ کاکس میں گھس کر ہلاک کر دیا ہے۔ گو وہاں میرے بھی چار آدمی ہلاک ہو گئے ہیں لیکن اس شانگ اور اس کے سارے گروپ کا بہرحال خاتمہ ہو گیا ہے اور یہ بھی آپ کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ شاید میں اس شانگ پر ہاتھ ڈالنے کی ہمت نہ کرتا اور اب شانگ کے خاتمے کے بعد اسرائیل کی زیر زمین دنیا میں میرے مقابلے پر کوئی باقی نہیں رہا"...... ماسٹر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے کہ اب کنگ آف انڈر گراؤنڈ ورلڈ تم ہو"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ماسٹر بے اختیار ہنس دیا۔

"ایسے ہی سمجھ لیں اور اس کے لئے میں آپ کا مشکور ہوں"۔ ماسٹر نے کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے ماسٹر۔ تم نے واقعی دوستی کا حق ادا کر

دیا ہے۔ بہرحال اب تمہیں کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں یہاں سے پریذیڈنٹ آف اسرائیل کو فون کر کے اس فارم کے بارے میں اطلاع کر دوں گا اور وہ لوگ وہاں سے دستیاب کر لئے جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن لارڈ کیا انہیں زندہ چھوڑنا ضروری ہے"...... دوسری طرف سے ماسٹر نے کہا۔

"ان کی موت سے زیادہ ان کی زندگی ہمارے لئے فائدہ مند ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے لارڈ۔ یہی بات باوجود سوچنے کے میری سمجھ میں نہیں آ رہی"...... ماسٹر نے کہا۔

"اگر انہیں ہلاک کر دیا گیا تو لامحالہ ان کے ادارے ختم نہیں ہو جائیں گے۔ ان کی جگہ دوسرے آدمی آ جائیں گے اور ہمیں اس کا کوئی فائدہ نہ ہو گا لیکن انہیں اس طرح زندہ چھوڑنے اور پھر صدر کی طرف سے انہیں رہائی ملنے کے بعد نہ صرف حکومت اسرائیل پر ہمارا مزید رعب پڑ جائے گا بلکہ یہ تینوں بھی ذہنی طور پر ہم سے مرعوب رہیں گے اور جو کسی سے مرعوب ہو جائے پھر اس کی کارکردگی ہمارے خلاف وہ نہیں رہے گی جو ہونی چاہئے اس طرح ہم ایک تیر سے دو شکار کر لیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ واقعی آپ بہت گہرائی میں سوچتے ہیں لارڈ"...... ماسٹر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"اس تعریف کا شکریہ۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور فون آف کر کے اس نے اسے دوبارہ آن کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسے چونکہ قبرص سے اسرائیل کا رابطہ نمبر اور تل ابیب کا مخصوص رابطہ نمبر پہلے سے معلوم تھے اس لئے وہ مسلسل نمبر پریس کرتا چلا گیا۔

"پریذیڈنٹ ہاؤس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب سے فوراً میری بات کرائیں ورنہ اسرائیل کو ناقابل تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا۔ پریذیڈنٹ صاحب میرے نام سے واقف ہیں اس لئے آپ انہیں میرا نام بتا دیں"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہولڈ آن کریں میں معلوم کرتی ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو"...... چند لمحوں بعد اسرائیل کے صدر کی بھاری سی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں جناب صدر اور یہ بھی بتا دوں کہ میں قبرص سے بول رہا ہوں اس لئے نمبر ٹریس کرنے کی کوشش فضول رہے گی۔ اب تک آپ کو اس بات کا علم ہو چکا ہو گا کہ پاکیشیا کے جس غدار سائنس دان کو آپ نے سات پردوں میں چھپا رکھا تھا اسے ہم نے غداری کی سزا دے دی ہے اور اب وہ آپ کو پاکیشیا کے ایٹمی

رازوں سے آگاہ نہیں کر سکے گا۔ اس بار آپ نے کرنل پائیک جیسے انتہائی ذہین اور فعال ایجنٹ کو ہمارے مقابل لا کر ہمارے لئے واقعی دشواریاں پیدا کر دی تھیں اور یقیناً اب آپ کو اور آپ کی حکومت کو کرنل پائیک اور کرنل ڈیوڈ کی تلاش ہو گی"۔ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"تم کہنا کیا چاہتے ہو"...... صدر نے انتہائی سپاٹ لہجے میں کہا۔

"میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ چونکہ مجھے کرنل پائیک کی ذہانت پسند آ گئی ہے اور کرنل ڈیوڈ سے تو ویسے ہی ہماری خاصی پرانی آشنائی ہے اس لئے میں نے انہیں باوجود بے بس کر لینے کے ہلاک نہیں کیا۔ کرنل پائیک، کرنل ڈیوڈ اور اس کا نائب راسٹر تینوں اس وقت لانگ فیلڈ کے ویران زرعی فارم میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ آپ انہیں وہاں سے اٹھوا سکتے ہیں۔ یہ میری طرف سے آپ کی حکومت کو تحفہ ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس قدر مشکل سے آپ کو ایک ذہین ایجنٹ ملا ہے اور وہ اتنی جلدی ضائع ہو جائے البتہ اتنا بتا دوں کہ آپ چاہے ریڈ اتھارٹی قائم کر لیں یا بلیک اتھارٹی پاکیشیا کے خلاف آپ کی کوئی اتھارٹی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون آف کر دیا۔

"تمہیں نجانے کیا شوق ہے ایسے دشمن ایجنٹوں کو زندہ چھوڑ دینے کا"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر میں نے اپنے رقیب کو آج تک زندہ چھوڑا ہوا ہے تو یہ تو بیچارے محض ایجنٹ ہی ہیں" ..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو سب ساتھی بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد ناول

لاسکی

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

لاسکی ۔ ایک یورپی ملک اشارم کی سرکاری ایجنسی جس نے پاکیشیا سے ایک قیمتی سائنسی پرزہ چرانے کا فیصلہ کیا ــــ کیوں اور کیسے ــــ ؟

لاسکی ۔ جس کے بین الاقوامی شہرت کے ایجنٹ والٹ اور مورین نے واقعی بغیر کسی رکاوٹ کے اپنا مشن مکمل کر لیا جبکہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس باوجود شدید کوشش کے ان کے مشن میں معمولی سی رکاوٹ بھی نہ ڈال سکے۔ کیوں ــــ ؟

والٹ ۔ بین الاقوامی شہرت یافتہ ایجنٹ جس کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک لمحے کیلئے بھی نہ ٹھہر سکے۔ انتہائی حیرت انگیز اور منفرد کارکردگی۔

مورین ۔ جو پوری دنیا میں مارشل آرٹ کی ماہر سمجھی جاتی تھی اور جو عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے دو دو ہاتھ کرنے کیلئے انتہائی بے چین تھی۔ پھر کیا ہوا ــــ ؟

- وہ لمحہ جب عمران نے والٹ اور مورین کو ان کا مشن خود ہی تحفہ میں دے دیا۔ کیوں؟
- انتہائی حیرت انگیز، دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک منفرد اور یادگار ناول۔

یوسف برادرز ۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ڈارک مشن

مصنف : مظہر کلیم ایم۔اے

● — ایک ایسا مشن جو بیک وقت کامیاب بھی تھا اور ناکام بھی — کیسے —؟

● — ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس نے عمران سے بغاوت کردی۔ کیوں

● — وہ لمحہ — جب جولیا نے ٹیم کی لیڈر شپ سنبھال لی اور عمران کو اپنے ساتھ رکھنے سے انکار کردیا — کیوں —؟

● — وہ لمحہ — جب جولیا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس مشن مکمل کرنے کے قریب پہنچ گئے لیکن پھر انہوں نے ارادہ بدل دیا کیوں — انتہائی حیرت انگیز سچوئیشن۔

● — وہ لمحہ — جب جولیا اور اس کے ساتھیوں نے عمران کی جان بچانے کو مشن پر ترجیح دے دی۔ کیا عمران کی جان واقعی خطرے میں تھی — یا —؟

● — وہ لمحہ — جب عمران نے مشن کو کامیاب کرتے کرتے اُسے ناکامی سے دوچار کردیا — کیا واقعی عمران نے جان بوجھ کر ایسا کیا — یا —؟

● — کیا مشن کامیاب ہوسکا یا ناکام رہا — ایک ایسا سوال جس کا کوئی فیصلہ نہ کرسکتا تھا

● — انتہائی حیرت انگیز، دلچسپ ایکشن اور سسپنس سے بھرپور ایک منفرد انداز کا ناول۔

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں

مظہر کلیم ایم اے

ایک اور شاہکار ناول
پیش کرتے ہیں

آپریشن سینڈوچ

● انتہائی لرزہ خیز اور اعصاب شکن واقعات سے بھرپور ● عمران کے ملک کو ہستی سے مٹانے کے لئے ایک ہولناک بین الاقوامی سازش ● ایک ایسی سازش جو ہر لحاظ سے مکمل اور جامع تھی اور اس سازش کے مقابلہ میں عمران بھی بے بس ہو جاتا ہے ● سازش کامیاب ہوجاتی ہے اور عمران کے ملک پر تباہیاں پڑتی ہیں۔

کیا عمران واقعی بے بسی سے مجرموں کا منہ دیکھتا رہا — یا

اسرار و سراغرسانی، سسپنس اور ایکشن سے بھرپور ایک لافانی شاہکار

آفسٹ طباعت و کتابت

انتہائی خوبصورت سرورق

یوسف برادرز، پبلشرز، بکسیلرز، پاک گیٹ، ملتان

طور پر کرایا تو کرنل پائیک نے عمران اور صفدر سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا اور پھر انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کا کہہ کر وہ تیزی سے مڑا اور دوبارہ میز کے پیچھے موجود اونچی نشست کی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کہاں ہے وہ وصیت نامہ جس پر میں نے دستخط کرنے ہیں"۔ کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے عمران اور صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے عمران اور صفدر یہ دیکھ کر بے اختیار چونک پڑے کہ ان کے ہاتھ اور ان کا جسم کرسیوں کے ساتھ اس طرح چپک گیا تھا جیسے مقناطیس سے لوہا چپک جاتا ہے۔

"مجھے افسوس ہے عمران کہ تم اور تمہارا ساتھی اب حرکت نہ کر سکیں گے البتہ ہم باتیں کر سکتے ہیں"...... کرنل پائیک نے مسکراتے ہوئے اپنے مخصوص نرم لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کیا ہے تم نے"...... عمران نے بدستور لارڈ ہربرٹ کے لہجے میں کہا۔

"تمہاری کار جب فرسٹ چیک پوسٹ سے کراس ہوئی تو مجھے اطلاع مل گئی لیکن پھر اس سے پہلے کہ تمہاری کار یہاں تک پہنچتی کرنل ڈیوڈ کی کال آ گئی اور اس نے مجھے بتایا کہ اصل انکل لارڈ ہربرٹ کو ان کے فارم کے تہہ خانے سے برآمد کر لیا گیا ہے اور لارڈ ہربرٹ کے روپ میں علی عمران ہے۔ اس نے مجھے کار کے بارے میں بھی بتایا تو میں ساری بات سمجھ گیا۔ چنانچہ میں اس خصوصی

کمرے میں آ گیا اور اب نتیجہ تمہارے سامنے ہے۔ ویسے ایک بات ہے کہ تم نے واقعی حیرت انگیز میک اپ کیا ہے۔ اگر مجھے کرنل ڈیوڈ کی کال نہ ملتی تو یقیناً میں تمہیں لارڈ ہربرٹ ہی سمجھتا رہتا"۔ کرنل پائیک نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ اب کسی بات کو چھپانے کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ اصل لارڈ ہربرٹ کی تہہ خانے سے برآمدگی کے بعد اس بات پر اصرار فضول تھا کہ عمران اب لارڈ ہربرٹ ہی بنا رہے۔ ویسے کرنل پائیک کی اداکاری ایسی تھی کہ عمران کو بھی آخری لمحے تک شبہ نہ ہو سکتا تھا ورنہ شاید کرنل پائیک اس انداز میں اسے بے بس نہ کر سکتا۔

"کرنل پائیک۔ مجھے معلوم ہے کہ تم کرنل ڈیوڈ کی طرح جذباتی اور احمق نہیں ہو۔ ہماری یہاں آمد کا مقصد اسرائیل کو کوئی نقصان پہنچانا نہیں ہے۔ ہم صرف اتنا چاہتے ہیں کہ اپنے ملک کے سائنس دان کو واپس لے جا سکیں اور مجھے یقین ہے کہ اگر اسرائیل کے کسی سائنس دان کو اس انداز میں اغوا کر کے پاکیشیا لے جایا جاتا تو تم بھی اسے واپس حاصل کرنے کو برحق سمجھتے"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے علی عمران۔ لیکن مجھے یہ یقین ہے کہ اگر ایسا ہوتا تو تم میرے خلاف وہاں اسی طرح کام کرتے جس طرح میں یہاں کر رہا ہوں کیونکہ ہم لوگ حکومتوں اور ان کی مصلحتوں کے تابع ہوتے ہیں۔ ہماری ذاتی پسند ناپسند کا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا